OSMANIA UNIVERSITY

مآثرِ عالم گیری

سلسلۂ مطبوعات جامعۂ عثمانیہ

مآثر عالمگیری

سلطان اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی کی پنجاہ سالہ حکومت کے مختصر حالات

تصنیف

محمد ساقی مستعد خاں

ترجمہ

مولوی محمد فدا علی طالب
رکن شعبۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ

سنہ ۱۳۵۰ھ مطابق سنہ ۱۳۴۱ف مطابق سنہ ۱۹۳۲ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

مآثر عالمگیری

دیباچہ مآثرِ عالمگیری

مآثر عالمگیری جیسا کہ خود کتاب کے نام سے ظاہر ہے خلد مکاں حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے پنجاہ سالہ عہد حکومت کی مختصر مگر مکمل تاریخ ہے۔

مولف کتاب مستعد خاں ساقی خلد مکاں کے عہد میں اُن خدمات پر مامور رہا جنکی وجہ سے اس کو ہر وقت بادشاہ کا تقرب حاصل رہا۔ مولف نے ابتدائی دہ سالہ واقعات کا خلاصہ عالمگیر نامہ سے اخذ کیا اور بقیہ چہل سالہ واقعات خود لکھکر تاریخ کو مکمل کیا۔

مستعد خاں باوجودیکہ بادشاہ کا حقیقی جاں نثار و شیدائی ہے اور اسمیں شبہ نہیں کہ صدق دل سے بادشاہ کو مربی دارین و مرشد و ہادی خیال کرتا ہے لیکن اسکی یہ عقیدت واقعات کو صحیح و بے کم و کاست بیان کرنے میں ہارج و مانع نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات تو حوادث و واقعات کی اس خوبی سے تصویر کھینچتا ہے کہ بے اختیار داد دینے کو دل چاہتا ہے۔

مولف کی انشاپردازی بھی اعلیٰ د قابل تعریف ہے بلکہ طویل واقعات کو اختصار مگر صحت و جامعیت کے ساتھ بیان کرنے میں مستعد خاں کو جو ید طولیٰ حاصل ہے وہ مورخین کے گروہ میں کم نظر آتا ہے۔

مولف نے بادشاہ کے آخر عہد کے حالات و نیز خلد مکان کی علالت و وفات کو جس خوبی و عقیدت و صحت کے ساتھ لکھا ہے اسمیں شبہ نہیں کہ وہ اپنی آپ نظیر ہے۔

حضرت خلد مکان پر بے شمار الزامات تعصب و مظالم کے وضع کئے گئے ہیں اور واقعات کو اس بری طرح دکھایا گیا ہے کہ بادشاہ کی ذات والاصفات سے قلوب میں نفرت و عداوت پیدا ہوتی ہے لیکن اس تاریخ کو جو قطعاً صحت پر مبنی ہے مطالعہ کرنے سے یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ بادشاہ اگر ایک طرف شرع و تقویٰ و طہارت کی مجسم تصویر ہے تو دوسری طرف عدل و انصاف کا

بحر بیکراں و حلم و بردباری کا چشمہ رواں اور عزم و استقلال کا وہ کوہ غیر جنباں ہے جسکو کسی عالم میں بھی تزلزل نہیں پیدا ہوتا۔

اس تاریخ کو دیکھنے سے یہ امر بخوبی ثابت ہو جاتا ہے کہ عدل و انصاف و نیز غیر مسلم رعایا کے ساتھ حلم و بردباری و نیز سلوک مربیانہ میں بادشاہ کو اُس کے تمام اسلاف پر فوقیت حاصل ہے خصوصاً دشمنوں اور باغیوں کے مقابلہ میں جو عفو تقصیر کے قابل قدر جذبات عملدرآمد سے ظاہر ہوتے ہیں وہ قطعاً بے نظیر و بے مثال ہیں فقط

مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و نعت کے محمد ساقی مصنف مآثر عالم گیری عرض کرتا ہے کہ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ جس طرح میں نے حضرت خلد مکاں عالم گیر بادشاہ غازی کے چہل سالہ احوال کو تاریخ کی صورت میں جمع کیا ہے اسی طرح اگر میں دہ سالہ سوانح عہد عالم گیری مرتبہ مرزا محمد کاظم صاحب عالم گیر نامہ کا ایک اجمالی خلاصہ بھی کر دوں تو اس سے دو فائدے حاصل ہوں گے اول یہ کہ یہ خلاصہ میری تصنیف کا مقدمہ بن کر حقیر کی تالیف کو مکمل کر دے گا دوسرے یہ کہ جو حضرات عہد معدلت مہد کے پورے پنجاہ سالہ واقعات سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ آسانی سے اپنی مطلب براری کر سکیں گے۔ خدا کا شکر ہے کہ عمر نے وفا اور وقت نے میری مدد کی اور میں نے اپنی خواہش کے مطابق ضروری واقعات کا انتخاب کر کے بہترین طریقہ پر اس کام کو انجام دیا۔

قبل جلوس کے وہ واقعات جو فرمانروائی کا باعث ہوئے اور نیز دہ سالہ عہد حکومت

چونکہ خدا کی مشیت یہی تھی، کہ دنیا ایک نئے فرماں روا کے عدل و انصاف سے بہرہ ور ہو کر آباد و معمور رہو۔ اس لئے جو حادثہ پیش آتا تھا وہ اس حکمران کی آنے والی حکومت کا مقدمہ بنکر عہد معدلت کی نیک ساعت کو روز بروز قریب کرتا جاتا تھا۔ ان سوانح کا اجمالی بیان یہ ہے کہ ساتویں ذی الحجہ سنہ ۱۰۶۷ ہجری کو حضرت صاحبقران ثانی شاہ جہاں بادشاہ غازی کا جو اس کے بعد سے اعلیٰ حضرت

کے نام سے یاد کیئے جائیں گے مزاج ناساز ہوا۔ اعلیحضرت پر مرض کا غلبہ ہوا اور امور جہاں بانی کی طرف توجہ کرنے سے مجبور ہو گیئے اعلیحضرت کے فرزند اکبر داراشکوہ نے اس موقع کو غنیمت جانا اور ممالک محروسہ کے تمام راستے بالکل بند کر دیئے تاکہ ہر قسم کے اخبار کی ناکہ بندی ہو جائے۔ داراشکوہ کے اس طرز عمل سے سارے ملک میں بے چینی پیدا ہو گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے فرزند چہارم شاہزادہ مراد بخش صوبہ دار گجرات نے خود مختاری کا اعلان کیا اور حضرت کے فرزند دوم شاہ شجاع حاکم بنگالہ نے بھی مراد بخش کی تقلید کی اور پٹنہ پر حملہ آور ہوا۔ داراشکوہ چونکہ حضرت جہاں پناہ سے سب سے زیادہ قریب تھا اس لیئے وہ ہر ممکن طریقہ سے اعلیحضرت کو جہاں پناہ کی طرف سے بدظن کرتا تھا۔ داراشکوہ نے طرح طرح کی حیلہ سازیوں سے اعلیحضرت کو مجبور کیا اور بادشاہ نے اس لشکر کو جو جہاں پناہ کے ہمراہ تھا اپنے پاس طلب کر لیا شاہزادہ داراشکوہ کی ان تمام حکمت عملیوں کا منشاء یہ تھا کہ اعلیحضرت کی حیات ہی میں سب سے پہلے شجاع اور مراد کا کام تمام کرے اور اس کے بعد اطمینان کے ساتھ دکن کی مہم کو بھی سر کرے۔ جہاں پناہ کے دشمنوں کو بھی چشم زخم پہنچائے۔ داراشکوہ اپنے ارادہ کو پورا کرنے کے لیئے اعلیحضرت کو جب کہ وہ شدید بیمار تھے دہلی سے آگرہ لایا اور راجہ جے سنگھ کو بادشاہی افواج اور اپنے ذاتی لشکر کے ساتھ اپنے فرزند سلیمان شکوہ کی سرداری میں شجاع کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ اسی زمانہ میں داراشکوہ نے راجہ جسونت سنگھ کو جو اعلیحضرت کی والدۂ ماجدہ کا قریبی رشتہ دار تھا اور جو اس اعزازی قرابت کی وجہ سے بے حد معزز و صاحب اعتبار ہو کہ مہاراجہ کے خطاب سے سرفراز اور راجگان ہندوستان میں سب سے بلند پایہ تھا ایک جرار لشکر کے ہمراہ مالوہ کی طرف روانہ کیا اس مہم کا مقصد یہ تھا کہ جسونت سنگھ مالوہ میں اپنے پرے جما کر جہاں پناہ کا سد راہ ہو۔ داراشکوہ نے قاسم خاں کو ایک علیحدہ جمعیت کے ساتھ مہاراجہ کے ساتھ اُجّین روانہ ہونے کا حکم دیا اور اسے سمجھا دیا کہ اگر موقع و مصلحت دیکھے تو اُجّین سے مراد بخش کی تباہی اور بربادی کا ارادہ کر کے گجرات کا رخ کرے۔ داراشکوہ کی حیلہ سازیوں سے اعلیحضرت کا دل جہاں پناہ کی طرف سے بدگمان ہو گیا۔ عیسیٰ بیگ وکیل سرکار کا مال و متاع بلا کسی جرم کے ضبط کیا گیا اور غریب عیسیٰ خود قید خانہ میں ڈالدیا گیا۔ لیکن چند روز کے بعد

جب یہ معلوم ہوا کہ یہ سلوک ظالمانہ اور یہ حرکت مذموم ہے تو عیسیٰ نے زندان اسیری سے نجات پائی دارا شکوہ کے اطوار و عادات میں جو اوا کہ سب سے زیادہ جہاں پناہ کو ناپسند تھی وہ شاہزادۂ مذکور کی ہندو پرست طبیعت تھی جس کی وجہ سے دارا شکوہ ہندو مذہب پر مایل اور ان کے رسم و رواج کو جاری کرنے کا ہر وقت کوشاں رہتا تھا جہاں پناہ دین و دولت کی حفاظت کو سب پر مقدم سمجھے اور یہ ارادہ کیا کہ اعلیٰحضرت کی ملازمت حاصل کریں اس کے ساتھ ہی ساتھ جہاں پناہ کا یہ بھی ارادہ تھا کہ شاہزادۂ مراد بخش کو جو جاہلانہ روش کا شیدائی اور اس زمانہ میں جہاں پناہ کے سایۂ عاطفت میں پناہ گزیں تھا۔ اپنے ہمراہ لیتے جائیں۔ بادشاہ کو اس بات کا بھی اندیشہ تھا کہ جسونت سنگھ اور قاسم خاں جہاں پناہ کے سد راہ ہو کر مقابلہ کریں گے اس لئے حضرت شاہ نے احتیاط کو مدنظر رکھا اور سامان حرب کو ساتھ لے کر غرۂ جمادی الاول ۱۰۶۸ھ ہجری کو اورنگ آباد سے برہان پور روانہ ہوئے۔ اور پچیس ماہ مذکور کو برہان پور پہونچ گئے۔ برہان پور پہونچکر جہاں پناہ نے ایک عریضۂ عیادت اعلیحضرت کے حضور میں روانہ کیا لیکن ایک مہینہ تک اس خط کا کوئی جواب نہ آیا بلکہ وحشتناک خبریں برابر پہونچتی رہیں۔ دارا شکوہ کی تحریک سے جسونت سنگھ برابر سرکشی کر رہا تھا۔ جہاں پناہ نے پچیس جمادی الآخر روز شنبہ کو برہانپور سے آگرہ کی طرف کوچ کیا۔ اکیس رجب کو جب کہ جہاں پناہ نے دیبالپور سے کوچ فرمایا تو اثنائے سفر میں شاہزادہ مراد بخش نے جو جہاں پناہ کے دامن عاطفت میں پناہ لینے کے لئے بادشاہ کے پاس آ رہا تھا سعادت ملازمت حاصل کی جہاں پناہ نے موضع دھرمات پور میں جو اجین سے سات کوس کے فاصلہ پر واقع ہے قیام فرمایا دھرمات پور سے ایک کوس کے فاصلہ پر جسونت سنگھ اور قاسم خاں بھی آمادۂ پیکار خیمہ زن تھے۔ ان نامرادوں نے اپنی بساط سے قدم آگے بڑھایا اور جہاں پناہ سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوئے۔ بادشاہ اسلام کی رگ حمیت کو حرکت ہوئی اور جہاں پناہ نے مبارک دن یعنے یوم جمعہ بائیس رجب ۱۰۶۸ھ ہجری کو لڑائی کی صفیں درست کرنے کا حکم دیکر طبل جنگ بجوایا۔

جسونت سنگھ کا فوج بادشاہی سے مقابلہ اور ہزیمت	جسونت سنگھ نے پوری جہالت سے کام لیا

اور وہ بھی اپنی صفیں درست کر کے میدان جنگ کے لئے سوار ہوا دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ اور اگرچہ ہندؤں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور راجہ کے سپاہی بادل کی طرح میدان جنگ پر چھائے ہوئے تھے لیکن شاہی فوج نے اپنی شمشیر زنی سے ہندو سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتارنا شروع کیا مسلمانوں کی تلوار و خنجر نے ایسا ہندؤں کو ذبح کیا کہ جسونت سنگھ نے ناموس و عزت کو جان پر قربان کیا اور معدودے چند سپاہیوں کے ہمراہ میدان جنگ سے بھاگا اور سیدھا اپنے وطن مارواڑ پہونچ گیا قاسم خاں کا بھی یہی حال ہوا اور سردار مع تمام سپاہیوں کے سلامتی جان کو سب پر مقدم سمجھے اور معرکۂ کارزار سے فراری ہوئے۔ شاہی لشکر کو فتح ہوئی اور غنیم کا تمام مال و اسباب جہاں پناہ کے اہل لشکر کے قبضہ میں آیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ حریف کے مقتولوں کی عدد شماری کی جائے شاہی حکم کی تعمیل کی گئی اور معلوم ہوا کہ چھ ہزار حریف کے سپاہی کام آئے۔ جہاں پناہ نے یکم رمضان المبارک کو دریائے چنبل کو عبور کیا اور معلوم ہوا کہ داراشکوہ دھولپور سے مقابلہ کے لئے آرہا ہے۔

صاحب اقبال اور فتحمند لشکر کا داراشکوہ سے لڑنا اور دارا کی شکست

قبلۂ عالم ۶ رمضان المبارک کو داراشکوہ کے لشکر کے قریب پہنچے اور حریف سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر مقیم ہوئے۔ داراشکوہ بھی اسی دن سوار ہوا اور اپنے لشکر سے تھوڑی دور آگے بڑھ کر ایک جگہ کھڑا ہوا لیکن اقبال اور ہیبت عالمگیری نے اسے ایسا ششدر و حیران کیا کہ اپنی جگہ سے ایک قدم بھی نہ ہل سکا۔ داراشکوہ نے از صبح تا شام اپنے سپاہیوں کو لوں اور دھوپ میں ایسا جلایا کہ ایک گروہ کثیر اس کے لشکر کا گرمی اور پیاس سے راہی عدم ہوا۔ داراشکوہ شام کے قریب اپنے قیام گاہ کو واپس گیا۔ دوسرے دن جہاں پناہ نے دارالملک آگرہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا داراشکوہ نے عین کوچ کی صبح کو یعنی ساتویں رمضان کو اس مقام پر جہاں کہ گذشتہ روز اکر کھڑا ہوا تھا اپنی صف بندی شروع کی اور مقابلہ کی غرض سے عسکر جہاں پناہی کی طرف بڑھا طرفین سے توپ و تفنگ سر ہونے لگیں اور لڑائی کا بازار گرم ہوا۔ داراشکوہ کے امرا میں رستم خاں۔ راؤ ستر سال اور راجہ رائے سنگھ راٹھور وغیرہ بڑے بڑے سرداران فوج قتل کئے گئے اور باوجود اس کے کہ داراشکوہ کے پاس ابھی ایک گروہ

امراء کا موجود تھا لیکن وہ ایسا مضطرب و پریشان ہوا کہ ہاتھی سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ دارا شکوہ کے اس بے ہنگام طرز عمل نے سارے لشکر کو بے چین و مایوس کر دیا۔ اور سپاہی میدان جنگ سے فرار ہوئے۔ اقبال شاہی نے اپنا کام کیا اور جہاں پناہ کو فتح حاصل ہوئی۔

اس معرکہ میں جو تعجب انگیز کام اقبال شاہی نے کیا وہ یہ ہے کہ حریف کے سرداران لشکر وافسران فوج جس کثرت سے اس جنگ میں کام آئے اس کی نظیر دنیا کے کسی معرکہ میں نہیں ملتی جب افسروں کا یہ حال ہوا کہ ان کے کشتے حد شمار سے باہر ہیں تو معمولی سپاہیوں کی تعداد کا کیا ٹھکانہ۔ جہاں پناہ کی فوج میں افسران لشکر میں سوا اعظم خاں المعروف بہ ملتفت خاں کے اور کوئی ضایع نہیں ہوا۔ اور یہ امیر بھی ہوا کی حدت اور گرمی کی شدت سے فوت ہوا نہ کہ حریف کے شمشیر و خنجر سے۔ دارا شکوہ نے اس شکست کے بعد اپنے فرزند اور معدودے چند ملازمین کے ہمراہ دارالحکومت میں اپنے غم خانہ میں قیام کیا اور تین گھڑی رات گزرنے کے بعد دارالملک شاہجہاں آباد کو روانہ ہو گیا۔

فتحمند بادشاہ نے خدا کی درگاہ میں سجدۂ شکر ادا کیا اور دشمنوں کے قیام گاہ میں جاکر داراشکوہ کے خیمے میں جو اسی طرح قایم تھا جلوس فرمایا۔ دوسرے دن شاہی فوج سموگر روانہ ہوئی۔ جہاں پناہ نے اس روز ایک معذرت نامہ اعلیحضرت کے حضور میں روانہ کیا اور اس خط میں معرکۂ کارزار بہ پا ہونے پر عذر کیا۔ رمضان کی دسویں تاریخ کو جہاں پناہ اکبر آباد کے نواح باغ نور منزل میں وارد ہوئے اعلیحضرت نے بھی معذرت نامہ کا جواب بھیجا اور دوسرے دن ایک تلوار موسوم بہ عالم گیر روانہ فرمائی بارگاہ شاہی کے تمام ملازمین و امراکے گروہ کے گروہ جہاں پناہ کے حضور میں حاضر ہوئے اور ہر شخص ان میں سے اپنی حیثیت کے مطابق مرحمت شاہانہ سے سرفراز ہوا بیسویں رمضان کو جہاں پناہ شہر میں وارد ہوئے اور داراشکوہ کے مکان میں قیام فرمایا۔ ۲۱ رمضان کو جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ داراشکوہ دسویں رمضان کو دہلی پہنچ گیا ہے۔ بادشاہ کا ارادہ اعلیٰ حضرت کی ملازمت حاصل کرنا تھا۔ اور داراشکوہ نے خفیہ خطوط سے اعلیحضرت کو جہاں پناہ کی طرف سے بدگمان کر دیا تھا۔ عاقبت اندیش

بادشاہ نے اپنا ارادہ ترک کیا اور بائیسویں رمضان کو دارالملک روانہ ہوئے چوبیسویں رمضان کو جہاں پناہ نے گھاٹ سامی پر نزول فرمایا اور اسی جگہ داراشکوہ کی بابت متعدد خبریں پہونچیں۔ بادشاہ نے ۲۰ رمضان کو بہادر خاں کو داراشکوہ کے تعاقب کے لئے مقرر فرمایا۔ شاہزادہ مرادبخش بھی حد اعتدال سے تجاوز کر چکا تھا اور تمام سامان سرکشی مہیا کر کے وقت اور موقع کی تاک میں بیٹھا ہوا تھا۔ جہاں پناہ مراد کے فتنہ کا فرو کرنا بھی ضروری سمجھے اور متھرا کی منزل میں ۴ شوال کو مرادبخش گرفتار کر لیا گیا۔ بادشاہ نے مراد کو شیخ میر کے سپرد کیا اور شاہزادہ شاہجہان آباد کے قلعہ کو روانہ کر دیا گیا۔ جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ داراشکوہ لاہور روانہ ہوا ہے اس خبر کو سن کر بادشاہ نے بھی پنجاب کے سفر کا مصمم ارادہ کر لیا۔

چونکہ نجومیوں نے یوم جمعہ غرۂ ذیقعدہ سنہ ۱۰۶۸ ہجری مطابق ۱۱ امرداد کو ساعت نیک قرار دیا تھا اور اتنا وقت نہ تھا کہ حضرت سلطان دارالملک کے قلعہ میں داخل ہو کر اس کار نیک کو انجام دیں اس لئے اس مبارک کام کو پورا کرنے کے لئے جہاں پناہ نے باغ اعزاباد میں چند روز توقف فرمایا اور اسی ساعت نیک میں تخت حکومت پر جلوس فرمایا۔ شاہزادوں منصبداروں اور تمام ملازمین پر جس خاص عزت کے ساتھ نوازش فرمائی اس کا اندازہ حد حساب سے باہر ہے۔ فصحا نے بے مثال تاریخیں اس جلوس کی تہنیت میں نظم کیں ان تاریخوں میں سید عبدالرشید تتوی کی بے مثل تاریخ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم حقیقتاً ایک بے نظیر تاریخ ہے۔ ایک دوسرے شخص نے "سرافراز سر بادشاہی" جلوس میمنت کی تاریخ کہی۔ جہاں پناہ نے اس جشن کے لوازم مختصر طور پر انجام دیئے اور اکثر مراسم کو جلوس ثانی تک ملتوی رکھا۔ بادشاہ نے اس وقت خطبہ و سکہ میں بھی کوئی تغیر نہ فرمایا اور نہ اپنے لئے کوئی خاص لقب اختیار کیا بلکہ ان امور کو بھی جلوس ثانی پر ملتوی رکھا۔ جلوس کے قبل جہاں پناہ نے ایک فوج خلیل اللہ خاں کی ماتحتی میں نامزد کی تاکہ یہ گروہ بہادر خاں کے ساتھ ملکر دریائے ستلج کے کنارے پہنچے اور جس طرح ممکن ہو دریا کو عبور کرے۔ اسی زمانہ میں معلوم ہوا کہ سلیمان شکوہ دریائے گنگا کو عبور کر کے ہردوار کی طرف روانہ ہوا ہے اور اس کا ارادہ یہ ہے کہ جلد سے جلد سفر کی منزلیں طے کرتا ہوا اپنے باپ سے جا ملے۔ جہاں پناہ نے امیرالامرا

شایستہ خاں اور شیخ میر وغیرہ کو مقرر فرمایا کہ اس کی مہم کو سرانجام دیں۔ دوسری ذیقعدہ
سنہ ۱۰۶۸ ہجری مطابق بارھویں امرداد کو سراپردۂ شاہی سفر پنجاب کے لئے میدان میں
نصب کیا گیا پندرھویں ماہ مذکور کو بہادر خان کا معروضہ جہاں پناہ کے حضور میں پہنچا
جس سے معلوم ہوا کہ افواج شاہی نے دریائے ستلج کو عبور کیا اور داراشکوہ کے سپاہی
مقابلہ نہ کر سکے اور سامنے سے فرار ہو گئے۔ اسی دوران میں یہ بھی معلوم ہوا کہ سلیمان شکوہ
کوہستان کشمیر میں آوارہ پھر رہا ہے۔ جہاں پناہ نے اس لشکر کو جو سلیمان شکوہ کی
مہم پر متعین کیا گیا تھا واپسی کا حکم صادر فرمایا۔ داراشکوہ لاہور پہنچا اور اس نے بیس ہزار
سوار جمع کئے اور جب یہ سنا کہ بہادر خاں اور خلیل اللہ نے دریا کو عبور کر لیا ہے تو
داراشکوہ نے ایک گروہ کثیر کو داؤد خاں کے ماتحتی میں دریائے بیاس پر مقرر کیا
تاکہ یہ فوج بہادر خاں اور خلیل خاں کو آگے قدم نہ بڑھانے دے۔ داراشکوہ نے
داؤد خاں کے بعد سپہر شکوہ کو بھی روانہ کیا۔ بادشاہ نے اس خبر کو سن کر راجہ
جے سنگھ وغیرہ کو اس فتحمند لشکر کا پیش رو مقرر کیا داراشکوہ کو ان واقعات کی اطلاع
ہوئی اور اس نے اپنے میں مقابلہ کی طاقت نہ پائی اور لاہور سے ملتان روانہ ہو گیا
اس زمانہ میں مہاراجہ جسونت سنگھ وطن سے واپس آیا اور شاہی بارگاہ میں اس نے
بے حد عاجزی اور ندامت ظاہر کی بادشاہ ذرہ پرور نے مہاراجہ کو شاہانہ نوازشوں
سے سرفراز فرمایا اور اس کے قصور معاف کئے اور اسے پائے تخت جانے کی اجازت
دی چوبیسویں ذی حجہ کو ہیبت پور پٹی میں خلیل اللہ خاں وغیرہ کے خطوط سے معلوم
ہوا کہ داراشکوہ ساز و سامان سے آراستہ ہو کر لاہور سے نکلا ہے اور اس کا ارادہ
ہے کہ شاہی فوج سے مقابلہ کرے چونکہ شاہی لشکر کے افسروں سے بھی اس کے تعاقب
میں کچھ سستی واقع ہوئی تھی اس لئے بادشاہ نے اس مرتبہ شاہزادہ محمد اعظم کو زائد لشکر
اور کارخانہ جات کے ساتھ لاہور کی طرف بھیجا اور خود بھی جلد سے جلد دھاوا کرنے کیلئے
روانہ ہو گئے۔ اسی دوران میں بادشاہ کو معلوم ہوا کہ داراشکوہ لاہور میں بھی ثابت
قدم نہ رہ سکا اور اب بھکر روانہ ہوا ہے اور اس کے ملازموں کا ایک گروہ کثیر
اس سے جدا ہو چکا ہے اور نیز یہ کہ داراشکوہ کی پریشانی روز بروز ترقی پذیر ہے۔
جہاں پناہ نے ایلغار کا ارادہ ترک کیا اور آسانی کے ساتھ منزل [illegible] طے

کرنے لگے۔ بادشاہ نے ملتان تک کسی جگہ قیام نہ فرمایا۔ چوتھی محرم کو صف شکن خاں ملتان سے دارا شکوہ کے تعاقب میں روانہ ہو چکا تھا لیکن اس پر بھی بادشاہ نے احتیاط کو مدنظر رکھکر شیخ میر کو بھی نو ہزار سواروں کے ساتھ اس کے تعاقب میں روانہ کیا۔ دارا شکوہ کا ہنگامہ بپا ہی تھا کہ جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کا برادر اعیانی شاہ شجاع جو جلوس سے قبل جہاں پناہ سے متحد و متفق تھا بنگالہ سے باہر نکل کر مقابلہ و جنگ کیلئے تیار ہے بادشاہ اس خبر کو سنکر بارھویں محرم کو ملتان سے واپس ہوئے چوتھی ربیع الاول کو پائے تخت کے قلعہ میں پہونچ گئے۔ اس درمیان میں شاہ شجاع کے فتنہ و فساد کی خبریں پے در پے بادشاہ کو پہونچیں۔ بادشاہ کا دلی ارادہ تو یہ تھا کہ جہاں تک ممکن ہو بھائی کی خطاؤں سے چشم پوشی فرمائیں لیکن شجاع نے قدم جسارت اور آگے بڑھایا اور حدود بنارس تک پہونچکر جنگ کے لئے تیار ہو گیا۔ بادشاہ نے مجبوراً حکم دیا کہ شاہزادہ محمد سلطان اٹھارھویں ربیع الاول کو اکبر آباد سے روانہ ہوں۔ جہاں پناہ کو متواتر خبروں سے معلوم ہوا کہ شاہ شجاع حدود بنارس سے آگے قدم بڑھانے کا ارادہ کر رہا ہے بادشاہ نے مصلحت وقت کا لحاظ فرما کر شکار گاہ سوروں کے سفر کا تہیہ کیا تا کہ وہاں پہنچکر شاہ شجاع کے ورود کا انتظار کریں اور اگر حریف پٹنہ کو واپس ہو تو اپنے مقدمۂ لشکر کو بھی واپسی کا حکم صادر فرمائیں ورنہ شاہ شجاع کی مہم سر کرنے کی تیاری کریں۔ سولھویں ربیع الاول کو بادشاہ پائے تخت سے سوروں روانہ ہوئے اور بیسویں تاریخ کو معلوم ہوا کہ مقدمۂ لشکر انیس تاریخ کو اٹاوہ پہونچ گیا ہے جہاں پناہ شکار کھیلتے ہوئے سفر کی منزلیں طے کرنے لگے اور تیسری ربیع الثانی کو سوروں پہونچ گئے۔ جہاں پناہ یہ چاہتے تھے کہ شاہ شجاع کی مہم صلح و آشتی کے ساتھ طے ہو جائے۔ بادشاہ نے بھائی کو ایک خط نصیحت آمیز لکھا اس تحریر سے مقصود یہ تھا کہ شجاع کے اصل ارادہ سے بادشاہ کو آگاہی ہو جائے لیکن نامہ و پیغام کا کچھ نتیجہ نہ نکلا اور جہاں پناہ کو یقین کامل ہو گیا کہ خاطر و مدارات سے کام نہ نکلے گا۔ جہاں پناہ شجاع کے دفعیہ کے لئے تیار ہوئے اور پانچویں ماہ مذکور کو سوروں سے روانہ ہو گئے۔ بادشاہ نے شاہزادہ محمد سلطان اور مقدمۂ لشکر کو حکم دیا کہ جنگ آزمائی میں تعجیل سے کام نہ لیں اور شاہی ورود کا انتظار کریں۔ سترھویں ماہ مذکور کو بادشاہ قصبۂ کوڑہ پہونچے شاہزادہ محمد سلطان مع مقدمۂ لشکر کے اس جگہ مقیم تھا اور شاہ شجاع بھی

کوڑہ سے چار کوس کے فاصلہ پر آمادہ بہ پیکار خیمہ زن تھا۔ معظم خاں جو شاہی حکم کے مطابق خاندیس سے آستانۂ شاہی کو آ رہا تھا اسی تاریخ بادشاہ کے حضور میں حاضر ہو گیا۔

شاہی لشکر اور شاہ شجاع کا مقابلہ

شاہ شجاع نے جنگ آزمائی کے لئے قدم آگے بڑھایا اور توپخانہ اپنے سامنے آراستہ کر کے لڑنے کے لئے تیار ہوا۔ انیسویں ربیع الاول یوم یکشنبہ کو جو شاہی لشکر کے کوڑہ میں پہنچنے کا تیسرا روز تھا۔ شاہنشاہی حکم صادر ہوا کہ شاہ شجاع کی فوج کے سامنے توپ خانہ لگا کر آتشباری کی جائے اور افواج بادشاہی دشمن کے مقابلہ میں داد جاں نثاری دیکر حریف کو تباہ و پامال کریں۔ شاہی حکم کے مطابق لشکر کے گروہ کے گروہ جمع ہونے لگے اور نوے ہزار فوج یک جا ہو گئی۔ جہاں پناہ نے حکم صادر فرمایا کہ لشکر شاہی و دولت خانہ مبارک اپنی جگہ سے نہ ہٹائے جائیں۔ اسی روز شاہ شجاع نے بھی اپنی فوج درست کی چار گھڑی دن گزرنے کے بعد بادشاہ عالم پناہ نے حریف کے لشکر تک قدم رنجہ فرمایا اور تین پہر دن گزرنے کے بعد شجاع کے قیام گاہ سے نصف کوس کے فاصلہ پر صف آرا ہوئے شاہ شجاع نے خود آگے قدم نہیں بڑھایا بلکہ توپ خانہ کے ایک حصہ کو مقابلہ کے لئے روانہ کیا غروب آفتاب تک لڑائی کا بازار گرم رہا رات کی سیاہی پھیلی اور شجاع نے توپ خانہ کو واپس بلا لیا۔ قبلۂ عالم نے ملازمین کو احتیاط و دور اندیشی کی تاکید فرمائی اور مورچوں کو مستحکم و مضبوط کرنے کے بعد مختصر دولت خانۂ مبارک کی حفاظت کے احکام نافذ فرمائے۔

اس شب کے آخری حصہ میں ایک حادثہ پیش آیا جس کو ظاہر بیں اشخاص یہ سمجھے کہ جہاں پناہ کو نقصان عظیم پہونچا۔ اور فوج میں تفرقہ پیدا ہو گیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مہاراجہ جسونت سنگھ نے بظاہر تو قبلۂ عالم کی اطاعت قبول کر لی تھی لیکن باطن میں نفاق پر تلا ہوا تھا اور ہر وقت فتنہ و فساد کے برپا کرنے کا منتظر تھا۔ جہاں پناہ نے اس معرکہ میں راجہ کو برانغار کا امیر مقرر فرمایا تھا راجہ جسونت سنگھ نے فرار کا ارادہ کیا اور شاہ شجاع کو بھی اپنے ارادے سے آگاہ کیا راجہ آخر رات اپنے پیادوں اور نیز دیگر راجپوت سواروں کے ساتھ فرار ہوا جسونت سنگھ نے پیشتر تو شاہزادہ محمد سلطان

کے لشکر پر جو سر راہ مقیم تھا چھاپہ مارا اور اس کے سواروں نے شاہزادہ کے لشکر گاہ کو تاراج کر کے بیحد نقصان پہونچایا وحشت ناک خبریں شایع ہوئیں اور فتنہ جو بدبختوں نے کارخانہ جات شاہی پر دست درازی کی جراءت کی اور امیروں اور سپاہیوں کے مال واسباب بھی تاراج و تباہ ہونے لگے۔ قبلۂ عالم نے یہ اخبار سنے اور اپنے مقام سے جنبش تک نہ کی۔ اگرچہ تقریباً نصف شاہی لشکر پراگندہ ہو چکا تھا لیکن تائید یافتہ بادشاہ نے کمی لشکر کے اندیشہ کو نظر انداز کر کے میدان کارزار کی راہ لی۔ شاہ شجاع نے اس مرتبہ خلاف سابق کے صف آرائی کی۔ طرفین سے بان وتوپ وتفنگ سر ہونے لگیں اور میدان کارزار میں ایسی آتش جنگ مشتعل ہوئی کہ دشمن اس آگ میں جلنے اور تباہ ہونے لگے۔ اگرچہ اس معرکہ میں اکثر شکست جہاں پناہ کے لشکر کو ہوئی لیکن ان خرابیوں میں خیر وخوبی پنہاں تھی۔ باوجود اس کے کہ بادشاہ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ سوار نہ تھے لیکن جہاں پناہ نے خدا پر بھروسہ کر کے دشمن کو پامال کرنا شروع کیا قبلۂ عالم جس سمت رخ فرماتے بادشاہ کی ہمت سے خلل کا تدارک ہو جاتا تھا۔ بادشاہ کی ہمت اور دبدبۂ شاہی کی تقویت نے بہادر سپاہیوں کو بھی شیر بنایا اور فوج نے دشمن کو تباہ و پامال کرنا شروع کیا۔ شاہ شجاع کی فوج پراگندہ ہوئی اور حریف نے راہ فرار اختیار کی۔ یہ فتح وظفر جو بالا سپاہ ولشکر کے نصیب ہوئی محض تائید غیبی اور امداد سماوی کا نتیجہ تھی جس نے قبلۂ عالم کا سر نیاز خدا کی بارگاہ میں جھکایا اور بادشاہ نے مع فوج کے اپنی قیام گاہ سے کوچ فرما کر شاہ شجاع کے لشکر گاہ پر جو تالاب کے قریب تھی نزول اجلال فرمایا۔ جہاں پناہ نے اسی روز شاہزادہ محمد سلطان کو شاہ شجاع کے تعاقب میں روانہ کیا اور ۲۶ تاریخ تک اسی جگہ قیام پذیر رہے بادشاہ نے ۲۰ تاریخ کو کھجوہ کے نواح سے کوچ فرما کر تیس تاریخ کو نہر گنگ کے کنارہ قیام فرمایا۔ اس مقام پر پہونچ کر بادشاہ نے معظم خاں و دیگر اعیان ملک کو شاہزادہ محمد سلطان کی امداد اور شاہ شجاع کے تعاقب میں روانہ فرمایا۔

مورخ اب اس لشکر کا حال معرض تحریر میں لاتا ہے جو شیخ میر و صف شکن خاں کی ماتحتی میں داراشکوہ کے تعاقب میں روانہ ہوا تھا۔ صف شکن خاں نے چوتھی محرم کو ملتان سے داراشکوہ کے تعاقب میں کوچ کیا۔ صف شکن خاں نے دریائے بیاس کو

عبور کیا اور سنا کہ دارا شکوہ آگے بڑھ چکا ہے۔ خان مذکور بھی تعاقب میں آگے روانہ
ہوا صف شکن خان نے چند روز شیخ میر و دلیر خان کے لشکر کے ورود کا انتظار کیا ہر دو
لشکر جمع ہو گئے اور معلوم ہوا کہ دارا شکوہ نے بھکر میں دریا کو عبور کر کے اب سکھر میں قیام
کیا ہے۔ امرائے شاہی نے مشورہ کے بعد یہ طے کیا کہ شیخ میر و دلیر خاں اپنی جماعت کے
ہمراہ دریا کو عبور کر کے اس طرف سے سکھر روانہ ہوں اور صف شکن خاں لب دریا کے پار سے
بھکر کی طرف قدم آگے بڑھائے تاکہ حریف پر دونوں راستوں کا ٹے کر نا مشکل ہو اور وہ
درمیان میں گھر جائے۔ اس رائے کے موافق دوسرے روز صف شکن خاں شیخ میر سے
جدا ہو کر سکھر روانہ ہوا اور شیخ میر دو روز میں دریا کو عبور کر کے پانچویں صفر کو سکھر سے بارہ
کوس کے فاصلہ پر پہونچ گیا۔ صف شکن خاں شیخ میر سے تین روز پیشتر بھکر پہونچ گیا اور
ایک روز پہلے وہاں سے کوچ کر چکا تھا۔ معلوم یہ ہوا کہ دارا شکوہ اپنے اسباب و
سامان کو بھکر کے قلعہ میں چھوڑ کر تیس محرم کو اور آگے روانہ ہو چکا ہے۔ دارا شکوہ کا بقیہ
مال و اسباب کشتیوں میں ہے اور خود جنگل کی راہ سے سفر کی منزلیں طے کر رہا ہے یہ
بھی معلوم ہوا کہ دارا شکوہ کے خاص حاشیہ نشینوں میں داؤد خاں و دیگر سرداروں نے اس
سے جدائی اختیار کر لی ہے اور اب مغرور شاہزادہ کا ارادہ ہے کہ قندھار روانہ ہو
لیکن رفیقوں کی جدائی اور اپنے حرم کی ناراضی کی وجہ سے اس وقت اس نے
ٹھٹھہ کا رخ کیا ہے۔ صف شکن خاں نے اعز خاں کو دیگر سرداروں کے ہمراہ بھکر میں
چھوڑا تاکہ صف شکن اہل قلعہ کو پریشان و تنگ کرے اور خود سیوستان روانہ ہوا
اس دوران میں وہاں کے قلعہ دار محمد صالح ترخاں کا ایک نامہ صف شکن خاں کو
ملا جس کا مضمون یہ تھا کہ دارا شکوہ قلعہ سے پانچ کوس کے فاصلہ پر پہونچ گیا ہے تم جلد
سے جلد اس نواح میں آؤ اور اس کے خزانہ کی کشتیوں کے سد راہ ہو۔ خان مذکور نے
اپنے داماد محمد معصوم کو ایک جرار لشکر کے ہمراہ اپنے پیشتر روانہ کیا کہ دارا شکوہ کی
کشتیوں سے درگذر کر کے دریا کے کنارے مورچل تیار کرے اور خود بھی اسی شب
کوچ کر کے دارا شکوہ کی فوج کے محاذ سے تین کوس کے فاصلے پر قیام کیا صف شکن
خاں غنیم کی کشتیوں کے انتظار میں بیٹھا تھا اس امیر نے ارادہ کیا کہ دریا کو عبور کر کے
دشمن کے دفعیہ کی کوشش کرے اور محمد معصوم کو پیغام دیا کہ اس سمت سے کشتی روانہ

کرے۔ محمد معصوم کی تقدیر میں اس خدمت کی بجا آوری لکھی نہ تھی اس نے جواب دیا کہ اس کنارہ پر دریا کی گہرائی کمر تک ہے۔ اس طرف سے کشتیاں دریا کو عبور کر جائینگی صف شکن نے محمد معصوم کے جواب کی بناء پر دریا کو عبور نہ کیا اور دوسرے روز دریا کے اس سمت گرد و غبار اٹھا اور معلوم ہوا کہ دارا شکوہ نے کوچ کیا اور حریف کشتیوں کو اس طرف سے لے گئے۔ غرض کہ فتح کا ایسا نادر موقع محمد صالح کی کوتاہ اندیشی سے ہاتھ سے جاتا رہا۔

مختصر یہ کہ دارا شکوہ نے سیستان کے بلند پشتہ کو عبور کیا اور صف شکن خاں نے بھی اس کے تعاقب میں اس راہ سے دو منزلیں طے کیں دوسری جانب سے شیخ میر بھی پہنچ گیا اور اس نے صف شکن خاں کو پیغام دیا کہ مناسب یہ ہے کہ تم دریا کو عبور کر کے اس طرف آجاؤ تاکہ دونوں امیر مل کر مفرور کا تعاقب کریں۔ صف شکن خاں نے دریا کو عبور کیا اور معلوم ہوا کہ دارا شکوہ ٹھٹھہ پہونچ چکا ہے اور اب گجرات روانہ ہونے والا ہے۔ صف شکن خان نے شیخ میر پر سبقت کی اور دریائے ٹھٹھہ کے ساحل سے ایک کوس کے فاصلہ پر پہونچ گیا۔ دارا شکوہ نے دوسری جانب سے کوچ کر کے گجرات کا رخ کیا۔ صف شکن خان نے بھی سات روز میں پل باندھکر دریا کو عبور کیا اسی دوران میں حکم شاہی نافذ ہوا کہ شیخ میر و دلیر خاں۔ صف شکن خاں تعاقب سے دست بردار ہو کر بادشاہ کے حضور میں حاضر ہو جائیں۔ جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ دارا شکوہ گجرات روانہ ہوا ہے بادشاہ الہ آباد سے واپس ہوئے اور غرۂ جمادی الاول کو دریائے گنگ کے کنارہ شاہزادہ محمد سلطان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ اللہ آباد فتح ہو گیا۔ قبلۂ عالم جسونت سنگھ کو تنبیہ کرنا ضروری خیال فرماتے تھے راجہ کا ارادہ تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو دارا شکوہ سے جاملے بادشاہ نے ماہ مذکور کی دوسری تاریخ گھاٹم پور کی منزل سے محمد امین خاں میر بخشی کو نو ہزار سواروں کے ہمراہ جسونت سنگھ کے تباہ کرنے کے لئے مقرر فرمایا قبلۂ عالم کا ارادہ تھا کہ جسونت سنگھ کی سرکوبی اور دارا شکوہ کے دفعیہ کی مہم کو حتی الامکان جلد ختم فرمائیں بادشاہ نے اکبر آباد کا رخ نہ کیا بلکہ ماہ مذکور کی بیس تاریخ کو باغ نور منزل سے اجمیر کی طرف روانہ ہوئے پچیس تاریخ کو رودناس کے شکارگاہ سے کوچ فرمایا اسی دوران میں شیخ میر و دلیر خاں دارا شکوہ کے تعاقب سے دست کش ہو کر بادشاہ کے حضور میں حاضر ہو گئے۔ شاہی لشکر کی واپسی سے دارا شکوہ کو

کچھ اطمینان ہو گیا اور جنگل کی راہ سے کچھ میں وارد ہوا۔ اور کچھ سے گجرات پہونچ گیا رحمت نقاب نواب دلرس بانو بیگم کے والد شاہ نواز خاں صفوی گجرات کے شاہی صوبہ دار نے ایک ماہ سات یوم کمال نادانی سے ہمت ہار کر دارا شکوہ کا ساتھ دیا اور گجرات میں قیام کیا اور بائیس ہزار سواروں کا لشکر تیار کر لیا۔ دارا شکوہ نے یکم جمادی الآخر کو گجرات سے کوچ کیا اثنائے راہ میں جسونت سنگھ کے خطوط ملے جس میں دارا شکوہ کو قدم آگے بڑھانے کی ترغیب دی گئی تھی۔ مغرور شاہزادہ کو ان عرائض سے جرات ہوئی اور اجمیر کی طرف روانہ ہوا۔ ساتویں جمادی الآخر کو شاہی سواری ہنڈون کے نواح میں پہونچی اور ہنڈون سے قصبۂ ٹودہ تک بادشاہ نے کسی مقام پر قیام نہیں فرمایا۔ ماہ مذکور کی پندرھویں تاریخ امیر خاں برادر شیخ میر جو شاہی حکم کے مطابق شاہزادہ مراد بخش کو شاہ جہاں آباد سے گوالیار لے گیا تھا لشکر شاہی میں پہونچ گیا۔

شاہی لشکر کا دوبارہ دارا شکوہ سے مقابلہ کرنا اور دارا شکوہ کی شکست

دارا شکوہ اجمیر پہونچکر آمادۂ پیکار تھا چوبیس ماہ مذکور کو بادشاہ نے تالاب رامیسر میں قیام فرمایا اور اسی مقام پر صف آرائی کا حکم صادر ہوا۔ دارا شکوہ راجہ جسونت سنگھ کے ورود سے قوی دل ہو کر اور زیادہ اظہار جرات کر رہا تھا۔ اسی دوران میں راجہ جے سنگھ کو جسونت سنگھ کے حال پہ رحم آیا اور اس نے اس گنہگار کے عفو تقصیر کا معروضہ جہاں پناہ کے حضور میں پیش کیا۔ قبلۂ عالم نے جے سنگھ کی درخواست قبول فرمائی اور راجہ جے سنگھ نے ایک خط اس خوشخبری کا راجہ جسونت سنگھ کے نام روانہ کیا جس میں دارا شکوہ کے ساتھ اظہار ہمدردی پر بہت زیادہ زجر و ملامت بھی کی۔ راجہ جسونت سنگھ نے یہ مژدہ سنا اور خود ہنڈون سے بیس کوس کے فاصلہ پہ پہونچکر واپس ہوا۔ دارا شکوہ نے جسونت سنگھ سے اپنی رفاقت پر بیحد اصرار کیا بلکہ سپہر شکوہ کو اس کے پاس بھیجا۔ لیکن کچھ کار براری نہ ہوئی اور راجہ بھی بدنصیب شاہزادہ سے علیٰحدہ ہو گیا۔

شاہی لشکر اجمیر کے نواح میں پہونچ چکا تھا دارا شکوہ مجبوراً جنگ آزمائی پر آمادہ ہوا چونکہ حریف شاہی فوج سے مقابلہ نہ کر سکتا تھا اس نے کوہستان اجمیر کے درہ کو جو سر راہ واقع تھا مورچہ بنایا۔ شاہی فوج موضع دیواری میں خیمہ زن ہوئی یہ مقام اجمیر سے تین کوس کے اور دارا شکوہ کے قیام گاہ سے کچھ فاصلہ پر تھا۔ دوسرے روز شاہی فوج نے

نصف کوس اور آگے قدم بڑھایا شاہی حکم نافذ ہوا کہ توپ خانہ آگے لے جا کر آتش باری کی جائے حریف نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ تقریباً ڈیڑھ روز لڑائی کا بازار گرم رہا شاہ نواز خاں صفوی محمد شریف میر بخشی وغیرہ حریف کے بہترین امرا معرکہ آرائی میں کام آئے شاہی امرا میں شیخ میر جیسے عقیدت شعار افسر کے سینہ پر بندوق کی ایک گولی لگی جس کی ضرب سے وہ راہی عدم ہوا۔ میر ہاشم نامی ایک شخص نے جو شیخ میر کا ہم قوم اور ہاتھی پر اس کے ساتھ سوار تھا۔ مجروح کو حسن تدبیر سے اپنی آغوش میں لے لیا اور ایک ایسے مقام پر پوشیدہ کر دیا کہ کسی کو اس امیر کی موت سے اطلاع نہ ہوئی۔ دارا شکوہ نے شاہی امیروں کی جاں بازی وجرات وہمت دیکھ کر باوجودیکہ اس کے مورچل بیحد مستحکم تھے راہ فرار اختیار کی اور گجرات روانہ ہوا۔ اور اس فتح سے ملک وملت کو استحکام حاصل ہوا۔

قبلۂ عالم نے فتح کا مژدہ سنکر خدا کی درگاہ میں سجدۂ شکر ادا کیا۔

ناظرین کو معلوم ہے کہ سلاطین عالم میں شاید ہی کسی فرماں روا کو اس قلیل مدت میں اتنی معرکہ آرائیاں کرنی پڑی ہوں بادشاہ عالم پناہ کو باوجود با اقتدار دشمنوں کی کثرت کے ایک سال کے اندر اسقدر عظیم الشان معرکے پیش آئے اور ہر معرکہ میں خدا نے مدد فرمائی اور جہاں پناہ کو فتح نصیب ہوئی۔ بادشاہ عالم پناہ ان تمام فتوحات کو اپنی کوشش ومردانگی کا نتیجہ نہیں خیال فرماتے بلکہ ہمیشہ یہ ارشاد ہوتا ہے کہ میں ان فتوحات کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن ترین معجزہ سمجھتا ہوں قبلۂ عالم ہمیشہ شکر الٰہی بجالاتے اور شریعت کے احکام نافذ فرماتے اور بدعات ومنکرات کو مٹانے میں مصروف رہتے ہیں۔ اپنی نیک باطنی سے باوجود کثرت جاہ وحشم ایک لمحہ بھی یاد الٰہی سے غافل نہیں رہتے اور خدا کی یاد وشکر گزاری کے ساتھ رعایا پروری وانصاف گستری میں شبانہ روز بسر فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ سے امید ہے کہ قبلۂ عالم کے وجود گرامی سے ملک وملت ظاہری وباطنی برکات سے ہمیشہ فیضیاب رہیں گے

دوسرے روز یعنی تیس جمادی الآخر راجہ جے سنگھ اور بہادر خاں کو دارا شکوہ کے تعاقب میں روانہ کیا۔ قبلۂ عالم کو دارا شکوہ کی مہم سے نجات ہوئی اور چوتھی رجب کو اجمیر سے واپس ہوئے شاہزادہ محمد سلطان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ

شاہ شجاع مونگیر میں خیمہ زن ہے۔ شاہ شجاع کا ارادہ تھا کہ چند روز مونگیر میں قیام کرکے شاہی لشکر کے قریب پہونچ جائے لیکن اب خوف زدہ ہوکر جہانگیر نگر روانہ ہوا ہے اور معظم مونگیر پہونچ گیا ہے۔ ماہ مذکور کی چوبیس تاریخ بادشاہ فتحپور پہونچے اور چھٹی شعبان کو تختگاہ روانہ ہونے کے لئے تیار ہوئے۔ شاہزادہ محمد سلطان کی جدید عرضداشت موصول ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ شاہ شجاع جہانگیر نگر پہونچکر وہاں مقیم تھا لیکن افواج شاہی کے قریب پہونچنے سے اپنا مال و اسباب کشتیوں پر لاد کر فراری ہوا اور جہانگیر نگر پر شاہی قبضہ ہوگیا۔ بادشاہ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ دارا شکوہ اجمیر سے گجرات گیا ہے اور اس کا ارادہ تھا کہ بار دگر گجرات پر قبضہ کرے لیکن گجرات کے امیر سردار خاں نے اس کی مدافعت کی اور شاہزادہ شہر سے دست بردار ہوکر کاٹھی کوٹی روانہ ہوا۔

انیسویں ماہ مذکور کو بادشاہ خضر آباد پہونچے اور پندرہ روز یہاں قیام کرکے بیس شعبان کو تخت گاہ کے قلعہ میں پہونچ گئے۔ قبلۂ عالم کے جشن جلوس کی ترتیب یورش پنجاب کی وجہ سے بہت مختصر کی گئی تھی۔ بادشاہ نے جشن کا انعقاد اور خطبہ و سکہ و لقب کا تعین فتنۂ پنجاب کی وجہ سے برائے چندے ملتوی کر دیا تھا۔ اب اس مہم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد ناظمان سلطنت کے نام فرامین جاری ہوئے کہ جشن جلوس کا انتظام کردیں۔ کارپردازان سلطنت نے جشن مرتب کیا اور بادشاہ دین پناہ نے چوتھی رمضان ۱۰۶۹ھ ہجری مطابق پچیس خورداد کو تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ اس وقت بادشاہ شمسی حساب سے چالیس سال سات ماہ تیرہ روز کا تھا اور قمری حساب سے عمر گرامی کے اکتالیس سال دس ماہ و دس یوم گزر چکے تھے۔ زمین و آسمان پر شور بلند ہوا خطیب نے پہلے خطبہ پڑھا اور اس کا دہن گوہر مراد سے مالا مال ہوا۔ بے شمار روپے اور اشرفیاں بادشاہ پر نچھاور کی گئیں اہل استحقاق کو انعام و اکرام عطا ہوا اور بہی خواہان ملک عطائے خلعت سے سرفراز کئے گئے۔

قدیم زمانہ سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ اشرفی و روپیہ پر کلمۂ طیبہ منقش کیا جاتا تھا۔ یہ سکے انسان کے ہاتھوں میں آتے اور پاؤں کے نیچے پامال ہوتے تھے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ یہ طریقہ بے ادبانہ ہے یہ ترک کیا جائے اور اس کے بجائے کچھ اور کلمات سکوں پر کندہ کئے جائیں۔ اسی دوران میں میر عبد الباقی صہبائی نے اپنا طبع زا

ایک شعر پیش کیا جو بیحد پسند آیا اور حکم ہوا کہ سکوں کے ایک طرف یہ شعر لکھا جائے
اور دوسری جانب ضرب بلدہ اور سنہ جلوس کندہ کئے جائیں شعر مذکور یہ ہے۔

سکہ زد در جہاں چو بدر منیر ... شاہ اورنگ زیب عالمگیر

قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ بادشاہ کا نام نامی منشور حکومت میں ان القاب
کے ساتھ تحریر کیا جائے۔ "ابو المظفر محی الدین اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی"
فرمان مبارک صادر ہوا کہ تمام ممالک محروسہ میں جشن جلوس کے تہنیت نامے روانہ کئے
جائیں۔ بادشاہ دادگستر نے ہر شاہزادہ و بیگم و نیز دیگر خدام بارگاہ کو انعامات سے
مالامال فرمایا اعیان ملک کے مراتب و خطابات میں اضافہ ہوا اور نیز جدید القاب
مرحمت ہوئے۔ درویشوں و گوشہ نشینوں اور نیز ارباب نشاط و شعراء کو ان کی
جاں نثاری کے گراں بہا صلے مرحمت ہوئے۔ قبلۂ عالم نے حکم صادر فرمایا کہ یہ جشن جلوس
اسی زیب و زینت اور اسی فرح و انبساط کے ساتھ ماہ ذی الحجہ تک قایم رہے۔ اور
عید الضحیٰ سے متصل کر دیا جائے۔ تاکہ اس طویل مدت میں ہر شخص اپنی آرزو و تمنا
حاصل کرے۔ ملا شاہ بدخشی نے ظل الحق اور ایک شاعر نے بادشاہ ملک ہفت اقلیم
سنہ جلوس کی تاریخ نکالی۔ دوسرے نکتہ سنج نے جلوس مبارک کی تاریخ زیب اورنگ و
تاج ہائے شہاں کہی۔ ملا عزیز اللہ خلف ملا تقی اصفہانی نے کلام الٰہی سے یہ تاریخ
نکالی کہ ان الملک للہ یوتیہ من یشاء (ملک اللہ کا ہے جس کو چاہتا ہے
عطا فرماتا ہے) چونکہ قبلۂ عالم کی حکمرانی کا آغاز ماہ رمضان سے ہوا اس لئے حکم
شاہی نافذ ہوا کہ تمام دفاتر اور جنتریوں میں ابتدائے عہد عالم گیری یکم ماہ رمضان
سے مندرج کیا جائے۔

چونکہ عہد معدلت سے بیشتر جمشید و کسریٰ کی تقلید میں یکم فروردی کو
یوم عید سمجھا جاتا تھا اور اس روز بزم نشاط آراستہ کر کے عیش پرستی کی جاتی تھی
بادشاہ دیں پناہ نے حکم صادر فرمایا کہ بجائے جشن نوروز کے ایک جشن نشاط رمضان
کے مقدس مہینے میں منعقد کیا جائے۔ اور عید الفطر کے مبارک روز سے متصل کر دیا جائے
تمام بہی خواہان ملک اس جشن میں عیش و عشرت کی داد دیں بادشاہ نے اس
بزم کو جشن نشاط افروز کے نام سے موسوم کیا۔

قبلۂ عالم نے مکروہات وغیر مشروع افعال و اشیاء کی روک تھام کے لئے ملا عوض وجیہ جیسے فرزانۂ روزگار کو عہدۂ احتساب مرحمت فرمایا۔ ملائے مذکور کو ڈیڑھ ہزار کے سالانہ عطیہ سے فیضیاب اور منصب ہزاری صد سوار پر فائز ہوئے۔ خدا کا شکر ہے کہ دین پناہ بادشاہ کی مسند نشینی سے آج تمام ہندوستان بدعتوں اور خواہشات نفسانی کی برائیوں سے پاک و صاف ہے۔ اس دوران میں معلوم ہوا کہ بادشاہ زادہ محمد سلطان جو معظم خاں کے ہمراہ شاہ شجاع کے تباہ کرنے پر مامور ہوا تھا شاہ شجاع کے دام فریب میں گرفتار ہو گیا اور ستائیس رمضان کو اپنے بعض ملازمین کے ہمراہ کشتی میں بیٹھ کر شجاع کی موافقت کے لئے روانہ ہوا ہے اور بادشاہ کا مخالف بن گیا ہے۔

اکیس شوال کو دارا شکوہ اور اس کے فرزند سپہر شکوہ کے گرفتار ہونے کی خوشخبری ملک جیون زمیندار داور کے خط سے جو اس نے بہادر خاں کے نام روانہ کیا تھا سنائی دی۔ ملک جیون نے بہادر خاں کو جلد سے جلد پہنچ کر دونوں قیدیوں کو حراست میں لینے کی تاکید کی تھی۔ بادشاہزادہ محمد معظم کے بجائے امیر الامراء صوبہ دار دکن مقرر ہوا۔ اور عاقل بجائے عقیدت خان کے قلعہ دولت آباد کے شاہی قلعہ کا محافظ مقرر کیا گیا۔ عاقل خاں کو حکم ہوا کہ وہ وزیر خان کے ہمراہ شاہزادہ کے ساتھ شاہی حضور میں حاضر ہو۔

اکیسویں شوال کو شاہزادہ محمد اعظم کا شمسی حساب سے چھٹا سال شروع ہوا اور شاہزادہ ماہ مذکور کو مرصع سرپیچ و خلعت و موتیوں کا ہار اور پانچ گھوڑے سرکار شاہی سے عطا ہوئے۔

ملک جیون کو حسن خدمت کے صلہ میں خلعت روانہ کیا گیا۔ اور منصب ہزاری دو صد سوار اور بختیار خان کے خطاب سے سرفراز کیا گیا بادشاہ نے راجہ راجروپ کو سری نگر روانہ کیا تاکہ پرتھی پت زمیندار سری نگر کو وعدہ وعید سے دام سیاست میں گرفتار کر کے سلیمان شکوہ کی حمایت کرنے سے اس کو باز رکھے۔ بنگالہ کے واقعہ نویس نے اطلاع دی کہ شاہ شجاع نے اکبر نگر سے ٹانڈہ کا رخ کیا اور اسے معلوم ہوا کہ اللہ وردی خان اس سے جدا ہونے کے لئے بالکل آمادہ ہے۔ شجاع نے اللہ وردی اور اس کے

فرزند سیف اللہ کو محض اسی گناہ پر قتل کیا۔

اسی دوران میں حکم نافذ ہوا کہ قلعۂ اکبر آباد کا دور یعنی حصار شیر حاجی کی تعمیر کیجائے چنانچہ اعتبار خاں کے اہتمام سے تین سال کے اندر یہ عمارت تیار ہو گئی۔

تیئیس ذیقعدہ کو وزن قمری کی مجلس جشن منعقد ہوئی اور اہل استحقاق کو زر وزن عطا کیا گیا۔ اور امرا و خدام بارگاہ اضافۂ منصب و انعام جواہر و اسپ و فیل سے سرفراز کئے گئے۔

اسی زمانہ میں بہادر خاں دارا شکوہ کو بارگاہ شاہی میں لے آیا اور قیدی محل خضر آباد میں اتار اگیا۔ چونکہ اکثر وجوہات کی بناء پر دارا شکوہ کا وجود باعث خرابی تھا اسلئے اکیس ذیحجہ کو اس کی زندگی کا خاتمہ کر کے اس کی لاش جنت آشیانی ہمایوں بادشاہ کے مقبرہ میں پیوند خاک کر دی گئی۔ سیف خاں کو حکم ہوا کہ سپہر شکوہ کو قلعہ گوالیار میں نظر بند کر کے خود تخت گاہ کو واپس آئے۔ راجہ جے سنگھ جو بہادر خاں کے بعد شاہی ملازمت میں حاضر ہوا عنایات شاہی سے سرفراز کیا گیا۔ چونکہ متعدد دھاووں کی وجہ سے راجہ جے سنگھ اور بہادر خاں کے گھوڑے بہت زیادہ ضایع ہوئے تھے۔ بادشاہ خدام نواز نے راجہ کو دو سو سوار اور بہادر خاں کو ایک سو گھوڑے سرکار شاہی سے عطا فرمائے۔

اسی زمانہ میں بادشاہ رعیت پرور نے غلہ و دیگر اجناس کا محصول راہداری ہمیشہ کے لیئے معاف فرمایا اس عام بخشش سے مبلغ پچیس لاکھ نقد خالصہ شریفہ کی سالانہ آمدنی میں کم ہو گئے۔ اس کے علاوہ جسقدر محاصل کہ تمام ممالک محروسہ میں معاف فرمائے گئے ان کا اندازہ کرنا ناممکن ہے۔ ذوالفقار خاں قرامانلو نے وفات پائی اور اس کا پسر اسد خاں اور اس کے داماد نامدار خاں کو خلعت مرحمت ہوا۔ بختیار خاں زمیندار داور کو اپنی جاگیر پر جانے کی اجازت عطا ہوئی معظم خاں نے کرناٹک کا ملک قطب الملک سے لے لیا تھا اور اس نواح کے بہترین قلعہ گنجی کوتہ پر خان مذکور کے ملازمین کا قبضہ تھا۔ قطب الملک اس قلعہ پر دانت لگائے ہوئے تھا۔ بادشاہ نے میر احمد خوافی کو مصطفےٰ خاں کا خطاب دیکر ان حدود کے انتظام کے لئے روانہ فرمایا۔

کابل کے حادثات میں سے یہ واقعہ سمع مبارک تک پہونچا کہ شبیر اللہ ولد

سعادت خان نبیرۂ تربیت خاں مرحوم نے جمدھر سے اپنے باپ کو قتل کیا اور رہما بجا ناظم نے قاتل کو مقید کر لیا ہے۔ بادشاہ نے بجائے مقتول کے شمشیر خاں کو قلعہ کابل کا حاکم مقرر فرمایا۔

توران سے خبر آئی کہ سبحان قلی خاں حاکم بلخ اور اس کے بھائی قاسم سلطان امیر میں جو قلعہ کا حاکم تھا نزاع ہوئی اور سبحان قلی نے حسن تدبیر سے فتنہ کو فرو کر دیا۔

بادشاہزادہ محمد سلطان شاہ شجاع کا ہم نوا ہوا تھا اور شاہزادہ کی اس مخالفت سے بنگال کی فوج کو نقصان عظیم پہونچا تھا۔ باوجودیکہ بادشاہ کو معظم خاں کے وجود سے اس نواح کی طرف سے پورا اطمینان تھا لیکن پھر بھی احتیاط و دور اندیشی سے کام لیا اور جشن وزن شمسی کے اختتام کے بعد آٹھویں ربیع الاول کو ساحل گنگا کی طرف روانہ ہوئے۔ راجہ جے سنگھ کو ایک لاکھ روپیہ مرحمت ہوا اور راجہ جسونت کا خطاب مہاراجہ بحال فرما کر اس کے قصور کی معافی کا حکم صادر ہوا۔ میر ابراہیم ولد میر مغاں مختلف سامان اور چھ لاکھ تیس ہزار روپیہ لے کر مکۂ معظمہ و مدینۂ منورہ روانہ ہوا تاکہ یہ رقم حرمین شریفین کے اہل استحقاق کو تقسیم کی جائے۔

انیس تاریخ شاہی سواری گڈھ مکتیسر پہونچی اور بائیسویں تاریخ کو شاہزادہ محمد معظم وزیر خاں کے ہمراہ دکن سے آکر شاہی ملازمت سے سرفراز ہوئے۔ پندرھویں ربیع الثانی کو شاہزادہ مذکور کا نکاح خراسان کے ایک شریف کی دختر سے کیا گیا۔ اور چوتھی جمادی الاول کو بادشاہ گڈھ مکتیسر سے الہ آباد روانہ ہوئے اسی زمانہ میں معظم خاں کی عرضداشت پہونچی جس سے معلوم ہوا کہ خان مذکور نے دریا کو عبور کر کے شاہ شجاع کے تباہ کرنے پر کمر ہمت باندھی ہے چونکہ اس سفر سے بادشاہ کا اصلی مقصد لشکر بنگال کی امداد تھی اور وہ خان مذکور کی وجہ سے پوری ہو چکی تھی اس لئے شمس آباد سے تخت گاہ کی جانب واپس ہوئے اور گیارہ جمادی الآخر کو آگرہ کے قلعہ میں تشریف فرما ہو گئے۔

چونکہ بادشاہ درویش منش کا ارادہ یہ تھا کہ فریضۂ نماز مسجد میں باجماعت ادا فرمائے۔ لہذا قیام گاہ کے قریب ایک مختصر سی مسجد سنگ مرمر کی نہایت منقش اور

خوش قطع تعمیر فرمانے کا حکم دیا یہ مقدس عمارت پانچ سال کے عرصہ میں تیار ہوئی اور اس کی تعمیر میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ صرف ہوئے۔ عاقل خان نے آیۃ کریمہ ان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا (تحقیق کہ مسجدیں اللہ کی ہیں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرکے مت پکارو) بنائے مسجد کی تاریخ نکالی۔

اسی زمانہ میں بنگال کے واقعات سے معلوم ہوا کہ بادشاہزادہ محمد سلطان شاہ شجاع کے جہانگیر نگر سے فرار ہونے کے وقت اپنی حرکت پر بیحد نادم ہوا۔ اور جس طرح گیا تھا اسی طور پر اکبر نگر واپس آکر اسلام خاں کے پاس مقیم ہے۔ محمد میرک گرز بردار شاہزادہ کے لئے خلعت لیکر روانہ ہوا۔ اور فدائی خان کو حکم ہوا کہ شاہزادہ مذکور کو شاہی حضور میں لے آئے۔ شاہزادہ بادشاہ کے قیام گاہ کے قریب پہنچا اور پچیس شعبان کو اللہ وردی خان حضور میں سفارش کرکے شاہزادہ کو دریا کی راہ سلیم گڑھ لے گیا اور معتمد خاں حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا۔

جلوس عالمگیری کے سال سوم کا آغاز مطابق سنہ ۱۰۷۰ ہجری

اسی زمانہ میں رمضان کا مبارک مہینہ آگیا چوبیس رمضان کو ایک نہایت پرلطف و دلکش جشن عشرت منعقد کیا گیا اہل زمین نے ساکنان افلاک کو اور اہل سما نے بنی آدم کو تہنیت و مبارکباد دی۔ اسی مسرت انگیز دن بنگالہ سے یہ خبر آئی کہ شاہ شجاع جہانگیر نگر میں بھی قیام نہ کر سکا۔ اور چھبیس رمضان کو جو سنہ جلوس کا تیسرا سال ہے ملک دکھنگ میں آوارہ وطن ہوا اور معظم خان نے جہانگیر نگر پر قبضہ کر لیا چونکہ یہ طے ہو چکا تھا کہ ماہ رمضان کی چوبیس تاریخ سے جس روز کہ جلوس ثانی واقع ہوا ہے جشن عشرت منعقد کرکے اس مبارک بزم کو عید الفطر سے متصل کر دیں چنانچہ ایسا ہی عمل میں لایا گیا اور بادشاہ دریا نوال نے خورد و بزرگ قریب و بعید ہر عقیدت شعار کو اپنے ابر کرم سے سیراب فرمایا۔ عید الفطر کا دن آیا اور قبلۂ عالم نے نماز عید کے لئے مسجد کا رخ کیا اور یوم عید کے بعد دو روز اور جشن عشرت ہوتا رہا۔

اگر راقم الحروف واقعات کی تفصیل سے کام لے اور ممالک شرقیہ کے تمام سوانحات کو جو بادشاہزادہ محمد سلطان و معظم خان کی ماتحتی میں شاہ شجاع کے مقابلہ و تعاقب میں پیش آئے اور تمام حالات کا کتاب عالمگیر نامہ سے انتخاب کرے تو یہ

مختصر کتاب اس بار کی متحمل نہ ہوگی۔ لہذا صرف اسی قدر تحریر پر اکتفا کرتا ہے کہ فتحمند بادشاہی لشکر کی ہمت و بہادری سے شاہ شجاع ایسا پامال ہوا کہ بدنصیب دسیہ روزگار شاہزادہ کے ہمراہ سوا بادہ کش سید مسمی سید عالم اور سید قلی اوزبک اور بارہ مغل سواروں اور چند دیگر نفوس کے کوئی نہ رہا۔ غرض کہ شاہ شجاع سفر کی منزلیں طے کرتا ہوا دنیا کے بدترین حصہ یعنی جزیرۂ رخنگ میں داخل ہوا اور اسی کفر انگیز زمین میں پیوند خاک ہوا جیسا کہ بعد میں مذکور ہوگا۔

اسی زمانہ میں سترھویں ذی قعدہ کو وزن قمری کا جشن منعقد کیا گیا اور بادشاہ کی عمر کا چالیسواں سال شروع ہوا۔ انعام و اکرام عام طور پر عطا ہوا۔ اور بادشاہ زادوں پر طرح طرح کی نوازشیں کی گئیں۔ معظم خان سپہدار بنگالہ کو سپہ سالار خانخاناں کا خطاب اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ مرحمت ہوا۔ بادشاہ نے اس امیر کے لئے ان عنایات کے علاوہ خلعت و شمشیر مرصع روانہ فرمایا۔ علاوہ خانخاناں کے فوجی عہدہ داروں اور نیز صوبہ داروں اور تمام ملازمین و خدام کو مرحمت شاہانہ سے شاد فرمایا۔ نجابت خاں کا جو اپنی تقصیرات کی وجہ سے مورد عتاب تھا قصور معاف فرمایا گیا اور یہ امیر جو بے ساز وسامان کے آرہا تھا شمشیر مرصع کے عطیہ سے سرفراز کیا گیا۔

عبداللہ خان والی کاشغر کا بھائی منصور خان اور اس کا برادر زادہ بہادر خان جو خان مذکور سے خوف زدہ ہوکر بدخشاں کی راہ سے ہندوستان کی طرف فراری ہوئے تھے آستانۂ والا پر حاضر ہوکر حضوری سے فیضیاب ہوئے۔

ملکہ ثریا جناب و دیگر بیگمات وشاہزادوں کے پیشکش یعنے جواہرات و مرصع آلات شاہی ملاحظہ میں پیش ہوئے اور انھیں شرف قبولیت عطا ہوا۔ اسی دوران میں عید الضحیٰ کا مسرت بخش روز آیا اور شاہانہ نوازش نے خلق کثیر کو اپنے انعام سے ممنون احسان بنایا۔

ادکرن بھورتیہ دارا شکوہ کے اغوا سے دکن سے فراری ہوکر بلا اجازت اپنے وطن روانہ ہوا تھا۔ بادشاہ نے اس زمانہ میں امیر خان کو اس نواح کی طرف روانہ فرمایا اور اسے تاکید کی کہ اگر خوف زدہ مجرم اپنے قصور پر نادم ہوکر

عذر خواہ ہو تو اُس کو اپنے ہمراہ بارگاہ شاہی میں لے آئے ورنہ اُس کو تباہ و برباد
کر دے۔ خان مذکور بیکانیر کے نواح میں پہونچا اور راؤ کرن خاں کے پاس حاضر ہو کر
اس کے وسیلہ سے بادشاہِ جرم بخش کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور عنایت شاہی سے
سرفراز ہوا۔

ساتویں محرم کو اخلاص خاں خویشگی شاہ شجاع کے جواہرات و خزانہ و دیگر
مال و اسباب مع اُس کی بیگمات کے اپنے ساتھ بنگالہ سے بادشاہ کے حضور میں لے آیا۔

اسی زمانہ میں قلعہ چاکنہ امیر الامراء صوبہ دار دکن کی کوشش سے فتح ہوا قلعۂ
مذکورہ پر مکار سیوا جی نے حکومت بیجاپور کے انقلاب کے وقت بیجاپوری امیر کو
قتل کر کے قبضہ کیا تھا۔ امیر الامراء نے چند مقامات پر سیوا جی کے گماشتوں کو سزا بھی
دی اور اپنی چوکیاں مقرر کر دیں۔

اسی دوران میں جشن وزن شمسی کا مبارک زمانہ آیا اور بادشاہ کی عمر
کا تینتالیسواں سال شروع ہوا۔ اور تمام عالم بادشاہ کے جود و احسان سے فیضیاب
ہوا۔ پرندہ کا قلعہ بلا جنگ و جدال کے سر ہوا۔ غالب نام تھانہ دار نے جو عادل خاں
کی طرف سے قلعہ کا محافظ تھا امیر الامراء کے پاس پیغام بھیجکر اظہار اطاعت کیا۔ امیر الامراء
نے مختار خاں کو قلعہ دار مقرر کیا اور غالب کو اپنے پاس طلب کر کے شاہی حکم سے منصب
چار ہزاری و خطاب خانی و دیگر عنایات سے سرفراز کیا۔

پرتھی سنگھ زمیندار کوہستان سری نگر نے ایک معروضہ روانہ کیا اور اپنے
قصور کی معافی کا خواہاں ہوا۔ اور راجہ جے سنگھ کو پیغام دیا کہ سلیمان شکوہ کی حفاظت
سے دست بردار ہو کر شاہزادہ کو بادشاہ کے سپرد کرنے کے لئے تیار ہے راجہ
جے سنگھ نے بادشاہ کے حکم کے مطابق اپنے فرزند کنور رام سنگھ کو سری نگر روانہ
کیا اور رام سنگھ شاہزادہ سلیمان شکوہ کو تخت گاہ میں لے آیا۔ یہ شاہزادہ بھی
قلعۂ سلیم گڈھ میں نظر بند کر دیا گیا۔ ماہ مذکور کی چوبیس تاریخ مرتضٰے خاں نے سلیمان
شکوہ اور محمد سلطان دونوں کو گوالیار پہنچا دیا۔

بندر سورت سے اطلاع ملی کہ حسین پاشا حاکم بصرہ نے ایک نامۂ تہنیت
مع عربی نژاد گھوڑوں کے اپنے ایک ملازم قاسم آقا کے ہمراہ بارگاہ شاہی میں روانہ

کیا ہے۔ بادشاہ نے مصطفےٰ خاں متصدی بندر سورت کے نام فرمان صادر کیا کہ مبلغ چار ہزار روپیہ قاسم آقا کو مدد خرچ دے کر قاصد کو حضور شاہی میں روانہ کرے۔

اسی زمانہ میں سلیمان قلی خان حاکم بلخ کا سفیر مسمی ابراہیم بیگ نامۂ تہنیت و توران کے تحایف کے ہمراہ آستانۂ والا پر حاضر ہوا ابراہیم بیگ عرصہ کا مریض تھا۔ چند روز کے بعد دنیا سے کوچ کر گیا اس کے ہمراہیوں کو خلعت اور مبلغ بیس ہزار روپیہ عطا کر کے ان کو واپسی کی اجازت مرحمت ہوئی۔

چونکہ ممالک محروسہ کے اکثر شہروں میں گرانی غلہ سے رعایا پریشان تھی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ سالانہ لنگروں کے علاوہ دس لنگر خانے تخت گاہ میں اور بارہ لنگر نواح کے پرگنوں میں جدید قائم کئے جائیں۔ اس طرح لاہور میں بھی چند جدید لنگر خانے قائم کئے گئے۔ اس کے علاوہ جو نقد رقم محرم، رجب، شعبان، ربیع الاول و ذی الحجہ میں خیرات کی جاتی تھی اس سے دوچند اس سال فقرا کو تقسیم کی گئی۔ بادشاہ رعیت پرور نے امرا کو بھی حکم دیا کہ اپنی جانب سے بھی خیرات خانے قایم کریں غرض کہ جب تک کہ قحط کی مصیبت رفع نہ ہوئی یہ کار خیر برابر جاری رہا۔

جلوس عالم گیری کا چوتھا سال مطابق ۱۰۷۱ہجری

رمضان کا مبارک مہینہ آیا اور عہد معدلت کا چوتھا سال شروع ہوا۔ اگرچہ بادشاہ نے اس مقدس مہینے کی چوبیس تاریخ کو تخت حکومت پر جلوس فرمایا تھا اور سال گزشتہ اسی تاریخ سے جشن کا آغاز ہوا تھا لیکن چونکہ یہ مہینہ صیام کا ہے اور اہل اسلام کو بوجہ صوم کے جشن عشرت سے پوری طرح بہرہ اندوز ہونے کا موقع نہ ملتا تھا اس لئے قبلۂ عالم نے اس جشن جلوس کا آغاز یوم عید الفطر کو مقرر فرمایا اور مدت جشن دس روز معین فرمائی گئی۔

اسی سال شاہزادہ محمد معظم کے محل میں فرزند پیدا ہوا جو محمد معز الدین کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اسی درمیان میں بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بوداق بیگ شاہ عباس ثانی بادشاہ ایران کا ایلچی تیس شعبان کو ملتان وارد ہوا اور تربیت خان صوبہ دار نے اس کی مہمانداری کر کے پانچ ہزار روپیہ نقد اور نو تھان کپڑے کے اس کو پیش کئے اسی طرح لاہور میں خلیل اللہ خاں نے قاصد کی عمدہ مہمانداری کر کے بیس ہزار روپیہ و

خنجر مینا کار شمشیر اور سات تھان ہندوستان کے نفیس و بہترین کپڑوں کے اس کو عنایت کئے۔ سفیر سرائے بادلی پہونچا اور اتش خاصہ کے عطیہ سے سرفرازی پاکر تیسری شوال کو آستانہ بوسی کے لئے مامور ہوا۔ عید کا چاند نمودار ہوا اور بدستور سابق جشن خسروانہ کی تیاری کی گئی۔ قبلۂ عالم عید گاہ تشریف لے گئے اور بعد فراغت نماز مخلوق کو انعام واکرام سے مالا مال فرمایا۔ شاہزادوں واعیان مملکت ور اجگان عقیدت شعار و امرائے نامدار پر طرح طرح کی نوازشیں فرمائی گئیں۔ قاسم آقا رومی آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا اور پانچ عربی نژاد گھوڑے حسین پاشا کا تحفہ شاہی ملاحظہ میں پیش کیا۔ قاصد نے خود اپنی جانب سے بھی چند گھوڑے اور ایک گرجی غلام نذر دیا بادشاہ دیں پناہ نے قاصد کو خلعت اور پانچ ہزار روپیہ مرحمت فرمایا۔

بوداق بیگ سفیر ایران بھی تخت گاہ کے قریب پہنچا عید الفطر کے تیسرے روز اسد خان سیف خاں و ملتفت خان اس کا استقبال کر کے شہر میں لائے۔ یہ سفیر دیوان خاص و عام میں پائے بوسی سے مشرف ہوا۔ قاصد نے کورنش ادا کرنے کے بعد شاہ ایران کا تہنیت نامہ پیش کیا۔ بادشاہ نے سفیر کو خلعت و جیغہ و خنجر مرصع اور ارگجہ جشن مع پیالہ و خوانچۂ طلا و پان با پاندان و خوان طلا مرحمت فرمایا۔ رستم خاں کی حویلی سفیر کے قیام کے لئے عطا ہوئی اور میر عزیز بدخشی اس کی مہمانداری پر مامور ہوا۔ ساتویں شوال کو سفیر نے شاہ ایران کے تحایف بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کئے جن میں چھیاسٹھ گھوڑے اور ایک دانۂ مروارید بھی جس کا وزن سنتیس[۳۷] قیراط شاہی تھا شامل ہیں شاہ ایران کے کل موصولہ تحایف کی قیمت چار لاکھ بائیس ہزار روپئے اندازہ کی گئی۔ انیسویں ذی قعدہ کو جشن وزن قمری منعقد ہوا اور بادشاہ کی عمر گرامی کا ۴۵ سال شروع ہوا۔ اہل دربار و نیز قریب و بعید کے عقیدتمندوں نے طرح طرح کی خوشیاں منائیں۔ دسویں ذی الحجہ کو عید الضحےٰ نے شاہانہ عطیات و انعامات کو ہرکس و ناکس کے لئے عام کیا۔ بادشاہ نے سفیر ایران کو رخصت کیا اور ایک لاکھ روپیہ نقد خلعت و خنجر مینا کار و علاقہ مروارید و اسپ با زین و لگام و فیل با ہودج طلا و ساز نقرہ اور زربفت کی جھول ایک دریائی ہاتھی اور پالکی با ساز طلائی سفیر کو مرحمت فرمائیں قبلۂ عالم نے فرمایا کہ بادشاہ کے نامہ کا جواب بعد کو روانہ کیا جائے گا۔ غرض کہ ایلچی مذکور کو

اول سے آخر تک پانچ لاکھ روپیہ اور اُس کے ہمراہیوں کو پینتیس ہزار روپے مرحمت فرمائے گئے۔ عاقل خان نے گوشہ نشینی اختیار کرنے کا معروضہ پیش کیا اور بادشاہ نے اس کی درخواست قبول فرماکر ہزار روپیہ سالانہ اس کا وظیفہ مقرر فرمایا۔

اسی دوران میں جشن وزن شمسی منعقد ہوا اور ۴۴ سال کا آغاز ہوا۔ رعایا نے اپنی آرزوئیں اور مرادیں حاصل کیں۔

قاسم آقا حسین پاشا کے قاصد کو بارہ ہزار روپیہ اور خلعت عطا فرماکر واپسی کی اجازت مرحمت ہوئی۔ اُس کے ہمراہیوں کو ایک ہزار روپیہ عطا ہوا اور ایک شمشیر مرصع حسین پاشاہ کے لئے روانہ کی گئی۔

چوتھی ربیع الثانی کو خواجہ احمد پسر خواجہ محمود عبدالعزیز خاں والی بخارا کا سفیر تخت گاہ کے نواح میں پہنچا۔ سیف خاں و قباد خاں اس سفیر کو شاہی حضور میں لائے ایلچی نے شاہ بخارا کی سوغات شاہی ملاحظہ میں پیش کیں۔ ترکی گھوڑے نر و مادہ و شتران بختی اور دیگر تحایف بادشاہ کے ملاحظہ میں گذرانے گئے۔ منجملہ ان تحایف کے ایک قطعۂ لعل بھی تھا جس کی قیمت چوبیس ہزار اندازہ کی گئی بادشاہ نے ایلچی کو اسی روز خلعت و خنجر و علاقہ مروارید اور بیس ہزار روپیہ مرحمت فرماکر ایک مکان قیام کے لئے عطا فرمایا۔

اسی مبارک زمانہ میں قبلۂ عالم نے راجہ روپ سنگھ کی دختر کا جو مسلمان ہو کر محل شاہی میں پرورش پاتی تھی شاہزادہ محمد معظم کے ساتھ نکاح کر دیا اس جشن جہاں افروز کے تفصیلی واقعات عالمگیر نامہ میں مندرج ہیں ناظرین ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ اس بزم نشاط میں کیا کیا سامان عیش و مسرت مہیا کئے گئے تھے۔

داؤد خان صوبہ دار پٹنہ نے پلانون کا ملک جو صوبۂ بہار کے متعلقات میں سے ہے شدید معرکہ آرائیوں کے بعد فتح کر لیا تھا۔ بادشاہ رعیت نواز نے صوبہ دار مذکور کو خلعت عزت روانہ فرمایا۔

سید امیر خاں بجائے مہابت خان کے کابل کا صوبہ دار مقرر کیا گیا۔

رجب کی پہلی تاریخ فاضل خاں اکبر آباد سے حضور میں آیا اور اعلیٰحضرت کے

فرستادہ جواہرات و مرصع آلات بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش گئے۔

دوسری رجب کو معلوم ہوا کہ خلیل اللہ خاں صوبہ دار لاہور نے جو بیمار ہو کر تختگاہ میں حاضر ہوا تھا وفات پائی مرحوم کی وفات کے دوسرے دن بادشاہ خود اس کے مکان پر تشریف لے گئے۔ میر خان روح اللہ خاں اور عزیزہ خاں مرحوم خلیل اللہ کے ہر سہ فرزندان کو خلعت مرحمت ہوا اور شاہانہ نوازش سے سرفراز فرمائے گئے۔ خلیل اللہ خاں کی زوجہ مسماۃ حمیدہ بانو کو جو مہد علیا حضرت ممتاز الزمانی کی ہمشیرہ مسماۃ ملکہ بانو کی دختر تھی پچاس ہزار روپیہ سالانہ کا وظیفہ مرحمت ہوا۔

چھبیس رجب کو شاہزادہ محمد اکبر کے ختنہ کی رسم ادا کی گئی۔

اسی زمانہ میں بادشاہ نے بخارا کے ایلچی مسمی خواجہ احمد کو خلعت و خنجر مرصع و علاقۂ مروارید و مبلغ تیس ہزار روپیہ انعام دے کر بخارا واپس جانے کی اجازت دی۔ ایلچی مذکور کو اول سے آخر تک مبلغ ایک لاکھ اکیس ہزار روپئے مرحمت ہوئے۔ یکم شعبان کو شاہ شجاع کے ہاتھیوں میں سے اسی ہاتھی خانخاناں کے فرستادہ اور دو ہاتھی پلانوں کے مال غنیمت کے بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کیے گئے۔

بادشاہ کی صید افگنی کا مفصل حال لکھنا بیحد مشکل ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے مختصر حال معرض تحریر میں لاتا ہوں۔

اس سال بادشاہ نے ایک سو پچاس کلنگ شکار کیے اور شکار قمرغہ میں تین سو پچپن ہرن دام میں گرفتار ہوئے اٹھ ہرن بادشاہ نے اپنے دست مبارک سے اور سینتالیس ہرن اہل دربار نے جن کو اجازت مرحمت ہوئی تھی شکار کیے بقیہ جانوروں کی بابت حکم ہوا کہ آزاد کر دیے جائیں۔

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ بیشتر ہرنوں کی کثیر تعداد قمرغہ کے احاطہ میں داخل ہوئی لیکن تمام جانور یکبارگی بھڑکے اور چوکڑی بھر کر اہل قمرغہ پر حملہ آور ہوئے۔ پانچ شخص جانوروں کے سینگوں سے زخمی ہوئے اور دو آدمی ہلاک ہو گئے اور تقریباً ایک ہزار ہرن احاطہ کے باہر نکل گئے۔

ایک عجیب و غریب واقعہ اس زمانہ میں بادشاہ سے عرض کیا گیا وہ یہ کہ قصبہ سون پت میں لڑکوں کی ایک جماعت شاہ و وزیر کی بازی میں مصروف تھی۔ اس

جماعت میں دو لڑکے چور بنائے گئے۔ کوتوال ان نقلی چوروں کو بادشاہ کے سامنے لایا جعلی شاہ نے سزا دینے کا حکم دیا کوتوال ناعاقبت اندیش نے چھڑی کی ایک ایک ضرب جو اس کے ہاتھ میں تھی چوروں کے سر پر ایسی لگائی کہ بے گناہ چوروں کا خاتمہ ہو گیا۔ اور لڑکوں کے کھیل نے اصل واقعہ کی صورت اختیار کر لی۔

کوچ بہار اور آسام کی فتح کا ذکر

۱۰۶۷ھ ہجری کے آخر میں اعلیحضرت کی ناسازی مزاج کی وجہ سے سرحد میں ہر چہار طرف شورش برپا ہو گئی۔ بھیم نارائن کوچ بہار کے زمیندار نے ولایت کامروپ پر جو بادشاہی علاقہ تھا قبضہ کر لیا اسی درمیان میں جے دھج سنگھ راجہ آسام نے جو اپنے ملک کو تباہی افواج کی پامالی سے محفوظ و مامون سمجھتا تھا دوسرے ممالک پر قبضہ کرنے کا خیال خام کیا اور خشکی کی راہ سے ایک بہت بڑی فوج کامروپ کی مہم پر روانہ کی خانخاناں نے ان دونوں مہموں کا انجام دینا بہت ضروری خیال کیا اور جہاں پناہ کی اجازت سے اٹھارہ ربیع الاول ۴ھ جلوس کو خضر پور سے روانہ ہوا۔ اور ساتویں ربیع الثانی کو اس نے شہر کوچ بہار کو فتح کر کے شہر کو عالم گیر نگر کے نام سے موسوم کیا۔ خانخاناں آٹھویں ماہ مذکور کو گورہ گھاٹ کے راستہ سے آسام فتح کرنے کے لئے بڑھا اور پانچ مہینے کی کد و کاوش کے بعد پانچویں شعبان کو گرگاؤں کو جو آسام کا پایۂ تخت ہے اسلام کے انوار و برکات سے روشن کیا۔ مسلمان سپاہیوں کی جرات اور بہادری ان کی دینداری اور ان کی محنت اور مشقت کا جو بیحد خلوص اور اعتقاد کے ساتھ انھوں نے اس کٹھن سفر میں برداشت کی اور خود آسام اور کوچ بہار کے نادر الوجود تحفوں اور واقعات کا ذکر اور وہاں کے زندہ اور مردہ اشخاص کے حالات وہاں کے درختوں پھلوں نباتات جنگلوں سمندروں کے احوال اور وہاں کی خوراک اور پوشاک کی نوعیت وہاں کے قلعوں اور عمارتوں کا ذکر اس مختصر کتاب میں شرح و بسط کے ساتھ بیان نہیں کیا جا سکتا یہ تمام واقعات عالم گیر نامہ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔ جہاں پناہ کو خانخاناں کے عریضہ سے اس فتح کی اطلاع ہوئی اور بادشاہ دین پناہ نے خانخاناں کے فرزند محمد امین خاں کو اپنے حضور میں طلب فرما کر خلعت سے سرفراز فرمایا اور خود سپہ سالار کو اظہار خوشنودی کا فرمان روانہ فرما کر خلعت اور ایک کروڑ دام کے انعام سے مالا مال فرمایا اور

اسے دہ ہزاری امیر بنا کر صاحب نوبت و نقارہ بنایا۔

جلوس عالمگیری کے پانچویں سال کا آغاز

اس مبارک زمانہ میں رمضان کا مقدس مہینہ آیا اور طاعت اور عبادت الٰہی میں سارا زمانہ ختم ہوا۔ سنہ جلوس کا پانچواں سال شروع ہوا۔ پیش گاہ دولت کے ملازمین اور سربراہ کار اسباب جشن کی ترتیب میں مشغول ہوئے اور آتشبازی کی آرائش اور سامان کا انتظام ہر سال کے موافق شروع ہوا۔ بادشاہ دیں پناہ نے عید کے دن نماز سے فارغ ہو کر خاص درباریوں اور اطراف و جوانب کے حکام اور صوبہ جات کے امراء کو شرف باریابی عطا فرمایا اور ہر امیر شاہانہ نوازش سے سرفراز فرمایا گیا۔ امرا کے پیشکش بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کیے گئے اور ہدیوں کو قبولیت کی عزت عطا ہوئی۔ دربار کے تیسرے دن شاہی مزاج کچھ ناساز ہوا جس کا علاج فصد سے کیا گیا۔ خون کے نکل جانے سے ضعف پیدا ہوا اور بادشاہ پر غشی طاری ہوگئی۔ مرض نے طول کھینچا اور دسویں ذی قعدہ تک بادشاہ کی یہی حالت رہی۔ حکیم مہدی اور حکیم محمد امین نے معقول طریقہ پر علاج کیا۔ خیرات کثرت سے کی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ کا مرض دفع ہوا اور اہل حاجت کو سکون اور اطمینان حاصل ہوگیا۔ سترھویں ماہ مذکور کو بادشاہ نے غسل صحت کیا۔ دسویں ذی الحجہ کو بادشاہ نے عید الضحیٰ کی نماز ادا کرنے کے لئے مسجد کا رخ کیا اور اس دن چھوٹے اور بڑے سب بادشاہ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور رعایا نے دہری عید کی خوشیاں منائیں۔ سولھویں ذی الحجہ کو جشن وزن قمری ترتیب دیا گیا اور بادشاہ کی زندگی کا چھیالیسواں سال شروع ہوا۔ مہابت خاں مہاراجہ جسونت سنگھ کے تغیر سے گجرات کا صوبہ دار مقرر ہوا اور چھ ہزاری امیر بنا کر شاہانہ الطاف سے سرفراز کیا گیا۔ رضوی خاں بخاری نے خلوت نشینی کو ترک کیا اور دو ہزار پانصدی منصب دار اور چار سو سواروں کا امیر کیا گیا۔ عادل خاں کے ملازمین جو پیشکش لے کر حاضر ہوئے تھے خلعت سے سرفراز فرما کر رخصت کیے گئے۔ تقرب خاں نے رحلت کی اس کا فرزند محمد علی خاں جو باپ کے قصور کی وجہ سے خود بھی منصب سے معزول کر دیا گیا تھا شاہانہ نوازش سے سرفراز ہوا اسے خلعت ماتمی عطا ہونے کے بعد ایک ہزار پانچ صدی کا منصب دار اور دو سو سواروں کا افسر مقرر ہوا۔ سیف خاں معزولی سرہند سے حاضر ہوا۔ اور امیر کو خلعت و شمشیر مرحمت ہوئی۔

اور دو ہزار کا منصب دار اور ڈیڑھ ہزار سواروں کا امیر بنایا گیا۔ پہلی جمادی الاول کو وزن شمسی کا جشن مرتب ہوا اور دورۂ شمسی کے لحاظ سے بادشاہ کی زندگی کا پینتالیسواں سال شروع ہوا اور ساری دنیا نے اپنی مراد حاصل کی نجابت خاں جو جلوس کے سال اول اپنے قصور کی وجہ سے معتوب ہو چکا تھا دوبارہ پنج ہزاری منصبدار اور چار ہزار سواروں کا امیر ہوا۔ اس مہینہ کی ساتویں تاریخ بادشاہ نے پنجاب کا رخ کیا کرنال پہونچکر بادشاہ نے فاضل خاں میر ساماں کو رخصت کیا تاکہ یہ امیر لشکر کے زوایدات اور کارخانہ جات کو ہمراہ لے کر راہ راست سے دارالسلطنت لاہور روانہ ہوا اور جہاں پناہ خود شکار کھیلتے ہوئے مخلص پور کی طرف سے پنجاب روانہ ہوئے۔ بادشاہ دسویں رجب کو لاہور پہنچے جہاں پناہ نے کشمیر کی سیر کا ارادہ کیا اور خدمتگار خاں کو راہ کے درست کرنے اور سامان سفر فراہم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ پندرھویں رجب کو قطب الدین خان خویشگی فوجدار جونا گڈھ نے رائے سنگھ عم ستر سال زمیندار ولایت جام کو جو فساد کا مرکز بن کر خرابیاں پیدا کر رہا تھا مع ایک فرزند اور ایک جماعت اور دوسرے قرابت داروں کے جو کل تین سو آدمی تھے تباہ کیا۔ رائے سنگھ نے اپنے بھتیجے کو اس کے باپ کے مرنے کے بعد ملک سے بے دخل کر دیا تھا اور خود اس پر قابض تھا یہ ملک خان مذکور کی کارگزاری سے اسلام آباد ہوا اور ولایت کا نام بھی اسلام نگر تجویز ہوا۔

آسام کے بقیہ واقعات

خانخاناں سپہ سالار نے برسات کا زمانہ بسر کرنے کے لئے متھراپور میں قیام کیا۔ تمام حصہ ملک میں سیلاب آیا اور زمین بالکل پانی میں ڈوب گئی۔ اہل آسام کو مسلمانوں کی اس مجبوری سے حیرت ہوئی اور چونکہ شاہی فوج کے پیادے دریا کو عبور نہ کر سکتے تھے۔ اہل آسام کی بے باکی حد سے گذر گئی۔ راجہ بھی رام روپ سے یہاں پہونچ گیا اور اس نے تھانے برخاست کر دئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سوائے گرگانوں اور متھراپور کے اور حصہ ملک کا شاہی قبضہ میں نہ رہا اور غلہ اور چارہ مفقود ہو گیا۔ ہوا کی سمیت کی وجہ سے وبا پھیلی اور بے شمار انسان ہلاک ہوئے آسام کے سارے ملک کی یہی حالت ہوئی۔ حریفوں کا ایک بہت بڑا گروہ کوہستان میں بھی راہی عدم ہوا۔ اس پریشانی کے زمانہ میں اہل لشکر اور جانوروں کی بسر اوقات چانول اور گائے کے گوشت پر تھی جو کثرت سے زیادہ دشمن سے حاصل ہوئے تھے۔ اس

مصیبت کا علاج سوا صبر کے اور کچھ نہ تھا لوگ تن بہ تقدیر بیٹھے تھے اور برسات کے ختم
ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ زمانہ وسط میں بارش میں کمی ہوئی اور اسی درمیان میں
غلہ کی کشتیاں بھی پہنچ گئیں۔ ربیع الاول کے آخر میں ہر چہار طرف زمین نمودار ہوئی اور
افواج بادشاہی نے چاروں طرف تاخت و تاراج شروع کی اور دشمنوں کے بہت
بڑے گروہ کو تہ تیغ کیا۔ راجہ کوہستان میں بھاگ گیا اور اس نے صلح کی درخواست کی
سپہ سالار نے راجہ کی التماس قبول نہ کی اور کامروپ پر دھاوا کرنے کا ارادہ کیا۔ انھیں
واقعات کے دوران میں خان سپہدار امراض مختلف کا شکار ہوا۔ اہل لشکر اتنی مصیبت
اٹھانے کے بعد بھی سردار کی زندگی سے مایوس ہوئے اور خان مذکور کی وفات کا خیال
ان کے لئے باعث پریشانی ہوا سپاہیوں نے سردار کو چھوڑ کر بنگال بھاگنے کا ارادہ کیا
خان اس واقعہ سے آگاہ ہوا اور اسے بے حد رنج ہوا۔ چوتھی جمادی الاول کو سپہ دار نے
ایک منزل اور سفر کیا اور مجبوراً حریف سے صلح کر کے واپس آنے کا ارادہ کیا۔ راجہ
اپنی گرفتاری کو جلد اور یقین جانتا تھا اس نے دلیر خاں کو واسطہ بنایا اور دلیر خاں
نے خانخاناں کو راضی کیا جمادی الآخر کی پانچویں تاریخ کو راجہ کے وکیل دربار میں آئے
اور انھوں نے بیس ہزار تولہ سونا اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار تولے چاندی اور پچیس
ہاتھی سرکار کے لئے اور پندرہ خانخاناں اور پانچ دلیر خاں کے لئے پیش کیا
کئے ان ہدیوں کے ساتھ خود راجہ رام روپ اور راجہ آسام کی جو راجہ رام روپ
کا عزیز قریب تھا بیٹیاں بھی مسلمانوں کے لشکر میں پہنچائی گئیں۔ ان کے علاوہ راجہ
کے ارکین دولت کے چار بیٹے بھی بطور یرغمال مسلمانوں کے حوالے کئے گئے۔ اور یہ طے
پایا کہ جب تک دوسرے پیشکش نہ پہنچ جائیں یہ لڑکے بطور ضمانت بنگال میں مقیم رہیں
دسویں ماہ مذکور کو خانخاناں نے کوہستان کامروپ کے وہانہ سے کوچ کیا اور بنگال کی
طرف واپس ہوا۔ خانخاناں بائیسویں تاریخ لکھی گر پہنچا اور تیرھویں رجب کو کجلی سے
کوچ کر کے موضع باندو میں جو گوہاٹی کے مقابل دریا کے اس طرف آباد ہے اترا اور
رشید خاں کو کامروپ کی فوجداری پر فائز کیا۔ اسی زمانہ میں خانخاناں کی بیماری
قابل علاج بھی نہ رہی سپہ دار کو اپنی زندگی سے ناامیدی ہوگئی اور اس نے
عسکر خاں کو کوچ بہار کی تسخیر کے لئے جس پر بھیم نرائن قابض ہو گیا تھا نامزد کیا۔ اور

خود خضر پور روانہ ہوا۔ خانخاناں نے دوسری رمضان سنہ ۶ جلوس کو ایک مقام پر جو خضر پور سے دو کوس کے فاصلہ پر ہے وفات پائی۔

جلوس عالم گیری کے سال ششم کے واقعات

پچیسویں رمضان کو سلطنت کے خدام نے جشن جلوس کا سامان شروع کیا۔ یہ جشن باغ دلکشا میں جو دریائے راوی کے دوسرے ساحل پر واقع ہے ترتیب دیا گیا۔ جہاں پناہ اسی روز سفر کشمیر کے ارادہ سے اس باغ میں رونق افروز ہوئے اور اسی دن خانخاناں کی وفات کی خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی۔ شاہزادہ محمد معظم محمد امین خاں کے مکان پر گئے اور اسے جہاں پناہ کے حضور میں لے آئے محمد امین کو خلعت عطا ہوا اور اس کی سوگواری کا زمانہ ختم ہوا۔ عید کی نماز خیمہ کے مصلے پر پڑھی گئی اور بادشاہ دین پناہ نے شاہزادوں درباریوں اور صوبے کے امراء کو خلعت عطا فرمائے۔ تیسری شوال کو بادشاہ نے سفر کیا۔

اس زمانہ کے حوادث میں سیواجی کا شبخون بیحد مشہور واقعہ ہے۔ سیواجی نے امیر الامراء کے دائرہ پر شبخون مارا۔ امیر الامراء نے حریف کا مقابلہ کیا جس میں انکے کلمہ کی انگلی کٹ گئی اور اس کا فرزند ابو الفتح خاں قتل کیا گیا۔ چونکہ یہ واقعہ امیر الامرا کی غفلت سے واقع ہوا بادشاہ نے صوبوں کی حکومتوں میں تغیر فرمایا اور محمد معظم کو صوبہ دار دکن اور امیر الامراء کو شاہزادہ کے بجائے صوبہ دار بنگالہ مقرر کیا۔ بادشاہ چودھویں شوال کو موضع تھتھعر پہونچے یہ جگہ کوہستان کشمیر کا داخلہ ہے۔ جہاں پناہ نے لاہور میں اسقدر قیام و توقف کیا کہ برف پیرپنجال کی راہ سے بالکل زائل ہو گئی بادشاہ نے اس راستہ سے کوچ کیا اور حکم دیا کہ راجہ جے سنگھ اور نجابت خان مع دوسرے زوائد لشکر کے دریائے چناب کے ساحلوں پر قیام کریں طاہر خاں امرا کے ایک گروہ کے ساتھ اپنی جاگیر کو روانہ ہوا اور صف شکن خاں پاسبانوں کی ایک جماعت کے ہمراہ تھتھعر کے پائیں ٹھہرے اور دہانۂ کوہ کی حفاظت اور خبرداری میں کوتاہی نہ کرے۔ اس کے علاوہ بہت سے امیر اور خدام خود بادشاہ کے ساتھ آئیں اور محمد امین خاں اور فاضل خاں اس سفر میں بادشاہ کے تین منزل کے فاصلہ سے سفر کریں۔ سولھویں شوال کو تھتھعر سے کوچ ہوا۔ دہشت ناک پہاڑ

پیر پنجال کو عبور کرتے ہوئے ایک ہاتھی خوف زدہ ہو کر آگے سے پھرا اور دہنہ کوہ کی طرف واپس چلا۔ یہ ہاتھی بلائے ناگہانی اور تیز آندھی کی طرح منہ پھیر کر بھاگا اس واقعہ سے انسان و حیوان سبھوں پر اس تنگنائے پر طرفہ مصیبت نازل ہوئی۔ کئی ہتھنیاں سرکاری جن پر انسان سوار تھے اس کوہ رواں کی ٹکر سے ہلاکت کے غار میں گر پڑیں۔ اور ایسی تباہ ہوئیں کہ ان کی ہڈیوں کا نشان بھی نہ ملا۔ جب ان کوہ ہیکر جانوروں کا یہ حال ہوا تو انسان کا کیا ذکر۔ اس واقعہ سے بادشاہ ذرہ پرور کی طبیعت اسقدر پریشان ہوئی کہ اسی زمانہ سے جہاں پناہ نے یہ مصمم ارادہ کر لیا کہ اب دوبارہ کشمیر کا سفر نہ فرمائیں گے۔ یکم ذی قعدہ کو بادشاہ کشمیر پہنچے راجہ رگھناتھ کشمیر کے خب صادیوان نے وفات پائی اور شہر مذکور کی وزارت پر فاضل خان اور خان سامانی کے عہدے پر افتخار خان فائز کئے گئے۔ اعلیحضرت کے زمانۂ حکومت میں ہر سال پانچ ماہ تک اُناسی ہزار روپیہ کی خیرات صدر الصدور کے ذریعہ سے ہوتی تھی اور دیگر سات ماہ کے لئے کوئی منظورہ رقم نہ تھی۔ جہاں پناہ نے حکم دیا کہ پانچ ماہ تو حسب دستور سابق اسی قدر رقم خیرات کی جائے اور دیگر سات ماہ کے لئے ستر ہزار روپیہ مزید منظور فرمائے جاتے ہیں۔ یعنی ہر مہینہ دس ہزار کی تقسیم کی جائے۔ غرض کہ سابق اور منظورہ حال دونوں رقومات ملا کر سال میں ایک لاکھ انچاس ہزار روپیہ کی تقسیم اہل استحقاق کے لئے منظور فرمائی گئی۔ ذی قعدہ کی سترھویں تاریخ کو وزن قمری ہوا اور سینتالیسواں سال بادشاہ کی عمر کا شروع ہوا اہتمام درباری اور صوبہ جات کے امرا اور حکام ہر طرح کے عطیوں سے سرفراز ہوئے۔ فاضل خاں مرتبۂ دیوانی پر فائز ہونے کے بعد شدید بیمار ہوا اور ستائیسویں ذی قعدہ کو اس نے وفات پائی۔ فاضل خان کا برادر زادہ برہان الدین جو حال ہی میں ایران سے آیا ہوا تھا خلعت پاکر گوشۂ ماتم سے نکلا اور بادشاہ کی عنایتوں سے سرفراز ہوا۔ بادشاہ کشمیر کے تمام تفریح بخش مقامات کی سیر سے فارغ ہو کر بائیسویں محرم کو اس دلکشا شہر سے کوچ فرما کر لاہور روانہ ہوئے۔ جعفر خاں صوبہ دار مالوہ وزارت کی خدمت پر سرفراز ہونے کے لئے طلب کیا گیا۔ اور نجابت خاں اس کی جگہ پر مقرر کیا گیا۔ ساتویں ربیع الاول کو بادشاہ کی سواری مع شاہی لشکر کے دارالسلطنت لاہور پہنچی۔ گیارھویں ربیع الثانی کو جشن وزن شمسی

منعقد ہوا اور چھیالیسویں سال کا آغاز ہوا۔ عاقل خاں لاہور میں گوشہ نشین تھا جہاں پناہ کی عنایت سے منصب دو ہزاری سات سو سوار پر فائز ہو کر دوبارہ خدام درگاہ کے گروہ میں داخل ہوا۔ تربیت خاں شاہ ایران کے نامہ کا جواب لے کر جسے بداق بیگ ایران سے ہندوستان لایا تھا مع نادر الوجود تحفوں کے جن کی قیمت ساٹھ لاکھ روپیہ تھی سفارت کے مرتبہ پر فائز ہوا اور ایران روانہ کیا گیا۔ سترھویں ربیع الثانی کو بادشاہ پائے تخت کی طرف روانہ ہوئے۔ جعفر خاں نے پانی پت میں سعادت ملازمت حاصل کی اور وزارت کے بلند مرتبہ پہ فائز ہوا۔ ماہ مذکور کے آخر میں جہاں پناہ پائے تخت تشریف لائے۔

جلوس عالم گیری کا ساتواں سال ۱۰۷۴ھ

اس اطمینان کے زمانہ میں ماہ مبارک رمضان کا چاند دکھائی دیا اور جشن جلوس کی تیاری کی گئی۔ جہاں پناہ نے عید کی نماز سے فارغ ہو کر تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور شاہزادوں امیروں اور محتاجوں غرض کہ ہر شخص کی آرزو بر آئی پیشکش اور تحفے جہاں پناہ کے ملاحظہ میں گزرانے گئے۔ اور بادشاہ نے ان ہدیوں کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ اکیسویں ذی قعدہ کو وزن قمری کا جشن ترتیب دیا گیا۔ اور جہاں پناہ کی زندگی کا اڑتالیسواں سال شروع ہوا۔ شاہزادہ محمد معظم کا معروضہ ملاحظہ میں پیش ہوا جس سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ کے محل میں محمد معز الدین کی والدہ کے بطن سے فرزند پیدا ہوا۔ جہاں پناہ نے مولود کو اعز الدین کے نام سے موسوم کیا۔ مصطفےٰ خاں خوافی سفیر بنا کر توران روانہ کیا گیا۔ اور ایک خط جس کو دانشمند خاں نے اپنے قلم سے لکھا تھا مع نادر الوجود تحفوں کے جن کی قیمت ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ تھی عبد العزیز خاں والی بخارا کے نام اور ایک نامہ مع بیش قیمت ہدیوں کے جو ایک لاکھ روپیہ سے کم قیمت کے نہ تھے سبحان قلی خاں والی بلخ کے نام بھیجا گیا۔

اس زمانہ میں اگرچہ مہاراجہ جسونت سنگھ نے سیواجی کے تباہ کرنے اور ملک کو برباد کرنے اور اس کے قلعوں کو فتح کرنے میں پوری کوشش کی تھی لیکن بادشاہ کی خواہش کے مطابق نتیجہ بر آمد نہ ہوا تھا اس لئے جہاں پناہ نے راجہ جے سنگھ کو نامی امراء کے ایک گروہ کے ساتھ سیواجی کی سرکوبی پر مقرر فرمایا۔ انیسویں ربیع الاول کو

وزن شمسی کا جشن منعقد ہوا۔ اور بادشاہ نے سینتالیسویں مرحلہ میں قدم رکھا۔ شاہزادے اور خواتین شاہانہ نوازشوں سے سرفراز ہوئے۔ اس دوران میں معلوم ہوا کہ نجابت خاں صوبہ دار مالوہ نے وفات پائی۔ جہاں پناہ نے اس صوبہ کے ملکی اور مالی مہمات کا انتظام وزیر خاں صوبہ دار خاندیس کے سپرد کیا اور داؤد خاں کو جو راجہ جے سنگھ کی امداد کو گیا ہوا تھا خاندیس کا حاکم مقرر کیا اور اس کے نام اس مضمون کا فرمان صادر ہوا کہ اپنے کسی عزیز کو برہان پور میں چھوڑ کر خود خاندیس روانہ ہو جائے۔ شاہزادہ محمد معظم کے معروضہ سے معلوم ہوا کہ چھبیسویں جمادی الاول کو شاہزادہ کے محل میں روپ سنگھ راٹھور کی دختر کے بطن سے بیٹا پیدا ہوا ہے بادشاہ نے مولود کو محمد عظیم کے نام سے موسوم کیا۔

جلوس عالم گیری کے آٹھویں سال کا آغاز یعنی ۱۰۷۵ ہجری

ماہ رمضان کا مبارک مہینہ آ گیا اور عہد معدلت کا آٹھواں سال شروع ہوا جشن جلوس ترتیب دیا گیا اور جہاں پناہ نے عید کی نماز سے فراغت کر کے اپنی شاہانہ نوازشوں سے نمکخواروں کو اور زیادہ اپنا گرویدہ اور شیدائی بنایا۔ حاجی احمد سعید جلوس شاہی کے چوتھے سال چھ لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ حرمین شریفین کی نذر لے کر سلطنت کی طرف سے گیا ہوا تھا۔ واپس ہو کر سعادت ملازمت سے سرفراز ہوا۔ اور اس نے چودہ عربی گھوڑے جہاں پناہ کے ملاحظہ میں پیش کیے۔ شریف مکہ کا قاصد سید یحییٰ بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا اور اس نے تین گھوڑے اور تبرکات بادشاہ کے سامنے پیش کیے۔ جہاں پناہ نے سید یحییٰ کو خلعت فاخرہ اور چھ ہزار روپیہ کے انعام سے سرفراز فرمایا۔ والی حبش کا سفیر سیدی کامل اور سید عبداللہ حاکم حضرموت کا قاصد دونوں نادر الوجود تحائف ونامہ کے ساتھ جہاں پناہ کے ملاحظہ میں پیش ہوئے اور بادشاہ دیں پناہ نے ان قاصدوں کو عطائے خلعت اور نقدی سے سرفراز فرمایا اسی زمانہ میں نو عربی گھوڑے حاکم یمن امام اسمٰعیل کے فرستادہ ملاحظہ عالی میں پیش کیے گئے اور یہ جشن پانچ روز کامل باعث رونق عالم رہا۔ بندگان دولت کو معلوم ہوا کہ اعتبار خاں حارس (حاکم) اکبر آباد نے وفات پائی۔ جہاں پناہ نے

رعد انداز خاں حاکم نواح اکبر آباد کو مرحوم امیر کی جگہ مقرر فرمایا اور رعد انداز کی خدمت پر ہوشدار خاں صوبہ دار مامور کیا گیا۔ آٹھویں ذی قعدہ کو مہاراجہ جسونت سنگھ دکن کی مہم سے واپس آکر سعادت ملازمت سے سرفراز ہوا۔ سترھویں شوال کو وزن قمری کا جشن منعقد ہوا اور سنہ ہجری کے اعتبار سے بادشاہ کی عمر کا انچاسواں سال شروع ہوا بادشاہ ذرہ پرور نے درباری صوبجات کے امیروں اور ملازموں کو شاہانہ نوازشوں سے سرفراز فرمایا۔ مکہ معظمہ اور حبش اور حضرموت کے قاصد گرانبہا اجناس اور نقدی کے انعام سے شاد کام ہوئے اور انھیں ہندوستان سے واپس جانے کی اجازت مرحمت ہوئی۔ دسویں ذی الحجہ کو عید الضحیٰ کی مسرت نے رعایا کے دلوں کو دوچند شاد و مسرور کیا۔ اور ذی الحجہ کی انیسویں تاریخ جشن عید گلابی میں بلند اقبال شہزادوں اور نامور امیروں نے مرصع اور مینا کار صراحیاں ملاحظہ سلطانی میں پیش کر کے فخر و منزلت حاصل کی اسی دوران میں معلوم ہوا کہ راجہ جے سنگھ دلیر خاں اور دوسرے صف شکن جہاں امیروں کی سعی و کوشش سے سیواجی کے مقبوضات میں سے پورن دھر۔ رودھر مال اور دوسرے قلعے فتح ہو چکے اور سیوا نے اپنی تباہی کا یقین ہونے کے بعد قاصد راجہ کے پاس بھیجے اور اس سے امان کا خواستگار ہوا۔ راجہ نے مناسب شرایط پر سیوا کی درخواست قبول کی اور مرہٹہ سردار نے تیئیس قلعے شاہی امرا کے سپرد کر کے اپنی جان بچائی۔ سیواجی قلعوں کی سپردگی کے بعد آٹھویں ذی الحجہ کو غیر مسلح راجہ کے پاس آیا اور اس سے ملاقات کی راجہ جے سنگھ نے سیوا سے مصافحہ کیا اور بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ اسے اپنے پاس بٹھایا اور اس کی جان و مال کو امان دیکر سیواجی کو شمشیر اور جمدھر مرصع عطا کیا۔ اور اس کے بعد سیوا کو دلیر خاں کے پاس بھیجا۔ دلیر خاں نے مرہٹہ سردار کے ساتھ مناسب رعایتیں کیں۔ جہاں پناہ کو ان واقعات کا علم ہوا اور بادشاہ نے راجہ جے سنگھ کے معروضہ کے مطابق سیواجی کے نام امان نامہ لکھکر روانہ فرمایا۔ بادشاہ نے سیوا کے فرزند سنبھا کو پنج ہزاری منصبدار اور پانچ ہزار سوار کا امیر مقرر فرمایا۔ ہندوستان کے راجاؤں کا سرتاج مہاراجہ جے سنگھ حسن خدمت کے صلہ میں شاہانہ نوازشوں سے سرفراز کیا گیا۔ راجہ کے منصب و مراتب میں ترقی ہوئی اور بادشاہ نے جے سنگھ کو ہفت ہزاری منصب دار اور ساٹھ ہزار سوار دو اسپہ اور

سہ اسپہ کا امیر مقرر فرمایا۔ عادل خاں بیجاپوری پیشکش ادا کرنے میں سستی سے کام لیتا
اور سیواجی کو مدد دینے میں کوشش کرتا تھا (یرلیغ) فرمان مبارک راجہ جے سنگھ کے
نام صادر ہوا کہ سیوا کے مقبوضات اور قلعوں کا بخوبی انتظام کر کے فوراً بیجاپور پر دھاوا
کرے۔ اور قلعہ کے محاصرہ میں ایام گزاری سے پرہیز کر کے جلد سے جلد لشکر مخالف
کو تباہ اور برباد کر دے محمد زاہد پسر قاضی اسلم احتساب کے عہدہ پر مامور کر کے
راجہ کی ہمراہی میں روانہ کیا گیا۔ جعفر خاں دستور اعظم نے دریائے جمنا کے کنارے
نہایت دلکشا عمارت تعمیر کرائی۔ بادشاہ مرحمت شاہانہ سے یہاں تشریف
لائے۔ وزیر اعظم نے نیازمندانہ جہاں پناہ کی شرف ملازمت کا فخر حاصل کیا۔ اور
بیش قیمت و نادر الوجود عجیب و غریب تحفے بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کئے اس
سال بادشاہ نے عبداللہ خاں والیٔ کاشغر کے خط کا جواب مع نفیس تحفوں کے
خواجہ اسحاق کی معرفت روانہ کیا۔ ربیع الثانی کی پچیسویں تاریخ وزن شمسی کا جشن منعقد
کیا گیا اور سنہ شمسی کے حساب سے بادشاہ نے اپنی عمر کے چھیالیسویں مرحلے میں قدم
رکھا دربار کی اور صوبجات کے امراء شاہانہ عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے۔ راجہ
جے سنگھ کی درخواست کے موافق ملا محمد نائتہ کے طلب کا فرمان صادر ہوا۔ ملا احمد عادل
خاں بیجاپوری کی بارگاہ کا رکن رکین تھا اور اس کی اصلاح کار کے لئے عرصہ سے
مقیم تھا اور اس بات کا منتظر تھا کہ موقع و محل سے جہاں پناہ کی قدمبوسی کا شرف
حاصل کرے بادشاہ نے ملا احمد کو غائبانہ شش ہزاری منصبدار اور چھ ہزار سوار فوج کا
امیر مقرر کیا۔ یوسف خاں ناظم صوبۂ کشمیر کی درخواست سے معلوم ہوا کہ شاہی حکم
کی بنا پر ولایت بزرگ کے زمیندار نے بادشاہ اسلام کی اطاعت قبول کر کے
اپنے ملک میں بادشاہ کے نام کا خطبہ و سکہ جاری کر دیا ہے اور شہر میں ایک عالیشان
مسجد بھی تعمیر کرائی ہے اور اس شہر کے زمیندار کے مشرف بہ اسلام ہونے کا سہرہ
چونکہ سیف خاں کے سر تھا۔ بادشاہ دین پناہ نے خان مذکور کے منصب و مرتبہ
میں معقول اضافہ فرما کر اسے شاد و سرفراز فرمایا۔ تبت خرد کا زمیندار مسمی مراد خاں
اس مہم میں بادشاہ کا خیر خواہ و اطاعت گزار رہا جہاں پناہ نے اسے بھی عطیہ و
خلعت سے سرفراز فرمایا۔ ساتویں رجب کو شاہزادہ والا جاہ محمد اعظم نے دکن سے

واپس ہو کر بادشاہ کی ملازمت کی سعادت حاصل کی۔ واقعات دکن کے ضمن میں یہ بھی معلوم ہوا کہ ملا احمد نائتیہ جو فرمان مبارک کی بنا پر دکن سے روانہ ہو کر بارگاہ شاہی میں آرہا تھا، راستہ میں فوت ہو گیا۔ جہاں پناہ نے حکم دیا کہ مرحوم ملا کا فرزند اسد دیگر متعلقین کے ہمراہ جلد سے جلد حضور میں حاضر ہو۔ اکبرآباد کے واقعہ نویسوں کی تحریر سے معلوم ہوا کہ بارھویں رجب کو اعلیٰ حضرت حبس البول کے عارضہ میں مبتلا ہوئے اور مرض نے اسقدر شدت اختیار کی کہ اطباء علاج سے دست بردار ہو کر مایوس ہو گئے۔ جہاں پناہ نے اکبرآباد کے سفر کا ارادہ کیا اور احتیاطاً بادشاہزادہ محمد اعظم کو بیسویں ماہ مذکور کو اپنے قبل روانہ کر دیا چھبیسویں رجب شب دوشنبہ کو مرض کا شدید حملہ ہوا اور خاقان عادل نے روضۂ جنت کی راہ لی اور اس حادثہ کے بعد نواب تقدس مآب بیگم صاحبہ کے حکم کے موافق رند انداز خاں، خواجہ بہلول، سید محمد قنوجی اور قاضی قربان علی غسل خانہ میں حاضر ہوئے اور اعلیٰ حضرت کی تجہیز و تکفین کے سامان سے فراغت حاصل کر کے نعش مبارک برج مثمن کے دروازہ سے حصار کے باہر لائے۔ ہوشدار خاں صوبہ دار جنازہ کے ہمراہ ہوا اور تابوت کو دریائے جمنا کے اس پار لے جا کر مہد علیا ممتاز الزمان کے روضہ میں لے گئے۔ روضہ کے اندر جنازہ کی نماز پڑھی گئی اور اس گنبد کے اندر نعش پیوند خاک کر دی گئی۔ ایک نکتہ سنج نے "شاہ جہاں وفات کرد" اعلیحضرت کی وفات کا مادۂ تاریخ نکالا دوسرے نے یہ شعر نظم کیا۔

سال تاریخ فوت شاہ جہاں — رضی اللہ گفت اشرف خاں

اعلیٰ حضرت نے چہتر سال تین ماہ کی عمر میں وفات پائی اور اکتیس سال دو مہینے حکمرانی کی۔ شب انتقال کے آخری حصہ میں جب کہ سات کوس کا سفر باقی تھا شاہزادہ نے اس سانحہ کی خبر سنی اور روز دفن کے اوایل حصہ میں شہر میں پہنچا اور تعزیت کے مراسم بجا لایا۔ جہاں پناہ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی اور بادشاہزادوں اور بیگموں نے ماتمی لباس پہنا۔ جہاں پناہ نے حکم دیا کہ تمام امثلۂ سرکاری اور فرامین میں اعلیحضرت کو حضرت فردوس آشیانی کے نام سے یاد کیا جائے۔ نویں شعبان کو بادشاہ نے فردوس آشیانی کے مزار پر حاضر ہونے کا ارادہ کیا اور شاہی سواری

اکبرآباد روانہ ہوئی اٹھائیسویں شعبان کو جہاں پناہ اکبرآباد پہونچے اور داراشکوہ کی حویلی میں قیام فرمایا اور دوسرے دن فاتحہ خوانی کے لئے قبر پر گئے اور حشمت بیگم صاحبہ اور نیز دیگر پردہ نشین محلات شاہی کو صبر کی ہدایت فرمائی اور ان سبھوں کی دلجوئی و خاطرداری کی بعض ضروری امور کی وجہ سے بادشاہ نے اپنا قیام چندروز کیلئے ضروری سمجھا اور بیگمات کو دارالخلافت سے طلب فرمایا۔ اسی زمانہ میں قلعہ چاٹ گام امیرالامرا کی کوششوں سے فتح ہو کر اسلام آباد کے نام سے موسوم ہوا۔ امیرالامرا اور بزرگ امید خاں اس کا فرزند اور تمام سرداران شاہانہ نوازشوں و عطایا سے مسرور و دل شاد کئے گئے۔

جلوس عالمگیری کے سال نہم کا آغاز یعنی ۱۰۷۶ ہجری

انھیں مبارک ایام میں رمضان کا مقدس مہینہ آگیا اور عالم میں سرور و شادمانی کا دور دورہ ہوا اور بادشاہ کے جلوس کا نواں سال شروع ہوا۔ عید الفطر کے زمانہ تک جشن عشرت کا انعقاد رہا اور شاہی بارگاہ کی تزئین و آرائش کی گئی۔ شوال کی پہلی تاریخ کو آوازہ مسرت بلند ہوا۔ جہاں پناہ نماز سے فارغ ہو کر تخت سلطنت پر متمکن ہوئے اور ملکہ جہاں بیگم صاحب کو ایک لاکھ اشرفیاں مرحمت فرما کر ان کے وظیفہ میں جو بارہ لاکھ سالانہ تھا پانچ لاکھ روپیہ کا اور اضافہ فرمایا۔ اسی طرح دیگر بیگمات یعنے پرہنر بانو بیگم اور گوہر آرا بیگم کو ایک ایک لاکھ روپیہ عطا کیا گیا۔ جلوس کے پانچویں سال کارپردازان سلطنت نے خزانہ عامرہ کو اکبرآباد کے قلعہ سے پائے تخت کے قلعہ میں منتقل کر دیا تھا جہاں پناہ نے خزانہ کو پھر واپس اصلی مرکز کو روانہ کر دیا۔ راجہ جے سنگھ نے سیوا کو بادشاہ کے حضور میں بھیجدیا سیوا پائے تخت کے نواح میں پہونچا اور جہاں پناہ نے حکم دیا کہ کنور رام سنگھ اور مخلص خاں اسے اپنے ہمراہ بارگاہ شاہی میں لے آئیں۔ اٹھارھویں ذیقعدہ کو وزن قمری کا جشن منعقد کیا گیا۔ اور بادشاہ کی زندگی کا پچاسواں سال شروع ہوا سیوا اپنے فرزند سنبھا کے ساتھ شاہی حضور میں حاضر ہو کر معزز و مکرم ہوا۔ اور اس نے ڈیڑھ ہزار اشرفیاں نذر دیں اور چھ ہزار روپیہ بادشاہ کے سر پر سے تصدق کئے راجہ جے سنگھ نے سیوا کو اس کی خواہش کے مطابق بادشاہ کے حضور میں روانہ کیا تھا اس نے جہاں پناہ سے بھی اپنی سابقہ تقصیرات کو معاف کرا دیا۔ جہاں پناہ کا ارادہ

تھا کہ مرہٹہ سردار کو چند روز اپنے حضور میں ٹھہرا کر واپسی کی اجازت مرحمت فرمائیں چنانچہ جس دن کہ سیوا دربار میں حاضر ہوا اسی روز بادشاہ نے اسے نامی امراء کی صف میں جگہ دی لیکن جاہل سرشت اس مجلس سے واقف نہ تھا محفل شاہی کے ایک گوشہ میں چلا گیا اور اس نے کنور رام سنگھ سے اپنی رنجش کا اظہار کر کے بیہودہ گوئی شروع کی اور حماقت آمیز خیالات اس کے سر میں چکر کھانے لگے۔ جہاں پناہ نے حکم دیا کہ سیوا اپنے قیام گاہ کو واپس جائے اور راجہ جے سنگھ اپنے محل کے پاس اسے جگہ دے اور سیوا کے فرزند سینبھا کو روزانہ اپنے ساتھ دربار میں لائے۔ سیوا کی مکاری و فرار پسند طبیعت کے لحاظ سے فولاد خاں اس کی نگہبانی پر مامور کیا گیا۔ بادشاہ نے حضوری کا انتظام فرما کر راجہ جے سنگھ کو ایک فرمان روانہ کیا اور سیوا کے متعلق راجہ سے رائے طلب کی تاکہ جے سنگھ کی صلاح کے موافق سیوا کے ساتھ عمل درآمد کیا جائے۔ سیوا رنگ دیکھ کر قہر و غضب کے خیال سے کانپ گیا۔ اور اس کے اوسان خطا ہو گئے سیوا نے امرائے دربار کو وسیلہ بنایا اور عاجزی اور ندامت کا اظہار کیا سیوا خوف زدہ ہو کر پشیمان ہو ہی رہا تھا کہ راجہ جے سنگھ کا معروضہ بھی پہنچا جس میں مرقوم تھا کہ اس سے عہد و پیمان لے لیا گیا ہے اس حدود کے مہمات میں مشغول ہے۔ اس مجرم کے قصور کا معاف کرنا اکثر مصلحتوں کے لحاظ سے مناسب ہے۔ جہاں پناہ نے فولاد خاں کو حکم دیا کہ نگہبانوں کو سیوا کے مکان سے برطرف کر دے اس حکم کی بناء پر کنور رام سنگھ نے بھی حفاظت کرنے میں غفلت سے کام لیا۔ سیوا کی فرار پسند طبیعت نے موقع پایا اور ساتویں صفر کو اپنے فرزند کے ہمراہ بھیس بدل کر بھاگ گیا۔ اس واقعہ سے رام سنگھ اپنے منصب سے علیحدہ کیا گیا اور راجہ جے سنگھ کو فرمان ہوا کہ مُفسد نیتیو کو جو کہ سیوا کا عزیز قریب ہے اور راجہ کی سفارش سے پنج ہزاری امیر اور پانچہزار سوار کے منصب پر فائز ہو کر راجہ کے پاس مقیم ہے حُسن تدبیر سے گرفتار کر کے بادشاہ کے حضور میں روانہ کر دے۔ اس زمانہ میں بعض ضروری مہمات سلطنت کے سر انجام دینے کے لئے بادشاہ کو پائے تخت کا سفر کرنا ناگزیر نظر آیا اور جہاں پناہ نے ملکۂ آفاق بیگم صاحبہ اور دیگر محلات کو اپنے سفر سے پیشتر روانہ کر دیا۔ تربیت خاں سفیر بنا کر ایران بھیجا گیا تھا۔ اس امیر کے معروضہ سے معلوم ہوا کہ شاہ عباس فرماں روائے ایران کی

نیت بد اور ہمت بلند ہوئی ہے شاہ مذکور اپنی نادانی سے سمجھتا ہے کہ بادشاہ دیں پناہ سے مقابلہ کرنا آسان ہے اور اس نے ارادہ کر لیا ہے کہ صف آرائی کے لئے خراسان کے میدان میں اپنے خیمے نصب کرے۔ تربیت خاں اور دیگر واقعہ نویسوں کے عرائض سے جہاں پناہ کو یقین آگیا کہ حریف کی تنبیہ اب ضروری ہے بادشاہ نے شاہ عباس کو اپنے حقیقی داصلی مرتبہ سے باخبر کرنے کا مصمم ارادہ کیا اور بادشاہ زادہ محمد معظم کو مہاراجہ جسونت سنگھ کے ہمراہ چودہ ربیع الاول کو اس مہم پر روانہ فرمایا اور ارشاد ہوا کہ شاہی علم بھی پنجاب کے سفر کے لئے تیار کیا جائے تربیت خاں نے سفارت کا کام اچھی طرح انجام نہ دیا تھا۔ اور اس سے چند قصور سرزد ہو گئے تھے۔ اس لئے مورد عتاب ہوا اور جہاں پناہ نے اس کو حاضری دربار سے منع فرمایا۔ انیسویں ربیع الثانی کو بادشاہ دریائے جمنا کے راستہ سے اکبر آباد سے پائے تخت کو روانہ ہوئے۔ اور چودہ منزلیں سفر کی طے کر کے شہر میں داخل ہوئے آٹھویں جمادی الاول کو وزن شمسی کا جشن منعقد ہوا اور اس حساب سے بادشاہ نے انچاسویں سال میں قدم رکھا۔ امیر خاں ناظم کابل نے چند مغلوں کو جاسوسی کی علت میں گرفتار کیا تھا۔ جہاں پناہ نے اعتماد خاں اور ملا عبدالقوی کو تحقیق حال کے لئے مقرر فرمایا۔ خان مذکور نے ایک مجرم کو بالا ہنکڑی اور بیڑی کے خلوت میں اپنے سامنے بلایا۔ اس گمنام اور نامراد شخص نے خود مجلس میں قدم رکھا اور اس کا خادم مع اس کے ہتھیار کے باہر کھڑا رہا۔ مجرم فوراً اپنے خادم کے پاس آیا اور اس سے تلوار لیکر جھپٹا اور محفل میں داخل ہوتے ہی اس نے اعتماد خاں پر ایسا وار کیا کہ بیچارہ ملا خاک و خون کا ڈھیر ہو گیا۔ بادشاہ خدام نواز کو ایسے باوفا وقدیم نمک خوار کی وفات کا بیحد رنج ہوا۔ اور اس کے بیٹوں اور دیگر اعزہ کو عنایات شاہانہ اور عطائے خلعت و اضافہ منصب سے سرفرازانہ فرمایا۔ سرگروہ امرا جعفر خاں کا مکان بادشاہ کی تشریف آوری سے فیضیاب و پرنور ہوا۔ جعفر خاں نے جواہرات و مرصع آلات جہاں پناہ کے ملاحظہ میں پیش کئے۔ خواجہ اسحاق سال گذشتہ کاشغر کی سفارت پر مامور ہوا تھا لیکن ملک کے اندرونی فتنہ و فساد کا حال سنکر راستہ ہی سے واپس آیا تھا۔ جہاں پناہ نے خواجہ مذکور کو بار دگر اسی خدمت پر مامور کر کے کاشغر روانہ ہونے کا حکم دیا

والیٔ ایران فرخ آباد سے ارادہ بدکر کے اصفہان روانہ ہوا۔ لیکن خناق کے مرض میں گرفتار ہوکر اسی سال غرۂ ربیع الاول کو موضع خارسمان میں دنیا سے کوچ کر گیا۔ ایران کے ارکان دولت نے شاہ ایران کے فرزند بزرگ صفی میرزا کو تخت حکومت پر بٹھایا۔ چوتھی جمادی الآخر کو بادشاہ کو شکار گاہ میں عرایض نویسوں کے معروضوں سے اس واقعہ کی خبر ہوئی اور بادشاہ نے فرمایا کہ میری خواہش تو کچھ اور ہی تھی لیکن خدا نے خود اسے اس کی بدنیتی کی سزا دی اب یہ انسانیت کا تقاضا نہیں ہے کہ ایران کی سرزمین پر فوج کشی کی جائے۔ بادشاہ زادہ محمد معظم کے نام شاہی فرمان صادر ہوا کہ لاہور سے قدم آگے نہ بڑھائے بلکہ چند روز اسی شہر میں قیام پذیر رہے۔ بہادر خان بادشاہزادہ کے ہمرکاب تھا مگر اس سے رخصت ہوکر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور صوبۂ الٰہ آباد کے انتظام پر مامور کیا گیا۔ راجہ جے سنگھ نے سیوا کے داماد نیتو کو گرفتار کر کے شاہی بارگاہ میں بھیجدیا۔ نیتو فدائی خاں کے سپرد کیا گیا اور اس کی ہدایت سے مسلمان ہوکر دین و دنیا کی سعادت سے بہرہ مند ہوا۔ راجہ جے سنگھ سیوا کی مہم سر کرنے کے بعد جرار فوج ہمراہ لے کر عادل خاں کی تنبیہ کو گیا ہوا تھا۔ دو منزلیں طے کرنے کے بعد عادل خاں کے سرداروں میں سے ابو المحمد بہلول کے پوتے نے راجہ سے ملاقات کی اور راجہ کی التماس کے موافق پنجہزاری منصب دار اور پانچ ہزار سواروں کا سردار مقرر ہوکر راجہ کے مددگاروں میں شامل کیا گیا اور راجہ کی رائے اور سیوا اور نیتو کی کوشش سے پہلتن اور تاتھورہ اور کھاون اور منگل بید کے قلعے فتح ہوئے۔

اسی دوران میں جنگ آزما اور بہادر اہل لشکر نے ابوالمحمد نبیرہ سے عادل خاں و خواص خاں کی تنبیہ کے لئے اکثر معرکہ آرائیاں کیں اور ہر معرکہ میں بادشاہی جاں نثار کامیاب رہے اور تمام متعلقات بیجاپور بار دگر تاخت و تاراج کر دیئے گئے۔ عادل خان نے قلعۂ بیجاپور کو مستحکم کیا اور تالابوں کو توڑا اور کنوؤں کو توڑ کے درختوں سے پاٹ کر بیرون حصار کے مکانات کو زمین کے برابر کر دیا اور خود قلعہ میں پناہ گزیں ہوکر اپنی فوج کو شاہی لشکر کے مدافعہ کے لئے مقرر کیا۔ راجہ کو قلعہ کا فتح کرنا مقصود نہ تھا اور نیز یہ کہ اس وقت قلعہ کشائی کے سامان اور اسباب بھی موجود نہ تھے اس لئے چند روز اسی نواح میں قیام کر کے یہاں سے کوچ کر گیا۔ چوبیس رجب کو راجہ نے دریائے بہنورا کو عبور کیا۔

عادل خاں کے معتمد یعنی دیانت خاں نے عذر آمیز پیغام راجہ کے پاس روانہ کر کے مرصع آلات بطور تحفہ پیش کیئے۔ چونکہ برسات کا زمانہ آیا اور شاہی حکم بھی راجہ کے نام صادر ہوا کہ موسم برشکال اورنگ آباد میں بسر کرے راجہ جے سنگھ نے شاہی حکم کی تعمیل میں یہاں سے بھی کوچ کیا۔

اسی زمانہ میں دلیر خاں فرمان شاہی کے مطابق ولایت چاندہ میں داخل ہوا مانجی ملار زمیندار چاندہ نے خان مذکور کو پانچ لاکھ روپیہ دیکر ایک کروڑ روپیہ بطور جرمانہ شاہی خزانہ میں داخل کیا اور دو لاکھ روپیہ سالانہ پیشکش ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ خان مذکور چاندہ سے دیوگڈھ روانہ ہوا اور کوک سنگھ حاکم دیوگڈھ سے مبلغ پندرہ لاکھ روپیہ سابقہ رقم وصول کی اور تین لاکھ سالانہ اس پر خراج مقرر کیا۔ ان خدمات کو انجام دیکر راجہ حکم شاہی کے مطابق پھر دکن روانہ ہوا اور بادشاہ خدام نواز نے راجہ کو منصب پنج ہزاری پنج ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ مرحمت فرمایا۔

جلوس عالمگیری کے سال دہم کا آغاز مطابق سنہ ۱۰۷۷ ہجری

رمضان کا مقدس مہینہ آیا اور ارا کین دولت جشن کی تیاری وانعقاد میں مصروف ہوئے۔

ماہ مبارک کی دسویں تاریخ شاہی حرم سرا میں اودے پور کی عفت مآب رانی کے بطن سے فرزند پیدا ہوا قبلۂ عالم نے مولود کو محمد کام بخش کے نام سے موسوم کیا۔

شاہزادہ محمد معظم لاہور سے واپس آکر پائے بوسی سے مشرف ہوئے۔

ماہ صیام ختم ہوا اور عید کا چاند نمودار ہوا۔ قبلۂ عالم نے نماز سے فراغت حاصل کر کے تخت حکومت پر جلوس فرمایا اور شاہ زادوں اور امیران عالی رتبہ کو شاہانہ نوازشوں سے سرفراز کیا۔

سیوا کا داماد نیتو مشرف بہ اسلام ہوا حسنہ کے بعد عنایت سلطانی نے اسے منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار مرحمت فرما کر محمد قلی خاں کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

میر عماد الدین دیوان بیوتات کو رحمت خاں اور عزیز الدین کو بہرہ مند خاں کے خطابات عطا ہوئے۔

اس ماہ کی ساتویں تاریخ شاہزادہ محمد معظم دکن کی صوبہ داری پر روانہ ہوئے اور پنجہزاری ہشت ہزاری دواز دہ ہزار سوار کے اضافہ سے سرفراز کئے گئے۔ مہاراجہ جسونت سنگھ و رائے سنگھ و صف شکن خاں و سیف خان و سربلند خاں شاہزادہ کے ہمراہ کئے گئے۔ راجہ جے سنگھ کو حکم ہوا کہ شاہی آستانہ پر حاضر ہو۔

یوسف زئی افغانوں کی فتنہ انگیزی

یوسف زئی افغانوں کی شورش و فتنہ انگیزی کی اطلاع ہوئی اور معلوم ہوا کہ ان شورہ پشتوں نے ایک مجہول فقیر کو محمد شاہ کے لقب سے اپنا سردار بنایا ہے۔ اور چالاک درویش نے مکاری و فریب دہی سے فتنہ و فساد برپا کر رکھا ہے فوجدار اٹک مسمی کامل خاں کو حکم ہوا کہ نواح نیلاب کے تمام فوجدار و جاگیردار اتفاق کر کے ان بدبختوں سے معرکہ آرائی کریں۔ امیر خاں صوبہ دار کابل کے نام اس مضمون کا فرمان صادر ہوا کہ شمشیر خاں کو پانچ ہزار سواروں کے ساتھ ان فتنہ انگیزوں کی مدافعت پر مقرر کرے کامل خاں نے اپنی کارطلبی سے شمشیر خاں کے ورود کا انتظار نہ کیا اور حریف کے ساتھ شدید معرکہ آرائی کر کے ان پر غلبہ حاصل کیا۔ اور شاہی مقامات پر دوبارہ قابض ہو گیا۔

اٹھارھویں ذی قعدہ کو امیر خاں نے دریائے نیلاب کو عبور کیا اور اٹک کی سمت روانہ ہو کر یوسف زئی قبیلہ کے ملک کے برابر پہونچ گیا۔ افغان کوہستان میں پناہ گزیں ہو کر موقع کے منتظر رہے۔

اسی تاریخ بادشاہ نے محمد امین خاں میر بخشی امیر خاں قباد خاں اور دوسرے امیروں کے ہمراہ نو ہزار سواروں کی جمعیت کو ان شورہ پشتوں کی تنبیہ کے لئے تخت گاہ سے روانہ کیا۔ امین خاں کے ورود سے پیشتر شمشیر خاں نے دوبارہ شدید معرکہ آرائی کر کے تین سو قیدی جو معزز گھرانوں کے رکن تھے گرفتار کر لئے۔ بادشاہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اور قبلۂ عالم نے شمشیر خاں و کامل خاں کو شاہانہ نوازش سے سرفراز فرمایا۔

پچیس ذی قعدہ کو جشن وزن قمری ترتیب دیا گیا اور بادشاہ کی عمر کا اکاون سال شروع ہوا۔ اس مبارک بزم میں شاہزادہ محمد اعظم سہ ہزاری کے اضافہ سے

پانزدہ ہزاری ہفت ہزار سوار کے منصب دار مقرر فرمائے گئے اور شاہزادہ محمد اکبر ہشت ہزاری دو ہزار سوار سے منصب اور تومان وطوغ و نقارہ و آفتاب گیر کے عطیے سے بہرہ یاب ہوئے۔ جمدۃ الملک جعفر خاں و دیگر پرستاران حضور پر طرح طرح کی نوازش فرمائی گئی۔

بلخ و بخارا کے سفیر یعنی رستم بے و خوشی بیگ کو خلعتوں اور نقدی رقومات کے عطیات سے سرفراز فرما کر واپسی کی اجازت مرحمت ہوئی۔ غرض کہ سفیر بخارا کو اول سے آخر تک دو لاکھ اور سفیر بلخ کو ایک لاکھ پچاس ہزار کی رقم عطا ہوئی۔

رضوی خاں بخاری بجائے عابد خاں کے منصب وزارت پر فائز ہوا۔

تربیت خاں کا قصور معاف فرمایا گیا اور خداوند خاں کے انتقال کے بعد اڑیسہ کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ برہان پور کے عرایض نویسوں کی عرضداشتوں سے معلوم ہوا کہ راجہ جے سنگھ اورنگ آباد روانہ ہو کر آستانۂ شاہی پر حاضر ہو رہا تھا۔ لیکن اٹھائیسویں محرم کو راستہ میں وفات پائی۔ قبلۂ عالم نے اس کے فرزند کنور رام سنگھ کا جو اندنوں مغضوب تھا قصور معاف فرما کر کنور مذکور کو راجہ کا خطاب عطا فرمایا اور اس پر بیحد نوازش فرمائی۔ محمد امین خاں افغانوں کے ملک میں پہونچکر ان کے مسکن و وطن کو بخوبی تاخت و تاراج کر چکا تھا۔ قبلۂ عالم نے خان مذکور کے نام اس مضمون کا فرمان روانہ فرمایا کہ شمشیر خاں کو ولایت افاغنہ میں چھوڑ کر خود لاہور روانہ ہو اور بجائے ابراہیم خاں کے لاہور کی صوبہ داری کا کام انجام دے۔

پچیس جمادی الآخرہ کو جشن وزن شمسی ترتیب دیا گیا۔ اور بادشاہ کی عمر گرامی کا پچاسواں سال شروع ہوا۔ کشمیر کے واقعہ نویسوں کے معروضات اور تبت کے زمیندار مسمی مراد خاں کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ خان والاشان عبد اللہ خاں والی کاشغر اپنے فرزند بولبرس خاں کی ناہنجاری کی وجہ سے ترک وطن کر کے شاہی ملازمت میں حاضر ہوا ہے عبد اللہ خاں کے اہل و عیال اور چند ملازم بھی اس کے ہمراہ ہیں خان ناسعادت مند فرزند کے تسلط سے بے سروسامان و غارت زدہ بارگاہ شاہی میں فریادرسی کے لئے آ رہا ہے۔ خواجہ اسحاق جو سفیر بن کر اس کے پاس گیا تھا راستہ میں عبد اللہ خان سے ملا ہے اور اس کو مصائب سے نجات دینے میں بیحد کوشش کر رہا ہے۔

قبلۂ عالم نے اپنی شاہانہ مہربانی سے خواجہ صادق بدخشی وسیف اللہ کو اس موروثی خان دالاشان کی ضیافت ومہمانداری کے لئے مقرر فرمایا اور ایک بیش قیمت خنجر و جیغۂ مرصع اور ایک سو نو عربی و عراقی و ترکی گھوڑے جن میں سے بعض ساز مرصع سے مزین اور دو ہاتھی اور اکثر طلائی و نقرئی برتن اور چند عدد ملبوس و بہترین کپڑے وخیمہ وخرگاہ ونفیس فرش و دیگر سامان حشمت ان امیروں کی معرفت ارسال فرماکر حکم دیا کہ قاصد جلد سے جلد کشمیر پہونچکر عبداللہ خاں سے ملاقات کریں اور خان مذکور کے بادشاہ تک پہونچنے میں اثنائے سفر میں جہاں جہاں قیام ہو مہمان نوازی کے خدمات بخوبی بجالائیں۔ مختار خاں صوبہ دار کشمیر کے نام شاہی فرمان صادر ہوا کہ عبداللہ خاں جب کشمیر پہنچے تو اس کے تمام ضروریات کا سامان بہ احسن وجوہ کرکے مبلغ پچاس ہزار روپیہ اس صوبہ کے خزانہ سے پیش کرے۔ جب عبداللہ خاں شاہی آستانہ پر حاضری کا قصد کرے تو مختار خاں خود بھی اس کے ہمراہ شاہی بارگاہ میں حاضر ہو۔

محمد امین خاں صوبہ دار لاہور کے نام فرمان صادر ہوا کہ عبداللہ خاں کے لاہور پہونچنے پر اس کا پورا اعزاز واکرام کرے اور بہترین ضیافت کرکے عمدہ طریقہ پر اس خدمت کو انجام دے اور پچاس ہزار روپیہ خالصہ شریفہ سے اور معتدبہ رقم اور قیمتی لباس اپنی جانب سے خان مذکور کے نذر کرے اسی طرح تمام حکام ممالک کے نام احکام صادر ہوئے کہ خان مذکور کی خاطر ومدارات میں کسی قسم کی کمی نہ ہونے پائے اور ہر افسر کو یہ تاکید کی گئی کہ مہمان کو بیحد عزت وشان کے ساتھ اپنے حدود حکومت سے رخصت کرے۔

تیرہ رجب کو دانشمند خاں بجائے محمد امین خاں کے بخشی گری کے معزز عہدہ پر فائز ہوا اور اسے خلعت خاص وقلمدان مرصع عطا فرمایا گیا۔

اسی زمانہ میں معتمد خاں کی جگہ پر خواجہ بہلول کو الیاہ کا قلعہ دار مقرر ہوا اور اس امیر کو بھی خلعت خاص دخنجر وخطاب خدمتگار خاں کے عطیہ سے سرفرازی بخشی گئی اور خدمتگار خاں کو خدمت گزار خاں کا خطاب مرحمت ہوا۔

بنگالہ کے واقعہ نویسوں نے اطلاع دی کہ اس زمانہ میں آسامیوں کے

ناہنجار گروہ نے پھر ناعاقبت اندیشی سے کام لیا اور اپنے حد اقتدار سے قدم
آگے بڑھا کر ایک کثیر جماعت کے ہمراہ گواہٹی پر جو بنگالہ کی سرحد ہے حملہ آور ہوئے
فیروز خاں نے ان بدبختوں کا مقابلہ کیا لیکن چونکہ خان مذکور کو کسی قسم کی مدد نہیں
پہونچی حریف نے گواہٹی پر قبضہ کر لیا اور فیروز خاں اکثر جاں نثاروں کے ہمراہ
میدان جنگ میں کام آیا۔ قبلۂ عالم نے یہ خبر سنی اور طے فرمایا کہ دربار شاہی کے
کسی عمدہ امیر کو حریف کی تباہی کے لئے مامور کیا جائے اور خود صوبۂ بنگالہ کا امدادی
لشکر بھی اس فرستادہ امیر سے متفق ہو کر ناعاقبت اندیش مجرمین کا قلع و قمع کرے۔ اس قرارداد
کے مطابق جہاں پناہ نے راجہ رام سنگھ کو اس مہم کے لئے نامزد فرمایا اور اکیسویں
ماہ مذکور کو راجہ کو اسپ و خلعت و ساز طلائی و جمدھر مرصع و علاقہ مروارید عطا فرما کر
روانہ کیا۔ نصرت خاں کبیر سنگھ بھورتیہ رگھناتھ سنگھ و بیرم دیو سیسودیہ و دیگر امراء
اور ایک ہزار پانچ سو احدی اور پانچ سو برق انداز راجہ کے ہمراہ روانہ کئے گئے۔

———(انتخاب دہ سالہ تمام ہوا)———

تمہید

بعد حمد و نعت کے محمد ساقی مستعد خاں عرض کرتا ہے کہ کتاب عالمگیر نامہ مصنفہ میرزا محمد کاظم میں بادشاہ دین پناہ ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً کے عہد معدلت کے صرف دہ سالہ واقعات مندرج ہیں جنکا خلاصہ سابقہ اوراق میں ہدیہ ناظرین ہو چکا۔ میرزا محمد کاظم عہد سلطانی کے بیشتر واقعات اِس وجہ سے قلمبند نہ کر سکے کہ بادشاہ دین پناہ باطنی آرائش کے مقابلہ میں ظاہری نام و نمود کو قطعاً ہیچ تصور فرماتے تھے اسلیے راقم مرحوم کو عہد معدلت کے حالات لکھنے سے ممانعت فرما دی گئی۔ حضرت خلد مکاں کی رحلت کے بعد امیر پاک طینت صدر دیوان وزارت نواب عنایت اللہ خاں مرید خاص حضرت شاہ عالم گیر نے بادشاہ جہاں پناہ ابو النصر قطب الدین محمد شاہ عالم بہادر بادشاہ غازی کے عہد معدلت میں خاکسار مصنف سے فرمایا کہ حضرت خلد مکاں کے عہد حکومت کے چہل سالہ واقعات و نیز حضرت کے احکام و انتظام صرف سینوں میں محفوظ ہیں جو ہنوز سفینہ پر نہ آئے ظاہر ہے کہ کارنامۂ عالمگیری کا مدون نہ ہونا ایک وقت میں انھیں قطعاً فراموش کر دیگا چونکہ تم حضرت خلد مکاں کے عقیدت شعار خادم ہو اور نیز یہ کہ فن انشا میں بھی عمدہ سلیقہ رکھتے ہو میرے خیال میں تم اس کام کو انجام دینے پر کمر ہمت باندھو اور جس طرح ممکن ہو اس تالیف کو تمام کر دو میں نے عرض کیا کہ یہ کام بحد مشکل اور میری قابلیت و ہمت سے خارج ہے۔ چونکہ وزارت پناہ حضرت خلد مکاں کے خادم با اخلاص و دلدادہ ہیں اور ان کا مدعا صرف یہ ہے کہ مرحوم کے واقعات کسی نہ کسی طرح قلمبند ہو جائیں۔ ممدوح نے میری معذرت کو قبول نہ فرمایا اور خاکسار ہی کو اس امر کے انجام دینے پر مجبور کیا چونکہ خاکسار مصنف حضرت خلد مکاں کا نمکخوار و خانہ زاد اور وزارت پناہ کا بندۂ احسان ہے۔ اس بار کو اپنے کاندھے پر اٹھانے کیلئے مجبور ہوا۔ اس کتاب میں چشم دید واقعات کے علاوہ شنیدہ حادثات مذکور ہیں وہ تمام تر قابل وثوق ناقلین کی روایتیں ہیں جو ہر طرح قابل اعتبار ہیں۔

چونکہ یہ کتاب بادشاہ خلد مکاں کے تمام حالات و فتوحات پر حاوی ہے اس لیے میں نے اس کتاب کو مآثر عالم گیری کے اسم سے جو اس کا تاریخی نام بھی ہے موسوم کیا ہے۔ ہر چند بمقتضائے مثل مشہور خوان ناکشیدہ یک عیب است و کشیدہ صد عیب لیکن اپنی استطاعت کے موافق جو میرا سرمایہ ہے مہمان کے سامنے حاضر ہے۔ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اس مختصر مگر جامع تالیف کے ختم کرنے کی توفیق عطا فرمائی امید ہے کہ یہ قیمتی گوہر ارباب نظر کی نگاہ میں مقبول ثابت ہوگا لیکن اگر اس آبدار موتی پر نقصان و خطا کی تیرگی کی کچھ جھلک نمودار ہو تو اسے جوہر سنج حضرات اپنی اصلاح کی تنویر سے دور فرمائیں۔

عہد عالم گیری کے سال یازدہم کا آغاز مطابق سنہ ۱۰۷۸ ہجری

اسی مبارک زمانہ میں رمضان کا مقدس مہینہ آیا عہد معدلت کا دسواں سال ختم ہو کر گیارھواں سال شروع ہوا خدام بارگاہ جشن کے انعقاد میں مصروف ہوئے رمضان کا

پورا مہینہ دن کو صوم اور رات کو طاعت الٰہی میں بسر ہوا۔ یہ مقدس زمانہ گزر گیا اور عید کا
مسرت خیز چاند افق آسمان پر نمودار ہوا۔ بادشاہ دیں پناہ نے نماز عید الفطر ادا فرما کر دیوانخانہ
عام میں جلوس فرمایا۔ بادشاہ زادوں اور امیروں نے آداب و تسلیمات کے بعد مبارک باد
عرض کی اور اضافۂ خلعت و خطابات سے سرفراز کئے گئے شاہزادہ محمد معظم کو خلعت و دھرپ
مرصع اور شاہزادہ محمد اکبر کو خلعت مرحمت ہوا۔ جملۃ الملک جعفر خان کو خلعت و خنجر مع دستہ
سپیں مرصع عنایت کیا گیا۔ دانشمند خاں میر بخشی خلعت و فیل کے علاوہ اضافۂ منصب دو ہزار
پانچ صدی یک صد سوار سے ہمت خاں دو ہزار پانچ صدی یک ہزار دو صد سوار لطف اللہ
خاں ہزار و پانصدی پانصد سوار سے سرفراز فرمائے گئے۔ محمد اسمعیل ولد اسد خاں ابتداً
منصب سہ صدی پر فائز ہوا۔ محمد یعقوب ولد شیخ میر چہار صدی یک صد سوار کا منصبدار
تھا دو سو سواروں کا اور اضافہ فرمایا گیا۔

ابراہیم خاں بجائے لشکر خان کے صوبۂ بہار کا ناظم مقرر ہوا۔ مہابت خاں صوبہ دار
احمد آباد گجرات شاہی ملازمت میں حاضر ہوا اور بجائے سید امیر خاں کے دار الملک کابل
کا صوبہ دار مقرر کیا گیا۔

چونکہ بادشاہ دیں پناہ کو فطرتاً لہو و لعب و نغمہ و نشاط سے رغبت نہیں ہے اور آپ
انصاف پرستی و خدا شناسی کی وجہ سے عیش و طرب کی طرف کم توجہ فرماتے ہیں اس لئے
فرمان صادر ہوا کہ سرگروہ ارباب نشاط خوشحال خاں بسرام خاں رس بین و دیگر
موسیقی داں صرف مجرائے شاہی کے لئے دربار میں حاضر ہوں لیکن نغمہ پردازی نہ کریں مگر
آخر میں بہ تدریج ان کی حاضری بھی بند ہو گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قلیل عرصہ میں ہر خورد
و بزرگ کے دل سے نغمہ و سرود کی آرزو قطعاً جاتی رہی۔

آٹھویں شوال کو خان والا منزلت عبد اللہ خاں تختگاہ کے نواح میں پہنچا
خان مذکور ایک باغ میں فروکش ہوئے۔ اور ان کی مہمانداری کا سامان بخوبی کیا گیا۔
گیارھویں ماہ مذکور امیر کبیر جملۃ الملک جعفر خان و اسد خاں بیرون شہر ان کے استقبال
کے لئے گئے۔ اور عبد اللہ خاں نے اسی طرح سوار ان امیروں سے مصافحہ کیا۔ خان مذکور
دروازۂ خاص و عام تک سوار آیا اور یہاں سے پالکی پر بیٹھ کر کٹھرہ سرخ تک آیا۔ اور
کٹھرہ سرخ سے پیادہ کٹھرہ نقرہ تک پہونچ کر آرائش خاص و عام و تخت مرصع کے دیدار سے

بہرہ مند ہوتا ہوا کٹہرہ طلائی کے پاس بیٹھ گیا۔ جہاں پناہ کی طرف سے جو نان و آب خاص مرحمت ہوا تھا، خان مذکور نے یہ عطیہ نوش جان کیا اور عصائے مرصع عطیۂ حضرت قبلۂ عالم کو بوسہ دیکر آغوش میں لیا۔ ایک ساعت چھ گھڑی گذرنے کے بعد عبداللہ خاں غسل خانہ میں آیا اور اس فردوس نشان مکان کے دیدار سے بہرہ اندوز ہوکر مشتاق دیدار بیٹھا تھا کہ ایک بجے دن کو حضرت قبلۂ عالم دولت کدۂ شاہی سے برآمد ہوئے خان مذکور سامنے آیا اور اپنے طریقے کے مطابق آداب شاہی بجا لایا۔ قبلۂ عالم نے مصافحہ کی عزت سے سرفراز فرمایا اور خان مذکور شاہی عنایات و نوازش کو دیکھ کر کلفت سفر کو بالکل بھول گیا اور بیحد شاد و مسرور ہوا۔ قبلۂ عالم نے خان مذکور کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ہمراہ لے کر مسجد میں تشریف لائے۔ جہاں پناہ نے آدھ گھنٹہ کے بعد عبداللہ خاں کو رخصت کر دیا۔ یکہ تاز خاں اور خواجہ محمد صادق نے خان مذکور کو رستم خاں مرحوم کی حویلی میں جو عالی شان و دلکش عمارت ہے اور خالصہ شریف کے عطا کردہ سامان و فرش وغیرہ سے پیشتر سے آراستہ و پیراستہ تھی پہنچایا۔ خان مذکور کو ایک لاکھ روپیہ نقد و بیس ہزار کا دیگر سامان و اٹھارہ گھوڑے طلائی و نقرئی ساز مرصع سے مزین اور زربفت کی جھول جو بطور عطیہ شاہی دیوان خانہ میں پیشتر سے موجود تھی مرحمت فرمائی گئی۔

جمدۃ الملک کو حکم ہوا کہ ہاتھیوں کی جنگ شروع ہو اور یہ امیر عبداللہ خاں کو یہ عشرت انگیز تماشہ دکھائے اور خود بھی خان مذکور کے ہمراہ رہے بادشاہ جمدۃ الملک کو یہ حکم دیکر خود خوابگاہ کو تشریف لے گئے۔

ذی قعدہ کی تیس تاریخ جشن وزن قمری منعقد کیا گیا اور بادشاہ کی عمر گرامی کا (۵۲) سال شروع ہوا۔ شاہزادگان والاقدر و امیران دربار و صوبہ جات طرح طرح کی نوازشوں سے سرفراز کئے گئے۔ بہترین و بیش قیمت تحفے جناب قدسی شمائل بیگم صاحبہ و دیگر خواتین محل و اعیان ملک کی طرف سے قبلۂ عالم کے حضور میں پیش کئے گئے۔

یکم ذی الحجہ کو رحمت بانو دختر والی آسام شاہزادہ محمد اعظم کے حبالۂ عقد میں دی گئی اور ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ دین مہر قرار پایا۔

صوبہ ٹھٹھ کے واقعات سے معلوم ہوا کہ قصبہ سماوانی متعلقہ بندر لاہری آسیب زلزلہ کی وجہ سے تیس ہزار مکانات کو اپنی آغوش میں لیئے ہوئے زمین میں دھنس کر ناپید ہوگیا

دسویں ذی الحجہ کو قبلۂ عالم نے نماز عید الضحیٰ ادا فرمائی۔

سترہ صفر کو بادشاہزادہ محمد اعظم کا نکاح جہاں زیب بانو دختر شاہزادہ داراشکوہ کے ساتھ کیا گیا۔ اسی تاریخ نادرہ بیگم دختر جہاں بانو بیگم بنت سلطان مراد بھی شاہزادۂ مذکور کے حبالۂ عقد میں دی گئی۔ عروس دویم کو نواب ملک احتجاب جہاں آرا بانو بیگم المعروف بہ بیگم صاحب نے جو قبلۂ عالم کی ہمشیرۂ کلاں تھیں اپنی فرزندی میں لیا تھا اس لئے یہ جشن بیگم صاحبہ کے در دولت پر منعقد ہوا۔ جمدۃ الملک جعفر خان و دیگر اعیان ملک نے ایک لاکھ ساٹھ ہزار کی ساچق در دولت پہ روانہ کی۔

تیسری ربیع الاول کو طاہر خان بجائے لشکر خان کے ملتان کا صوبہ دار مقرر کیا گیا۔

صوبۂ بنگال کے واقعات سے معلوم ہوا کہ ملک میں پہلے ایک قسم کا غبار بلند ہوا اس کے بعد ایک خوفناک صورت بلند قامت نمودار ہوئی اور چند ساعت کے بعد نظروں سے غائب ہوگئی۔ لیکن اس کا اثر یہ ہوا کہ اس مقام سے آدھ کوس کے فاصلہ تک تمام جانور اور انسان زخمی مردہ پائے گئے۔

سترہ ربیع الاول کو جونپور کے واقعات سے معلوم ہوا کہ نہم ماہ مذکور کو شدید بارش کا آغاز ہوا اور دو روز متواتر موسلا دھار پانی برستا رہا۔ اکثر بلند عمارات گر گئیں اور قلعہ کی دیوار شرقی بائیس گز منہدم ہوگئی۔ چند مقامات پر بجلی بھی گری۔ چند اشخاص کی موت واقع ہوئی اور بعض بے ہوش ہوکر پھر ہوش میں آگئے۔

عبد النبی خان فتحپور جھنجھورا کی خدمت سے علیحدہ کر کے متھرا کا فوجدار مقرر کیا گیا اور منصب دو ہزاری یک ہزار سوار کے عہدہ پہ فائز کیا گیا۔ محمد علی خان نواب روشن آرا بیگم کی سرکار کا دیوان مقرر ہوا۔

الہ آباد و اودھ کے صوبہ داروں کے نام فرمان شاہی صادر ہوا کہ بدکردار لوگ کاوہ گروہ جو مظلوم اطفال کو خواجہ سرا بنا کر ان کی زندگی کو تباہ کرتا ہے تلاش و جستجو کر کے پابہ زنجیر حضور شاہی میں روانہ کیا جائے اور اس امر کی بلیغ تاکید کر دی جائے کہ

آئندہ سے کوئی فرد بھی اس فعل شنیع کا مرتکب نہ ہو۔
جمادی الاول کی پچیس تاریخ کو وزن شمسی کا جشن منعقد ہوا اور بادشاہ نے انجمن خاص میں تخت سلطنت پر جلوس فرمایا قبلۂ عالم کی عمر گرامی کا (۵۱) سال شروع ہوا۔ قبلۂ عالم نے آئندہ سے انعقاد جشن کو برقرار رکھا لیکن وزن کی رسم کو قطعاً موقوف فرمایا شاہزادے اور امرائے دربار آداب شاہی بجالائے اور ان پر شاہانہ نوازش کی گئی بادشاہزادوں، خواتین و اعیان ملک کے پیشکش شاہی ملاحظہ میں پیش ہوئے۔ شاہزادہ محمد اعظم کو خلعت خاص با نیمہ آستین و سرپیچ مرصع مرحمت ہوا۔
خان والاشان عبداللہ خاں نے آٹھ ماہ حضرت قبلۂ عالم کے سایۂ عاطفت میں بیحد مسرت و شادمانی کے ساتھ بسر کئے اور اس کے بعد حرمین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا خان مذکور نے اپنا ارادہ جو عرصہ سے مرکوز خاطر تھا قبلۂ عالم پر ظاہر کیا بادشاہ دین پناہ نے سامان سفر و تمام ضروریات زندگی کا بخوبی انتظام فرمایا اور شاہجہان آباد سے بندر سورت تک تمام صوبہ داروں و حکام و فوجداران سلطنت کے نام فرامین جاری ہوئے کہ خان مذکور کو بیحد عزت و حرمت کے ساتھ اپنے حدود سلطنت سے رخصت کردیں اور خاطر و مدارات میں کسی طرح کی کمی نہ واقع ہونے پائے اور بدستور سابق جو سامان کہ خان مذکور کی آمد میں ہر جگہ کیا گیا تھا وہی رخصت کے وقت بھی عمل میں آئے غرض کہ اول سے آخر تک مبلغ دس لاکھ روپیہ خزانۂ شاہی سے خان مذکور کے اخراجات و عطیات میں صرف ہوا۔ عنایت خاں دیوان خالصہ اصل و اضافۂ منصب نہ صد سوار پر فائز کیا گیا۔ میر حسینی کے بجائے شیخ سلیمان داروغۂ عدالت مقرر کیا گیا اور اصل و اضافۂ منصب نہ صدی ایک صد سوار کے شاہانہ مراحم سے بہرہ اندوز ہوا عبدالعزیز خاں والیٔ بخارا کے میرآخور مسمی اسلام قتلی خاں کو منصب یک ہزاری عطا فرمایا گیا سید امیر خاں کابل کا معزول صوبہ دار شاہی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے پانچ سو اشرفیاں دو ہزار روپیہ کی نذر پیش کی۔ خان مذکور قدمبوس ہوا اور قبلۂ عالم نے اس کی پیٹھ پر دست شفقت پھیر کر اس کی قدر و منزلت کو وہ چند بلند و بالا کیا۔ خوشحال خان اور دیگر ارباب عشرت کو تین ہزار روپیہ اور چالیس خلعت مرحمت ہوئے۔ سید عثمان شریف مکہ کے قاصد کو واپسی کی اجازت مرحمت ہوئی اور نو ہزار روپیہ اور ایک گھوڑا

باساز نقرہ اسے عطا ہوا۔ ملتان کا معزول صوبہ دار طاہر خاں حضور شاہی میں حاضر ہوا اور اس نے ایک سو اشرفیاں اور ایک ہزار روپیہ زر تصدق پیش کیا۔ مہابت خاں کے گھر میں فرزند پیدا ہوا اور نوید ولادت کے ساتھ پانچ سو اشرفیاں بطور نذر پیش کی گئیں قبلۂ عالم نے مولود کو زمانہ بیگ کے نام سے موسوم کیا۔ بخشیان ممالک کے نام فرمان صادر ہوا کہ سوا اہل خدمت و زمینداروں کے بقیہ تمام امرا سی صدی تک سوار و اپنا کو موقوف کریں۔ صف شکن خاں شاہزادہ محمد معظم کی خدمت سے اور مختار خاں حاکم قلعۂ پرندہ شاہی آستانہ پر حاضر ہوئے بادشاہ دین پناہ نے شریعت حقہ کا لحاظ فرماکر حکم دیا کہ سنگی ہاتھیوں کی دونوں مورتیں جو دروازۂ قلعہ کے ہر دو بازو پر نصب ہیں اور جن کی وجہ سے اس دروازہ کو ہتیا پول کہتے ہیں اتار دی جائیں۔

شاہزادہ محمد اعظم کا جشن کدخدائی

رجب کی تیس تاریخ شاہزادہ محمد اعظم کا جشن کدخدائی کا آغاز ہوا دسویں شعبان کو قبلۂ عالم نے بعد نماز ظہر دیوان خاص میں اجلاس فرمایا اور شاہزادۂ مذکور کو خلعت باچہار قب و دس عدد عربی و عراقی گھوڑے اور دو فیل مع ساز طلائی و شمشیر مرصع قیمتی بیس ہزار روپیہ و سرپیچ قیمتی ساٹھ ہزار و نقد بارہ لاکھ کی رقم عطا فرمائی۔ نواب قدسی خصال بیگم صاحب کو فیل سرور گنج قیمتی پندرہ ہزار اور نواب جہاں زیب بانو بیگم کو دو ہاتھی بطور انعام مرحمت فرمائے گئے۔ شاہزادہ محمد اعظم پانچ گھڑی رات گذرنے کے بعد بعد شان و شوکت کے ساتھ اپنی حویلی سے قبلۂ عالم کے حضور میں حاضر ہوئے جہاں پناہ مسجد میں تشریف لائے اور قاضی عبدالوہاب نے میر سید محمد قنوجی کی وکالت و ملا عوض وجیہ و شیخ سیف اللہ سرہندی کی شہادت میں خطبۂ نکاح پڑھا اور چھ لاکھ روپیہ دین مہر قرار پایا۔ قبلۂ عالم مع شاہزادہ کے گھوڑے پر سوار بیگم صاحبہ کی حویلی میں تشریف لائے امرائے دربار ہزار سے پانصدی تک شاہزادہ کے جلو میں تھے۔ دو پہر اور ایک گھڑی شب گذرنے کے بعد جہاں پناہ واپس آئے اور صبح کے وقت عروس کا ہودج شاہزادہ کے محل سرا میں پہونچ گیا جو زیب و زینت کہ اس جشن مسرت کی تھی اور جسقدر رقم اس میں خرچ کی گئی اور جو سامان داد و دہش کہ عمل میں آیا اسکا اندازہ و تفصیل حد بیان سے باہر ہیں۔

سترہ شعبان کو قبلۂ عالم شاہزادہ کی حویلی میں تشریف لائے قلعہ سے لیکر شاہزادہ کے محل سرا تک سنہرے و روپہلے کپڑوں کا فرش بچھا تھا۔ جہاں پناہ نے تخت طلائی پر جلوس فرمایا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ہزار و پانصدی تک کے امرا بخشیان ملک کے واسطے خلعت حاصل کریں اور بقیہ امیروں کو داروغہ خلعت خانہ حضور میں لے آئے۔ شاہزادہ کے تحفے و نذرانے جہاں پناہ کے ملاحظہ میں پیش کئے گئے جواہرات و پارچہ تمام کی قیمت پانچ لاکھ اندازہ کی گئی۔ قبلۂ عالم دولت سرا کو تشریف لے گئے شاہزادہ سواری کے وقت بیرون دروازہ نقار خانہ آداب و مجرئی بجالایا اور واپسی کے وقت اندرون غسل خانہ سے بحد اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا گیا۔

تیرہ شعبان کو بولبارس خاں حاکم کاشغر کا سفیر مسمی عبد الرشید خدمت شاہی میں حاضر ہوا اور حاکم کاشغر کا نیاز نامہ بادشاہ کے حضور میں پیش کیا۔ قبلۂ عالم نے نامۂ مذکور خدمت خاں داروغۂ عرایض کے سپرد فرمایا۔

بیس شعبان کو حکم شاہی صادر ہوا کہ زربفت کی پوشش شرعاً منع ہے آئندہ سے یہ پارچہ استعمال میں نہ آئے

عہد عالم گیری کے سال دوازدہم کا آغاز مطابق ۱۰۷۹ ہجری

اسی مبارک زمانہ میں رمضان کا مقدس مہینہ آیا اور خلقت خدا رحمت الٰہی سے بہرہ یاب ہوئی بادشاہ جہاں پناہ کے عہد حکومت کا بارھواں سال شروع ہوا دین دار فرماں روا نے تمام ماہ صوم و صلوٰۃ میں بسر کیا۔ کارکنان سلطنت شاہی حکم کے مطابق ترتیب جشن میں مشغول ہوئے۔ عید الفطر کا مسرت خیز دن جمعہ کو ہوا اور دو عیدوں کے جمع ہونے سے عیش مسرت بھی دوچند ہو گئی۔ جہاں پناہ نے نماز عید الفطر عید گاہ میں اور نماز جمعہ جامع مسجد میں ادا فرمائی عید کے دوسرے روز بادشاہ نے تخت مرصع پر جلوس فرمایا اور شاہانہ داد و دہش کا بازار گرم ہوا۔ شاہزادگان عالی قدر و امیران دربار نے نذریں پیش کیں اور اہل دربار و دیگر صوبوں کے حکام کے تحایف شاہی ملاحظہ میں پیش کئے گئے۔ شاہزادہ محمد اعظم کو خلعت و منصب پانزدہ ہزاری نہ ہزار سوار مرحمت ہوا۔ شاہزادہ محمد اکبر کو خلعت فاخرہ عطا ہوا۔ عمدۃ الملک جعفر خاں محمد امین خاں اسد خان عبد الرحمن سلطان ولد نذر محمد خان

ونامدار خاں و دانشمند خاں و سید منور خاں و دیگر خدام بارگاہ خلعت وعطیۂ اسپ وفیل و نیز اضافۂ منصب سے سرفراز کئے گئے۔ بدیع سلطان ولد خسرو سلطان دو ہزاری دو صد سوار کے منصب پر فایز ہوا۔ حسن علی خاں کے بجائے امیر خاں ولد خلیل اللہ خاں منصب واران جلو کا داروغہ مقرر فرمایا۔ معتقد خاں ولد نجابت خاں جو کسی تصور کی وجہ سے معزول کر دیا گیا تھا اپنے عہدہ و منصب دو ہزاری و دو ہزار سوار پر بحال فرمایا گیا ابو محمد نبیرۂ بہلو خاں میانہ آستانۂ شاہی پر حاضر ہو کر پنج ہزاری چہار ہزار سوار کے منصب و اخلاص خاں کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا۔ بیدر کے قلعہ دار مختار خاں کو واپسی کی اجازت مرحمت ہوئی۔ سترہ ذی قعدہ کو سورج گرہن ہوا اور قدیم دستور کے مطابق نماز پڑھی و خیرات تقسیم کی گئی۔

بادشاہ دین پناہ کو معلوم ہوا کہ صوبہ ٹھٹھہ و ملتان میں بالعموم اور بخاص کر بنارس میں برہمنوں نے مدارس قایم کئے ہیں اور کتب باطلہ کے درس و تدریس میں مشغول ہیں۔ ہندو و مسلم طلبا، دور دراز مقامات سے سفر کر کے ان علوم کی تحصیل کے لئے آتے ہیں۔ قبلۂ عالم نے عام صوبجات کے نظماء کے نام فرامین روانہ کئے کہ یہ مدارس مسمار کر دئے جائیں اور ان علوم کے درس و تدریس کی تاکید کے ساتھ ممانعت کی جائے۔

اٹھارہ ذی قعدہ کو جشن وزن قمری کا انعقاد ہوا اور قبلہ عالم نے تخت فرمان روائی پر جلوس فرمایا۔ رسم وزن جو سال گزشتہ سے موقوف کر دی گئی تھی امسال بھی عمل میں نہیں آئی۔ ارباب نشاط و نغمہ پردازوں کو باریابی کی اجازت مرحمت نہ ہوئی نوبت نوازوں نے کوس شادمانی بلند کیا اور جہاں پناہ کی عمر گرامی کا (۵۳) سال شروع ہوا۔ شاہزادہ محمد اعظم کو خلعت اور ایک سپر گلہائے مرصع کا مرحمت ہوا۔ شاہزادہ محمد اکبر بھی عطائے خلعت سے سرفراز کیا گیا۔ جمدۃ الملک جعفر خان و دیگر خدام بارگاہ بھی عطیۂ خلعت سے سرفراز کئے گئے۔ شاہزادہ محمد معظم نے ایک قطعۂ لعل مرسلۂ عادل خان دنیاداربیجا پور شاہی حضور میں روانہ کیا۔ یہ لعل وزن میں پانچ ٹانک و پانچ سرخ تھا جس کی قیمت بیس ہزار روپیہ اندازہ کی گئی۔ بادشاہ نے شاہزادہ محمد معظم کو خلعت فاخرہ روانہ فرمایا۔ دلیر خان دیوگڈھ کی فتح کے صلہ میں پنج ہزاری پنج ہزار سوار کے منصب پر فائز ہوا۔

صوبۂ الہ آباد کے واقعہ نویس نے اطلاع دی کہ شمشیر خان عالم گیر شاہی نے
وفات پائی۔ حسن علی خان و ارسلان خان و محمد شاہ و امان اللہ خان و ہزبر خان و حسین علی
خان و سنجر خان مرحوم کے بھائیوں کو خلعت تعزیت مرحمت ہوئے۔ اور بادشاہ رعایا پرور
کی شفقت و عنایت سے ماتم سوگ سے آزاد ہوئے۔

اللہ وردی خان کے بجائے میر خان صوبہ دار الہ آباد مقرر ہوا۔ اور منصب
چار ہزاری سہ ہزار سوار دو اسپہ و عطائے خلعت سے سرفراز فرمایا گیا۔ میر خان کے تغیر
سے معتقد خان اور معتقد خان کے عہدہ پر ہمت خان کے تقررات عمل میں آئے۔
کامگار خان ولد جمدۃ الملک جعفر خان داروغہ جواہر بازار و لطف اللہ خان پسر سعد اللہ
خان عاقل خان کے بجائے داروغہ ڈاک چوکی مقرر کئے گئے۔ میر شہاب الدین والی بخارا کے قاصد کو
دو گھوڑے مرحمت ہوئے۔ دسویں ذی الحجہ کو بادشاہ نے نماز عید الضحیٰ ادا فرمائی اور
قربانی کے بعد دولت سرا میں تشریف لائے۔ سربلند خان دکن سے آستانۂ شاہی پر
حاضر ہوا۔ حکیم ابراہیم جو شاہی حکم کے مطابق عبد اللہ خان کاشغری کے ہمراہ بندر سورت
تک گیا تھا خدمت والا میں واپس آیا۔ میرزا مکرم خان خلوت گزینی سے باہر آیا اور
بے یراق شاہی ملاحظہ میں حاضر ہوا۔ قبلۂ عالم نے میرزا اندکور کو شمشیر مرصع عطا فرمائی۔

مبارز خان کے بجائے سیف خان صوبہ دار کشمیر مقرر ہوا۔

اکیس ذی الحجہ کو معلوم ہوا کہ عبد النبی خان فوجدار متھرا نے موضع بسہراہ کے
مفسدوں پر حملہ کیا بیشتر تو اسے سرکشوں پر فتح ہوئی اور فتنہ پردازوں کو تباہ کرتا رہا۔
لیکن انتہائے جنگ میں ایک گولی کی ضرب سے قتل ہوا۔ یہ امیر بیحد فیاض و شجاع تھا۔
متھرا میں ایک مسجد اس کی یادگار موجود ہے۔ محمد انور جو اس کا برادر زادہ و داماد تھا
خلعت تعزیت کے عطیہ سے سرفراز فرمایا گیا۔ اور اس کے مال و متاع پر شاہی عمال نے
قبضہ کر لیا۔ اس کے خزانہ میں ترانوے ہزار اشرفیاں تیرہ لاکھ روپیہ اور چار لاکھ پچاس
ہزار کا سامان برآمد ہوا۔

تئیس تاریخ کو رعد انداز خان تخت گاہ کے نواح کے مفسدوں کی سرکوبی پر
مامور ہوا اور اسے ایک گھوڑا مع ساز طلائی مرحمت ہوا۔ ہمت خان کے بجائے سربلند
خان قوریگی کی خدمت پر مقرر کیا گیا۔ محمد امین خان ناظم لاہور کو واپسی کی اجازت

عطا ہوئی۔ معصوم خان نے عرض کیا مورنگ کے نواح میں ایک جعلی شجاع پیدا ہوا ہے جس نے اطراف میں ہنگامہ برپا کر رکھا ہے قبلۂ عالم نے ابراہیم خاں و فدائی خاں کے نام تاکیدی فرامین اسی مضمون کے جاری فرمائے کہ اگر یہ شخص ذرا بھی سر اٹھائے تو فوراً تہ تیغ کیا جائے۔ صف شکن خان متھرہ کا و دلیر خاں ولد بہادر خاں روہیلہ عبد النبی خان کی وفات کی وجہ سے ندر اباد کے فوجدار مقرر کئے گئے۔ بیرم دیو سیسودیہ صف شکن خان کے ہمراہ روانہ کیا گیا۔

حاکم چین کے قاصد سید عبد الوہاب نے شرف قدمبوسی حاصل کیا اور عطائے خلعت سے سرفراز فرمایا گیا۔

صالح بہادر گرز بردار ملارنہ کابت خانہ ڈھانے پر مامور کیا گیا۔

قبلۂ عالم تیرہ محرم کو ایک گھڑی رات گذرنے کے بعد باغ حیات بخش کے راستہ سے شیخ سیف اللہ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اور دیر تک حقایق و معارف کی گفتگو فرماکر دولت خانہ واپس آ گئے۔

بادشاہ کو معلوم ہوا کہ فرقۂ ہنود کا مشہور گرو ادھو بیراگی اغوا کے جرم میں چبوترہ کوتوالی میں مقید تھا دو راجپوت جوگی کے ہم قوم قاضی ابو المکارم پسر قاضی عبد الوہاب کے پاس جوگی کی رہائی کی کوشش میں آمد و رفت رکھتے تھے۔ اثنائے راہ میں ہندؤں نے قاضی صاحب کو شہید کر دیا۔ بادشاہ دیں پناہ نے گرو اور اس کے ہر دو چیلوں کو قتل کرایا۔ رگھناتھ سنگھ سیسودیہ رانا سے جدا ہو کر شاہی آستانہ پر حاضر ہوا۔ قبلۂ عالم نے رگھناتھ سنگھ کو جمدھر قیمتی ایک ہزار عنایت فرماکر منصب ہزاری سیصد سوار کے مرتبہ پر فائز کیا۔

حسین پاشا حاکم بصرہ کا آستانۂ شاہی پر حاضر ہونا

اس سے پیشتر قبلۂ عالم کو ملتان کے اخبار نویسوں کے ذریعہ سے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ حسین پاشا حاکم بصرہ اور فرمان روائے ملک روم میں کچھ ایسی نزاع واقع ہوئی کہ پاشا مذکور اپنی خدمت سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ یحییٰ پاشا کا تقرر عمل میں آیا۔ حسین پاشا بصرہ میں اپنا قیام خلاف مصلحت سمجھا اور نیز یہ کہ بادشاہ روم کی بارگاہ میں بھی اسے پناہ لینے کا موقع نہ ملا یہ سرد دل امیر بحالت مجبوری ترک وطن کر کے ایران

وارد ہوا۔ لیکن ایران پہونچکر اس کی قدر و توقیر نہ ہوئی اور مایوسی کے عالم میں آستان بوسی کیلئے ہندوستان آرہا ہے۔ چونکہ دور و نزدیک ہر گوشۂ دنیا کے حاجت مند بارگاہ عالی پر جبہ فرسائی کر کے اپنی مرادیں حاصل کرتے اور غم و اندوہ سے نجات پاکر شاد و آباد ہوتے ہیں اور نیز یہ کہ ہر شخص کو معلوم ہے کہ قبلۂ عالم کا در دولت ہر مصیبت زدہ کا ملجا و ماوا ہے۔ حسین پاشا کا خوابیدہ نصیب بھی جاگا اور تقدیر کی یاوری نے اس برگشتہ بخت کو در دولت کی راہ بتائی۔ بادشاہ غربا پرور نے اپنی شرفا نوازی سے ارتق بیگ گرز بردار کو حکم دیا کہ خلعت و پالکی و فیل لے کر سرہند جائے اور حاکم بصرہ کو یہ اشیاء پہنچا کر اسے آئندہ مراحم خسروانہ کا ایسا امیدوار بنائے کہ حسین پاشا اطمینان کے ساتھ ہندوستان روانہ ہو۔

اسی دوران میں گیارہ صفر کو معلوم ہوا کہ پاشا مذکور اعز آباد پہونچ گیا ہے بادشاہی حکم کے مطابق فولاد خاں کوتوال منڈوی تک اور بخشی الملک اسد خان و صدر الصدور عابد خان و یکہ تاز خان میر تزوک لاہوری دروازہ تک پیشوائی کے لئے گئے اور حسین پاشا کو بارگاہ شاہی میں لے آئے۔ حسین پاشا حسب دستور آداب بجالایا اور تخت مبارک کو حسب اجازت بوسہ دیا۔ قبلۂ عالم نے اس کی پشت پر دست شفقت رکھکر غمگین مسافر کو شاد فرمایا۔

حسین پاشا کے فرزندوں یعنے افراسیاب بیگ و علی بیگ نے پانچ ہزار روپیہ بطور تصدق پیش کئے اور خود حسین پاشا نے ایک قطعۂ لعل قیمتی بیس ہزار روپیہ اور دس عربی گھوڑے نذر گذرانے۔ قبلۂ عالم نے حسین پاشا کو اسلام خان کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور منصب پنج ہزاری پنجہزار سوار اور خلعت خاص و شمشیر مرصع قیمتی چھ ہزار و خنجر مرصع و فیل با ساز نقرہ اور ایک لاکھ روپے نقد حسین پاشا کو مرحمت فرمائے گئے۔ افراسیاب بیگ خطاب و منصب دو ہزاری یک ہزار سوار و علی بیگ خطاب خانی اور منصب ہزار و پانصدی پانصد سوار کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے۔ رستم خاں کی حویلی جو عالی شان و دل کشا منزل ہے مع فرش و دیگر لوازمہ کے ان کے قیام کے لئے عطا ہوئی جس کشتی پر سوار ہو کر یہ مسافر در دولت پر حاضر ہوئے تھے وہ مع فرش کے ان کو عطا ہوئی۔ حسین پاشا صاحب فہم و فراست امیر ہے۔ اور

شجاعت و بہادری کی شان اس کے بشرہ سے نمایاں ہے یہ امیر اور اس کے دونوں فرزند موزون طبع اور سخن سنج بھی ہیں۔ اٹک بنارس کے حالات سے معلوم ہوا کہ چوتھی صفر کو زمین میں زلزلہ کی وجہ سے پچاس گز دور کا ایک غار ہو گیا۔ ہر چند اس غار کی گہرائی معلوم کرنے کی کوشش کی گئی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

واقعات کشمیر سے معلوم ہوا کہ تیسری صفر کو شام سے زلزلہ کا آغاز ہوا اور صبح تک تمام عمارات گہوارہ کی طرح ہلتی رہیں لیکن کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا۔

سید منور خان پسر سید خان جہان بارہہ گوالیار کا فوجدار مقرر کیا گیا۔ رائے مکرند بریلی کی خدمت سے علیحدہ کر کے بنگالہ میں متعین کیا گیا۔ شاہزادہ محمد کام بخش کو ایک بچہ فیل مرحمت ہوا۔

راجہ رام سنگھ پسر راجہ جے سنگھ کو ایک ہزار سوار عنایت ہوئے اسلام خان کے منصب میں ہزار سواروں کا اضافہ فرمایا گیا اور دس ماہ کی تنخواہ اسلام خان کو اور آٹھ ماہ کی تنخواہ اس کے فرزند کو مرحمت ہوئی اور اس کے علاوہ اسلام خان کو ہمیشہ کے لئے جانوروں کی خوراک کی معافی عطا ہوئی اور اس کو بیٹوں کے ساتھ صرف دو سال کے لئے یہ رعایت منظور فرمائی گئی۔

عبد اللہ خان منصب دو ہزاری ہزار سوار پر بحال فرمایا گیا اور اس کو خلعت و جمدھر مینا کار عطا فرما کر غسل خانہ کا داروغہ مقرر فرمایا۔

پندرہ ربیع الآخر کو مکرم خاں صفوی نے تپ محرقہ کے عارضہ میں وفات پائی۔

بادشاہ دین پناہ کو معلوم ہوا کہ کارکنان سلطنت نے فرمان مبارک کی مطابق بنارس کے بتخانہ کو بالکل منہدم کر دیا دوسری جمادی الاول کو یکہ تاز خان اور گرو ہرداس سیودیہ میں انتظامی معاملہ میں لاہوری دروازہ کے سامنے جنگ ہوئی ہندو امیر قتل ہوا اور یکہ تاز خاں کے جسم میں پانچ زخم کاری لگے اور پانچ اشخاص اس کے ہم قوم قتل کئے گئے۔

افتخار خان خانساماں کو حکم ہوا کہ اونٹوں گائے اور خچر کا سال میں دو بار معائنہ کرایا کرے۔

پندرھویں تاریخ معتقد خان۔ ہمت خاں اور روح اللہ خاں باہم گفتگو

کردیے تھے دلدار ولد الفت خان محمد طاہر نبیرۂ دولت خان جو ملتفت خان کی طرف سے آزردہ خاطر تھا دونوں ہاتھوں میں تلوار پکڑ کر ملتفت خاں کی پشت پر تلوار کا وار کیا ملتفت خاں نے وار کو سپر پر روکا اور ایک زخم شمشیر کا لگا یا اسی دوران میں ہمت خاں نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا اور فضل اللہ خاں میر توزک نے ایک لکڑی اس کے سر پر ماری جس کی وجہ سے وہ پریشان ہو کر بھاگا۔ بہرہ مند خاں وغیرہ نے بھی چند لکڑیاں رسید کیں اور مجرم چوکی سنگ مرمر تک پہنچا کہ اس درمیان میں جمیل بیگ خواص چونہ دھال نے محمد حصر کی ایک کاری ضرب لگائی اور اس کا کام تمام ہو گیا۔ مقتول کی لاش دیوان خانہ کے باہر پھینک دی گئی۔ اس واقعہ سے دنگل چپ کے سواروں ونیز اسی سمت کے چہلہائے چوکی کے منصب میں کمی کی گئی۔ شاہزادہ محمد معظم کی جاگیر چکلہ حصار میں سے دو کرور دام بطور جاگیر مرحمت ہوئے اور اس کے عوض میں شاہزادہ مذکور کو دکن کے خزانہ سے تنخواہ مرحمت ہوئی پچیس تاریخ کو معلوم ہوا کہ شب کو چار گھڑی گذرنے کے بعد ایک ستارہ مشرق کی جانب آسمان سے جدا ہو کر مغرب کے سمت گرا اسی کی روشنی چاندنی کی طرح پھیل گئی اور اس کے بعد گرج کی آواز سنائی دی۔

دسویں جمادی الآخر مطابق چودہ آبان کو جشن وزن شمسی منعقد ہوا اور بادشاہ کی عمر گرامی کا ۵۲ سال شروع ہوا۔ اہل دربار نے نذریں و تحایف پیش کئے شاہزادہ محمد اعظم و محمد اکبر و نیز اعیان دولت طرح طرح کی نوازشوں سے سرفراز فرمائے گئے اسلام خاں کو ایک سو تھان زربفت کے مرحمت ہوئے۔

سفیر بخارا مسمی شادماں خواجہ کو فضل اللہ خاں و ہزبر خان دروازہ غسل خانہ سے بارگاہ کے اندر لائے شادمان نے خان والاشان حاکم بخارا کا سلام نیاز عرض کیا اور جہاں پناہ نے سفیر کو دس ہزار روپیہ مرحمت فرمائے۔

تربیت خاں کے بجائے صفی خاں اڑیسہ کا صوبہ دار مقرر کیا گیا۔

پندرہ و سولہ تاریخ جہاں پناہ نے مقامات متبرکہ کی زیارت کی جنت آشیانی ہمایوں بادشاہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے بعد قبلۂ عالم حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہی و حضرت خواجۂ خواجگان قطب الدین بختیار چشتی رحمۃ اللہ علیہا کے مزارات پر انوار پر حاضر ہوئے۔ ہر سہ مقامات کے خدام کو انعام و اکرام سے شادو مالا مال فرمایا۔

محمد یار خاں ولد اعتقاد خاں جدید چہار صدی منصب ار مقرر فرمایا گیا۔ علی اکبر حاجب دنیادار گولکنڈہ ملازمت شاہی میں حاضر ہوا اور ایک ہزار اشرفیاں و پندرہ ہاتھی پیشکش اپنے ہمراہ لایا۔

میر شہاب الدین ولد عابد خاں کے طالع بیدار نے یاوری کی اور ولایت سے جہاں پناہ کی درگاہ میں حاضر ہوا۔ خان مذکور نے وقت قدمبوسی ایک سپر مینا کار ملاحظۂ والا میں پیش کیا اور منصب سی صدی ہفتاد سوار کے عطیہ سے سرفراز کیا گیا۔

خواجہ محمد یعقوب نے جن کا مجمل حال آئندہ اوراق میں ہدیۂ ناظرین ہوگا خاکسار مولف سے یہ نقل بیان کی کہ خان والاشان سلیمان قلی خان ہم کو بھی اپنے ہمراہ سیر باغ کے لئے لے گئے ہیں اور رستم بے اتالیق ایک طرف گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ دفعتاً میر شہاب الدین ہمارے پاس آئے اور کہا کہ میرے والد مجھے طلب کر رہے ہیں اور جناب عالی کی طرف سے روانگی کی اجازت نہیں ہوئی۔ چونکہ وقت آچکا تھا میں اور اتالیق دونوں نے طے کر لیا کہ خان مذکور سے اس بارے میں عرض کریں اور منشور بھی لکھکر تیار کر لیا تاکہ اجازت کے بعد روانگی میں تاخیر نہ ہو۔ ماحضر کے وقت ہم نے گزارش پیش کی اور اجازت حاصل ہو گئی۔ میر شہاب الدین نے اس وقت گٹھریاں شال کی اپنے باپ کے فرستادہ خان مذکور کی خدمت میں پیش کیں اور سلیمان قلی خان نے منشور پہ دستخط فرمادئے۔ خان نے فاتحۂ رخصت پڑھا۔ میر شہاب الدین چند قدم چلا ہوگا کہ خان نے اس کو دوبارہ طلب کیا اور کہا کہ تم ہندوستان جاؤ گے اور وہاں پہونچکر نام و نمود حاصل کرو گے بڑے آدمی ہوکر ہم کو فراموش نہ کرنا (سچ ہے کہ نور فراست اہل سیادت کی پیشانی پر کرامت کی ضو بن کر چمکتا ہے) چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ میر شہاب الدین کا نصیب جاگا اور یاوری تقدیر اس کو ہندوستان جنت آشیاں میں لے آئی جس کا ثمرہ یہ ملا کہ میر مذکور اپنی بلندی طالع و حضرت ظل سبحانی کی توجہ و عنایت سے ایسا عالی مرتبہ ہوا کہ حد بیان سے باہر ہے۔ ظاہر ہے کہ بلخ و بخارا کے سلاطین کی دولت و ثروت کو سواد اعظم شاہی کے بارگاہ والا سے کیا مناسبت ہے۔

جہاں پناہ کا مفسدوں کی تنبیہ کیلیے اکبرآباد تشریف لانا

چودہ رجب کو حسب الحکم سراپردۂ شاہی دریائے جمنا کے کنارہ لایا گیا اور جہاں پناہ نے نیک ساعت میں اکبر آباد کا رُخ کیا راہ میں کوئی روز ایسا کم گذرا ہو گا جس میں بادشاہ نے شکار نہ کھیلا ہو۔

بیس رجب کو ریوارہ چندرکھ اور سرخرد کے مفسدوں کی فتنہ انگیزی کا حال بادشاہ کو معلوم ہوا اور قبلہ عالم نے حسن علی خاں کو اس گروہ کی تنبیہ کے لئے متقرر فرمایا۔ دوپہر تک ہنگامۂ کارزار گرم رہا لیکن آخر میں اقبال شاہی نے فتنہ انگیزوں کو پسپا کیا حسن علی خاں کے اکثر رفیق اس معرکہ میں کام آئے اور تین سو مفسد تہ تیغ کئے گئے اور ڈھائی سو زن و مرد اسیر ہوئے۔ حسن علی خاں نے شاہی حضور میں حاضر ہو کر صورت واقعہ بیان کی اور جہاں پناہ نے حکم دیا کہ قیدی اور مویشی اس موضع کے جاگیر دار سید زین العابدین کے سپرد کر دئے جائیں صف شکن خاں متھرا کا جاگیر دار حاضر ہوا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ دو سو سوار متقرر کرے جو زراعت کی حفاظت کریں اہل لشکر پر کسی طرح کا ظلم نہ ہونے پائے اور کسی قوم کے لڑکے گرفتار نہ کئے جائیں۔ فوجدار مراد آباد نامدار خاں شاہی ملازمت میں حاضر ہوا اور اس نے ایک سو اشرفیاں اور ایک ہزار روپیہ رقم تصدق کی اور دو سیاہ شاہیں ملاحظۂ عالی میں گزرانے۔

صف شکن خاں کے بجائے حسن علی خاں متھرا کا فوجدار مقرر ہوا اور سہ ہزار یا نصدی دو ہزار سوار کا اس کے منصب میں اضافہ کیا گیا اور شمشیر واسپ کے عطیہ سے سرفراز ہوا۔

امان اللہ خاں پسر اللہ وردی خاں فوجدار نواح اکبر آباد کے منصب میں تین سو سواروں کا اضافہ منظور ہوا اور خان مذکور کے ساتھ روانہ کیا گیا ہوشدار خاں ناظم اکبر آباد نے حاضر ہو کر شاہی ملازمت حاصل کی۔ غرۂ شعبان کو شاہزادہ محمد معظم کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ کے محل میں راجہ روپ سنگھ کی دختر کے بطن سے فرزند پیدا ہوا ہے مولود دولت افزا کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اور جواہرات قیمتی ایک لاکھ روپیہ شاہزادہ اور اس کی والدہ کیلئے روانہ فرمائے گیے

سترہ شعبان کو قبلۂ عالم نے حضرت فردوس آشیانی و ممتاز الزمانی کے مزار پر حاضر ہو کر سعادت دارین حاصل کی اور روضہ کے مجاوروں کے لئے اپنے اور دونوں شاہزادوں کی طرف سے چوالیس ہزار روپیہ بطور نذر پیش کیے۔ اٹھارہ شعبان کو قبلۂ عالم نے قلعۂ اکبر آباد کی سیر فرمائی۔

کوکلا جاٹ چوپٹہ کے مفسدوں کا سرگروہ اور محمد سنگدل قزاق تھا اور جس کے ناپاک وجود کی وجہ سے عبد النبی نے شہادت پائی تھی اور نیز جس کا فرنے پرگنۂ سعد آباد کو تباہ و برباد کر دیا تھا حسن علی خاں کی سعی و کوشش سے گرفتار ہوا۔ اس بدبخت کے گرفتار کرنے میں رضی الدین نے بھی بے انتہا کوشش کی حسن علی خاں نے اس مفسد کو مع اس کے رفیق طریق مسمی سنگی کے شیخ میر کے ہمراہ بارگاہ عالی میں روانہ کر دیا شاہی حکم کے موافق چبوترہ کوتوالی پر ان دونوں مفسدوں کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔

کوکلا کا فرزند اور اس کی دختر دونوں تربیت کے لئے جواہر خاں کے سپرد فرمائے گئے۔ دختر تو بعد اس کے شاہ قلی چیلہ کے حبالۂ عقد میں آئی اور کوکلا جیسے حقی کا فرزند شاہی توجہ سے ایسا جیّد حافظ کلام اللہ ہوا کہ بادشاہ دین پناہ کو اس سے زیادہ کسی کے حفظ پر اعتماد نہ تھا اور یہی شخص برابر شاہی قرات کی سماعت کی عزت حاصل کیا کرتا تھا۔

شیخ رضی الدین بھاگلپور بہار کے شرفا میں تھے یہ فاضل مولفین فتاوی عالم گیری میں شامل تھے اور تین روپیہ یومیہ ان کی تنخواہ مقرر تھی شیخ رضی الدین علاوہ ایک فاضل متبحر ہونے کے فن سپاہ گری میں کامل تھے اور علمداری وندیمی وغیرہ کمالات میں بھی ان کو کافی دستگاہ حاصل تھی۔

حضور پر نور کے محتسب قاضی محمد حسین و مقرب درگاہ مسمی سنجا ور خاں نے ان کے کمالات و ہمہ گیر قابلیت سے قبلۂ عالم کو آگاہ کیا بادشاہ ہنر پرور نے ان کو ایک صدی منصب دار مقرر فرمایا۔ رفتہ رفتہ حسین علی خاں کو اعانت و امداد اور اپنی سلیقہ شعاری سے مرتبۂ امارت و خانی پر فائز ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے۔

جلوسِ عالمگیری کے سالِ سیزدہم کا آغاز مطابق ۱۰۸۰ ہجری

اِسی مسرت انگیز زمانے میں ماہ رمضان کا مقدس مہینہ آگیا اور جہاں پناہ کے عہد معدلت کا تیرھواں سال شروع ہوا بادشاہ دین پناہ نے تمام رمضان عبادات وطاعت الٰہی میں بسر کیا۔ پندرہ رمضان کو بادشاہ انصاف پرور نے یہ حکم نافذ فرمایا کہ دادخواہوں کو درشن کی طرف سے درخواست دینے کی ممانعت نہ کی جائے اور محلیان ان کے عرائض رسی میں باندھ دیا کریں اور پھر اوپر کھینچکر شاہی ملاحظے میں پیش کیا کریں۔

اس مقدس مہینے میں بادشاہ دین پناہ نے حفظ شریعت و پابندی احکام الٰہی کا لحاظ فرماکر متھرا کے تبخانے کے انہدام کا حکم صادر فرمایا یہ تبخانہ جو ایک عالی شان و مضبوط عمارت تھا کارپردازان سلطنت کی کوشش سے قلیل زمانے میں زمین کے برابر کر دیا گیا اور اس کی جگہ رقم کثیر صرف کر کے ایک مستحکم مسجد کی بنا ڈالی گئی تبخانۂ مذکور نرسنگھ دیو بندیلہ کا تعمیر کیا ہوا تھا۔

جنت مکانی حضرت جہانگیر بادشاہ کے عہد سے پیشتر اس شخص نے شیخ ابوالفضل کے قتل کرنے میں بیحد سعی و کوشش کر کے جنت مکانی کے دل میں اپنی جگہ کرلی تھی۔ جہانگیری جلوس کے بعد اس نے بادشاہ مرحوم سے اجازت حاصل کر کے اس عمارت کی تعمیر میں تینتیس لاکھ روپیہ صرف کیا خدا کا شکر ہے کہ اس عہد مبارک میں ایسا اہم کام اس قدر خوبی و عجلت کے ساتھ عمل میں آیا کہ اس کو دیکھ کر تمام ہندو راجہ انگشت بدندان رہ گئے

اس تبخانے کے تمام خورد و بزرگ اصنام اکبرآباد میں لائے گئے اور نواب قدسیہ بیگم کی تعمیر کردہ مسجد کے زینوں کے نیچے دفن کر دیے گئے۔ شہر متھرا اسلام آباد کے نام سے پکارا اور لکھا جانے لگا۔

اسی دوران میں شوال کا مسرت انگیز مہینہ آیا اور کارپردازان سلطنت نے جشن جلوس کی ترتیب و انعقاد کی تیاریاں شروع کیں نغمۂ شادی کی پرجوش آواز سے زمین و آسمان گونج اٹھے بادشاہ دریا نوال نے اپنے ابر کرم سے ہر گوشے کو سیراب فرمایا۔ قبلۂ عالم ہاتھی پر سوار ہو کر عیدگاہ تشریف لے گئے

شہزادہ محمد اعظم بادشاہ کے ردیف تھے۔

عید کے دوسرے روز جہاں پناہ نے دیوان خاص و عام میں تخت طلائی پر جو امیر الامرا علی مردان خاں نے نذر دیا تھا اور جو وسط صحن میں رکھا گیا تھا جلوس فرمایا۔ شہزادہ محمد اعظم و شہزادہ محمد اکبر کو خلعت عنایت ہوے جدۃ الملک جعفر خاں کو عطیۂ خلعت کے علاوہ ایک کروڑ دام مرحمت ہوے اور منصب میں ایک ہزار سواروں کا اضافہ فرمایا گیا۔ راجہ رام سنگھ دراصل چار ہزاری چار ہزار سوار دو اسپہ کا منصبدار تھا اس شرط پر کہ راجہ آسام کی مہم پر تعینات کیا جائے اس کے منصب میں مزید ہزار سواروں کا اضافہ منظور ہوا کنور کشن سنگھ ولد راجہ رام سنگھ کو مرصع سرپیچ عنایت فرمایا گیا حسن علی خاں کو بلا کسی شرط کے پانچ سو سواروں کا منصب مرحمت ہوا۔ اشرف خاں و نجف خاں کو اضافۂ پانصدی میر تقی کو مرتبۂ سہ ہزاری اور ملتفت خاں و مغل خاں کو پانصدی کا اضافہ عطا ہوا۔ سردار خاں و فضل اللہ خاں ہر ایک کو سو سوار مرحمت ہوے۔ بخشی الملک اسد خاں و فیض اللہ خاں کو دو بہترین گھوڑے مرحمت ہوے عبدالرحمن سلطان و بہرام ہر ایک کو ایک ایک ہزار روپیہ کا انعام دیا گیا۔ شادمان خواجہ قاصد بلخ کو واپسی کی اجازت مرحمت ہوئی اور پچیس ۲۵ ہزار روپیہ نقد اور خلعت و شمشیر مرصع قیمتی پانچ ہزار و فیل بازین نقرہ اور ایک سو پانچ جامہ وار اور اسی قدر چیرہ آغابانی و گجراتی مرحمت ہوے اور اس کے ہمراہیوں کو دس ہزار روپیہ انعام عطا ہوے۔ محمد عابد ولد زاہد خاں پنجابی یک ہزار و پانصدی سی صد سوار کے منصب و نوازش خاں کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا۔ عبداللہ خاں کے بجائے داراب خاں داروغہ بندوق خانہ غسل خانہ کا داروغہ مقرر ہوا۔

تخت گاہ ملک یعنی اکبر آباد کے عمال نے غلے کا نرخ نامہ بادشاہ دیندار کے حضور میں پیش کیا اور خلقت خدا فرمانروائے رعیت نواز کے ازدیاد عمر و دولت میں زمزمہ پرداز ہوئی۔

پندرہ ذیقعدہ مطابق سترہ فروردی کو قمری حساب سے بادشاہ

کی عمر گرامی کا ۴۵ سال شروع ہوا۔ جہاں پناہ نے اس جشن کی رسم موقوف فرما دی نقارخانہ کے عملے کو حکم ہوا کہ بدستور سابق نوبت بجائیں۔

داروغۂ خواصان مسمی بختیاور خاں کو خنجر دستۂ بلوریں و ساز مینا کار طلائی مرحمت ہوا۔ قاضی محمد حسین کے انتقال کی وجہ سے سید احمد خاں پسر سید محمد قنوجی کو خدمت احتساب عنایت ہوئی۔ اہل دربار جو حضور شاہی میں ہات سر پر رکھ کر آداب کے لئے جھکتے تھے اِن کو حکم ہوا کہ مسنون طریقہ پر سلام کیا کریں۔

نویں ذی الحجہ کو ملا عبد العزیز عزت پسر ملا رشید اکبر آبادی ہمت خاں بختیاور خاں کے وسیلے سے آستانۂ والا پر حاضر ہوا۔ ملا ے مذکور نے تحصیل علوم عقل و نقل کے بعد اکثر علوم و فنون میں قابلیت حاصل کی اور تین روپیہ یومیہ وظیفہ پر قناعت کے ساتھ اپنے وطن میں خلوت نشین رہتا تھا اِس فاضل نے کبھی اہل دولت کے آستانے پر قدم نہیں رکھا لیکن چونکہ اس کے مقدر میں شہرت و نام و نمود لکھی تھی لہذا اب اس کی فطرت کی بلندی قابلیت متانت وقت نظر غرض کہ ہمہ گیر طبیعت نے بادشاہ پایہ شناس کی توجہ اسپر منعطف کرائی اور پہلے وہلے میں منصب چہار صدی ہفتاد سوار پر فائز ہوا اور خلعت و پانچ گھوڑے اور شمشیر و جمدھر و برچھی و پالکی با ساز و اسباب یہ اس کو مرحمت فرمائی گئیں۔ تین روز کے بعد ملّا عرض مکرر کے لئے حاضر ہوا اور بادشاہ خدام نواز نے بجائے لطف اللہ خاں کے ملّا عبد العزیز کو داروغۂ عرض مکرر مقرر فرما کر منصب میں یکصدی وسی سوار کا اضافہ فرمایا اس کے علاوہ پیش برآمد (حاشیہ ملاحظہ ہو) دربار خاصہ کی حاضری کی عزت عطا ہوئی اور آداب و مجرے کی خدمت سے بری فرما کر اِن کو صرف سلام علیک کہنے کی اجازت مرحمت ہوئی۔

صوبہ دکن کے واقعات سے معلوم ہوا کہ سیواجی برگشتہ بخت نے حصار پورندھر پر قبضہ کر کے رضی الدین قلعہ دار کو نظر بند کر لیا ہے بختاور خاں نے تمام اہل دیوانی کو اطلاع دی کہ سال ختم ہونے کے بعد آمدنی و اخراجات کا مفصل حساب حضور میں پیش کریں اور چہار شنبہ کے روز تمام جلدیں دفاتر خالصہ کی

ہمراہ لیکر عمارت غسل خانہ میں حاضر ہوں۔

عنایت خاں نے حضرت فردوس آشیانی کے عہد حکومت سے تا ابندم آمدنی سے چودہ لاکھ روپیہ کے زاید خرچ کی فرد حساب بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کی فرمان ہوا کہ خالصہ کی رقم چار کروڑ مقرر کی جائے اور اس قدر حساب دیگر اخراجات کا بھی ملاحظہ فرماکر قبلۂ عالم نے سرکار بادشاہی و بیگمات و شہزادوں کی سرکاروں سے اکثر ابواب میں معتدبہ کمی منظور فرمائی۔

جہاں پناہ نے سنا کہ حسن علی خاں نے فتنہ پردازوں کے قتل و قید اور ان کے مکانوں اور وطن و اسباب کے تاراج کرنے میں پوری جانفشانی سے کام لیا اور شاہ محمد نواز و حمیدم بلوچ رضی الدین و لعل محمد و نذر محمد وغیرہ کو ان کے محال زمینداری پر مستقل و برقرار کر دیا قبلۂ عالم نے خان مذکور کو حضور میں حاضر ہونیکا حکم دیا۔

حسن علی خاں بیسیں تاریخ آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا اور بادشاہ خدام نواز نے تحسین و آفرین سے اس کو دل شاد فرمایا۔

اٹھائیس تاریخ نواب عفت مآب بدرالنسا بیگم صبیۂ حضرت قبلۂ عالم کے انتقال پر ملال کی خبر وحشت اثر تخت گاہ سے پہونچی جہاں پناہ کو اگرچہ دختر نیک اختر کی وفات سے بیحد رنج و قلق ہوا لیکن نہایت خلوص کے ساتھ راضی بہ رضائے الہٰی ہوئے اور حسب الحکم مرحومہ کی روح کو ثواب رسانی کی غرض سے خیرات و مبرات کے مراسم عمل میں لائے گئے۔ بادشاہ دین پناہ کی توجہ سے عفت مآب نے حفظ کلام اللہ کی نعمت حاصل کر کے بہترین اخلاق و آداب کا اپنے کو مجموعہ بنایا تھا۔

جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ شاہزادہ محمد معظم باوجود صاحب شعور و فہم فراست ہونے کے بد اخلاق حاشیہ نشینوں کی مصاحبت اور ان کی خوشامد و چاپلوسی سے کچھ راہ راست سے منحرف ہو گئے ہیں اور نیز یہ کہ شہزادہ مذکور نے خود آرائی و خود پسندی کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔

بادشاہ نے شفقت و مرحمت پدری کے جذبہ سے مجبور ہو کر بارہا نصیحت

آمیز فرامین روانہ فرمائے لیکن شہزادہ پر ان تحریرات کا کچھ اثر نہ ہوا قبلۂ عالم نے شہزادۂ مذکور کی والدہ یعنی عفت مآب نواب بائی صاحبہ کو تخت گاہ سے اپنے حضور میں طلب فرمایا تاکہ بیگم صاحب خود شہزادہ کے پاس جاکر انکو فہمائش کریں اور جس طرح ممکن ہو راہ راست پر لائیں۔

جہاں پناہ نے افتخار خاں خانساماں کو بھی جو ایک سمجھ دار ملازم شاہی تھا شہزادہ کے پاس روانہ فرمایا اور اس کی زبان سے بہترین نصائح شہزادہ کے کانوں تک پہونچائے۔

چونکہ شہزادہ کی عقیدت قطعی صاف اور اخبار رسانوں کے اخبار میں صدق و راستی کی جھلک بھی نہ تھی شہزادہ کو کمال خجالت ہوئی اور سوا اطاعت و فرماں برداری قبول کرنے کے چارۂ کار نظر نہ آیا۔

شہزادہ محمد معظم نے بحد عجز و زاری و غایت شرمساری کا اظہار کیا اور خدائے مجازی و خداوند حقیقی کی رضاجوئی کو سرمایۂ دین و دنیا سمجھکر سعادت دارین حاصل کی۔ بادشاہ جرم پوش نے بھی فرزند ارجمند کو طرح طرح کی نوازش سے سرفراز فرمایا۔ افتخار خاں سے جو لغزش واقع ہوئی اس کی بنا پر جہاں پناہ اس سے بحد ناراض ہوئے۔ افتخار خاں بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا اور قبلۂ عالم نے اس کو اور اس کے برادر ملتفت خاں کو مورد عتاب سمجھ کر ان کے خطاب و منصب ضبط فرمائے۔

تیرہ تاریخ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ دلیر خاں دیوگڈھ کے زمیندار کو اس کے محال پر مستقل کر کے خود اورنگ آباد پہونچ گیا۔

عفت مآب نواب بائی صاحبہ جو حسب الطلب تخت گاہ سے آستانہ شاہی کو روانہ ہوئی تھیں دوسری ذی الحجہ کو بہشت آباد سکندرہ کے قریب پہونچیں شہزادہ محمد اکبر و بخشی الملک اسد خاں و بہرہ مند خاں ملکہ کے استقبال کیلئے گئے اور سواری کو حرم سرا تک پہونچا دیا۔

دسویں ذی الحجہ کو قبلۂ عالم نے نماز و قربانی کی رسم ادا فرمائی اور حسب دستور سابق دوست محمد خطیب کو خلعت و پانچ سو روپیہ انعام اور نعمت خاں

بکاول کو ایک چاقو مرحمت فرمایا۔

جہاں پناہ نے دلیر خاں و داؤد خاں کو خلعت و جمدھر مرصع گرز بردار کی معرفت روانہ کیا۔

مکرمت خاں کی تبدیلی سے حاجی شفیع خاں دکن کی دیوانداری پر مقرر کیا گیا اور اس کی جگہ کفایت خاں دیوان دفتر تن کے عہدے پر فائز ہوا خواجہ بجائے کفایت خاں کے داروغہ داغ و تصحیحہ مقرر فرمایا۔

عفت مرتبت نواب بائی اورنگ آباد روانہ ہوئیں اور حکم ہوا کہ بادشہزادہ محمد سلطان کے پاس جو گوالیار کے قلعہ میں قید تھا دو روز قیام کریں۔ سر بلند خاں نے بیگم صاحب کو شہزادہ محمد معظم کے پاس دکن پہونچا دیا۔

جمدۃ الملک جعفر خاں کے مرض نے طول پکڑا اور بادشاہ بندہ پرور دو مرتبہ اس کے مکان پر تشریف لے گئے چھبیس تاریخ کو جمدۃ الملک نے وفات پائی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ امیر بہترین عادات و صفات کا مجموعہ تھا قبلۂ عالم کو جمدۃ الملک جیسے بہترین اعیان دولت کی رحلت کا بیحد قلق ہوا اور حکم دیا کہ تین روز متواتر ایک سو بیس قاب خاصہ کے اہل ماتم کے پاس روانہ کئے جائیں شہزادہ محمد اعظم و شہزادہ محمد اکبر کو حکم ہوا کہ جعفر خاں کے فرزندوں نامدار خاں و کامگار خاں کے مکان پر اُن سے جاکر اور عفت مرتبت فرزانہ بیگم ان کی والدہ سے مراسم ماتم پرسی بجالائیں۔ جمدۃ الملک کے دونوں بیٹوں کے لئے خلعت خاص اور انکی والدہ کے واسطے لباس مرحمت ہوا شہزادہ محمد اکبر مرحوم کے دونوں فرزندوں کو سوگواری کے غم واندوہ سے نجات دیکر حضور شاہی میں لایا قبلۂ عالم نے دونوں کو خلعت خاص خنجر مرصع مع علاقۂ مروارید کے مرحمت فرماکر ہر طرح کی نوازش و شفقت سے سرفراز فرمایا اور انکو قید غم سے قطعاً آزاد کیا۔

غنی الملک اسد خاں و میرزا بہرام و بہرہ مند خاں و شرف الدین اس کے فرزندوں اور التفات خاں اور مفتخر خاں اور مفاخرہ خاں و روشندل خاں وغیرہ کو خلعت ماتمی خان مذکور کا مرحمت ہوا۔ غنی الملک اسد خاں نیابت دیوانی

پر فائز ہوا اور اس کو مرصع خنجر اور دو بیڑے پان کے دست مبارک سے عطا ہوئے
جہاں پناہ نے حکم دیا کہ اسد خاں بادشاہزادہ محمد معظم کی سرکار میں سیاہہ نویسی کرے
اور دیانت خاں شاہزادہ مذکور کا مہر بردار مقرر کیا جائے
سنائیس تاریخ کو یکہ تاز خاں سفارت بخارا کی خدمت پر مامور ہوا اور
اسپ یکصد مہری و فیل قیمتی چار ہزار و جمدھر مرصع و جیغہ مرصع مرحمت ہوا یکہ تاز خاں در اصل
ہزاروپانصدی یا نصد سوار کا منصب دار تھا اب سو سواروں کے اضافہ سے
شاد کام فرمایا گیا۔
عبدالعزیز والی بخارا کو علاوہ ہندوستانی تحایف کے جنکی قیمت دولاکھ روپیہ
سے زائد تھی پانچ تازی و چار عدد کچھی گھوڑے بھی روانہ فرمائے گئے۔ یکہ تاز خاں
کے بجائے مغل خاں میر تزک مقرر ہوا اور اسے عصائے طلا مرحمت ہوا۔ ناظم خاں
کے بجائے مبارز خاں ناظم ملتان ہوا۔ جہانگیر قلی خاں شہزادہ محمد اعظم کی نیابت
میں چکلہ سنبھل کا فوجدار مقرر فرمایا گیا۔
جہاں پناہ نے بجائے مہابت خاں کے سرگروہ عابد محمد امین خاں کو بذریعہ فرمان مبارک
صوبہ کابل کے بندوبست و انتظام کا حکم دیا۔ فدائی خاں کے بجائے تربیت خاں اودھ کا
صوبہ دار مقرر کیا گیا اور فدائی خاں حضور شاہی میں حاضر ہوا اور جہاں پناہ نے بنا بر مصلحت حکم دیا کہ
گوالیار میں قیام کرے۔ بادشاہ نے فدائی خاں کو خلعت خرصت عطا فرمایا اور یہ امیر شرف قدمبوسی حاصل
کرکے روانہ ہوگیا۔ فدائی خاں کے ہمراہیوں میں رعد انداز خاں وار وغۂ توپ خانہ رکاب راجہ
دھنی سنگھ و غنی خاں و سید علی اکبر و رومی خاں و کار طلب خاں میواتی و بدیع
سلطان بخی میرزا صدرالدین ولد میرزا سلطان وغیرہ اپنے مراتب کے مطابق
اضافۂ منصب و خلعت و اسپ و شمشیر مرصع و جمدھر وغیرہ کے عطیات سے سرفراز
کئے گئے۔ جانی خاں رعد انداز خاں کی نیابت میں داروغۂ توپ خانۂ رکاب مقرر ہوا۔
ستائیس ربیع الاول کو شاہزادہ محمد اعظم کے محل میں جہاں زیب بانو بیگم کے
بطن سے فرزند نرینہ پیدا ہوا اقبالۂ عالم اس پوتے کی ولادت سے بیحد خوش ہوئے اور
شاہزادے کو خلعت فاخرہ عطا فرما کر مولود کو بیدار بخت کے نام سے موسوم کیا جہاں پناہ
نے بچے کو کلاہ مروارید قیمتی دس ہزار اور بیگم کو مالائے مروارید قیمتی دس ہزار اور سمرنی

قیمتی سات ہزار مرحمت فرمائیں امانت خاں عرف سید احمد کو خطاب خانی مرحمت فرماکر صوبۂ بنگالہ کا دیوان مقرر کیا۔ خان علو شان عبداللہ خاں والی کاشغر حرمین شریفین کی زیارت سے بہرہ اندوز ہو کر بارگاہ شاہی میں واپس آیا اور قبلۂ عالم نے خان مذکور کو سورت و مالوہ کے خزانہ سے ایک لاکھ روپیہ بطور انعام مرحمت فرمائے۔

معلوم ہوا کہ دانشمند خاں میر بخشی ناظم و قلعہ دار اکبر آباد نے دسویں ربیع الاول کو وفات پائی یہ نامی امیر اپنے زمانہ کا فاضل و علامۂ دہر تھا اور زندگی بحد تقویٰ و عبادت کے ساتھ بسر کرتا تھا۔ لشکر خاں صوبہ دار ملتان جو بادشاہ کے حضور میں حاضر تھا بخشی گری اول کی خدمت پر مامور کیا گیا یہ شخص اصل چار ہزاری چار ہزار سوار کا منصبدار تھا اب ایک ہزاری ہزار سوار کا اضافہ منظور ہوا۔ ہمت خاں بخشی سوم اسد خاں کے بجائے بخشی گری دوم کے عہدہ پر فائز ہوا۔ نامدار خاں اکبر آباد کا ناظم و معتمد خاں قلعہ دار مقرر کئے گئے سید امیر خاں جو منصب سے استعفا دیکر اکبر آباد میں مقیم تھا سترہ ربیع الآخر کو فوت ہوا۔ محمد ابراہیم و محمد اسحاق و محمد یعقوب اس کے برادر زادے یعنی شیخ میرزا کے فرزند خلعت تعزیت و عنایات شاہی سے سرفراز کئے گئے۔ پشاور کے معروضہ سے معلوم ہوا کہ محمد امین خاں دس ربیع الآخر کو شہر میں پہونچ گیا۔ اسد خاں مرتضیٰ خاں عابد خاں و حسن علی خاں و طاہر خاں وغیرہ کو خلعت مرحمت ہوئے۔ احمد سعید خاں بیگم صاحب کی سرکار میں دیوان مقرر کیا گیا اور بجائے اسکے لطف اللہ خاں داروغگی عرض مکرر کی خدمت پر سرفراز کیا گیا بادشاہزادہ کے وکلار کے بجائے فیض اللہ خاں فوجدار سنبھل مقرر فرمایا گیا اور اس کے بجائے سربلند خاں کو توشک بیگی کی خدمت عطا ہوئی۔

چوبیس جمادی الآخر مطابق سترہ آبان کو جشن وزن شمسی منعقد کیا گیا اور بادشاہ نے طلائی تخت پر جلوس فرمایا شہزادوں اور امرائے دربار نے مبارکباد عرض کی اور ہر شخص نوازش سلطانی سے شاد فرمایا گیا۔

جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ سیواجی مرہٹہ نے بندر سورت پر حملہ کر کے اہل شہر کو تباہ و برباد کیا اور اس کے بعد واپس گیا میرزا محمد وکیل نے شہزادہ محمد معظم کی عرضداشت مع ایک ہزار اشرفیوں کے بادشاہ کے ملاحظے میں پیش کی جس سے معلوم

ہوا کہ شہزادۂ مذکور کے محل میں نور النسا بیگم دختر سنجر نجم ثانی کے بطن سے فرزند نرینہ پیدا ہوا ہے بادشاہ نے مولود مذکور رفیع الشان کے نام سے موسوم فرمایا۔

سر بلند خاں جو ملکہ نواب بائی کے ہمراہ دکن گیا ہوا تھا آستانۂ والا پر حاضر ہوا۔ مہابت خاں صوبہ کابل کا معزول حاکم خدمت اقدس میں حاضر ہو کر شرف قدم بوسی سے فیض یاب ہوا جہاں پناہ نے اس اسیر کو دیکھ کر زبان مبارک سے فرمایا کہ خوش آمدید و صفا آوردید۔ بتلخیص رجب کو مہابت خاں دکن روانہ ہوا اور اس کو خلعت با نیمہ آستین گریبان دار و اسپ با ساز طلا و فیل مرحمت ہوا اس کے فرزند بہرام کو خنجر مرصع مرحمت ہوا۔ راؤ روپ سنگھ ولد راؤ کرن و راجہ امر سنگھ ولد کشن سنگھ و دلیر ہمت برادر و سہراب برادر زادۂ مہابت خاں خلعت و فیل و اسپ و خنجر و شمشیر کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے جہاں پناہ نے حکم صادر فرمایا کہ شہزادوں اور امرا کی کشتیوں اور پالکیوں پر فرنگیوں سے مشابہ زنجیرہ نہ ٹانکے جائیں۔

عہد عالم گیری کے سال چہاردہم کا آغاز مطابق ۱۰۸۱ ہجری

اسی مبارک زمانہ میں رمضان کا مقدس مہینہ آگیا اور خلقت خدا پر آسمانی برکات کا مینہ برسنے لگا بادشاہ دین پناہ کے عہد معدلت کا چودھواں سال شروع ہوا دولت خانہ شاہی میں حسب دستور سابق آئین بندی کی گئی اور ہر چہار جانب عیش و مسرت کا دور دورہ ہوا۔ عید الفطر کے روز قبلۂ عالم نے بعد نماز تخت کامرانی پر جلوس فرما کر رعایا کو داد و دہش سے دل شاد کیا شہزادوں و امرائے نامدار کے تحایف بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش ہوئے۔

لشکر خاں کے انتقال کی وجہ سے اسد خاں بخشیگری درجۂ اول پر فائز ہوا حسن علی خاں اسپ و خلعت کے عطیہ سے سرفراز فرمایا گیا۔ سفیر بخارا منشی محمود شریف پانچ ہزار روپیہ کے انعام خلعت و اسپ با ساز طلا کے گراں بہا عطیات سے بہرہ مند ہوا شریف مکۂ معظمہ کے قاصد مسمیٰ شیخ علی خاں نے دو عربی گھوڑے اور شمشیر بند و بانہ نقرہ شریف مذکور کی جانب سے جہاں پناہ کے ملاحظہ میں پیش کیا قبلۂ عالم نے قاصد کو خنجر مرصع اور دس ہزار روپیہ و اشرفیاں اور خلعت مرحمت فرمایا۔ سید محمد رومی فرستادۂ حاکم حبش کے عرایض نظر مبارک سے گزرے ملازمت کے وقت جہاں پناہ نے اسے خلعت عطا فرمایا اور واپسی کی اجازت دیتے وقت بھی اسے خلعت اور

دس ہزار روپیہ مرحمت ہوئے۔
یلنگتوش خاں بہادر شمشیر و جمدھر و برچھی و سپر کے گران قدر عطیات سے
سرفراز فرمایا گیا۔ روح اللہ خاں کے تبادلہ کی وجہ سے ارادت خاں کو آختہ بیگی کا
عہدہ عنایت ہوا سعادت خاں قاقشال جو حضور شاہی میں حاضر ہوا انھا اپنی متعلقہ
خدمت پر روانہ ہوا۔
دسویں ذی الحجہ کو نماز قربانی کے مراسم ادا فرمائے گئے نواب قدسیہ پرہنر بانو بیگم
و گوہر آرا بیگم کو پانچ پانچ ہزار اشرفیاں مرحمت ہوئیں۔
محمد امین خاں حسب الحکم چودہ سفر کو بارگاہ میں حاضر ہوا لطف اللہ خاں
و اسد خاں نے دروازہ غسل خانے تک اسکا استقبال کیا اور حضور میں لے آئے
محمد امین نے شرف قبولیت حاصل کر کے چار عربی گھوڑے ملاحظہ والا میں پیش
کیئے جہاں پناہ نے خلعت مرحمت فرما کر اس کے احوال کی پرسش فرمائی۔
بائیس محرم کو عفت مرتبت نورس بانو بیگم جہاں پناہ کی خوشدامن زوجۂ
شاہ نواز خاں صفوی نے رحلت فرمائی داراب خاں و خانہ زاد خاں فرزندان میرزا
ابو سعید کو نور جہاں بیگم کے بھانجے تھے خلعت ماتمی مرحمت ہوا۔
امیر الامرا کے پیش کش و تحائف فیل اور دیگر اشیا جنگی قیمت تقریباً دو لاکھ بیس ہزار
تھی حضرت کے ملاحظہ میں پیش ہوئے۔ شادکام چیلا جو قبلۂ عالم کا پرانا ملازم تھا
فوت ہوا بادشاہ خدام نواز نے اس کے پس ماندگان کو خلعت و خدمات مرحمت
فرمائے۔ ارباب طرب کے مشہور استاد لبرام خاں نے وفات پائی اور اس کے
فرزند اور خوشحال خاں کو بھی ماتمی خلعت مرحمت فرمائے گئے ضیاء الدین حسین و
یادگار حسین و محمد حسین اشرف خاں کے نواسے ملازمت شاہی میں حاضر ہو کر عطیہ
خلعت سے سرفراز فرمائے گئے چونکہ ان کی فربہی و تنومندی کا ذکر خود زبان مبارک
سے ارشاد فرمایا ہر روز انہیں سے ایک کو شرف باریابی عطا فرمایا گیا۔
علی مردان خاں امیر الامرا کا فرزند محمد علی بیگ ولایت سے ہندوستان
وارد ہوا قبلۂ عالم نے اس کو خلعت و شمشیر و خنجر مرصع و علاقہ مروارید و دس ہزار روپیہ
مرحمت فرمائے۔ میر محمود برادر اصالت خاں تازہ ولایت سے وارد ہوا اور دوسری ربیع الآخر کو

شاہی حضور میں پیش کیا گیا خنجر مرصع و سات ہزار روپیہ کے عطیہ سے سرفراز فرمایا گیا۔
داؤد خاں کے تبادلہ کی وجہ سے ہوشدار خاں ناظم برہان پور مقرر ہوا داؤد خاں
آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا اور میر خاں کے تبادلہ کی وجہ سے وہ الہ باد کا ناظم مقرر فرمایا گیا
جہاں پناہ نے داؤد خاں کو خلعت خاص و اسپ باساز طلا و فیل باساز برنجی مرحمت فرمائے
عنایت خاں دفتر دار خالصہ کو خلعت مرحمت فرما کر چکلہ بریلی کا فوجدار
متعین فرمایا اور اس کے بجائے امانت خاں عرف میرک معین الدین کا تقرر عمل میں
آیا اور اس کو ایک بلورین دوات مرحمت ہوئی ۔ محمد علی بیگ کو علی قلی خاں کا خطاب
و علم و نقارہ و اسباب قیمتی بیس ہزار روپیہ کا مرحمت ہوا ۔ یحیٰی پادشاہ جو بجائے حسین پاشا کے شاہ
روم کی طرف سے حاکم بصرہ مقرر ہوا تھا چند وجوہات کی بنا پر بصرہ میں قیام
نہ کر سکا اور بادشاہ شہرفاء نواز نے اس کو خلعت خاصہ تکمہ دار زرہی شمشیر و خنجر
مرصع اور دس ہزار روپیہ بطور انعام مرحمت فرمائے اس کے علاوہ پاشائے
مذکور کو منصب ہزار و پانصدی ہفت صد سوار پر فائز ہوا۔

جہاں پناہ نے بارانی خلعت شہزادوں اور امیران دربار و صوبہ جات
کو مرحمت فرمائے ۔ مبارز خاں کے تبادلہ کی وجہ سے عابد خاں ملتان کا صوبہ دار
مقرر فرمایا گیا۔

سترہ جمادی الاول بروز پنجشنبہ نواب عفت قباب روشن آرا بیگم قبلۂ عالم
کی ہمشیرہ نے رحلت فرمائی بیگم صاحبہ بہترین عادات و عمدہ خصائل کا مجموعہ تھیں روشن
آرا بیگم کو برادر گرامی مرتبت یعنی خود بدولت حضرت جہاں پناہ کے ساتھ بے حد
محبت تھی قبلۂ عالم کو ایسی شفیق بہن کی دائمی مفارقت کا بے حد صدمہ ہوا لیکن صبر و
شکر کے ساتھ راضی برضائے الٰہی ہوئے اور مرحومہ کی روح کو ثواب رسانی
کی غرض سے خیرات و مبرات کے تمام مراسم عمل میں لائے گئے ۔ جہاں پناہ نے
بیگم صاحبہ کے تمام متعلقین کو شاہانہ نوازش سے سرفراز فرما کر ان کے بدن سے
لباس ماتمی دور فرمایا۔

اعیان ملک کے سرگروہ محمد امین خاں کو عہدۂ وزارت سپرد فرمانے
کے لئے حضور میں طلب فرمایا گیا اگرچہ یہ امیر صائب الرائے اور فہم و فراست و دیانت

میں ضرب المثل ہے لیکن اِس کے ساتھ رعونت و خود رائی بھی اِس کی سرشت میں داخل ہے

محمد امین خاں نے بعض خلاف مزاج معروضات کے منظور فرمانے میں قبلۂ عالم سے اصرار کیا اور روز سیاہ اِس کو دیکھنا پڑا۔ جہاں پناہ نے امین خاں کو عہدہ وزارت سے معزول فرما کر کابل کا صوبہ دار مقرر کیا اور رخصت کے وقت خلعت خاص و خنجر مرصع با علاقۂ مروارید و فیل با ساز نقرہ اِس کو مرحمت فرماتے۔

افتخار خاں و مفتخر خاں کا قصور معاف ہوا اور اِن کے خطابات و مناصب بحال فرمائے گئے۔ افتخار خاں سیف خاں کے بجائے ناظم صوبہ کشمیر اور مفتخر خاں معتمد خاں کے عہدہ پر حصار دہلی کا قلعہ دار مقرر فرمایا گیا۔ چودہ جمادی الآخر کو میر خاں الہ باد کے معزول صوبہ دار نے شرف باریابی حاصل کیا لطف اللہ خاں نے لشکر خاں کی دختر سے نکاح کیا اور اِس کو خلعت کتخدائی عطا ہوا۔

کامگار خاں امیر الامرا کی خدمت میں روانہ ہوا۔ صوفی بہادر انوشہ خاں والی اورنگ کا حاجب مقرر ہوا اور اِس کو خلعت و جیغۂ مرصع و شمشیر و ترکش مرحمت ہوئے۔ نامدار خاں صوبۂ اکبر آباد کا ناظم اور معتمد خاں حصار کا قلعہ دار مقرر کیا گیا۔

جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ خان عالی شان عبد اللہ خاں سفر حجاز سے واپس ہو کر بارگاہ شاہی میں دوبارہ حاضر ہو رہا ہے جہاں پناہ نے الطاف خسروانہ سے اِس کی مہمانداری و دلجوئی کے لحاظ سے ایک ہزار اشرفیاں اور ایک نقرئی سرپوش مرحمت فرمایا۔

جہاں پناہ کا اکبر آباد سے دہلی واپس آنا

دسویں رجب کو قبلۂ عالم اکبر آباد سے دہلی روانہ ہوئے اور تمام راہ صید افگنی میں طے فرمائی یکم شعبان کو جہاں پناہ خضر آباد پہونچے اور چودھویں تاریخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار و حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی رحمتہ اللہ علیہما کے مزارات پر انوار کی زیارت سے فیض یاب ہوئے اور ہر دو مقامات متبرکہ کے مجاورین کو ایک ہزار پانچ سو روپیہ مرحمت فرمائے۔

قبلۂ عالم سعادت زیارت حاصل فرما کر حرم سرائے شاہی میں تشریف فرما ہوئے۔

بادشہزادہ محمد اعظم کے محل میں بیگم صاحب کے بطن سے فرزند پیدا ہوا۔ چھبیس[۲۶] شعبان کو تولد فرزند کی نذر بمبلغ ایک ہزار اشرفی شہزادہ کی جانب سے ملاحظۂ عالی میں پیش ہوئی قبلۂ عالم نے نذر قبول فرما کر مولود کو جوان بخت کے نام سے موسوم فرمایا۔

خان والاشان عبداللہ خاں قبلۂ عالم کے ورود سے قبل وہاں پہونچ چکا تھا۔ اسد خاں و بہرہ مند خاں خان مذکور کو بادشاہ کے حضور میں لائے اور جہاں پناہ نے دو ہزار اشرفیاں اور پچاس قاب طعام خان مذکور کی فرودگاہ پر روانہ فرمائے۔

میر خاں جو اپنے منصب سے برطرف کر دیا گیا تھا دوبارہ عہدے پر فائز ہوا۔

میر محمود کو خطاب عقیدت خاں و منصب یک ہزاری چہار صد سوار مرحمت ہوا۔ چوبیس[۲۴] شعبان کو محمد امین خاں کے پیش کش یعنی دو سو اسی دانہائے مروارید قیمتی ایک لاکھ پانچ ہزار روپیہ اور پچاس گھوڑے جہاں پناہ کے ملاحظے میں پیش ہوئے اور امین خاں کو قبول نذر کا شرف حاصل ہوا۔

جلوس عالم گیری کے سال پانزدہم کا آغاز مطابق ۱۰۸۲ ہجری

اسی مبارک زمانہ میں رمضان کا مقدس مہینہ آیا اور شاہی جود و احسان کے بارندہ ابر نے اہل حاجت کی کشت امید کو سیراب فرمایا شہزادوں و امیروں کے مناصب میں اضافہ فرما کر بادشاہ دریا نوال نے نمک خواروں کو طرح طرح کی نعمتوں سے فیضیاب فرمایا۔

عقیدت خاں نے روح اللہ خاں کی دختر سے عقد کیا اور اسے خلعت کتخدائی مرحمت ہوا۔ کامگار خاں و جعفر خاں پسران ہوشدار خاں ناظم صوبہ برہان پور پسر ملتفت خاں عالم گیری ابن اعظم خاں جہانگیری جس نے برہان پور ہی میں وفات پائی تھی شاہی ملازمت میں حاضر ہوئے اور طرح طرح کی نوازشوں و عنایات سے سرفراز کیے گئے۔

ہوشدار خاں کے انتقال پر مختار خاں صوبہ خاندیس کا حاکم مقرر فرمایا گیا اعتقاد خاں اپنے برادر امیر الامرا سے ملاقات کرنے کے لئے گیا تھا تقدیر الٰہی سے اس امیر نے وہیں وفات پائی قبلۂ عالم نے اس کے فرزند محمد یار کو خلعت تعزیت

مرحمت فرما کر اس کو سوگواری کے غم سے آزاد فرمایا۔ جہاں پناہ نے اعتقاد خاں کی وفات پر خود امیر الامرا کو بھی خلعت ماتمی و نامۂ تعزیت روانہ فرما کر سرفراز کیا۔ اعتقاد خاں مرحوم فقیر دوست اور آزاد مشرب امیر تھا اس کی جدت پسند طبیعت نے بے شمار کلمات و امثال خود ایجاد کی تھیں جو زبان زد عام و خاص ہیں۔

فرقہ ست نامیوں کے جن کو مونڈیہ بھی کہتے ہیں خروج کا تعصب انگیز سانحہ

ناظرین اس واقعہ کو دیکھکر حیرت کرینگے کہ ایک بے سر و پا خون گرفتہ باغی گروہ نے جس میں سنار بڑھئی خاکروب موچی اور دیگر کم پیشہ وار اراذل داخل تھے سرکشی کا ارادہ کیا۔ اس جہنم نصیب گروہ کے سر پر قضا سوار ہوئی اور خود پرستی نے ایسا دل و دماغ پر تدخبہ کر کے عصیان و بغاوت پر ان کو آمادہ کیا کہ ان کے سر خود ان کے کاندھوں پر بار گراں ہوگئے۔

بمقتضائے مثل مشہور صید را چوں اجل آید سوے صیاد رود۔ اس ناعاقبت اندیش فرقہ نے بادشاہ عالم و عالمیاں کے خلاف شورش برپا کی۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک حشرانیہ گروہ مفسدوں کا جو میوات کا باشندہ تھا حشرات الارض کی طرح زمین سے دفعۃً نکل پڑا اور مور و ملخ کی طرح مجتمع ہو کر سامنے آیا۔

کہتے ہیں کہ ان شورہ پشتوں کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ گروہ اپنے کو زندۂ جاوید جانتا اور یہ سمجھتا ہے کہ اگر ایک انہیں سے قتل ہوگا تو اس کی جگہ ستر اشخاص پیدا ہونگے۔

مختصر یہ ہے کہ ایسے پانچ ہزار مفسدوں نے نارنول کے نواح میں فتنہ و فساد کا بازار گرم کیا اور جرات کر کے شاہی قصبات و پرگنات کو تباہ و برباد کرنے لگے۔

طاہر خاں فوجدار نارنول نے اپنے میں مقابلہ کی طاقت نہ پائی اور آستانۂ شاہی پر حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا۔ جہاں پناہ نے ان بدبختوں کے استیصال پر پوری توجہ فرمائی ۲۶ ذی قعدہ کو رعدانداز خاں توپ خانہ کی

فوج و حامد خاں چوکی خاصہ ۔ اور نیز اپنے باپ سید مرتضیٰ خاں کے پانچ سو سواروں اور یحییٰ خاں رومی خاں و کمال الدین ولد دلیر خاں و پر دل پسر فیروز خاں میواتی و اسفندیار بخشی و بادشاہزادہ محمد اکبر مع اپنے سرکار کی جمعیت کے ان اشرار کے قتل و قید کرنے کے لئے روانہ فرمائے گئے۔

شاہی فوج نواح نارنول میں پہونچی اور فتنہ پردازوں نے ان امیروں کا مقابلہ کیا۔ باوجود بے سروسامانی کے بے دینوں نے ان پرانے افسانوں کو جو ہندوؤں کی کتابوں میں مرقوم ہیں تازہ کر دیا اور اہل ہند کی اصطلاح کے موافق یہ ہنگامہ کارزار بھی مہابھارتہ کا نمونہ بن گیا۔

مسلمانوں نے بھی بیحد دلیری کے ساتھ حملہ کیا اور فتنہ پردازوں کے خون سے اپنی تلوار اور معرکہ جنگ کی زمین کو سیراب کر دیا۔ شدید و خونریز لڑائی ہوئی جس میں امرائے شاہی نے عام طور پر اور رعد انداز خاں حامد خاں و یحییٰ خاں نے بالخصوص جوہر مردانگی دکھائے۔ اکثر شاہی امیر و سپاہی میدان جنگ میں کام آئے لیکن آخر کار اقبال عالمگیری نے اپنا رنگ دکھایا۔ اور حریف معرکہ کارزار سے فراری ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے مفسدوں کے ایک بہت بڑے گروہ کو ہلاک کیا۔ معدودے چند فتنہ پرداز ہلاکت سے بچ گئے اور شاہی فوج کو کامل فتح ہوئی۔ نواح نارنول ان اشرار کے نجس وجود سے پاک ہوا اور اہل لشکر فتح مندی کے ساتھ حضور شاہی میں حاضر ہوئے۔

بادشاہ خدام نواز نے امیروں کی جاں نثاری کی بیحد تعریف فرمائی۔ رعد انداز خاں کو شجاعت خاں کا خطاب مرحمت ہوا اور اس کے اصل منصب میں اضافہ ہوا اور اب سہ ہزار پانصدی دو ہزار سوار کے مرتبے پر فائز کیا گیا۔ حامد خاں یحییٰ خاں رومی خاں و نجیب خاں غرض کہ تمام خرد و بزرگ جنھوں نے اس معرکہ کارزار میں جاں نثاری کی تھی اضافہ و خلعت کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے۔

دسویں ذی الحجہ کو قبلۂ عالم نے عیدگاہ میں نماز پڑھی اور اسکے بعد قربانی کی رسم ادا کی گئی

محمد امین خاں کی ناکامی اور خیبر سے واپسی کا بیان

صاحبان بصیرت کو معلوم ہے کہ جس طرح فتح و نصرت عطا کرنا خدا کے قبضۂ اقتدار میں ہے اسی طرح دشمن کے مقابلے میں

ناکام پیدا کرنا بھی اسی قادر مطلق کے ہات ہے۔ کسی فرد کا دنیا میں معزز و بانوقیر ہونا محض فضل الٰہی پر منحصر ہے جس میں انسان کو ذرہ برابر بھی دخل نہیں ہے۔

عام قاعدہ ہے کہ اگر تقدیر نے تدبیر کا ساتھ دیا تو انسان بیدار مغز خوش فکر و بلند طالع کہلاتا ہے اور اگر قسمت نے یاوری نہ کی تو ہر پاسہ الٹا پڑتا ہے اور غریب انسان کم رائے و تیرہ بخت وغیرہ دلخراش ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔

مذکورۂ بالا جملہ صحیح معنوں میں محمد امین خاں پر صادق آیا کہ یہ امیر بڑے جاہ و جلال و شوکت و حشمت کے ساتھ کابل روانہ ہوا تاکہ شوریدہ پشت افغانوں کے فتنہ کو فرو کرے اور اپنی خواہش کے مطابق حریف کے سر پہونچ گیا اور دشمن بالکل اسکے قابو میں آگیا لیکن تقدیر نے تدبیر کا ساتھ نہ دیا اور معاملہ قطعاً برعکس ہوگیا۔

اس واقعہ کا تفصیلی بیان یہ ہے کہ محمد امین خاں نے تیسری محرم کو کوتل خیبر سے عبور کرنیکا ارادہ کیا۔ اس امیر کو اطلاع ملی کہ افغانوں نے یہ معلوم کرکے کہ محمد امین خاں ان کی سرکوبی و استیصال کے لئے آرہا ہے درہ کو بالکل بند کر دیا محمد امین خاں نے اس خبر کو کچھ اہمیت نہ دی اور یہ سمجھ کر کہ حریف کو پائمال کر دینا بہت آسان ہے آگے قدم بڑھایا۔ دوران عبور میں چند بد اندیشہ اشخاص کی سوئے تدبیر سے ان پر بھی وہی حادثہ پیش آیا جو حضرت عرش آشیانی اکبر بادشاہ کے عہد میں زین خاں کوکہ حکیم ابو الفتح و راجہ بیربر کے سامنے آیا تھا۔

افغانوں نے ہر چہار طرف سے ہجوم کر کے ان پر تیر و تبر کی بوچھاڑ شروع کر دی اہل لشکر کا مجمع پراگندہ ہونے لگا اور گھوڑے اور ہاتھی ایک دوسرے پر گرنے لگے۔

اس حادثہ میں اگرچہ ہزار اشخاص پہاڑ کی بلندی سے غاروں میں گرکر ہلاک ہوئے لیکن محمد امین خاں نے فرط غیرت سے جان نثاری پر کمر ہمت باندھی مگر اسکے ملازم اس کو چاروں طرف سے گھیر کر معرکۂ کارزار سے سلامت لے آئے رشید خاں فرزند عبد اللہ خاں اسی معرکہ میں قتل ہوا اور امین خاں تمام مال و اسباب سے دست بردار ہوکر بہ حال تباہ لاہور واپس آیا۔

بارہ محرم کو قبلۂ عالم نے یہ نفرت انگیز خبر سنی اور فتح و شکست کو مرضی الٰہی پر محمول فرمایا۔

تیئیسویں محرم کو فدائی خاں لاہور سے پشاور روانہ ہوا بیسویں محرم کو سر بلند خاں نامدار خاں کے تغیر سے اکبر آباد کا ناظم مقرر کیا گیا اور سر بلند خاں کے بجائے ملتفت خاں داروغہ پیادگان جلو نشیمن فرمایا گیا۔ فیض اللہ خاں کو خلعت خاص و اسپ با ساز طلا مرحمت ہوا اور یہ امیر مراد آباد روانہ کیا گیا۔

عبد اللہ خاں کو بیس ہزار روپیہ مرحمت ہوے سیف خاں گوشہ نشین ہو چکا تھا اس کو دوبارہ عہدۂ ملازمت عطا ہوا اور خلعت و شمشیر کے ساتھ اپنے قدیم منصب پر بھی بحال فرمایا گیا۔

شہزادہ محمد اکبر و سلیمہ بانو بیگم کے جشن کتخدائی کا بیان

اسی مسرت انگیز زمانہ میں بادشاہ زادہ محمد اکبر کے جشن کتخدائی کا انعقاد ہوا۔ سلیمہ بانو بیگم دختر شہزادہ سلیمان شکوہ کو نواب قدسیہ گوہر آرا بیگم نے اپنی فرزندی میں لے کر شہزادی کی پرورش کی تھی۔ شہزادہ محمد اکبر کا نکاح شہزادی کے ساتھ کیا گیا اور گوہر آرا بیگم صاحبہ کے در دولت پر جشن منعقد ہوا۔

قبلۂ عالم نے شہزادہ موصوف کو چار لاکھ روپیہ نقد و خلعت خاص با نیمہ آستین و کلغی و دھوپ مرصع او مالا اور سہرہ مروارید دو عربی گھوڑے مرحمت فرمائے۔

دوسری ربیع الاول کو مسجد جامع میں حضرت بندگان والا کی وکالت میں قاضی القضاۃ عبد الوہاب نے خطبۂ نکاح پڑھا اور پانچ لاکھ کی رقم کابین قرار پائی۔ حاضرین مجلس نے مبارکباد عرض کی اور پانچ گھڑی شب گزرنے کے بعد شہزادہ محمد اکبر سوار ہوا اور شہزادہ محمد اعظم و بخشی الملک اسد خاں و میر خاں و نامدار خاں وغیرہ امرائے کبار شہزادہ کے ساتھ ہوگئے دہلی دروازے سے نواب قدسیہ کے محل تک دورویہ بانس کے باڑے باندھکر روشنی کا انتظام کیا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے ایک عجیب دلکش نظارہ تھا آتش بازی کی کثرت و اقسام سے ناظرین حیرت زدہ تھے غرض کہ جشن شادی بحد شان و شوکت و آرائش کے ساتھ انجام پایا اور عروس کا ہودج شہزادے کے محل میں پہونچا دیا گیا۔

معروضہ پیش کیا گیا کہ شہزادہ محمد معظم حسب فرمان شرف قدم بوسی کے لئے روانہ ہوچکے ہیں۔ نویں ربیع الآخر کو شہزادہ مذکور حضور عالی میں حاضر ہوئے

اور جہاں پناہ نے خلعت خاصہ وشمشیر با ساز مرصع و مالائے مروارید و اودیسی اور ایک لاکھ روپیہ کی رقم مرحمت فرمائی بادشاہزادہ محمد معز الدین و محمد اعظم پر شاہانہ نوازش فرمائی گئی۔

دوسری جمادی الآخر کو محمد شاہ بخش بانو بیگم دختر شہزادہ مراد بخش محمد صالح ولد خواجہ طاہر نقشبندی کے حبالۂ عقد میں دی گئی۔ سربلند خاں و قاضی عبد الوہاب و ملا محمد یعقوب مجلس عقد میں حاضر تھے۔

چھبیس ۲۶ تاریخ کو بارگاہ والا کے دو قدیم نمکخوار وزیر خاں و محمد طاہر نے وفات پائی میر خاں بجائے وزیر خاں کے مالوہ کا صوبہ دار مقرر کیا گیا اور سربلند خاں ہمت خاں کے تغیر سے صوبہ دار اکبر آباد بنالیا گیا مغل خاں اسکے تغیر سے خوشش بیگی کی خدمت پر مامور ہوا۔

محمد طاہر قدیمی والاشاہی جو حسب الحکم حسن علی خاں کی دیوان داری پر متعین تھا اپنی بدزبانی و بدافعالی کی وجہ سے واجب القتل ہو چکا تھا بائیس ۲۲ رجب کو ملاعوض وجیہ کے معروضہ کے مطابق شرعاً اسکا قتل واجب سمجھا گیا اور محبدم تہ تیغ کر دیا گیا۔

سلطان ایزد بخش ولد سلطان مراد بخش شاہی حکم کے مطابق قلعۂ گوالیار سے آستانۂ والا پر حاضر کیا گیا تھا۔ قبلۂ عالم نے شفقت بزرگانہ سے ملکہ عفت جناب مہر النسا بیگم اپنی دختر نیک اختر کو شہزادۂ مذکور کے حبالۂ عقد میں دیا۔ قاضی عبد الوہاب و شیخ نظام و بختاور خاں و دریا خاں کے حضور میں خطبۂ نکاح پڑھا گیا۔

ملتفت خاں جو شہزادہ محمد سلطان و سپہر شکوہ کو قلعہ گوالیار سے لینے گیا تھا خدمت شاہی میں حاضر ہوا اور جہاں پناہ نے حکم دیا کہ دونوں شہزادے قلعۂ سلیم گڈھ میں سکونت پذیر ہوں۔

انتیس تاریخ کو جہاں پناہ شہزادہ محمد معظم کے مکان پر تشریف فرما ہوئے دروازۂ سلیم گڈھ کے پل سے بادشاہزادے کی حویلی تک زربفت و دیگر بیش قیمت کپڑوں کا فرش بچھا ہوا تھا جہاں پناہ نے شہزادہ کے پیش کش

قبول فرمائے اور حرم سرا کو واپس ہوئے۔

شہزادہ محمد اکبر کے ہفت ہزاری دو ہزار سوار کے منصب میں دو ہزاری کا اور اضافہ فرمایا گیا۔

چوبیس ۲۴ شعبان کو جہاں پناہ کا قدیمی نمک خوار جواہر خاں تحویلدار جواہر خانہ فوت ہوا یہ شخص غربا کا بہی خیر خواہ تھا خدا غریق رحمت کرے۔

تیس ۳۰ محرم کو فدائی خاں لاہور سے پشاور روانہ ہوا چوبیس صفر کو محمد امین خاں احمد آباد گجرات کا صوبہ دار مقرر ہوا اس کا منصب شش ہزاری پنج ہزار سوار تھا اب پنج ہزاری پنج ہزار سوار کے منصب پر بحال رہا جہاں پناہ نے حکم دیا کہ بلا آستانہ شاہی پر حاضر ہوئے اپنی خدمت پر روانہ ہو جائے مہابت خاں جو حضور میں حاضر ہو کر دکن کی مہم پر روانہ ہوا تھا افغانوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی بنا پر حضوری سے ممنوع قرار دیا گیا۔ اسلام خاں نے اپنے قبائل و فرزند سوم مسمی مختار بیگ کے طلب کرنے میں لیت و لعل سے کام لیا تھا اور اسی پس و پیش کی وجہ سے دولت حضوری سے محروم ہو کر اجین میں قیام پذیر تھا۔ عمدۃ الملک بہادر خاں کی سفارش سے منصب پر بحال فرما کر خان مذکور کی فوج میں شامل کیا گیا۔ اسلام خاں نے اس نوازش کے بعد اپنے قبائل کو بصرے سے طلب کر لیا۔

جلوس عالمگیری کے سال چہاردہم کا آغاز مطابق ۱۰۸۱ ہجری

اس مبارک زمانے میں رمضان کا مہینہ آیا اور حکم الٰہی کے مطابق تمام مسلمانوں نے اس مقدس ماہ کے برکات حاصل کرنے پر کمر ہمت باندھی بادشاہ دین پناہ نے تمام ماہ صوم و صلوٰۃ و اعتکاف میں بسر فرمایا۔ یہ مقدس مہینہ تمام ہوا اور ہلال عید افق آسمان پر نمودار ہوا صدائے مبارکباد کا شور و غل بلند ہوا۔ قبلہ عالم ہاتھی پر سوار ہو کر نماز عید ادا فرمانے کے لئے عیدگاہ تشریف لے گئے فراغت نماز کے بعد حرم سرا واپس ہوئے۔

عید کے دوسرے روز بادشاہ دین پناہ نے تخت کامرانی پر جلوس فرمایا جہاں پناہ نے شہزادہ محمد معظم کو خلعت بانیمہ آستین و مالائے مروارید و ایک لاکھ روپیہ و فیل با ساز طلا قیمتی پانچ ہزار روپیہ عطا فرمایا۔

شہزادہ محمد اعظم بھی خلعت بانیمہ آستین کے عطیے سے سرفراز فرمائے گئے

شہزادہ محمد اکبر کو طرۂ مرصع مرحمت ہوا بخشی الملک اسد خاں وغیرہ دیگر خرد و بزرگ طرح طرح کی نوازشوں والنعامات سے سرفراز فرمائے گئے اور تمام حاضرین کو علیٰ قدرِ مراتب جواہرات واسپ و فیل و خلعت مرحمت ہوئے۔ شاہی اراکین کے روزینوں اور مناصب میں مندرجہ ذیل اضافے فرمائے گئے۔

شہزادہ محمد معظم۔ اصل لبت ہزاری پانزدہ ہزار سوار۔ اضافہ دو ہزاری پنج ہزار سوار۔

سلطان معز الدین روزینہ اصل ایک سو پچاس روپیہ۔ اضافہ پچاس روپیہ

سلطان محمد عظیم روزانہ ایک سو روپیہ اضافہ پچاس روپیہ بادشاہ زادوں وامرائے کبار کے پیش کش ملاحظۂ عالی میں گزرانے گئے تمام تحائف کی قیمت پچاس لاکھ روپیہ اندازہ کی گئی۔

دنیا دار بیجاپور سکندر عادل خاں کے حاجب نے آلات جواہر و مرصع شاہی ملاحظہ میں پیش کئے۔ عبد اللہ قطب الملک دنیا دار حیدر آباد کے حاجب نے اسباب و جواہر و ظروف چینی نذر گزرانے۔ حکم شاہی صادر ہوا کہ ان کے تحائف کے معاوضہ میں تین لاکھ روپیہ نقد مرحمت ہو۔

شہزادہ محمد معظم کے وکلا کے تغیر سے بہادر خاں خانجہاں بہادر کے خطاب سے دکن کا صوبہ دار مقرر ہوا جہاں پناہ نے خانجہاں کے منصب میں ہزار سواروں کا اضافہ فرما کر خلعت خاصہ و جمدھر مرصع گرز برداروں کی معرفت اس کیلئے روانہ فرمایا۔

میر ابراہیم داماد حقیقہ بیگم کو کہ سوات کا فوجدار مقرر فرمایا گیا میر ابراہیم کو کار طلب خاں کا خطاب عطا ہوا اور اس کے جاہ و حشمت میں ترقی ہوئی میر ابراہیم کے بھائی مرشد قلی خاں وار وغہ داغ و تصحیح مقرر ہوا۔

دیانت خاں جو فن نجوم میں بے نظیر استاد تھا فوت ہوا۔ دیوانگن دلہ ستم انگن و شیرافگن اس کے فرزندوں کو خلعت ماتمی عطا ہوئے۔

رمضان کی چھ تاریخ کو بادشاہ شفقت پناہ کے حکم کے مطابق داراب خاں نے شہزادہ محمد سلطان و شہزادہ سپہر شکوہ کو دیوان خوابگاہ میں بادشاہ کے حضور میں پیش کیا دونوں شہزادے شرف قدم بوسی سے بہرہ یاب ہوئے اور جہاں پناہ

فرزند و برادرزادہ دونوں کو خلعت و سرپیچ زمرد عطا فرمایا۔
بادشاہ زادہ محمد سلطان نے دوستدار بانو بیگم دختر شہزادہ مراد بخش سے نکاح کیا اور قبلۂ عالم نے شہزادۂ مذکور کو خلعت و شمشیر مرصع و عصائے مرصع و اسپ مرصع بازین مرحمت فرمایا۔ جہاں پناہ نے محل خوابگاہ میں اپنے دست مبارک سے شہزادہ کے سر پر مروارید کا سہرا باندھا اور فرزند کا ہاتھ پکڑے ہوئے مسجد میں تشریف لائے قاضی القضاۃ قاضی عبدالوہاب نے محمد یعقوب کی وکالت و ملا عوض وجیہہ و میر سید محمد قنوجی کی شہادت میں خطبۂ نکاح پڑھا اور دو لاکھ روپیہ دین مہر قرار پایا۔ شجاعت خاں شیخ نظام و دربار خاں و بختاور خاں و خدمت گار خاں مجلس عقد میں حاضر تھے۔
اکیس شوال کو قبلۂ عالم نے اپنی دختر ثریا نقاب نواب زبدۃ النسا بیگم کو شہزادہ سپہر شکوہ کے حبالۂ عقد میں دیا۔ جہاں پناہ و قاضی عبدالوہاب و ملا محمد یعقوب و دربار خاں و بختاور خاں مجلس عقد میں شریک تھے۔ شہزادۂ سپہر شکوہ کو خنجر مرصع و سرپیچ و مالائے مروارید و سہرۂ مروارید مرحمت فرمائے گئے۔ ملکہ تقدس نقاب گوہر آرا بیگم و جمیرہ بانو بیگم نے رسوم کتخدائی کو انجام دیا۔
افتخار خاں کشمیر کی خدمت سے علیحدہ ہو کر پشاور روانہ ہوا۔ بادشاہ زادہ محمد سلطان کو بارہ ہزار۔ شہزادہ سپہر شکوہ کو چھ ہزار و شہزادہ ایزد بخش کو چہار ہزار سالانہ کے وظائف مرحمت ہوئے۔ چوتھی ذیقعدہ کو سیف اللہ مشرف فوشخانہ نے عرض کیا کہ ایک مہر شکار نے خواب دیکھا کہ ایک شخص شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے ہوئے اس کے مقابلہ کو تیار ہے مہر شکار خواب سے بیدار ہوا اور اپنے کو زخمی و اپنی شمشیر کو برہنہ پایا۔
سولہ تاریخ کو شہزادہ محمد معظم حکم شاہی کے مطابق حضرت خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار کی زیارت کے لئے گئے اور ایک ہزار کی رقم درگاہ میں نذر پیش کی۔ اسی تاریخ بادشاہ زادہ محمد سلطان بھی درگاہ مذکور پر حاضر ہوئے اور پانچ سو روپیہ نذر پیش کی۔
یکم ذی الحجہ کو اسد خاں نے نیابت دیوانی سے استعفاء داخل کیا جہاں پناہ نے حکم دیا کہ امانت خاں دیوان خالصہ و کفایت خاں دیوان تن بھی اپنی مہریں

دیوان اعلیٰ کی مہر کے نیچے ثبت کرکے مہمات دیوانی کو انجام دیں۔

فرجام برلاس نے اپنی دختر کی نسبت اپنے ہمشیرزادہ سے کی تھی لیکن بہن کی بدمزاجی و زبان درازی کی وجہ سے جن صفات میں کہ یہ عورت ضرب المثل تھی اس نسبت کو ترک کر دیا۔ اس زمانہ میں فرجام اٹک کی فوجداری سے معزول ہوکر حضور میں حاضر ہوا فرجام کی بہن نے اپنے فرزند کو اس امر کی ترغیب دی کہ فرجام کو دربار خاص و عام میں بادشاہ کے حضور میں قتل کرے ورنہ یہ اس کو دودھ نہ بخشے گی۔

عورت نے اپنا برقع اس کے چہرہ پر ڈالکر کہا کہ یا تو میرے حکم کی تعمیل کر ورنہ اس کو پہنکر گھر میں عورتوں کی طرح بیٹھ۔ لڑکے نے ناچار ماں کے حکم کی تعمیل پر کمر ہمت باندھی اور جلوس شاہی میں جبکہ خاص و عام اپنی آراستگی میں مصروف تھے۔ یہ شخص کسی نہ کسی طرح فرجام کے قریب گیا اور ایک زخم کاری سے اس معمر و با توقیر شخص کو خاک و خون میں ملا دیا۔ مجرم نے ارادہ کیا کہ فراری ہو لیکن ظاہر ہے کہ خون ناحق اپنا رنگ دکھاتا ہے اور سطوت قاتل کو بھی مقتول کے پاس سلاتی ہے یہ شخص گرفتار کرکے قید خانہ بھیجدیا گیا۔ چوتھی ذی الحجہ کو محکمۂ قضا میں مقدمہ پیش ہوا مقتول کے وارث یعنی اس کی زوجہ اور اس کی دختر زوجہ علی تقی برلاس عدالت میں حاضر تھے جہاں پناہ نے ورثاء مقتول سے درخواست کی کہ خون قاتل سے درگزریں لیکن ان کو عفو تقصیر کی توفیق نہ ہوئی اور نوجوان قاتل بھی جو شخص جلوخانہ پر خاص و عام کے روبرو تہ تیغ کیا گیا مقتول کی لاش اس کی ماں کو جو قلعہ کے دروازہ پر رتھ پر سوار کھڑی تھی حوالہ کی گئی۔

دسویں ذی الحجہ کو قبلۂ عالم نے نماز عید الضحیٰ ادا فرمائی چاروں شہزادے بادشاہ کے حضور میں حاضر تھے قبلۂ عالم نے اپنے دست مبارک سے گوسفند ذبح فرمائی اور شہزادہ محمد سلطان نے حسب الحکم اونٹ کی قربانی کی۔ واپسی میں ایک دیوانہ صورت شخص سواری مبارک کے قریب آیا اور ایک لکڑی ماری لکڑی تخت سے اچھلکر زانوئے مبارک پر لگی گرز برداراسکو گرفتار کرکے حضور میں لائے بادشاہ کرم گستر نے اس کی رہائی کا حکم صادر فرمایا۔

چودہ ذالحجہ کو بادشاہ زادہ محمد کام بخش کے ختنے کی رسم ادا ہوئی۔

مان سنگھ و مہاسنگھ و انوپ سنگھ پسران راجہ جے سنگھ اپنے باپ کی وفات کے بعد آستانۂ شاہی پر حاضر ہوئے ہر سہ اشخاص کو خلعت مرحمت ہوا میرزا خاں منوچہر فوجدار ارابرج نے وفات پائی۔

فرمان والاشان صادر ہوا کہ خان جہاں بہادر کو ماہی مراتب مرحمت فرمایا گیا وہ خود اس کا انتظام کرے۔

روح اللہ خاں ولد فیض اللہ خاں دھامونی کا فوجدار مقرر فرمایا گیا باقی خاں بخشی صوبۂ دکن نے وفات پائی اور مرشد قلی خاں اسکی جگہ مقرر ہوا۔

سولہ محرم کو جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ مہابت خاں حوالی پشاور یعنی باغ ظفر سے کوچ کرکے کابل روانہ ہوا۔ سربلند خاں کو حکم ہوا کہ دفتر سررشتہ دارالشاہی کی بھی نگرانی کرے۔

گیارہ ربیع الاول کو معروضہ پیش ہوا کہ دوپہر سے دو ساعت پیشتر آفتاب کے گرد قوس قزح کا ہالہ نمودار ہوا اور ساتھ گھڑی قائم رہا۔

تیرہ ربیع الآخر کو بادشاہ زادہ محمد معظم کی زوجہ یعنی دختر عبدالمومن نے وفات پائی۔ جہاں پناہ مسجد جامع سے شہزادہ کے مکان میں تشریف فرما ہوئے اور فاتحہ مغفرت پڑھکر کشتی پر سوار دولت خانہ کو واپس آئے۔

اٹھائیس تاریخ کو واقعات دکن کے معروضہ سے معلوم ہوا کہ کیرت سنگھ ولد جے سنگھ فوت ہوا

سترہ جمادی الاول کو بادشاہ زادہ محمد اکبر کے محل میں فرزند پیدا ہوا اور مولود عبدالوہاب کے نام سے موسوم کیا گیا۔ بائیس جمادی الآخر کو بادشاہ زادہ محمد معظم کی محل سرا میں لڑکا پیدا ہوا اور جہان پناہ نے نو دارد بچہ کو خجستہ اختر کے نام سے موسوم کیا

زمیندار کمایوں اپنے ملک میں شاہی لشکر کے ورود اور ان کی تاخت و تاراج کی وجہ سے بیحد خوف زدہ ہوگیا تھا سید مرتضیٰ کی سفارش سے جہاں پناہ نے عفو تقصیر

فرماکر زمیندار مذکور کو مطمئن فرمایا۔ سید مرتضیٰ خاں نے حامد خاں کو ہدایت کی کہ زمیندار کمایوں کے فرزند کو بارگاہ شاہی میں حاضر کرے حامد خاں نے دوسری رجب کو امیدوار مکرمت شاہی کو بارگاہ والامیں حاضر کیا۔ فرزند زمیندار نے ایک ہزار اشرفیاں اور تین ہزار روپے رقم نذر پیش کی اور عطائے خلعت سے سرفراز فرمایا گیا۔

دیار ایران کے وقایع سے معلوم ہوا کہ شہر نیشاپور و ہرات و شیراز زمین میں دھنس گئے۔

خان جہاں نے چھ کوس کا دھاوا کرکے سیواجی کو فاش شکست دی اور حریف کو مغلوب و بسپا کر کے بے شمار مال غنیمت حاصل کیا خان مذکور نے تمام مال غنیمت دلیپ کنور کے ہمراہ بارگاہ عالی میں ارسال کیا اکیس رجب کو مال سوالہ شاہی ملاحظے میں پیش ہوا اور خان جہاں کے منصب میں ایک ہزار سواروں کا اضافہ فرمایا گیا۔

حامد خاں بگہ جب کے تین پاؤں تھے کوہستان کمایوں سے حضور شاہی میں حاضر کیا گیا۔

فیض اللہ خاں مراد آباد سے حاضر ہو کر شرف ملازمت سے سرفراز ہوا۔

مہابت خاں نے افغانوں کو قرار واقعی تنبیہ کرنے سے چشم پوشی کی اور اس باغی گروہ کو جیسا کہ چاہیئے تھا پامال نہ کیا بلکہ حریف سے ''ناشجیرہ'' شنا بہ سلامت کہکہ ''کابل روانہ ہو گیا۔ قبلۂ عالم کو خان مذکور کی یہ ادا پسند نہ آئی اور جہاں پناہ کے حکم سے سترہ شعبان کو شجاعت خاں ان بدبختوں کی سرزنش و تنبیہ کے لئے کثیر فوج و ساز و سامان کے ساتھ رخصت ہوا۔ قبلۂ عالم نے خان مذکور کو خلعت خاص و جیغۂ مرصع و اسپ عربی با ساز طلا مرحمت فرما کر اس کے منصب میں پانصدی پانصد سوار کا اضافہ فرمایا۔

سرفراز خاں توپ خانہ کی نیابت پر متعین ہوا اور خدمت گار خاں قلعہ داری اور دربار خاں غسل خانہ کی نیابت پر مامور فرمائے گئے۔

شجاعت خاں کے تمام ہمراہی علی قدر مراتب خلعت و شمشیر و اسپ و اضافۂ منصب کے عطیات سے سرفراز کئے گئے ۔

جلوس عالمگیری کے سال ہفدہم کا آغاز مطابق سنہ ہجری

رمضان کا مقدس مہینہ شروع ہوا اور آستانۂ شاہی سے غلغلۂ شادمانی بلند ہوا ۔ ماہ صیام کی آمد نے اہل عالم کو ہر طرح کے دینی و دنیاوی برکات کا امیدوار بنایا ۔

بادشاہ حقیقت شناس و حق پسند نے تمام ماہ رمضان شبانہ روز کی عبادت و طاعت میں بسر کیا ۔ کارپردازان سلطنت نے جشن جلوس کے انعقاد کا انتظام شروع کیا ۔ صیام کا زمانہ ختم ہوا اور بادشاہ دین پناہ نے نماز عید الفطر ادا فرمائی ۔ نماز کے بعد جود و سخا کا بازار گرم ہوا ۔ اہل حاجت کی آرزوئیں بر آئیں اور خورد و بزرگ جواہرات و اضافۂ مناصب و خلعت و اسپ و فیل وغیرہ مختلف عطیات سے سرفراز فرمائے گئے ۔ شہزادگان والاقدر و امیران نامدار کے تحائف حضور میں پیش ہوئے اور ان کو شرف قبولیت عطا ہوا

میر قوام الدین صدر قلمرو ایران برادر خلیفہ سلطان وزیر مملکت ایران کے طالع بلند نے یاوری کی اور راستے ہندوستان جنت نشان لے آیا چہ فسوال کو صدر موصوف نے شرف ملازمت حاصل کیا اور قبلۂ عالم کی مرحمت خسروانہ سے سرفراز ہوا ۔ جہاں پناہ نے میر قوام الدین کو خلعت خاص و جمدھر مرصع باپھول کٹارہ و علاقۂ مروارید و شمشیر با ساز طلا و سپر باگل مرصع و عصا و دس ہزار روپیے نقد مرحمت فرمائے ۔

میر قوام الدین رفتہ رفتہ خطاب خانی و منصب سہ ہزاری و ہزار پانصد سوار سے سرفراز کیا گیا قوام الدین کے فرزند یعنی صدر الدین کو خلعت و شمشیر با ساز مرصع و منصب ہفت صدی ایک صد سوار مرحمت ہوا ۔

میر ابراہیم ولد شیخ میر زیارت حرمین شریفین سے بہرہ اندوز ہو کر آستانۂ والا پر حاضر ہوا اور منصب ہزار و پانصدی سوار کی مرحمت خسروانہ سے سرفراز ہوا

حکیم صالح خاں نے وفات پائی اور حکیم محسن و دیگر فرزندان مرحوم و نیز

کے اعزہ کو خلعت ماتمی عطا ہوئے۔ حکیم مرحوم کے بجائے محمد علی خاں پسر نصرت خاں داروغہ کوکیراق خانہ مقرر ہوا۔

میر عبدالرحمن ولد اسلام خاں مرحوم صاحب صوبہ حیدرآباد مقرر فرمایا گیا۔

دسویں ذی الحجہ کو قبلۂ عالم نماز و رسم قربانی ادا فرمانے کے لیے عیدگاہ تشریف لے گئے۔

کتل خلیبر سے عبور کی کیفیت، شجاعت خاں کی ہلاکت اور شاہی لشکر کا حسن ابدال کی طرف کوچ کرنا

قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ عشرۂ ذیقعدہ کو شجاعت خاں کنداب سے گزر کر کوتل کھیرپہ سے عبور کرنے کا خواہاں تھا اس امیر نے لشکر آراستہ کر کے قدم آگے بڑھائے تو افغانوں کا گروہ جو کمین گاہ میں مقیم تھا ایک تنگ پہاڑی راہ پر شجاعت خاں کے مقابلے کے لئے آیا۔ بہادر سپاہیوں نے ہر چند کوشش کی کہ دشمن کو پامال و زیر کر لیا جائے لیکن چونکہ اکثر بندگان درگاہ کی قضا آ چکی تھی شجاعت خاں اور اس کے ہمراہیوں کی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور یہ امیر مع سپاہیوں کی ایک معقول تعداد کے مع سید الن جاں نثاری میں کام آیا۔ بندہ پرور کو ایسے بااخلاص و نمک حلال ملازم کی موت و فوج شاہی کی شکست کا بے حد صدمہ ہوا اور جہاں پناہ نے خود سفر کرنے کا مصمم ارادہ فرمایا۔

گیارہ محرم کو قبلۂ عالم نے حسن ابدال کی طرف کوچ کیا۔ شجاعت خاں کی وفات کے باعث صف شکن خاں داروغۂ توپ خانہ اور صف شکن خاں کے بھائی ہمت خاں داروغۂ غسل خانہ مقرر فرمائے گئے۔ صفت خاں ناظم اکبرآباد دہلی کی نظامت پر مامور ہوا اور اکبرآباد کی نظامت شہر کی قلعہ داری امیر خاں کو فرما دی گئی۔

فیض اللہ خاں کو خلعت مرحمت فرما کر مرادآباد روانہ ہونے کی اجازت عطا ہوئی۔ اہتمام خاں داروغۂ عمارت تخت گاہ کے دیگر عمال و کارپردازان کو متعلقہ خدمات پر روانہ ہونے کی اجازت مرحمت ہوئی۔

قوام الدین اور اس کے فرزند کو حکم ہوا کہ دو ماہ کے بعد بادشاہ کی ملازمت میں حاضر ہو جائیں۔

شیخ عبد العزیز فوجدار سرہند کو دلاور خاں کا خطاب مرحمت ہوا جہاں
پناہ نے حکم دیا کہ سربلند خاں دو ہزار پانچ سو سواروں اور توپ خانہ کی جمعیت
کے ساتھ دامن کوہ سے راستہ طے کرے۔

نامدار خاں منصب سے برطرف کیا گیا اور چالیس ہزار روپیہ سالانہ
اس کو وظیفہ عطا ہوا۔ محمد صالح خطاب خانی سے سرفراز فرما کر اپنے باپ
کے پاس روانہ کیا گیا۔

رحمت خاں کو لاہور جانے کا حکم ہوا تا کہ حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرس مبارک کا انتظام کرے۔

میر خاں ولد خلیل خاں نے ایرج کی فوجداری قبول کرنے میں پس و پیش
کیا اور منصب سے برطرف کیا گیا۔ نویں ربیع الاول کو اسمٰعیل زمیندار کو نواح
ملتان کو واپس جانے کی اجازت مرحمت ہوئی اسمٰعیل مذکور خطاب خانی و عطیہ
اسپ سے سرفراز فرمایا گیا۔ افتخار خاں و عقیدت خاں فدائی خاں کی امداد کے
لئے جھولپارہ روانہ ہوئے۔ راجہ عنایت اللہ کو خلعت رخصت مرحمت ہوا۔

اٹھارہ ربیع الاول کو سربلند خاں بدیع سلطان و ناصر خاں وغیرہ کے
ہمراہ پیشاور روانہ فرمایا گیا۔ بیس ربیع الاول کو مہاراجہ جسونت سنگھ اپنے تھانہ سے
شاہی حضور میں حاضر ہو کر شرف قدم بوسی سے بہرہ مند ہوا۔ قبلۂ عالم نے جسونت سنگھ
کو خلعت خاص دار اسپی ہتھنی سات ہزار روپئے مرحمت فرمائی۔ جسونت کو اس کے
محال پر روانہ ہونے کی اجازت مرحمت ہوئی اور رخصت کے وقت شمشیر
با ساز مرصع و فیل کے عطیہ سے سرفراز فرمایا گیا۔

دوسری ربیع الثانی کو قبلۂ عالم حسن ابدال پہونچ گئے۔

مقام حسن ابدال میں ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا جو قبلۂ عالم کی
معدلت گستری و غربا نوازی کی ایک بین دلیل ہے۔

جہاں پناہ کو باغ حسن ابدال میں قیام فرمائے ہوئے دو تین روز گزرے
تھے کہ خاکسار مولف کے ملازمین نے مجھ سے آکر بیان کیا کہ دولت خانہ شاہی کے
زیر دیوار ایک ضعیفہ رہتی ہے اس پیرزال کے پاس ایک پانی کی چکی ہے جو اسکا

ذریعہ معاش ہے چکی اس پانی سے چلتی ہے جو باغ سے نکل کر نالے میں گرتا ہے
چونکہ یہ مقام عملہ نظارت کی نگرانی میں ہے اس سررشتے کے ملازمین نے
پانی کی گزرگاہ کا بند کر دی ہے جس کی وجہ سے چکی کا چلنا بند ہو گیا ہے۔ ہم سپاہی
آٹے کے نہ ملنے سے پریشان ہیں اور غریب ضعیفہ کی روزی کا دروازہ بند ہے۔
راقم الحروف نے یہ قصہ بے کم و کاست خان والاشان بختاور خاں سے بیان کیا
خان مذکور نے حاضری کے وقت سارا ماجرا قبلۂ عالم سے عرض کیا بادشاہ غربا نواز نے اسی وقت خان
مذکور سے فرمایا کہ تم خود جاکر پانی کی گزرگاہ کھلوا دو اور تاکید کر دو کہ کوئی شخص بھی پیرزال کی
روزی میں سد راہ نہ ہو۔ شاہی حکم کی فوراً تعمیل کی گئی۔ اور خان مذکور اپنے مکان واپس آئے
اسی دوران میں قبلۂ عالم خاصہ تناول فرمانے کے لئے دستر خوان پر بیٹھے اور دو نان لے کر اور پانچ
اشرفیاں شیخ ابو الخیر ولد شیخ نظام کو جو شرف حضوری سے باریاب تھا عطا کر کے
فرمایا کہ یہ اشیاء لے کر بختاور خاں کے پاس جاؤ وہ اس ضعیفہ کا مکان جانتا ہے
اس سے دریافت کر کے ہمارا یہ ہدیہ پیرزال تک پہونچا دو۔ ضعیفہ سے ہمارا اسلام
کہو اور یہ پیغام دو کہ تم ہماری ہمسایہ ہو ہمارے یہاں کے ورود و قیام سے جو تکلیف
تم کو پہونچی ہے اس کو معاف کرو۔ شیخ نظام خان مذکور کی خدمت میں آئے اور
ضعیفہ کا مکان دریافت کیا معلوم ہوا کہ پیرزال مذکور ایک دوسرے ٹیلے پر جہاں
ایک چھوٹا گاؤں آباد ہے سکونت پذیر ہے آدھی رات کو شیخ نظام دستاور خاں
ضعیفہ کے مکان پر پہونچے اور اس کو خواب سے بیدار کر کے بادشاہ کا تحفہ و پیغام
اس کو پہونچایا۔

دوسرے روز قبلۂ عالم نے دربار خان ناظر کو حکم دیا کہ پالکی روانہ کر کے
پیرزال کو لے آؤ اور اس کو محل میں پہونچا دو۔ اس غریب بوڑھی نے اپنی تمام عمر
تقریباً پالکی کا نام بھی نہ سنا تھا بہرحال ضعیفہ حضور والا میں حاضر ہوئی اور بادشاہ
غریب پرور نے اس کا حال دریافت فرمایا اس نے عرض کیا اس عورت
کی دو نا کتخدا دختر ہیں اور دو فرزند ہیں جو فاقہ کش دسر و پا برہنہ ہیں اور آوارہ
گردی میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔
قبلۂ عالم نے ضعیفہ کو دو سو روپیہ مرحمت فرمائے یہ عورت دو شب

محل میں مقیم رہی اہل حرم کے لئے یہ عجوبہ عجوبۂ روزگار ہوگئی اور تمام ساکنان حرم نے اس کو نقد و زیور و لباس عنایت کیا۔ اس بوڑھی نے کسی شخص سے یہ سن لیا کہ راقم الحروف نے اس کا قصہ بختاور خاں سے بیان کیا تھا میرے خیمے کے سامنے شکر گزاری کے لئے آئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دلق پوش ضعیفہ دوشالہ اوڑھے کناری دامن کی پشواز پہنے کھڑی ہے اس کے پاؤں میں کمخواب کی جوتیاں ہیں اور سارا جسم زیور سے لدا اور دامن اشرفیوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ تو کون ہے اس پیرزال نے جواب دیا کہ میں وہی ضعیفہ ہوں جو تمہاری اور تمہارے خان کے بدولت اس مرتبہ کو پہونچی ہوں۔

خاکسار مولف اس بوڑھی عورت کو بختاور خاں کے پاس لے گیا خان مذکور نے بھی اس کے ساتھ رعایت فرمائی۔

دو یا تین روز کے بعد قبلۂ عالم نے ناظر کو دوبارہ حکم دیا کہ ضعیفہ اور اسکی لڑکیوں کو محل میں لے آئے خواجہ سرا پالکیاں لے کر گئے اور ضعیفہ مع اپنی بیٹیوں کے محل سرا میں آئی قبلۂ عالم نے اس مرتبہ دو ہزار روپیہ کنیاوان مرحمت فرمائے۔ اہل محل نے اس مرتبہ اول سے دو چند نقد و زیور و لباس و طرح طرح کی پوشاکیں ضعیفہ اور اسکی دونوں لڑکیوں کو نہایت خوشی سے عطا کیں۔ جہاں پناہ نے دوسری چکی پانی کی پیرزال کو بطور انعام مرحمت فرمائی اور ناظر کو حکم دیا کہ معافی محصول و دیگر مزاحمت کی ممانعت کے اسناد دفتر سے لکھ کر پیرزال کے پاس روانہ کرے۔

قبلۂ عالم کے حکم کے مطابق حکیم سبحان پیرزال کے مکان پر اس کی آنکھوں کا علاج کرنے کے لئے برابر جانے لگا۔ پیرزال کو شہزادہ محمد سلطان و محمد معظم و محمد اعظم و محمد اکبر و نیز اسد خاں و بلنگتوش خاں کے مکانوں پر لے گئے اور اس ضعیفہ کو اتنی رقم ملی کہ بڑی دولتمند ہو گئی۔ اس عورت نے اپنی دختروں کا نکاح کیا اور اس کے فرزند جو برہنہ و بے سر و پا پھرتے تھے زربفت و مخمل پہنے لگے۔ اس کا شوہر بھی صاحب طاقت ہو کر پھر جوان ہو گیا اور سارے موضع کا چودھری اور مکھیا قرار پایا۔ شباب کے عود کرنے کی آرزو اس میں شبہ نہیں کہ تمنائے

محال ہے لیکن اس واقعہ نے ثابت کر دیا کہ عجوزہ بوریہ نشین کا ظل اللہ کے فیض رحمت سے جوان ہونا ممکن ہے بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ اس کے چہرے کی جھریاں مٹ گئیں اور بے رونق چہرے پہ پھر جوانی کی آب و تاب آگئی بے نور آنکھوں میں انعبار عود کر آئی اور جسم کے تمام اعضا میں قوت و چستی پیدا ہو گئی۔ اغر خاں نصرت خاں میر سلطان و دیگر امرا کی جمعیت کے ہمراہ سازو سامان کے ساتھ جھردو کے افغانی گروہ کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا گیا رائے عسل چند خالصہ کابل کے مقدمات کی تحقیق کے لئے مامور ہوا۔

قبلۂ عالم کی رائے یہ قرار پائی کہ بادشاہ زادہ محمد اکبر و اسد خاں کو ہاٹ کی راہ سے کابل روانہ ہوں چنانچہ چوبیس جمادی الآخر کو شہزادہ مذکور کو خلعت خاصہ و پر کلنگ کی کلغی و شمشیر و سپر مرصع اور پچاس عدد عربی عراقی ترکی و کوہی گھوڑے و فیل با ساز نقرہ مرحمت ہوئے۔ اسد خاں بھی خلعت خاصہ و شمشیر و اسپ و فیل کے عطیہ سے سرفراز فرمایا گیا۔

شجاعت خاں و غیرت خاں وغیرہ امیران دربار شہزادہ کے ہمراہ ہوئے اور ہر امیر اپنے مرتبہ کے موافق خلعت و شمشیر و اسپ کے مختلف عطیات سے سرفراز کیا گیا۔

ساتویں رجب کو فدائی خاں مہابت خاں کا بھائی صوبہ دار کابل مقرر فرمایا گیا اور خلعت عطا کر کے بہترین فوج اور ساز و سامان کے ساتھ روانہ فرمایا گیا محمد خاں کے ذریعہ سے یہ ہدایت فرمائی گئی کہ جب فوج کا ورود کوتل میں ہو تو سب سے پہلے فوج ہراول عبور کر کے اس جانب مقام کرے دوسرے روز ہیر و غول کے سپاہی بھی راستہ طے کریں اور چنداول کا دستہ کوتل کے اسی جانب مقیم رہے اگر برانغار کے سپاہیوں کے لئے راہ نہ ہو تو یہ حصہ ہراول کے ساتھ رہے اور فوج جرانغار چنداول کے ساتھ عبور کرے۔ ستائیس تاریخ مہابت خاں شرف قدم بوسی سے فیضیاب ہوا اور بیر سنگھ بنیرہ و تھیلداس کو رکی تنبیہ کے لئے روانہ فرمایا گیا۔ شیخ عبد العزیز وارد تھے عرصہ تک اس زمانہ میں منصب ہفتصدی دو صد سوار کے مرتبہ تک فائز ہو چکا تھا لیکن اسراف کی وجہ سے معاش سے بعید

تنگ و پریشان رہتا تھا باوجودیکہ قبلۂ عالم نے چند دیگر جاگیریں اور نقدی انعامات سے بھی وقتاً فوقتاً سرفراز فرمایا لیکن اس کے افکار دور نہ ہوئے جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ عبدالعزیز مذکور سے احکام کی تعمیل پوری نہ ہو سکتی تھی اور حاضری دربار کا بھی پابند نہ رہ سکا چونکہ خدا کی مرضی یہ تھی کہ اس کی موجودہ حالت بھی قائم نہ رہے اس نے جہاں پناہ سے درخواست کی کہ چند روزہ لاہور میں قیام کرنے کی اجازت عطا فرمائی جائے قبلۂ عالم نے قرآن شریف کی ایک آیت تلاوت فرمائی جس کا مفہوم یہ تھا کہ عبدالعزیز اس ارادہ سے باز رہے اور اپنے کو مزید پریشانی میں مبتلا نہ کرے جہاں پناہ نے عبدالعزیز کو خلعت رخصت مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ لطف اللہ خاں اس کی نیابت میں حاضرین کو حضور والا میں لائے اور بختاور خاں معروضات دستخط مبارک کے لیے پیش کیا کرے۔

شیخ عبدالعزیز لاہور پہونچکر بیحد پریشان ہوا جیساکہ اس کی ایک غزل سے جو اس نے بختاور خاں کے نام لکھکر بھیجی تھی واضح ہوا۔

جلوس عالمگیری کے سال ہجدہم کا آغاز مطابق ۱۰۸۵ ہجری

رمضان کا مقدس مہینہ شروع ہوا اور بادشاہ دین پناہ نے طاعت پروردگار پر کمر ہمت باندھی شبانہ روز صوم و صلوٰۃ میں بسر فرماکر تمام مہینہ اس طرح پر گزارا۔

غرۂ شوال کا مسرت خیز روز آیا کارپردازان سلطنت نے جشن کو بہترین زیب و زینت کے ساتھ منعقد کیا۔ قبلۂ عالم نے تخت کامرانی پر جلوس فرمایا اور پیشکش و تحائف نظر انور سے گزرنے لگے۔ ارکین شاہی و امیران دربار طرح طرح کی نوازش و مراحم خسروانہ سے سرفراز فرمائے گئے۔ شہزادہ محمد سلطان کو منصب بست ہزاری دو ہزار سوار کے علاوہ خلعت بانیمہ آستین و مالائے مروارید و گلو آویزہ لعل قیمتی یہ چودہ ہزار روپیہ و ایک لاکھ روپیہ نقد و دو گھوڑے باساز طلا و مینا کار و دو زنجیر فیل باساز نقرہ نقارہ و طوغ و علم مرحمت ہوئے۔ شہزادہ محمد معظم کو خلعت و مالائے مروارید و گلو آویز لعل و طرۂ مرصع و پانچ لاکھ روپیہ مرحمت فرمایا گیا شہزادہ محمد اعظم کو خلعت بانیمہ آستین عطا ہوا۔ شہزادہ محمد اکبر کے لئے خلعت بانیمہ آستین روانہ فرمایا گیا۔ سلطان معزالدین کو خلعت بانیمہ آستین و سلطان محمد عظیم کو خلعت مرحمت ہو

ان ہر دو شہزادگان گرامی قدر کو منصب ہفت ہزاری دو ہزار سوار و طوغ و علم
مرحمت فرمائے گئے۔

رانا راج سنگھ مرزبان کو فرمان عنایت عنوان کے ہمراہ خلعت خاص
وجمدھر مرصع ارسال فرمایا گیا۔ مہاراجہ جسونت سنگھ بھی ارسال خلعت کے شرف سے بہرہ اندوز
ہوا۔ ہمت خاں واشرف خاں خان وصدرالصدور رضوی خاں و سید مرتضیٰ خاں
وتربیت خاں و صف شکن خاں و نیز دیگر خدام خرد و بزرگ ہر فرد عطیۂ خلعت سے
سرفراز کیا گیا۔

بخشی الملک سربلند خاں کے منصب میں پانصد سواروں کا اضافہ ہوا
میر خاں ابن طرفی کے بعد امیر خاں کے خطاب سے چہار ہزار و پانصد سوار کا منصب دار
کیا گیا قوام الدین و نیز کامگار خاں و محمد علی خاں کے مناصب پانصدی میں اضافے
فرمائے گئے۔

خواجہ شاہ کو شریف خاں کا خطاب عطا ہوا اور کمال الدین ولد دلیر خاں
باقر خاں کے مناصب میں بھی اضافہ ہوا اور ہر سہ امیر ہزاری منصب صد سوار کے
منصب دار قرار پائے۔ قابل خاں برہان الدین برادر زادہ فاضل خاں مرحوم کو
اعتماد خاں کا خطاب عطا فرمایا گیا۔ محمد شریف منشی داروغۂ ڈاک دارالانشا برادر
ابوالفتح قدیمی دارالانشا بھی بلحاظ مناسبت خطاب کے یک صدی کے اضافہ سے
سرفراز فرمایا گیا۔ بختاور خاں اصل و اضافہ سے ایک ہزاری دو صد پنجاہ سوار کے
منصب پر فائز ہوا سید علی حاجب شریف مکہ معظمہ و محمد امین سالار اصفہان کو خلعت
رخصت و پانچ ہزار روپیہ کی رقم عطا ہوئی۔ خواجہ محمد یعقوب کو جو خود عالی نسب
شریف و نیز نذر محمد خاں والی بلخ کا داماد تھا اور جس پر بادشاہ شرفا نواز ہمیشہ مراحم
خسروانہ فرماتے تھے دس ہزار روپئے عنایت فرمائے گئے قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ
ہر ماہ کے آغاز پر مبلغ مذکور خواجہ کے مکان پر پہونچا دئے جایا کریں۔ دلیر خاں
شرف قدم بوسی سے فیضیاب ہوا اور عابد خاں کے تبادلہ کی وجہ سے اسکی
جگہ ناظم صوبۂ ملتان مقرر فرمایا گیا حسین بیگ خاں علی مردان خاں کا داماد
جونپور کا فوجدار مقرر کرکے اپنی خدمت پر روانہ کیا گیا بیہی سنگھ زمیندار

جمون لودی خاں کے ہمراہ کابل کی مہم پر متعین کیا گیا محمد وفا ولد عبد اللہ خاں مرحوم گذرنیسی و کوہاٹ کی تھانہ داری پر مامور کرکے اپنے مستقر کو روانہ فرمایا گیا۔

بہرام و فرامرز پسران مہابت خاں کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ ان کے پدر یعنی مہابت خاں نے احمد آباد میں چوتھی شوال کو وفات پائی عرضی گذار حضور میں طلب کر کے مطمئن فرمائے گئے۔ راگھوداس جھالا وانا کا ملازم آستانہ والا پر حاضر ہوکر ہفت صدی پنج ہزار سوار کے عطیہ منصب سے سرفراز فرمایا گیا۔

محتشم خاں میر ابراہیم پسر کلاں شیخ میر ملتفت خاں کے تغیر سے لنگر کوٹ کا فوجدار مقرر کیا گیا۔ محتشم خاں کو خلعت و علم و اسپ با ساز طلا مرحمت ہوا۔

بائیس ذی الحجہ کو بہادر خاں ملتان کی خدمت سے علیحدہ ہوکر شرف حضوری سے بہرہ یاب ہوا۔

میر عباس برادر سلطان کربلائی خویش محمد امین خاں نے وطن جانے کی اجازت طلب کی قبلۂ عالم نے میر عباس کو خلعت رخصت و دو ہزار روپیہ مرحمت فرمایا۔ اورنگ خواجہ چوراغاسی کو بخارا کی واپسی کے وقت خلعت و جیغۂ مرصع و فیل مادہ کے علاوہ دس ہزار روپیہ کی رقم بھی عطا کی گئی۔

خواجہ محمد طاہر نقشبندی پدر خواجہ محمد صالح خویش شہزادہ مرادبخش نے خلوت میں وطن واپس جانے کی درخواست کی جہاں پناہ نے خواجہ مذکور کو پانچ سو اشرفیاں عنایت فرما کر ان کا معروضہ قبول کیا۔

بکرم سنگھ گوالیاری کو خلعت و جمدھر مرصع و اسپ با ساز طلا مرحمت فرما کر اسکو ہم جنسوں میں سرفراز فرمایا اور عہدۂ تھانہ داری مرحمت ہوا جہاں پناہ نے حکم دیا کہ بکرم سنگھ دو ہزار پانچ سو کوہی پیادے اپنے ہمراہ لے جائے۔

مجاہد خاں کے تغیر سے عنایت خاں خیر آباد کا فوجدار مقرر کیا گیا۔

نویں ربیع الاول کو صف شکن خاں نے وفات پائی ملتفت خاں اس کے انتقال کی وجہ سے نائبانہ اس کے بجائے داروغۂ توپ خانہ مقرر ہوا اور گرزبردار کی معرفت اس کو خلعت روانہ کیا گیا۔

خان جہاں بہادر نے اپنے پے در پے حملوں سے سیواجی کو بالکل تباہ و برباد

کر دیا اور متواتر دھاووں سے اس کو مغلوب و مجروح کر کے ولایت دکن سے دیگر فتنہ پرداز افراد کو بھی پامال و برباد کیا۔ خان جہاں نے مرہٹوں کے استیصال کے علاوہ دنیاداران دکن و بیجاپور و حیدرآباد سے پیشکش و تحائف وصول کر کے بارہا خدمت سلطانی میں روانہ کیا۔ بادشاہ خادم نواز و قدرشناس نے اپنے بہترین و باوفا امیر کو خان جہاں بہادر ظفر جنگ کے خطاب سے سرفراز فرما کر منصب میں ایک ہزار اضافہ فرمایا۔ خان جہاں بہادر اب منصب ہزاری ہفت ہزار سوار پر فائز ہوا۔ اس کے علاوہ خان جہاں کو ایک کروڑ دام بھی بطور انعام مرحمت فرمائے گئے۔ خان جہاں کے فرستادہ امیر محمد صالح کو جو خزانہ و اسپ فیل ہمراہ لے کر بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا تھا خلعت مرحمت ہوا اور اس کے ہمراہیوں کو ایک ہزار روپیہ بطور انعام مرحمت فرمائے گئے۔ قبلۂ عالم نے عمدۃ الملک خان جہاں بہادر اور اس کے فرزندان باوفا کے لئے خلعت فاخرہ روانہ فرما کر تمام خاندان کو اضافہ و خطابات سے سرفراز فرمایا۔ جہاں پناہ نے فرمان تحسین و خلعت وغیرہ محمد بیگ گرزبردار کی معرفت روانہ فرمایا اور خان جہاں کے معروضے کے مطابق سنبھا پسر سیوا کو شش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب دار مقرر فرما کر انتی لاکھ دام بطور انعام و نقارہ و علم مرحمت فرمائے۔ فرمان و خلعت بھی محمد بیگ کے توسط سے روانہ فرمائے گئے۔ اشرف خان خانساماں نے صدر الصدور رضوی خان کو گوشۂ ماتم سے باہر نکالا اور حضور شاہی میں لے آیا۔ قبلۂ عالم نے صدر الصدور کو خلعت تعزیت مرحمت فرما کر تخت گاہ روانہ ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

نو جمادی الاول کو بادشاہ زادہ محمد اعظم کے محل میں فرزند پیدا ہوا۔ جہاں پناہ نے مولود کو سکندر نشان کے نام سے موسوم فرمایا۔ اور شہزادہ کو خلعت و بچہ کو مالائے مروارید اور جہاں زیب بانو بیگم کو دس ہزار روپیہ مرحمت فرمائے۔

ہر سال جو رقم نذر حرمین شریفین کو روانہ کی جاتی تھی وہ اس سال بھی روانہ فرمائی گئی۔ عابد خاں میر حاج مقرر فرمایا گیا اور اسے خلعت رخصت مرحمت ہوا۔ قاضی عبدالوہاب اپنے مرض کی وجہ سے تخت گاہ روانہ کیے گئے۔ اور سید علی اکبر ان کی نیابت میں کام کرنے کے لئے مامور ہوئے۔

عبد اللہ خاں کاشغری جو جہاں پناہ کے سایۂ عاطفت میں تخت گاہ میں زندگی بسر کر رہا تھا دوسری شعبان کو فوت ہوا ناصر خاں اور مرحوم کے دیگر اعزہ خلعت کے عطیہ سے ماتم سے آزاد فرمائے گئے۔

انیس تاریخ کو معلوم ہوا کہ عبد اللہ قطب الملک دنیادار حیدر آباد نے وفات پائی اور ابو الحسن اسکا برادر زادہ و داماد اس کا جانشیں ہوا۔ سیادت خاں کے تغیر سے نامدار خاں منصب چہار ہزاری دو ہزار سوار پر بحال ہو کر اودھ کا صوبہ دار مقرر فرمایا گیا۔ مختار بیگ پسر اسلام خاں جو خان مذکور کے متعلقین کے ہمراہ اجین میں قیام پذیر تھا۔ غائبانہ منصب ہفت صدی دو صد سوار پر فائز فرمایا گیا۔

امانت خاں خالصہ مبارک کی خدمت سے سبکدوش ہوا اور دار السلطنت لاہور کے عہدہ صدارت پر فائز ہوا کفایت خاں پیش دست دفتر تن پیشدستی خالصہ کی خدمت پر بھی مقرر فرمایا گیا۔ خان زمان ولد اعظم خاں مرحوم صوبہ دار برار مقرر ہوا اور اصل و اضافہ کے اعتبار سے پنج ہزاری سہ ہزار سوار کے منصب پر فائز ہوا۔

ابو الحسن دنیادار حیدر آباد نے قوام الدین صاحب کے ہمراہ نو لاکھ روپیہ وجواہر و فیل بطور پیش کش روانہ کئے۔ قوام الدین کو ملازمت و رخصت کے وقت خلعت عطا ہوئے روح اللہ خاں منصب ہزار دیا نصدی چہار صد سوار پر بحال ہو کر سہارن پور کا فوجدار مقرر کیا گیا۔ تربیت خاں مکرم خاں محمد اسحاق پسر دوم شیخ میر کے داروغہ بند حاشیہ جلو مقرر فرمایا گیا۔

مکرم خاں اپنے بھائی شمشیر خاں محمد یعقوب کے ہمراہ ایک شائستہ فوج لے کر اس امر پر مامور ہوا کہ کتل جلوس (خابوش) کی سمت سے افغانوں پر حملہ آور ہو۔

ستائیس ربیع الاول کو معلوم ہوا کہ مکرم خاں نے مکر غنیم پر حملہ کیا اور ان کے اکثر گھروں کو تاراج اور بے شمار باشندوں کو نظر بند کیا۔ ایک روز غنیم پردانہ کی ایک قلیل جماعت نمودار ہوئی مکرم خاں نے اس گروہ کو قلیل سمجھکر اس پر حملہ کیا۔

حملہ کے بعد دو دستے حریف کے کمر کوہ کے ہر دو جانب سے نکل کر شاہی فوج پر حملہ آور ہوئے شمشیر خاں و میر عزیز اللہ و اللہ داد شیخ میر نے غیرت و مردانگی سے کام کیا اور مردانہ وار میدان جنگ میں کام آئے سپاہیوں کی بھی ایک کثیر تعداد قتل ہوئی اکثر سوار و پیادے برآبی و برگشتہ راہی کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ شاہی لشکر کو شکست فاش ہوئی اور ہر خرد و بزرگ قبلائے مصیبت ہو رہا ہے۔

مکرم خاں معدودے چند زندہ سواروں کے ہمراہ اس سر زمین کے واقف کاروں کی رہنمائی سے عزت خاں تھانہ دار باجور کے پاس پناہ گزیں ہے۔ عزت خاں جو ہمیشہ سے افغانوں کا سر کوب ہے اپنی برادری کے ہمراہ باجور میں مقیم ہے اس نے مکرم خاں اور اس کے ہمراہیوں کو اپنے دامن میں پناہ دیکر ہر طرح پر ان کی امداد و اعانت کی ہے۔ خاقان خدام پرور کو ایسے کار آموز بہادروں کی ہلاکت خصوصاً شمشیر خاں جیسے جوان مرگ بہادر کی موت سے بیحد رنج ہوا اور عزت خاں کی خدمت گزاری پسند آئی۔ قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ مکرم خاں حاضر بارگاہ ہو اور محتشم خاں کو فرمان تسلی عنوان و خلعت ہاتھی روانہ فرمائے گئے۔

ربیع الاول کی تیس تاریخ بخشی الملک سر بلند خاں ایک جرار فوج اور ساز و سامان کے ساتھ جو نو ہزار سواروں کے لئے کافی تھا شورہ پشت افغانوں کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا گیا۔

اغر خاں جلال آباد کی تھانہ داری پر مامور ہوا اور مہر بر خاں جگدلک کا تھانہ دار مقرر فرمایا گیا۔ فراق جان لمغانات کا اور اللہ داد خاں غریب خانے کے تھانے دار مقرر ہوئے۔ سہراب ولد گرشاسپ کو بنگلی کی اور خنجر خاں کو ننگنات کی فوجداری مرحمت ہوئی جہاں پناہ نے حکم دیا کہ آیندہ سے سفید خاک کو مغل آباد اور بازارک کو فتح آباد کے نام سے موسوم کریں۔

فوج فدائی خاں کے واقعہ نویس نے اطلاع دی کہ خان مذکور سترہ ربیع الآخر کو کابل روانہ ہوا۔ خان مذکور نے اپنے بہادر سپاہیوں کی مدد سے افغانوں کو بیحد پامال کیا اور ان کے مکانوں اور ملک کو بخوبی تاخت و تاراج کر دیا اور حریف کو

برباد کرنے میں پوری جان نثاری و مردانگی سے کام لیکر ان کو نیست و نابود کیا۔ جہاں پناہ اس امیر کی کوشش و کارگزاری سے بیحد خوش ہوئے اور بادشاہ خدام نواز نے خان مذکور کو اعظم خاں کوکہ کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

چودہ جمادی الآخر کو معلوم ہوا کہ ہزبر خاں تھانہ دار جگدلک اور افغانوں میں مقابلہ ہوا۔ وہ مع اپنے فرزند و دیگر سواروں کے میدان میں کام آیا اور عبداللہ خاں خویشگی بارنگ تھانہ کو چھوڑ کر فراری ہوا اور ایک گروہ کثیر اس کے ہمراہیوں کا قید و قتل ہوا۔

نویں شعبان کو امین خاں کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ عالم خاں و اسمٰعیل خاں و دیگر شاہ جہاں پور و کانت گولہ کے شورش انگیز خاں افغانوں کو شاہی فوج نے گرفتار کر لیا ہے اور قیدی ابراہیم خاں کے ہمراہ جو بنگالہ سے آرہا ہے حضور شاہی میں روانہ کر دیے گئے ہیں۔

بختاور خاں نے بادشاہ دین پناہ و حق آگاہ کے حکم سے بادشاہی نجومیوں و شہزادوں کے ملازم اختر شناسوں سے اس مضمون کے مچلکے حاصل کئے کہ سال نو کے آغاز پر جنم پتریاں نہ بنائیں اور نیز اسی مضمون کے احکام دیگر صوبہ جات کو بھی روانہ کیے گئے۔

شہزادہ محمد سلطان کے میر سامان محمد شفیع کی حویلی کے کنویں میں ایک ڈول گر پڑا اور دو شخص پیہم ڈول نکالنے کے لئے کنویں میں اترے اور فوراً مر گئے تیسرا شخص کنویں میں اتارا گیا اس شخص نے آدھے ہی راستے سے چلانا شروع کیا کہ مجھکو نکالو یہ شخص اوپر کھینچ لیا گیا اور معلوم کیا کہ قطعاً بے ہوش ہے تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آیا اور بیان کیا کہ کنویں کی تہ میں ایک سیاہ رنگ کی بلا رہتی ہے مجکو دیکھتے ہی زور سے چلائی کہ کہاں آتا ہے۔ تخت گاہ کے واقعہ نویس نے اطلاع دی کہ نواب قدسیہ بہ ہنر بانو بیگم جہاں پناہ کی خواہر علاتی نے وفات پائی بیگم مرحومہ حضرت فردوس آشیانی کی وہ دختر تھیں جو قندھاری محل یعنی مرزا حسین صفوی کی دختر کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں۔ اور اعلیٰ حضرت کی تمام اولاد میں بہ اعتبار عمر کے سب سے بڑی تھیں صفی خاں ناظم و دیگر حکام صوبہ نے مرحومہ کو خود انھیں کے نصب کردہ باغ میں دفن کیا۔

جلوس عالمگیری کے سال نوزدہم کا آغاز مطابق ۱۰۸۶ ہجری

رمضان کا مقدس و مبارک مہینہ آیا اور بادشاہ دین پناہ نے تمام ماہ صیام شبانہ روز کی طاعت و عبادت میں بسر کیا یہ رحمت خیز ماہ تمام ہوا اور عید الفطر کے روز جشن جہاں افروز کا انعقاد ہوا شہزادے و سلاطین و امرائے کبار عطیۂ خلعت سے سرفراز فرمائے گئے۔

سیف خاں فقیر اللہ ولد تربیت خاں بحالی خطاب و خلعت خاصہ و شمشیر و منصب کے عطیات سے گوشۂ تنہائی سے باہر نکلا۔ ابو المحمد نبیرۂ ابراہیم عادل خاں پسر بھر خاں جو اپنے وقت کا بہت بڑا فاضل بھی تھا بیجاپور سے آستانۂ والا پر حاضر ہوا قبلۂ عالم نے ابو المحمد کو خلعت عطا فرمایا اور بیجاپوری فاضل شاہانہ مرحمت سے بتدریج منصب دو ہزاری دو ہزار سوار پر فائز ہو کر خطاب خانی و ساٹھ ہزار روپئے کے انعام سے سرفراز فرمایا گیا۔ ابو المحمد کے بھائی و فرزند بھی اپنے مرتبہ کے مطابق شاہانہ نوازش سے سرفراز کئے گئے۔

نو تاریخ کو امیر خاں بہادر آستانۂ والا پر حاضر ہوا اور اس کے بجائے تربیت خاں کا تقرر عمل میں آیا پچیس تاریخ شیخ نظام بائی بہوت دی دختر راجہ کشتور اباد شاہزادہ محمد سلطان کے عقد میں دی گئیں۔

شاہی سواری کا حسن ابدال سے تخت گاہ کو واپس ہونا

پندرہ شوال کو قبلۂ عالم نے حسن ابدال سے کوچ فرمایا اور رب سے پہلے کالہ باغ میں قیام فرمایا اکثر منزلیں صید افگنی میں طے ہوئیں۔ پندرہ ذیقعدہ کو باغ فیض بخش واقع لاہور میں نزول اجلال ہوا امانت خاں حارس شرف قدم بوسی سے سرفراز ہوا۔ قاضی عدالت ملا عبد الوہاب نے پندرہ رمضان کو تخت گاہ میں وفات پائی تھی جہاں پناہ نے شیخ الاسلام پسر قاضی مذکور کو جو تخت گاہ کے قاضی تھے اپنے حضور میں طلب فرما کر ان کے پدر کے بجائے قاضی لشکر مقرر فرمایا۔

مولوی عبد اللہ سیالکوٹی پسر ملا عبد الحکیم سیالکوٹی جو علاوہ علم و فضل کے صاحب عرفان بھی تھے اور اپنے اخلاق و افعال میں اسلام کا بہترین نمونہ سمجھے جاتے تھے ہنوز ملازمت عالی سے سرفراز نہ ہوئے تھے قبلۂ عالم نے حسن ابدال سے ان کے

نام پیام شوق روانہ فرمایا کہ جہاں پناہ کے لاہور پہونچنے پر فاضل مذکور اپنے وطن سے روانہ ہوکر اس شہر میں بادشاہ کی ملازمت کا شرف حاصل کریں۔ مولوی عبداللہ لشکر شاہی کے ورود سے دو یا تین روز پیشتر ہی لاہور پہونچ گئے تھے۔ مولوی مذکور چند مرتبہ خدمت شاہی میں حاضر ہوکر صحبت فیض اثر سے بہرہ اندوز ہوئے۔ بادشاہ علم پرور نے فاضل سیالکوٹی کو خلعت خاص اور دو سو اشرفیاں و ماہوار فیل عطا فرماکر ان کو وطن جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

یکہ تاز خاں جو خدمت سفارت پر بلخ گیا ہوا تھا چار سال تین یوم کے بعد آستانہ شاہی پر حاضر ہوا خان مذکور نے گیارہ گھوڑے و پوستین و چاقو پیشکش گزرانے قبلۂ عالم نے یکہ تاز خاں کو خلعت مرحمت فرمایا۔

ملا محمد طاہر برادر ملا عوض و جیفر شاہزادہ خان والاشان سبحان قلی خاں بھی یکہ تاز خاں کے ہمراہ حاضر ہوا۔ جہاں پناہ نے محمد طاہر کو خلعت و سات ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمائے۔

فیض اللہ خاں کے تبادلہ سے لطف اللہ داروغۂ فیل خانہ مقرر ہوا ترکتاز خاں خلعت و اسپ و ترکش کے عطیات سے سرفراز ہوکر کابل روانہ کیا گیا۔

چودہ ذی الحجہ کو شہزادہ محمد اعظم دارالامان ملتان کے انتظام کے لئے مامور ہوئے اور مندرجۂ ذیل انعامات عطا ہوئے۔ خواجہ طالب خلعت لیکر شہزادۂ مذکور کے مکان پر حاضر ہوا۔

شہزادہ محمد اعظم دو سو عراقی و عربی و ترکی گھوڑے۔ دو فیل باساز نقرہ ایک کروڑ دام نقد سلطان بیدار بخت۔ خلعت و اسپ و فیل۔

ملا محمد طاہر سفیر بلخ کو چار ہزار روپیہ و پالکی بافرش اور اس کے ہمراہیوں کو دو ہزار روپئے مرحمت ہوئے۔

قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ شہزادہ محمد اکبر کے محل میں فرزند پیدا ہوا ہے اور مولود نجستہ اختر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جہاں پناہ اس خبر کو سنکر بیحد خوش ہوئے اور خسرو چیلہ کی معرفت مالائے مروارید و کلاہ مروارید اور پانچ تھان ارسال فرمائے۔

دلیر خاں کو خلعت و اسپ و فیل و جمدھر مرصع عطا فرماکر دکن کی مہم پر

روانہ فرمایا۔ حسن بیگ خاں کے انتقال کی وجہ سے غیرت خاں جونپور کا فوجدار مقرر
کیا گیا۔ ابراہیم خاں بہار سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا۔

چوبیس محرم کو حکم ہوا کہ روح اللہ قسیاول خلعت و خنجر مرصع و فرمان آفریں
عنوان بابتہ فتح مورنگ و صوبہ داری اڑیسہ اور دو کروڑ دام بطور انعام رکن السلطنت
امیر الامرا بہادر کے پاس لے جائے۔ وکیل کو خود بھی خلعت مرحمت ہوا۔

ملا عوض وجیہ جو گوشہ نشین ہو گئے تھے منصب ہزاری پر دوبارہ بحال
فرمائے گئے۔ حسن علی خاں کے تغیر سے ہمت خاں الہ آباد کا فوجدار مقرر فرمایا گیا اور
اس کو خلعت و ایک لاکھ روپیہ مرحمت ہوا۔

ہمت خاں داروغۂ غسل خانہ مقرر کیا گیا اور عبدالرحیم کی جگہ پر روح اللہ خاں
خدمت آختہ بیگی پر مامور ہوا۔ سربلند خاں جو منصب سے برطرف کر دیا گیا تھا اپنے
عہدہ پر بحال کیا گیا۔ داراب خاں اجمیر سے حاضر ہو کر شرف قدم بوسی سے فیض یاب
ہوا اور ملتفت خاں کے تغیر سے داروغہ توپ خانہ مقرر فرمایا گیا اور سید احمد خاں
داراب کے بجائے اجمیر روانہ کیا گیا۔

قوام خاں ناظم صوبہ کشمیر ہو کر اپنے فرائض کی انجام دہی میں مشغول ہوا
بادشاہزادہ محمد سلطان کو جواہرات قیمتی ساٹھ لاکھ بطور انعام مرحمت ہوئے شہزادہ
محمد معظم کو طرہ اور جواہرات کا جھوگہ قیمتی نو ہزار روپیہ و پہونچی مرصع قیمتی پچاس ہزار
عطا فرمائی گئی۔

عبدالرسول خاں جو اسی سال ممالک محروسہ میں داخل ہوا تھا گلبرگہ کا داروغہ
مقرر کیا گیا۔ حمزہ خاں حصار کلیانی کا قلعہ دار متعین ہوا۔ خان زماں کے تغیر سے
ایرج خاں ایرج پور کا اور معصوم خاں کے تبادلہ سے طہماسپ خاں ارہ پنوارہ
کے فوجدار مقرر فرمائے گئے۔

جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ اسلام خاں ناظم صوبہ مالوہ جو خان جہاں بہادر
کوکلتاش کی تعیناتی میں مامور ہوا تھا عین معرکہ جنگ میں فوج ہراول کا کمان دار تھا
اتفاق سے بارود میں آگ لگی اور اسلام خاں کا ہاتھی بھڑک کر غنیم کی فوج میں چلا گیا۔
دشمن نے اسلام خاں کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور عماری کی رسیاں کاٹ کر اسکو

زمین پر گرا یا اور اسلام خاں اور اسکے فرزند کو پارہ پارہ کر دیا۔
بادشاہ خدا ام نواز کو اس واقعہ سے بیحد قلق ہوا اور جہاں پناہ نے اسلام خاں کے فرزند کلاں افراسیاب خاں کے منصب میں پانصدی پانصد سوار کا اضافہ فرمایا۔ اسی طرح اسلام خاں کے چھوٹے فرزند کے منصب میں سی صدی چہار صد سوار کا اضافہ منظور فرمایا اسلام خاں کا مال و متاع یعنی تین لاکھ تیس ہزار اشرفیاں و دیگر سامان ادھین و شولا پور ضبطی میں آیا لیکن قبلۂ عالم نے تمام نقدی دولت و سامان اسلام خاں کے فرزندوں کو مرحمت فرما کر حکم دیا کہ فرزندان مذکور اپنے باپ کے مطالبات کے ذمہ دار ہیں۔
اسلام خاں کی وفات کی وجہ سے چھبیس رجب کو شہزادہ محمد اکبر مالوہ کے صوبہ دار مقرر فرمائے گئے جہاں پناہ نے شہزادہ محمد اکبر کو خلعت خاصہ مع بالابند و سرپیچ لعل و دو عراقی و عربی گھوڑے باساز طلاء و ایک عدد فیل مرحمت فرمایا ملا محمد طاہر سفیر رخصت کے وقت دس ہزار نقد و عصائے مرصع کے عطیات سے سرفراز فرمایا گیا۔
پانچویں شعبان کو سلطان معزالدین کا دختر میرزا مکرم خاں صفوی کے ساتھ عقد کیا گیا۔ قبلۂ عالم نے شہزادہ مذکور کو خلعت باچہار قب و مالائے مروارید قیمتی دس ہزار و سمرنی قیمتی دس ہزار و فیل مع جہول کے عطا فرمایا۔
یلنگتوش خاں کو کتخدائی کے روز خلعت و سرپیچ زمرد و اسپ باساز طلاء و فیل باساز نقرہ مرحمت ہوئے۔
مبارز خاں میر کل کے تغیر کی بنا پر سلطان قلی خاں کو خطاب خانی و اسلام آباد متھرا کی فوجداری مرحمت ہوئی۔
دس شعبان کو عمدۂ امیران بارگاہ نواب اسد خاں وزارت عظمیٰ کے جلیل القدر عہدہ پر فائز ہوا۔ قبلۂ عالم نے اسد خاں کو خلعت خاصہ و دوات مرصع کار قیمتی پانچ ہزار روپیہ مرحمت فرمائی۔
سترھویں تاریخ بادشاہ زادہ محمد معظم امیران نامدار و توپ خانہ دشمن ربا و بے شمار خزینہ و سامان کے ہمراہ کابل کی مہم پر روانہ فرمائے گئے۔ جہاں پناہ نے

شہزادہ مذکور کو شاہ عالم بہادر کے خطاب امتیازی سے سرفراز فرما کر خلعت خاصہ بانیمہ آستین و جواہرات قیمتی دو لاکھ روپئے شمشیر و جمدھر باساز مرصع و تین گھوڑے شاہ پسند عربی ۔ جہاں پیما و عراقی باساز مرصع و ترکی بازین نقاشی و ایک لاکھ اشرفیاں مرحمت فرمائیں سلطان معزالدین کو خلعت و کلگی مرصع و سرپیچ مرصع و اسپ کوہ زرنام باساز طلا و شمشیر مینا و فیل باساز نقرہ و ترکش و کمان مرصع مرحمت فرمائی گئیں۔ سلطان دولت افزا کو نگین یاقوت و سلطان خجستہ اختر کو کنگن زمرد مرحمت ہوئے امیر خاں و سیف خاں و راجہ رام سنگھ وغیرہ امرائے کبار جواہرات و خلعت و اسپ کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے ۔

مغل خاں منصب دو ہزار و پانصدی و چہار صد سوار سے برطرف فرمایا گیا محتشم خاں کو سہارنپور کی فوجداری مرحمت ہوئی حسن علی خاں کے تغیر سے ہمت خاں الہ آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا محمد شجاع پسر قوام الدین خاں ولایت سے آستانہ شاہی پر حاضر ہوا اور بادشاہ رعایا پرور نے اس کو منصب ایک ہزاری سیصد سوار عطا فرمایا ۔ عادل خاں خدمت سے علیحدہ ہوکر گوشہ نشین ہوا اور اسکو بارہ ہزار روپئے سالانہ وظیفہ عطا فرمایا گیا ۔ ابراہیم خاں نے ترک منصب کی درخواست کی جو قبول فرمائی گئی ۔ افتخار خاں بنگشات کا فوجدار مقرر ہوا۔

انیس تاریخ سواری مبارک مسجد جامع سے واپس ہو رہی تھی قبلۂ عالم کشتی سے اتر کر تخت رواں پر سوار ہو رہے تھے ۔ ایک بدبخت شوریدہ سر نے جو گرجہ تیغ سنگھ کا چیلہ تھا دو اینٹیں پھینکیں جن میں سے ایک تخت پر گری ۔ پیادگان جلو نے اس بدنصیب کو گرفتار کرکے کوتوال کے حوالے کیا ۔

جہاں پناہ کا لاہور سے تخت گاہ واپس آنا ۔

انیس ذی الحجہ کو قبلۂ عالم لاہور سے تخت گاہ کی طرف روانہ ہوئے ۔ کمال الدین ولد دلیر خاں کو خطاب خانی عطا ہوا ۔ بادشاہزادہ محمد سلطان کی زوجہ مسماۃ دوستدار بانو بیگم نے سولہ ذی الحجہ کو سرائے رستم خاں میں اس سرائے فانی سے کوچ کیا ۔

بائیس محرم کو جہاں پناہ تخت گاہ پہونچے ۔ بائیس ربیع الآخر کو راجہ رام سنگھ

آسام سے واپس آکر آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا۔ ایک فریاد خواہ نے چوک میں قبلۂ عالم کی سواری کے وقت ایک لکڑی پھینکی جو چتر مبارک کے اس طرف گری یہ شخص گرفتار کرکے کوتوال کے حوالے کیا گیا۔ تمراولوں نے ایک ہرن سفید رنگ ملاحظۂ والا میں پیش کیا۔

بارہ جمادی الاول کو شہزادہ سپہر شکوہ کے محل میں عصمت قباب نواب زبدۃ النساء بیگم کے بطن سے فرزند پیدا ہوا مولود عالی تبار کے نام سے موسوم کیا گیا۔ جہاں پناہ مولود کے دیدار کے لئے سپہر شکوہ کے مکان پر تشریف فرما ہوئے۔

پانچویں جمادی الآخر شہزادہ محمد سلطان کے محل میں فرزند پیدا ہوا اور مسعود بخت کے نام سے موسوم کیا گیا۔ یکم رجب کو دولت آبادی محل کی برادر زادی کا عقد شہزادہ محمد سلطان سے کیا گیا۔

اللہ قلی ولد مراد قلی کی دختر تیسری رجب کو شہزادہ محمد اکبر کے حبالۂ عقد میں دی گئی۔

قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ محمد بخش ولد خان جہاں بہادر قلعۂ نلدرگ کی جنگ میں کام آیا۔ اکیس شعبان کو جہاں پناہ مسجد جامع سے واپس ہوکر گھوڑے پر سوار ہوئے ایک بدنصیب تلوار ہاتھ میں بلند کئے ہوئے قریب پہونچا بندگان حلونے اس کو گرفتار کیا مکرم خاں کی انگلی پر ایک زخم لگا۔ گرز برداروں نے اس کے قتل کا ارادہ کیا لیکن بادشاہ رحم پرور نے گرز برداروں کو منع کیا اور نیم روپیہ یومیہ اس کا وظیفہ مقرر کرکے مجرم کو نشنہور روانہ کردیا۔

تائیسویں شعبان کو ایک آبدار مسجد کے زینوں پر قریب پہونچا اور بہ آواز بلند سلام علیکم کہا حکم ہوا کہ یہ شخص کوتوال کے حوالے کیا جائے۔

جلوس عالمگیری کے سال بستم کا آغاز مطابق ۱۰۸۶ہجری

اس زمانہ میں رمضان المبارک کا مقدس مہینہ آیا اور مخلوق خدا پر فلاح و بہبود کے دروازے کشادہ ہوئے ہر شخص سعادت دارین سے بہرہ اندوز ہوا اور بادشاہ دین پناہ نے تمام ماہ شبانہ روز کی طاعت و عبادت میں بسر کیا۔ قبلۂ عالم نے سترہ رمضان سے کثیر وقت غسل خانے کی مسجد کے اندر طاعت میں گزارا اور اس

مقدس مقام پر دیوان عدالت بھی گرم رہا۔

یکم شوال کا مسرت انگیز روز آیا اور اہل استحقاق و امید کے آرزوئیں بر آئیں۔ شہزادگان نامدار و امرائے کبار حضرت ظل سبحانی کے مراحم خسروانہ سے معزز و مفتخر ہوئے جہاں پناہ نے حسب ذیل مراعات فرمائیں۔

(۱) شہزادہ محمد معظم۔ در اصل چہل ہزاری ہشت و پنج ہزار سوار اضافہ پنج ہزار سوار۔

(۲) شہزادہ محمد اعظم۔ اصل پانزدہ ہزاری نہ ہزار سوار اضافہ پنج ہزاری ذات۔

(۳) یلنگتوش خاں۔ اصل ہزاری پانصد سوار۔ اضافہ پانصدی دو صد سوار

اعتقاد خاں، میر کل برطرفی کے بعد دو ہزاری ہزار سوار کے منصب پر بحال فرمایا گیا سید مصطفےٰ ولد سید مرتضےٰ خاں کو پانصدی یک صد سوار کا منصب مرحمت ہوا۔ روح اللہ خاں اشرف خاں کے تغیر سے خدمت خانساماں پر فائز ہوا یلنگتوش خاں بہادر نے جہالت سے اپنے چاقو مار لیا اور اس کے منصب سے جدید اضافہ یعنی پانصدی دو صد سوار کی کمی کردی گئی۔

علامہ زماں و سرگروہ فضلائے دوراں ملا محمد عوض وجیہ نے انتقال فرمایا۔ ملائے مرحوم اخسیکت کے باشندے تھے اور یہ مقام مضافات سمرقند میں داخل ہے۔ ملا عوض وجیہ میر عوض تاشکندی کے حلقہ درس کے بہترین طالب العلم تھے جو اپنے تمام ہم سبق طلبا پر سبقت لے گئے۔ ملائے مرحوم نے ایک مدت تک بلخ میں درس دیا اور حضرت فردوس آشیانی کے عہد معدلت میں سنہ ۱۳ جلوس شاہجہانی میں اعلیٰ حضرت کی فضیلت پناہ بارگاہ میں حاضر ہوئے حضرت فردوس آشیانی نے ملا عوض وجیہ کو مفتی لشکر کے عہدہ پر مقرر فرمایا۔

عہد مبارک عالم گیری میں ملا عوض محتسب لشکر مقرر فرمائے گئے۔ اس میں شبہ نہیں کہ ملا عوض نے بیحد اتقا و پرہیزگاری کے ساتھ احکام شرع کی پابندی کی اور عوام کو اس راہ پر قائم رکھنے و نیز بدعات کا قلع و قمع کرنے میں پوری سعی و کوشش سے کام لیا اور یہ کہنا قطعاً مبالغہ نہیں ہے کہ ملائے مرحوم کا ایسا محتسب کوئی دوسرا نہیں ہوا۔

ملا نے خدمت احتساب سے علیحدہ ہونے کے بعد بقیہ عمر درس و تدریس میں بسر کی اور ان کے فیض کمال کا ہر صاحب علم کو اعتراف ہے۔

شہزادہ محمد اعظم آستانہ بوسی کے ارادے سے روانہ ہو کر اغرآباد پہونچے اور قبلۂ عالم نے پاندان و خوانچہ و دو گبرہ و رکابی و اگالدان سب سنگ یشم کے ساختہ اور مرصع ماہ بانو کے ذریعہ سے شہزادۂ موصوف کیلئے بطور انعام روانہ فرمائے بیس ذیقعدہ کو شہزادہ محمد اعظم شرف ملازمت سے فیض یاب ہوئے جہاں پناہ نے شہزادہ مذکور کو خلعت با سرپیچ و دیگر پوشاک خاصہ و نو گھوڑے مرحمت فرمائے سلطان بیدار بخت و سکندر شان سرپیچ قیمتی پانچ ہزار روپئے کے عطیہ سے سرفراز کیئے گئے۔

چوبیس ذی الحجہ کو میرزا بیگ شاہ عالم بہادر کے ملازم نے شہزادۂ مذکور کی عرضداشت و ایک ہزار اشرفیاں نذر تولد فرزند ملاحظۂ عالی میں پیش کیں جہاں پناہ نے مولود کو محمد ہمایوں کے نام سے موسوم کر کے شاہ عالم بہادر کے لئے سرپیچ مرصع و سلطان کے لئے مالائے مروارید ملازم مذکور کی معرفت روانہ فرمایا۔

شاہ عالم بہادر کے معروضہ کے مطابق اعظم خاں کوکہ کے تغیر سے امیر خاں کابل کی صوبہ داری پر مامور فرمایا گیا۔ بخشی الملک سربلند خاں کو دوات یشم مرصع عطا ہوئی۔ منوہر داس قلعہ دار شولاپور نے عطائے خطاب راجگی کی نذر پچاس ہزار روپیہ پیش کئے جو قبول فرمائی گئی۔

اُنیس صفر کو تربیت خاں کے تغیر سے شہزادہ محمد اعظم صوبۂ بہار کے صوبہ دار مقرر ہوئے اور جہاں پناہ نے خلعت خاص و جمدھر و سرپیچ مرصع و کلگی و دو گھوڑے و پانچ کرور دام بطور انعام مرحمت فرمائے۔

ہادی خاں کے تغیر سے تربیت خاں ترہٹ و دربھنگہ کا فوجدار مقرر فرمایا گیا۔ روح اللہ خاں کے تغیر سے داراب خاں میر توزک اول و مکرم خاں کے تغیر سے عبدالرحیم خاں داروغہ گرزبرداران مقرر فرمائے گئے۔ افتخار خاں کے تغیر سے سید خاں بنگشات کا فوجدار مقرر ہوا اور خان زماں کو ظفرآباد بیدر کی صوبہ داری و قلعہ داری کی خدمت مرحمت ہوئی۔

شاہ بیگ کاشغری اپنے طالع کی یاوری سے ہندوستان وارد ہوا۔
جہاں پناہ نے شاہ بیگ کو شرف حضوری سے بہرہ اندوز فرما کر خلعت خاصہ و خنجر بادستۂ طلا، و علاقۂ مروارید و جیغۂ مرصع وسپر با گل طلاء و مادہ فیل و پانچ ہزار روپیہ نقد کے عطیات مرحمت فرمائے۔ اور سات قاب طعام و تین خوان نان اور ایک منزل پالکی بافرش اس کے مکان پر روانہ فرمایا۔
قبلۂ عالم نے شاہ بیگ کو ہزار و پانصدی دو صد سوار کے منصب سے سرفراز فرما کر اس کو گروہ امراء میں داخل کیا۔
کشن سنگھ ولد رام سنگھ کابل سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا راجہ نے چار ماہ کی رخصت طلب کی جو عطیۂ خلعت کے ساتھ منظور ہوئی۔ عنایت اللہ ولد سعد اللہ خاں مرحوم حکیم محمد بخش کے تغیر سے بخشی شاگرد پیشہ مقرر ہوا حسن علیخاں کے نام اکبر آباد کی صوبہ داری کا فرمان گرز بردار کی معرفت روانہ فرمایا گیا۔
محمد اسمعیل پسر عمدۃ الملک اسد خاں نے امیر الامرا کی دختر کے ساتھ عقد کیا جہاں پناہ نے نوشہ کو خلعت و اسپ با ساز مرصع مرحمت فرما کر اس کو اعتقاد خاں کا خطاب عطا کیا محمد اسمعیل کلگی و سہرہ خود لایا تھا قبلۂ عالم نے دونوں اشیاء اپنے دست مبارک سے اٹھا کر شہزادہ سپہر شکوہ کو مرحمت فرمائیں اور شہزادہ نے نوشہ کے سر پر سہرہ باندھا محتشم خاں کے تغیر سے کامیاب خاں سہارنپور کا فوجدار مقرر فرمایا گیا۔ اور محتشم خاں کو بجائے فولاد خاں کے میوات کی فوجداری عطا ہوئی۔ سید احمد خاں کے تغیر سے حامد خاں اجمیر کا صوبہ دار بنایا گیا۔ حاکم بخارا کے نامہ بر مسمی خواجہ نعمت اللہ کو چار سو روپیہ مرحمت ہوئے۔
غیاث الدین خاں کے تغیر سے محمد قاسم خاں متصدی بندر کھنبایت بندر سورت کا متصدی مقرر ہوا۔
شہزادہ محمد کام بخش نے حفظ کلام اللہ سے فراغت پائی اور خلعت و اسپ با ساز طلاء و سرپیچ مرصع و مالائے مروارید و سپر با گل مرصع و ترکش با کمان کے عطیات سے سرفراز ہوئے۔
خانہ زاد خاں تھانہ دار غزنی و اللہ یار خاں قلعہ دار کابل کی خدمات

میں باہم تبادلہ فرمایا گیا۔ امیر الامرا شائستہ خاں کے تغیر سے اعظم خاں کوکہ بنگالہ کا صوبہ دار مقرر ہوا اور خلعت و خنجر مرصع و اسپ پانصد مہری با ساز طلا اسے مرحمت فرمائے گئے۔ کفایت خاں کے تغیر سے عنایت خاں دفتر خالصہ کا پیش دست مقرر فرمایا گیا۔ مغل خاں برطرفی کے بعد دو ہزاری ہزار سوار کے منصب پر بحال فرمایا گیا۔ فضل اللہ خاں برطرفی کے بعد اپنے منصب پر بحال ہو کر بنگالہ میں متعین فرمایا گیا۔

سانحۂ ہوش ربا یعنی انتقال پر ملال شہزادہ محمد سلطان

چمن عالم میں بہار کے بعد خزاں کا آنا لازمی ہے اور دنیائے فانی کے ہر گوشہ میں راحت کے ہر ذرہ کے برابر اندوہ والم کے پہاڑ کھڑے ہوئے ہیں۔ کاشانۂ شاہی میں ہر طرف عیش و عشرت کا دور دورہ تھا کہ دفعۃً زمانے نے پلٹا کھایا اور شہزادہ محمد سلطان شدید بیمار ہوئے۔ ساتویں شوال کو خاص مقام شکار میں یہ خبر وحشت اثر پہونچی کہ شہزادۂ مذکور نے رحلت فرمائی۔ باوجود اس قوت حوصلہ و طاقت صبر و ثبات کے جو پروردگار نے قبلۂ عالم کو عطا فرمائی ہے فرزند رشید کے اس ناگزیر واقعہ نے حضرت کو بیقرار کر دیا۔ قلب مبارک پر غم و اندوہ کے بادل چھاگئے اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہوگئے۔ روح اللہ خاں خانساماں سیادت خاں و عبد الرحیم خاں و شیخ نظام و ملا محمد یعقوب کو حکم ہوا کہ شہزادہ مرحوم کو حضرت قطب الاولیا خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ کے جوار میں پیوند خاک کریں۔

جہاں پناہ نے شہزادۂ مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کی غرض سے خیرات و مبرات جاری کرنیکا حکم دیا۔ شہزادہ محمد سلطان سنہ ۱۰۴۹ ہجری میں پیدا ہوئے اور اڑتیس سال دو ماہ کی عمر میں وفات پائی۔ این ماتم سخت است کہ گویند جواں مرد۔

شہزادہ محمد اکبر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ سلطان عالی تبار پسر شہزادہ سپہر شکوہ نے وفات پائی۔

ستائیس تاریخ جہاں پناہ اجین پہونچے۔ چوتھی ذی الحجہ کو حضرت فردوس آشیانی کی زوجہ المعروف بہ اکبر آبادی محل نے دنیا سے رحلت کی

بخشی الملک سربلند خاں کو حکم ہوا کہ تنخواہ ہفت ماہہ وہشت ماہہ موقوف ہو اور نقد وصول کنندگان کو شش ماہی تنخواہ ادا کی جائے۔

پانچ صفر کو معلوم ہوا کہ فیض اللہ خاں کو جو بنگالہ میں متعین کیا گیا تھا اس کے کسی ملازم نے جمدھر سے قتل کیا۔ نویں صفر کو سکندر شان پسر شہزادہ محمد اعظم نے وفات پائی۔

خان جہاں بہادر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ اکیس ربیع الاول کو قلعۂ نلدرک پر شاہی قبضہ ہو گیا۔ سترہ ربیع الآخر کو سلطان مسعود بخت پسر سلطان محمد مرحوم نے انتقال کیا۔

اجین کے واقعات سے معلوم ہوا کہ کشن سنگھ ہاڈا شہزادہ محمد اکبر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کشن سنگھ و شہزادۂ مذکور میں سخت گفتگو ہوئی اور ہندو امیر نے جمدھر اپنے پیٹ میں بھونک کر جان دی اس کے چار ملازم برسرپیکار رہے اور پندرہ شاہی نوکروں کو قتل کر کے خود ہلاک ہوئے۔

چودہ جمادی الآخر کو شہزادہ محمد اعظم پٹنہ پہنچے اور تیس تاریخ کو شاہ عالم بہادر کابل میں داخل ہوئے۔ قطب الدین خاں وراجہ اندر سنگھ بوندیلہ نے وفات پائی۔ عبدالرحمن خاں بخشی واقعہ نویس دکن کے نام اس مضمون کا فرمان صادر ہوا کہ خان جہاں بہادر حضور میں طلب کیا گیا ہے صوبہ دار کے پہنچنے تک دلیر خاں دکن کا حاکم سمجھا جائے اور مہمات ملک اس کی رائے کے مطابق طے کئے جائیں۔ عمدۃ الملک بہادر نواب اسد خاں بے شمار فوج و سامان کے ساتھ دکن روانہ فرمایا گیا۔

جلوس عالمگیری کے سال بست و یکم کا آغاز مطابق ۱۰۸۹ ہجری

ماہ صیام کا چاند مطلع فیض اثر پر نمودار ہوا اور آفتاب جمال و جلال الٰہی نے اس جہان عظیم الشان کی ضیافت و جہانداری میں شبانہ روز کی طاعت و عبادت سے دنیا کے ہر گوشے کو منور و روشن فرمایا۔

تیرھویں رمضان کو شہزادہ محمد اکبر اجین سے آستانہ والا پر حاضر ہوئے اور خلعت با نیمہ آستین و بالا بند و پانچ اسپ کے عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے۔

عید کا راحت اندوز دن آیا اور قبلۂ عالم دولت خانے سے عید گاہ کو تشریف لے گئے۔ دوسری شوال کو بدستور جشن مبارک کا انعقاد ہوا اور فرمانروائے عالم و عالمیان نے تخت کامرانی پر جلوس فرمایا۔ حاضرین دربار کو پان اور عطر تقسیم ہوئے جہاں پناہ نے ارشاد فرمایا کہ جو مختصر سامان جشن کے لئے استعمال کیا گیا ہے وہ بھی اٹھا لیا جائے۔

بخشی الملک صفی خاں سے ارشاد ہوا کہ جشن کا انعقاد موقوف کیا جاتا ہے امیر الامرا کا پیش کش واپس کیا جائے اور دیگر امرا بھی نذریں نہ پیش کریں۔ فرمان واجب الاذعان صادر ہوا کہ اہل قلم نقرئی دوات کے بجائے چینی و سنگ طمع کی دواتیں استعمال کریں۔ طلائی و نقرئی عود سوز دربار خاص و عام میں نہ سلگائی جائیں انعامات کی رقوم بجائے خوانہائے نقرہ کے سپر میں رکھ کر ملاحظۂ عالی میں لائی جائیں۔ جو اشخاص شرعی پائجامہ نہیں پہنتے وہ موزے پہنکر دربار میں حاضر ہوں خلعت خانہ میں بجائے مغرق پارچہ کے کلابتونی کپڑے استعمال کئے جائیں۔ کارخانہ دودانی جو جھنڈیری میں قائم کیا گیا ہے موقوف کیا جائے طلائی نقرئی ناشروع کپڑے کے بجائے لاجوردی کپڑے نصب کئے جائیں۔ سوائے باغ شہزادہ و نور باڑی کے اور کسی باغ شاہی میں جشن گلزار ہوسی نہ منعقد کیا جائے چہار صدی سے بالاتر امرا بلا حکم شاہی جدید عمارات تعمیر کرنے کی جرات نہ کریں۔

دسویں شوال کو شہزادہ محمد کام بخش منصب ہشت ہزاری دو ہزار سوار سے سرفراز فرما کر توسن و طوغ و علم و نقارہ و سائبان و بیس گھوڑوں و بندرہ فیل کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے۔ تمام شہزادوں و امرائے دربار صوبجات کو خلعت زمستانی مرحمت ہوئے۔

بارہ شوال کو قوام الدین خاں کے تغیر سے ابراہیم خاں کشمیر کا صوبہ دار مقرر فرمایا گیا۔ خدمتگار خاں کے تغیر سے محمد یار خاں ولد اعتقاد خاں زرگر خانہ کا داروغہ مقرر فرمایا گیا۔ سردار خاں کو قنوج کی فوجداری مرحمت ہوئی محمد نعیم مشرف اصطبل شہزادہ محمد کام بخش کا بخشی مقرر فرمایا گیا۔

خواجہ بہاالدین ولد خواجہ پارسا نبیرۂ سبحان قلی خاں والی بخارا ولایت سے

ہندوستان وارد ہوا تھا۔ عالم نے نودار و مہمان کو خلعت خاصہ اور چودہ ہزار روپیہ نقد و خنجر مرصع مرحمت فرمایا۔ اعتقاد خاں کے تغیر سے خواجہ خدمت خاں کو جواہر و بازار کی خدمت داروغگی عطا ہوئی۔ روح اللہ خاں کے تغیر سے مغل خاں خدمت آختہ بیگی پر فائز ہوا۔ ایسو بھگرن بوندیلہ کے تغیر سے منور خاں راٹھور و ہو یہ و جلال پور کھڈب کا فوجدار مقرر فرمایا گیا۔

ماہی بیگم ہمشیرۂ نجابت خاں ولد سربلند خاں نے وفات پائی نامدار خاں نجابت خاں کو حضور شاہی میں لے آیا اور جہاں پناہ نے خلعت عطا فرما کر اسکو ماتم سے آزاد فرمایا۔

تیسری ربیع الاول کو سید مرتضیٰ خاں نے وفات پائی مرحوم عالی نسب و والا حسب سید تھا۔ سیادت و شجاعت کا نور اس کی پیشانی پر تاباں تھا۔ سید مرتضیٰ مرحوم سپاہ کو بیحد عزیز رکھتا تھا۔ مرحوم کی رحلت سے بیشتر جہاں پناہ نے ایک روز بختاور خاں کو پرسش احوال کے لئے بھیجا خان نے سید کی طرف سے عرض کیا کہ دلی تمنا یہ تھی کہ مالک کی جان نثاری میں کسی میدان جنگ میں کام آؤں لیکن تقدیر میں یہ سعادت لکھی نہ تھی اور یہ آرزو دل میں لیکر جاتا ہوں دیگر خدام موت کے بعد زر و جواہر چھوڑتے ہیں بندہ بے درہم چند نفوس کو چھوڑ کر تہیدست دنیا سے جاتا ہے امید ہے کہ پسماندگان کبھی حضرت پر تصدق و قربان ہونگے۔ سید مرتضیٰ مرحوم کے بعد اسکے اکثر ملازموں نے جانثاری کی جنمیں سے بعض منصب ہزاری تک پہونچے مرحوم کے ملازمین کا ایک کثیر گروہ ہزاری سے لیکر چہار بستی تک سرکار شاہی میں نوکر ہوئے سید مرتضیٰ کے اکثر پیادے بھی کارخانجات میں ملازم ہوئے۔

چھٹی ربیع الاول کو شیخ عبدالعزیز نے وفات پائی شیخ مذکور کی وفات سے چند روز بیشتر بختاور خاں نے خاکسار مولف کو مرحوم کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ علاج میں اسقدر تعصب جائز نہیں ہے اگر آپ معالجہ کرانے پر تیار ہوں تو اطبائے یونانی میں سے جسکو آپ فرمائیں خدمت میں روانہ کیا جائے اور آپ اس سے علاج کرائیں خاکسار مولف اُن کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ شیخ بستر بیماری پر دراز مگر تصنیف میں مشغول ہیں۔ خود املا کرا رہے ہیں اور

میر ہادی و محمد سعید اعجاز جیسے شاگردان رشید لکھتے جاتے ہیں۔ بختاور خاں کا پیغام
سنکر راقم الحروف کو جواب دیا کہ مجھکو ان اطبا کے مطالعہ امر قابلیت پر بھروسہ نہیں ہے
اگر انہیں سے کوئی قابل خطاب ہو تو بسم اللہ اسے میرے پاس بھیجدیجئے۔ عبد الملک
نام ایک شخص ہے جس کے علم و عقل و تجربہ و نیز اصابت رائے پر مجھے فی الجملہ اعتماد ہے
میں نے اس طبیب سے رجوع کیا ہے خود حد سے زیادہ کوشش کرنا بیکار ہے حیات
دنیا گراں قدر دولت نہیں ہے جس کیلئے بے انتہا ہاتھ پاؤں مارے جائیں۔ اس
قسم کی کوشش کرنا بعینہ اس پانی میں غوطہ لگانا ہے جو سر سے گزر چکا ہے۔

راقم الحروف نے شیخ کے مقولے بختاور خاں سے بیان کئے خان مذکور نے
فرمایا کہ ان کلمات کو ایک کاغذ پر لکھ دو میں نے حکم کی تعمیل کی اور بختاور خاں نے
یہ نوشتہ قبلۂ عالم کے حضور میں پیش کیا۔ جہاں پناہ نے خان مذکور سے فرمایا کہ صرف
اسیقدر اعتقاد مت رکھو کہ شیخ عبد العزیز جیسے فاضل نے اس طرح فرمایا ہے ہم کو
جو خوف ہے وہ عاقبت کا ہے ہر وقت یہی دھڑکا لگا رہتا ہے کہ خدا کی بارگاہ میں
ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔

شیخ مذکور کے بجائے اشرف خاں داروغۂ عرض مکرر متقرر فرمایا گیا امام وردی خاں
فوجدار سہارنپور بنایا گیا اور اس کے تغیر سے محمد یار خاں داروغۂ آبدارخانہ مقرر ہوا
محمد علی خاں کے تغیر سے محسن خاں داروغۂ چینی خانہ متقرر فرمایا گیا۔

اٹھائیس جمادی الاول کو حامد خاں بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا اور اپنے
مرحوم باپ کے بجائے داروغگی خاص چوکی کی خدمت پر مامور ہوکر خلعت کے عطیے
سے سرفراز کیا گیا۔ بجائے حامد خاں کے افتخار خاں اجمیر میں متعین کیا گیا۔
قوام الدین کشمیر سے آستانۂ والا پر حاضر ہوکر عطیۂ خلعت سے فیضیاب ہوا۔
مغل خاں کے تغیر سے عبد الرحیم خاں آختہ بیگی کی خدمت پر مامور ہوا لطف اللہ خاں
کو یہ تمغۂ اعزازی حاصل ہوا کہ خان مذکور قلعہ میں پالکی پر سوار حاضر ہوا کرے۔

دکن کے واقعہ نگار کے معروضے سے معلوم ہوا کہ دلیر خاں و حریفان
گولکنڈہ میں شدید و خونریز لڑائی واقع ہوئی۔ ایک فیل بان کے زخم سے ہلاک
ہوا۔ دلیر خاں کے ہاتھی کو ایک گولی لگی جو خدمتگار کہ خاں کے عقب میں ہاتھی پر سوار

تھاباں کے زخم سے فوت ہوا اور اس کی آگ خان مذکور کے گریبان میں بھی لگی لیکن
چھاگل کے پانی سے فرو کر دی گئی۔ حریف کا ایک گروہ ہلاک ہوا اور دلیر خاں کے
بھی اکثر سپاہی میدان جنگ میں کام آئے۔ دلیر خاں لشکر کی خبر پا کر جنگ کناں
شام کے وقت اپنے خیمہ کو واپس آیا۔

چھ ذی الحجہ کو شاہ عالم بہادر کابل سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوئے اور
خلعت خاصہ و جیغۂ مرصع کے عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے۔ سلاطین والاتبار
و دیگر امرائے شاہ عالم بھی جواہرات و خلعت کے عطیات سے سعادت اندوز
ہوئے۔

دسویں ذی الحجہ کو نماز و قربانی کے مراسم ادا فرمائے گئے چھبیس ربیع الاول کو
معلوم ہوا کہ سیوا جی نے سونگی پٹن کو تاخت و تاراج کیا سورت کے واقعہ نگار کی
عرضداشت سے معلوم ہوا کہ ایک گھوڑی نے تین پاؤں کا بچہ جنا تیسرا پاؤں سینہ
سے متصل ہے اور بچہ ہر سہ پاؤں سے چلتا ہے۔

دختر شہزادہ مراد بخش خواجہ یعقوب برادر زادہ خواجہ صالح نقشبندی کے
حبالۂ عقد میں بادی گئی اور نوشہ کو خلعت و اسپ با ساز طلا و جیغۂ رنگ یشم و جیبار
ہزار روپیہ نقد و ایک مادہ فیل مرحمت فرمائے گئے۔ سربلند خاں خواجہ یعقوب کو
پہلے نواب قدسیہ بیگم صاحبہ کے دولت پر ادائے آداب کے لئے لے گیا بعد ازاں
مسجد اکبر آبادی میں خطبۂ نکاح پڑھا گیا اور دو لاکھ روپیہ دین مہر مقرر پایا۔
خواجہ بہاالدین پسر خواجہ پارسا کا نکاح دختر شہزادہ سلیمان شکوہ سے
کیا گیا۔ خواجہ بہاالدین بھی مذکورہ بالا مراحم خسروانہ سے سرفراز فرمایا گیا۔

سلطان الدین ولد سید محمد سجادہ نشین خانقاہ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کو
احمد آباد جانے کی اجازت مرحمت ہوئی اور خلعت مادہ فیل و نیز ایک ہزار روپیہ کا
انعام عطا ہوا۔

سترہ تاریخ کو قوام الدین خاں صوبہ دار لاہور مقرر فرمایا گیا اور رحمت خاں
کے تغیر سے کامگار خاں خدمت بیوتات پر متعین کیا گیا۔
حضرت سید محمد بیجاپوری کی جو حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز کی اولاد در

شہر بیجاپور کے بیحد معزز کرم بزرگ تھے آستانۂ والا پر حاضر ہوئے قبلۂ عالم و عالمیان نے
جناب سید کو چھ ہزار روپیہ سالانہ کے وظیفہ سے مطمئن خاطر فرمایا۔
پچیس جمادی الاول کو بادشاہزادہ محمد اکبر ناظم صوبۂ ملتان مقرر فرمائے گئے
جہاں پناہ نے شہزادہ مذکور کو خلعت خاصہ و مالائے مروارید و گلوآویز لعل دو اسپ
باساز طلا و فیل مع جھول مرصع مرحمت فرمائے۔ صفی خاں شہزادہ کی خدمت پر متعین
ہوا اور عبد الرحیم خاں اسکا نائب مقرر فرمایا گیا۔
کیرت سنگھ کی دختر شہزادہ محمد اعظم کے حبالۂ عقد میں دی گئی جہاں پناہ
نے تریسٹھ ہزار کے جواہرات و چوڈول طلائی اور ایک پالکی نقرئی و پانچ ڈولیاں
چاندی سے منڈھی ہوئی عروس کے جہیز میں عطا فرمائیں۔ اور خود شاہزادہ
کو کتخدائی کے روز خلعت خاصہ و مالائے مروارید و کلگی مرصع مرحمت فرمائی گئی۔
عادل خاں بیجاپوری کے پیش کش قیمتی گیارہ لاکھ قبول
فرمائے گئے۔
عمدۂ اعیان مملکت اخلاص نواب شائستہ خاں بہادر بنگالہ سے آستانۂ
شاہی پر حاضر ہو کر خلوت میں شرف قدم بوسی سے فیض اندوز ہوا۔ جہاں پناہ
نے اپنے باوفا امیر کو خلعت خاصہ و خنجر دستہ مرصع باساز مینا باعلاقہ اور طلائی چتر
وغیرہ اشیاء بطور انعام مرحمت فرمائیں۔ قبلۂ عالم نے علاوہ ان انعامات کے عصائے
سنگ یشم جو خاص دست مبارک میں رہتا تھا امیر الامرا کو عطا فرما کر اس کی قدر و
منزلت کو دہ چند بلند و بالا کیا۔ امیر الامرا کے پیش کش یعنی تیس لاکھ روپئے نقد و جواہرات
قیمتی چار لاکھ ملاحظہ والا میں پیش ہو کر قبول فرمائے گئے۔ ان تحائف میں ایک
آئینہ تھا جس کی خاصیت یہ تھی کہ تربوز اس کے سامنے رکھنے سے خشک ہو جاتا تھا
اور خشک پھل سے پانی کے قطرات ٹپکنے لگتے تھے۔
انھیں تحائف میں ایک عجیب و غریب صندوق تھا جس کے ایک طرف
ہاتھی بندھا تھا اور دوسری جانب بکرا۔ ہاتھی اس صندوق کو نہ کھینچ سکتا تھا اور بکرا صندوق
کو مع ہاتھی کے کھینچ لے جاتا تھا۔ امیر الامرا کی درخواست کے مطابق یہ امیر انتہائی
اعزاز سے سرفراز فرمایا گیا۔ اس عزت افزائی سے امیر الامرا بہادر دولت

خدا داد تیموری کے بہترین و اعلیٰ بندگان شاہی میں داخل ہوا۔ جہاں پناہ نے حکم دیا کہ امیر الامرا غسل خانۂ مبارک تک پالکی سوار آیا کرے اور نیز یہ کہ شاہ عالم بہادر کی نوبت کے بعد شائستہ خاں کے دروازے پر نوبت بجائی جائے امیر الامرا نے شاہی حکم کے مطابق شاہ عالم بہادر کی ملازمت میں حاضر ہوکر دو سو اشرفیاں اور دو ہزار روپئے نذر پیش کئے شاہ عالم بہادر نے کھڑے ہوکر امیر الامرا سے معانقہ کیا اور اپنی مسند کے متصل بٹھا کر خلعت با چہار قب و خنجر دستہ یشم عطا کیا۔

چھ جمادی الاول کو حسن علی خاں کے تغیر سے امیر الامرا صوبہ دار اکبر آباد مقرر فرمایا گیا جہاں پناہ نے نواب شائستہ خاں کو خلعت خاصہ و دو راس اسپ عربی و عراقی مرحمت فرمائے۔

عبد الرحمن بخشی واقعہ نویس دکن اس جرم پر خطاب خانی سے برطرف کیا گیا کہ جو رقم بہادر خاں نے مرزبان سے وصول کی تھی اسکا صحیح اندراج نہیں کیا بہادر خاں صوبہ داری دکن سے معزول کر دیا گیا اور اپنے مستقر سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا اس امیر سے بعض لغزشیں ہو گئی تھیں اور مال سرکاری میں خیانت کرنے و نیز پیش کش مقررہ کو بہ تاخیر ارسال کرنے کے جرم میں بادشاہ ادب آموز نے مجرم کو منصب و خطاب سے برطرف فرماکر اس کے مال و متاع کی ضبطی کے احکام نافذ فرمائے تھے۔ بہادر خاں شرف حضوری سے باریاب ہوا اور اس نے اصل واقعات سماعت مبارک تک پہنچائے بادشاہ جرم بخش نے اس امیر کو ناکردہ گناہ تصور فرماکر اپنے قدیم نمکخوار کا قصور معاف فرمایا۔ دلیر خاں گیارہ ربیع الاول کو عفو تقصیر کی عزت سے سرفراز ہوا اور بدستور سابق منصب و خطاب پر بحال فرمایا گیا۔ شاہی حکم کے مطابق عاقل خاں اس امیر کو شاہ عالم بہادر کی خدمت میں لے گیا اور شہزادۂ مذکور نے دلیر خاں کو خلعت و خنجر قیمتی سات ہزار مرحمت ہوئے۔

جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ بنگال کا معزول صوبہ دار اعظم خاں کوکہ بہار جا رہا تھا لیکن قضائے الٰہی سے بارہ ربیع الآخر کو ڈھاکہ میں فوت ہو گیا بادشاہ محمد اعظم صوبہ دار صوبۂ پٹنہ جلد اس طرف روانہ ہوئے نور اللہ خاں شہزادۂ مذکور کی نیابت میں صوبۂ اڑیسہ کی نظامت پر فائز ہوا سیف خاں صوبہ دار بہار مقرر ہوا۔

اعظم خاں کا برادر خورد خان جہاں بہادر خلعت کے عطیہ سے سرفراز ہو کر گوشۂ ماتم سے باہر آیا۔ اس کے دونوں بیٹوں کو بھی خلعت مرحمت ہوئے اعظم خاں کے فرزندوں صالح خاں وغیرہ کے لئے گرز بردار کی معرفت خلعت روانہ فرمائے گئے۔ متوفی کا مال ومتاع یعنی دو لاکھ روپئے اور ایک لاکھ بارہ ہزار اشرفیاں ضبط سرکار ہوئیں۔ گیارہ شعبان کو شاہ عالم بہادر لشکر عشر انبوہ کے ہمراہ صوبجات دکن کے انتظام کرنے کے لئے روانہ فرمائے گئے۔ جہاں پناہ نے خلعت خاص با بالابند مرصع و مالائے مروارید وجیغہ وتین راس اسپ وفیل با ساز طلاء و ایک لاکھ اشرفیاں نقد اور اصل چھ کرور دام و اضافہ چہار کرور مرحمت فرمائے۔ دیگر شہزادے بھی اضافۂ مناصب وعطیات جواہر سے سرفراز فرمائے گئے اس لشکر کے ہر متعینہ امیر کو خلعت و اسپ وفیل مرحمت ہوئے قوام الدین خاں ناظم صوبۂ لاہور کو جموں کی فوجداری مرحمت ہوئی راجہ جسونت سنگھ بوندیلہ چنپت بوندیلہ کے بیٹوں کی سرکوبی وتنبیہ کے لئے روانہ فرمایا گیا بادشاہ فریادرس کو معلوم ہوا کہ لاہور میں غلہ بحد گراں ہو گیا ہے قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ سرکاری غلہ خانے میں بیس روپیہ یومیہ کا اضافہ فرمایا جائے۔

کابل کے واقعات سے معلوم ہوا کہ والیان بلخ وبخارا ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں اور ہر دو ممالک میں ایسا شدید قحط ہے کہ انسان مردارخوری پر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ چودھویں شعبان کو معلوم ہوا کہ جمدۃ الملک اسد خاں برہانپور سے اورنگ آباد روانہ ہوا۔ خان بیگ ولد سبحان بیگ آتش خاں کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا۔

فرمان مبارک صادر ہوا کہ کفایت خاں وعنایت خاں یکشنبہ وپنجشنبہ کو عرض مطالب دیوانی کے لئے حضور میں حاضر ہوا کریں۔

آسایش بانو بیگم دختر مراد بخش وزوجہ محمد صالح نے وفات پائی۔

امیر خاں صوبہ دار کابل ستائیس ربیع الآخر کو اپنے محال پر پہنچ گیا۔

جونپور کے واقعہ نویس نے اطلاع دی کہ سترھویں ربیع الآخر سے شدید بارش کا سلسلہ شروع ہوا۔ غیرت خاں مشرقی ایوان پر بیٹھا ہوا تھا کہ دفعۃً برق گری چھ آدمی ہلاک ہوئے اور چار اشخاص مدت کے بعد ہوش میں آئے خان مذکور کے پاؤں کو صدمہ پہنچا لیکن جان سلامت رہی۔

انیسویں جمادی الآخر کو شہزادہ محمد اعظم جہاں نگر میں داخل ہوے۔

تشفیع خاں دیوان بنگالہ کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ تمام سال کی تنخواہ کے علاوہ امیر الامرا نے ایک کروڑ تیس لاکھ روپئے زاید صرف کئے حکم ہوا کہ اس قسم کا امیر الامرا سے مطالبہ کیا جائے۔

جلوس عالمگیری کے سال بست و دوم کا آغاز مطابق ۱۰۸۹ھ ہجری

رمضان کا مقدس مہینہ آیا اور بادشاہ عالم و عالمیاں پیر و مرشد جہانیان نے طاعت الٰہی پر کمر باندھی اور شبانہ روز کی عبادت گزاری سے ذخیرۂ سعادت جمع فرمایا۔

دسویں رمضان کو حکم ہوا کہ میر متعیث دیوانی بنگالہ جارہا ہے ایک سرپیچ مرصع قیمتی تیئیس ہزار شہزادہ محمد اعظم کے لئے اپنے ہمراہ لے جائے سالگرہ کے روز شہزادہ محمد کام بخش کو جنکا سن اب بارہ سال کا ہو چکا تھا الائے مروارید و سپر پاگل مرصع مرحمت فرمائی۔

خواجہ محمد صالح نقشبندی نے دختر شیخ میر مرحوم سے عقد کیا اور عطیہ خلعت سے سرفراز فرمایا گیا۔ غیاث الدین خاں کی وفات پر عبد الرحیم خاں عبد الرحمن خاں اس کے بھائیوں اور رضی الدین خاں متوفی کے فرزند کو خلعت ماتمی عطا ہوئے۔

بہرہ مند خاں و شرف الدین کو انکی والدہ کی وفات پر خلعت ماتمی عطا ہوئے اور یہ امیر گوشۂ سوگواری سے باہر نکلے۔ تہور خاں کے تغیر سے ابو المحمد بیجاپوری او دھکا فوجدار مقرر فرمایا گیا۔ داراب خاں ایک شائستہ لشکر کے ہمراہ راجپوتان کھنڈیلہ کی تنبیہ اور وہاں کے بتخانہ کے انہدام کے لئے روانہ

فرمایا گیا۔ بہرہ مند خاں کو داراب خاں کی نیابت عطا ہوئی اور بہرہ مند خاں کے
تغیر سے خواجہ میرزا داروغہ فیل خانہ مقرر فرمایا گیا۔

غرۂ شوال کو عیدگاہ میں دوگانۂ عیدالفطر ادا فرمایا گیا۔ پنجشنبہ کو پیشاور کے
معروضہ سے معلوم ہوا کہ سرگروہ راجگان ہند مہاراجہ جسونت سنگھ نے چھ ذیقعدہ
کو وفات پائی۔

دسویں ذی الحجہ کو نماز و قربانی کے مراسم ادا فرمائے گئے۔ لطف اللہ خاں
کے تغیر سے بہرہ مند خاں کو خدمت میر بخشیگری عطا ہوئی طاہر خاں مہاراجہ متوفی
کے وطن جودھپور کا فوجدار مقرر فرمایا گیا۔ اور خدمت گار خاں کو تعلقہ داری
اور شیخ انور کو خدمت امانت عطا ہوئی عبدالرحیم خاں جودھپور کا کوتوال مقرر ہوا۔

جہاں پناہ کا بار اول دارالخیر اجمیر روانہ ہونا۔

چھبیس ذی الحجہ کو قبلۂ عالم تخت گاہ سے اجمیر روانہ ہوئے۔
کامگار خاں تخت گاہ کا قلعہ دار فولاد خاں فوجدار مقرر ہوا
یہ دونوں امیر بھی دیگر حکام کی طرح بہ اعزاز تمام
رخصت فرمائے گئے۔

چھ محرم کو خان جہاں بہادر حسن علی خاں و دیگر امرا کی ہمراہی میں
راجہ جسونت سنگھ کے ممالک کے انتظام کے لئے روانہ ہوا۔ تیرہ محرم کو کنور کشن سنگھ
نبیرۂ راجہ رام سنگھ اپنے وطن سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا۔

عبدالرحیم خاں کے تغیر سے روح اللہ بیگ خدمت اختہ بیگی پر تعین
فرمایا گیا۔

سولہویں محرم الحرام کو جمدۃ الملک اسد خاں دکن سے واپس ہو کر کشن گڈھ
میں شرف قدم بوسی سے فیضیاب ہوا۔

اٹھارھویں محرم الحرام کو قبلۂ عالم اجمیر پہونچ گئے۔ بادشاہ دین پناہ نے
دارالخیر میں ورود فرماتے ہی سب سے پہلے حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین صاحب چشتی
رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ پاک پر حاضر ہو کر سعادت زیارت حاصل فرمائی۔ آستانۂ
چشتیہ پر حاضری دیکر بادشاہ دولت خانہ پر تشریف لائے۔

پچیسویں محرم الحرام کو مہاراجہ متوفی کے وکیل نے عرض کیا کہ راجہ کی

دو رانیاں حاملہ تھیں۔ جسونت سنگھ کے لاہور پہونچنے کے بعد راجہ کے محل میں چند ساعت کے تفاوت سے دو فرزند پیدا ہوئے۔

انتیسویں محرم الحرام کو بادشاہ زادہ محمد اعظم کے ملازم میرزا اشا ہرخ نے فتح گواہٹی کی عرضداشت ملاحظۂ عالی میں پیش کی اور ایک ہزار روپیہ انعام پایا۔

سترھویں صفر کو شہزادہ محمد اکبر ملتان سے خدمت شاہی میں حاضر ہوئے اور خلعت با نیمہ آستین و بالا بند کے عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے۔ ملتان کے واقعہ نویس نے اطلاع دی کہ سلطان کا معزول صوبہ دار غیرت خاں بادشاہ زادہ محمد اکبر کی نیابت میں ملتان پہنچ گیا۔ حقی خاں لاہور روانہ ہوا۔ سید عبد اللہ مہاراجہ جسونت سنگھ کے اموال کی ضبطی کے لئے قلعۂ سیوانہ روانہ فرمایا گیا۔ امیر الامرا کو خلعت خاصہ با نیمہ آستین و بالا بند و خنجر مرصع عطا فرما کر اکبر آباد روانہ ہونے کی اجازت مرحمت ہوئی۔

داراب خاں جو شاہی حکم کے مطابق کھنڈیلہ کے شوریدہ پشتوں کی تنبیہ اور بت خانوں کو منہدم کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا پانچ صفر کو اپنی آماجگاہ پر پہنچا۔ ایک سو چند راجپوتوں نے مقابلہ کیا جو سب کے سب ہلاک ہوئے کھنڈیلہ، سانو میلہ و دیگر اطراف و نواح کے تمام مندر زمین کے برابر کر دئے گئے۔

افتخار خاں کے تغیر سے تہور خاں اجمیر کا فوجدار مقرر ہوا اور نارائن سنگھ کے وکیل کو اجازت مرحمت ہوئی کہ رانا کی درخواست ملاحظۂ عالی میں پیش کریں۔ رانا نے درخواست کی تھی کہ اس کے فرزند کنور جے سنگھ کو بارگاہ شاہی میں حاضر ہونے کا شرف عطا ہو۔ رانا کا معروضہ قبول فرمایا گیا اور محمد نعیم اس کی راہ نمائی کے لئے مقرر ہوا۔

انتیس صفر کو انار سنگھ ولد راؤ رائے سنگھ نے خیمہ تک جے سنگھ کا استقبال کیا اور اسے بارگاہ شاہی میں لے آیا۔ جہاں پناہ نے جے سنگھ کو خلعت خاصہ و بالائے مروارید و زمرد و ارسی سنگ یشم و پہونچی مرصع و مادہ فیل کے عطیات سے سرفراز فرمایا۔

فیض اللہ خاں مراد آباد سے اور ممتاز خاں مالوہ سے بارگاہ شاہی میں حاضر ہوئے تھے ہر دو امیروں کو مستقر واپس جانے کی اجازت مرحمت ہوئی
معتمد خاں کے تغیر سے امان اللہ خاں گوالیار کا فوجدار مقرر فرمایا گیا۔

ساتویں صفر کو قبلۂ عالم نے اجمیر سے روانہ ہو کر غرۂ ربیع الاول کو تختگاہ میں نزول اجلال فرمایا۔ چونکہ بادشاہ دین پناہ نے احکام شریعت اسلام کے رواج دینے اور کفر و بے دینی کا قلع قمع کرنے کا مصمم ارادہ فرمالیا تھا اس لئے فرمان واجب الاذعان صادر ہوا کہ موافق حکم الٰہی و ارشاد رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تختگاہ نیز صوبجات کے ذمیوں سے جزیہ وصول کیا جائے۔

بارہ ربیع الاول کو شہزادہ محمد اکبر کو لاہور جانے کی اجازت ہوئی اور خلعت خاصہ با نیمہ آستین و سرپیچ مرصع مرحمت فرمائے گئے۔

محمد شاہ خاں لوحانی کو خطاب خانی مرحمت ہوا اور شاہ بیگ خاں کا شغری عبد اللہ خاں کے نام سے موسوم ہوا۔ افتخار خاں وغیرہ عنایات بادشاہی سے سرفراز فرما کر شہزادہ کے ہمراہ روانہ کئے گئے۔ اٹھارہ ربیع الاول کنور جے سنگھ پسر رانا کو خلعت و سرپیچ مرواریدو آویزۂ لعل و طرۂ مرصع و اسپ عربی با ساز طلا و فیل مرحمت ہوئے اور اس کو وطن جانے کی اجازت عطا ہوئی۔ رانا راج سنگھ کے لئے فرمان خوشنودی کے ہمراہ خلعت و سرپیچ مرصع اور بیس ہزار روپے روانہ فرمائے گئے

چوبیس ربیع الآخر کو خان جہاں بہادر جودھپور سے بتخانوں کو منہدم کر کے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا اور کئی گاڑیاں بتوں سے لدی ہوئی اپنے ہمراہ لایا قبلۂ عالم نے خان جہاں کی کارگزاری کی بیحد تعریف کی اور حکم دیا کہ یہ اصنام جنمیں اکثر مرصع طلائی و نقرئی و مسی و برنجی تھے جلو خانے کے دروازوں اور مسجد کے زینوں کے نیچے ڈال دیئے جائیں تاکہ پامال ہوں عرصہ تک یہ بت انتقامات پڑے رہے یہاں تک کہ قطعاً نیست و نابود ہو گئے۔

پچیسویں تاریخ اندر سنگھ ولد راؤ رائے سنگھ نبیرۂ امر سنگھ اپنے چچا راجہ جسونت سنگھ کی وفات کے بعد خطاب راجگی و خلعت خاصہ و شمشیر با ساز مرصع

واسپ با ساز طلا و فیل و علم و طوغ و نقارہ کے عطیات سے سرفراز فرمایا گیا۔ اندر سنگھ نے چھتیس لاکھ روپئے نذر پیش کی قبول فرمائے گئے۔ قدیم زمانہ میں دستور تھا کہ فرمانروا اپنے ہاتھوں سے عالی مرتبہ راجاؤں کی پیشانی پر قشقہ لگاتے تھے عہد معدلت عالم گیری میں راجہ رام سنگھ کی پیشانی پر اسد خاں نے بموجب حکم قشقہ لگایا لیکن آخر میں یہ بھی موقوف فرما کر صرف تسلیم کافی سمجھی گئی۔

صفی خاں کے تغیر سے عاقل خاں خدمت بخشی گری تن پر فائز ہوا۔ پچیس تاریخ داراب خاں یعنی مختار نے وفات پائی۔ جان سپار خاں اس کے برادر اور محمد تقی خلیل و محمد کامیاب مرحوم کے بیٹوں اور لشکر خاں اسد کے داماد کو ماتمی خلعت عطا ہوئے۔ داراب خاں کی وفات پر روح اللہ خاں میر آتش مقرر فرمایا گیا۔ اور روح اللہ خاں کے بجائے بہرہ مند خاں کو خدمت آختہ بیگی اور اعتقاد خاں کو بخشی گری احدیاں کا عہدہ عطا ہوا۔

بادشاہ زادہ محمد معظم کی فوج سے واقعہ نویس نے اطلاع دی کہ شرزہ خاں بیجاپوری شہزادے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جہاں پناہ نے شرزہ خاں کو رستم خاں کے خطاب سے سرفراز فرما کر فرمان خوشنودی کے ہمراہ اس کیلئے خلعت واسپ و فیل و نقارہ روانہ فرمائے۔

راجہ جسونت سنگھ نے جس وقت دار الملک کابل میں وفات پائی اس کے کوئی بیٹا نہ تھا۔ راجہ کی وفات کے بعد اس کے معتمد ملازمین یعنی سونکداس و گھناشیام بہاٹی و رنچھور و درگا داس وغیرہ نے جیسا کہ قبل مذکور ہوا جہاں پناہ کے حضور میں عرضداشت روانہ کی کہ راجہ کی دو بیویاں حاملہ ہیں۔ راجہ کے متعلقین لاہور پہونچے اور دونوں رانیوں کے بطن سے فرزند پیدا ہوئے۔ راجہ کے ملازمین نے اصل واقعہ عرض کر کے یہ التجا کی کہ ان کو منصب و راج عطا فرمایا جائے۔ خلیفۂ عالم نے حکم دیا کہ راجہ کے ہر دو فرزند آستانۂ شاہی پر حاضر کئے جائیں جب یہ بچے سن تمیز کو پہونچینگے تو ان کو منصب و راج مرحمت فرمایا جائیگا۔ جسونت سنگھ کے ناعاقبت اندیش ملازمین شاہجہاں آباد پہونچے اور اپنی درخواست کے قبول فرمانے میں بے حد مبالغہ و اظہار عاجزی کیا اس دوران میں

ایک بچہ بھی فوت ہو گیا۔

قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ اس کمینہ خصایل گروہ کا ارادہ ہے کہ دوسرے بچہ کو اس کی دونوں ماؤں کے ساتھ جودھپور لے جائیں اور وہاں پہونچکر فتنہ و فساد کا بازار گرم کریں۔ جہاں پناہ نے سولہ جمادی الآخر کو فرمان جاری فرمایا کہ جسونت سنگھ کا فرزند اور متوفی کی دونوں رانیاں روپ سنگھ راٹھور کی حویلی سے منتقل کر کے نورگڈھ میں بہ حفاظت رکھے جائیں۔ اور فولاد خاں کوتوال و سید احمد خاں چوکی خاص کے ملازمین کے ہمراہ وحید خاں پسر داؤد خاں و کمال الدین خاں پسر دلیر خاں و خواجہ میر احسن جس نے صلابت خاں کا خطاب حاصل کیا بادشاہزادہ محمد سلطان مرحوم کے رسالے کے ساتھ اس گمراہ فرقے کو اس کے ارادۂ بد سے روکیں اس امر کی پوری نگہداشت کریں کہ یہ گروہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہونے پائے۔ جہاں پناہ نے فرمان مبارک میں یہ صراحت فرمادی کہ اگر یہ بدبخت گروہ اپنی شامت اعمال سے برسر پیکار ہو تو انکو ان کے کردار کی قرار واقعی سزا دیکر ان کو نیست و نابود کر دیا جائے۔

معتبر امیروں نے فرمان مبارک کے بموجب پیشتر ان بدنصیبوں کو نصیحت کی لیکن ان برگشتہ بخت ملازمین پر کچھ اثر نہ ہوا اور اپنے نفع و نقصان میں کچھ تمیز نہ کر سکے۔ ہندوؤں نے مسلمان امیروں کا مقابلہ کیا طرفین سے ایک گروہ میدان جنگ میں کام آیا۔ فرقۂ راجپوت نے جب دیکھا کہ ان کو غلبہ نہیں ہو سکتا تو راجہ کی دونوں رانیوں کو جو سپاہیوں کی ہمت بڑھانے کیلئے میدان کارزار میں ان کے ہمراہ تھیں قتل کر ڈالا اور دوسرے بچہ کو جو ایک شیر فروش کے مکان میں مخفی کر دیا گیا تھا اسی حال میں چھوڑ کر بیحد پریشانی و کمال اضطراب کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے۔ فولاد خاں کو اس بچے کے حال سے آگاہی ہوئی اور اس نے راجہ کے فرزند کو شیر فروش سے لیکر آستانۂ شاہی پر حاضر کیا۔ جہاں پناہ نے حکم دیا کہ راجہ کی کنیزوں سے جو نظر بند ہو کر آئی ہیں دریافت کیا جائے کہ یہ لڑکا کون ہے۔ کنیزوں نے اقرار کیا کہ بچہ مہاراجہ کا صلبی فرزند ہے جہاں پناہ نے لڑکے کو محمدی راج کے نام سے موسوم کر کے اسکی پرورش و پرداخت

ملکہ خلک احتجاب نواب زیب النسا بیگم کے سپرد فرمائی فولاد خاں دوسرے روز اس بچہ کے زیورات اور دوسری چیزیں لے کر حاضر ہوا اس ہنگامہ میں راجہ و نیز رانیوں و دیگر راجپوتوں کے مال و متاع تا راجیوں کے قبضہ میں آئے جو مال کہ متصدیاں سرکار نے بطور ضبطی حاصل کیا بیت المال کے کوٹھے میں داخل کیا گیا۔

میدان جنگ میں دونوں رانیوں و رنچھور رئیس راجپوتان اور دوسرے تیس راجپوتوں کے لاشے پائے گئے بقیہ افراد جو مسلمانوں سے شکست کھا کر فراری ہوئے تھے چودہ جمادی الآخر کو جو دھپور پہونچے اور درگا وغیرہ دیگر شوریدہ پشت افراد کے اغوا سے فتنہ و فساد کی آگ روشن ہوئی یہ فتنہ پردازنہ دو جعلی لڑکوں یعنی ان متعین جو جلد ہلاک ہوا اور راجپت سنگھ کو جسونت سنگھ کے فرزند مشہور کر کے برسر پیکار رہوئے طاہر خاں فوجدار راجپوتوں کے مقابلہ میں شاہی احکام کی پابندی نہ کر سکا اور اس جرم میں معزول کیا گیا۔ اندر سنگھ اپنی ناقابلیت کی وجہ سے ملک کا انتظام نہ کر سکا اور اس فتنہ کو فرو کرنا اس کی طاقت سے باہر نظر آیا یہ ناقابل راجہ آستانۂ والا پر طلب کر لیا گیا۔

بیس رجب کو جہاں پناہ باغ خضر آباد میں وارد ہوئے اور ایک جرار لشکر سربلند خاں کے تحت جو دھپور پر قبضہ و فتنہ پردازوں کو پامال و تباہ کرنے کے لئے روانہ فرمایا گیا۔

چھبیس رجب کو معلوم ہوا کہ راجہ جسونت سنگھ کے ملازمین میں ایک شخص مسمی راج سنگھ نے بہت بڑی جمعیت فراہم کر کے تہور خاں فوجدار اجمیر سے مقابلہ کیا تین روز کامل لڑائی کا سلسلہ جاری رہا اور معرکہ کارزار نے تیر و تفنگ سے گزر کر تلوار و گرز کی بے پناہ ضرب تک طول کھینچا لیکن آخر کار اقبال شاہی نے اپنا کام کیا اور تہور خاں کو فتح حاصل ہوئی راج سنگھ ایک گروہ کثیر کے ہمراہ ہلاک ہوا۔

واقعہ یہ ہے کہ اس معرکہ میں راجپوت ایسے پسپا و پامال ہوئے کہ پھر کبھی ان کو فتنہ پردازی و جنگ آزمائی کی ہمت نہ ہوئی ان سرکشوں میں

اکثر تو تہ تیغ ہوئے اور بقیہ نے صحرا نوردی کے عالم میں جان دی۔

دوسری شعبان کو شہزادہ محمد اکبر لاہور سے خدمت والا میں حاضر ہوئے جہاں پناہ نے شہزادہ مذکور کو خلعت وجواہرات قیمتی ۷۰ ہزار روپئے خواجہ ہمت کی معرفت عطا فرمائے۔

قبلۂ عالم کا تختگاہ سے دوبارہ اجمیر کا سفر فرمانا۔

سات شعبان ۲۲ جلوس مبارک کو جہاں پناہ نے سرکشوں کو پامال فرمانے کے ارادے سے سفر کیا شہزادہ محمد اکبر اس روز قصبۂ پالم سے رخصت کر دئے گئے تاکہ ورود مبارک سے پیشتر اجمیر پہونچ جائیں شہزادہ کو خلعت خاصہ مع بالابند اور سات گھوڑے مرحمت ہوئے۔ محمد اکبر کے تمام ہمرکاب امیر بھی شاہانہ نوازش سے سرفراز فرمائے گئے۔

اعتماد خاں برہان الدین کو تختگاہ کی دیوانی اور امیر ہدایت اللہ کو بخشی گری و واقعہ نویسی کی خدمتیں عطا ہوئیں۔ افلاطون خاں قلعہ دار و عبداللہ حبیبی ناظر بیوتات د نور الحق پسر قاضی عبدالوہاب قاضی عدالت و ابوسعید خویش دواماد قاضی مذکور داروغۂ عدالت مقرر فرمائے گئے۔ دیگر ملازمین دولت مہمات سلطنت کو انجام دینے کی غرض سے مختلف عہدوں پر متعین ہو کر رخصت فرمائے گئے۔

تیرہ تاریخ امیرالامرا و کلائے شہزادہ محمد اعظم کے تغیر سے صوبہ دار بنگالہ مقرر فرمایا گیا۔ صفی خاں کو اکبرآباد کی صوبہ داری مرحمت ہوئی۔ ان تقررات کے فرامین وخلعت گرز برداروں کی معرفت روانہ فرمائے گئے۔

بیس شعبان کو محتشم خاں صوبہ دار میوات مقرر فرمایا گیا۔ انیس شعبان کو قبلۂ عالم نے حضرت غریب نواز سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مبارک کی سعادت زیارت حاصل کر کے محلات جہانگیری واقعہ کنار تالاب اناساگر میں نزول اجلال فرمایا۔

جلوس عالمگیری کے سال بست و سوم کا آغاز مطابق ۱۰۹۰ھ ہجری

بابرکت ماہ صیام کا آغاز ہوا اور اہل عالم فلاح دارین سے بہرہ اندوز ہوئے خدیو خدا آگاہ نے تمام ماہ طاعت وعبادت میں بسر فرمایا۔

غرۂ رمضان کو ہمت خاں صوبہ دار الہ آباد شرف قدمبوسی سے سرفراز ہوا
اور شہزادہ محمد اکبر کی خدمت میں روانہ فرمایا گیا۔
ہمت خاں کو خلعت خاصہ و اسپ با ساز طلا مرحمت ہوئے اور شہزادۂ مذکور
کے لئے خان مذکور کی معرفت سرپیچ مرصع ارسال فرمایا گیا۔
ساتویں رمضان کو شہزادہ محمد اعظم کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ شہزادۂ مذکور کے
محل میں دختر کیرت سنگھ کے بطن سے فرزند پیدا ہوا ہے عرضداشت کے ہمراہ چار سو اشرفیاں
نذر پیش کی گئیں جہاں پناہ نے مولود کو سلطان محمد کریم کے نام سے موسوم کیا۔
نویں رمضان کو دلیر خاں کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قلعۂ منگل بیدہ سیواجی کے
قبضے سے نکال لیا گیا غرۂ شوال کو جہاں پناہ ادائے نماز کے لئے عیدگاہ تشریف لے گئے۔
سبحان سنگھ کے نام قلعے کی فتح کا فرمان تحسین صادر فرمایا گیا حافظ محمد امین صوبہ دار احمد آباد
آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا صوبہ دار اور اسکے تمام ہمراہی عطیۂ خلعت سے سرفراز فرمائے گئے۔
فاخر خاں کو تختگاہ جانے کی اجازت ہوئی اور خلعت رخصت مرحمت فرمایا
گیا تہور خاں کو خلعت و ترکش و کمان اور ایک زنجیر فیل مرحمت ہوئی اور خان مذکور
باندل و دیگر پرگنوں کے انتظام کے لئے روانہ کیا گیا۔
اندر سنگھ کو بھیج کی۔ رگھناتھ سنگھ کو سیانہ و دھاماں کی اور محکم سنگھ کو قصبہ پور کی
تھانہ داریاں عطا ہوئیں۔
غرۂ ذیقعدہ کو شہزادۂ محمد اکبر کی عرضداشت پیش ہوئی معروضے کے ہمراہ نو سو اشرفیاں
بھی بطور نذر ملاحظۂ والا میں پیش کی گئیں عرضداشت سے معلوم ہوا کہ شہزادے کے محل میں
فرزند پیدا ہوا ہے جہاں پناہ اس خبر مسرت اثر سے بیحد خوش ہوئے شہزادے کی نذر
قبول فرمائی گئی اور مولود کو نیکو سیر کے نام سے موسوم کیا گیا۔

جہاں پناہ کا اجمیر شریف سے اودے پور تشریف لیجانا

ساتویں ذیقعدہ قبلۂ عالم رانا کی گوشمالی کیلئے اجمیر سے اودے پور روانہ ہوئے بادشاہزادۂ محمد اکبر اسی روز میرٹھ سے روانہ ہو کر مقام دیورائی میں شرف ملازمت سے فیض اندوز ہوئے۔

بادشاہزادۂ محمد اعظم کے حسب الحکم اقدس بنگالے سے آستانۂ والا پر حاضر ہونے کا حال

قبلۂ عالم و عالمیاں کے احکام کی اس سعادت و اطاعت کے ساتھ فرماں برداری کرنا اور موانع کے

باوجود جن سے اکثر عظیم الشان مقاصد کے فوت ہونے کا اندیشہ تھا فرمان شاہی کے مطابق روانہ ہونا اور اسقدر جلد سفر کی منزلیں طے کر کے سعادت قدمبوسی حاصل کرنا حقیقت یہ ہے کہ بادشاہ زادگان سعادت اطوار ہی کا کام ہے۔

ملازمین ہمراہی جنکی راست بیانی میں شبہ کی گنجائش نہیں ہے بیان کرتے ہیں کہ شہزادۂ مذکور نصف شب کے بعد پالکی میں سوار ہوکر آرام فرماتے تھے مصطفےٰ کاشی وامیر اسپ بیگ و قاسم بیگ وغیرہ نوبت بہ نوبت جلو میں چلتے تھے اور نماز فجر کے بعد سے دو پہر تک گھوڑے پر سوار ہوکر راہ طے فرماتے تھے سواری سے اترنے کے وقت دو یا تین اشخاص سے زیادہ ہمراہ نہیں پہونچ سکتے تھے بقیہ ہمراہی یکے بعد دیگرے ملازمت میں حاضر ہو جاتے تھے خیمہ و خرگاہ و محل و کارخانجات میر ہادی کے ہمراہ پٹنے میں چھوڑ دئے گئے تھے کہ متعاقب پہنچ جائینگے بادشاہ زادے نے پٹنے سے بنارس تک سات روز میں سفر کیا اور اس تمام سفر میں نواب عالیہ جہاں زیب بانو بیگم ہمراہ تھیں۔ میر خان و شاہ قلی خاں اس امر پر مامور تھے کہ نواب عالیہ کے ہودج کو منزل بہ منزل پہونچاتے رہیں یہ اشخاص شہزادے کے ورود کے پچیس روز بعد پہونچے۔ بادشاہ زادہ محمد اعظم بنارس سے چہرہ روانہ ہوئے اور بارہ دن ایک پہر میں تمام راہ طے کر کے ۲۳ ذیقعدہ کو شرف قدمبوسی سے فیضیاب ہو گئے۔

جس روز کہ بادشاہ زادہ مذکور چارپایہ چھپر پر سوار ہوے قاسم بیگ سے فرمایا کہ اب ترکش ہمکو بارگراں معلوم ہوتا ہے مخاطب نے عرض کیا کہ فدوی کو حکم ہو میں اس کو اٹھاؤنگا۔ بادشاہ زادہ نے فرمایا کہ تم اپنا ترکش کیا کروگے اس نے عرض کیا کہ اسکو اپنی پیٹھ پر باندھ لونگا چنانچہ ایسا ہی ہوا پانچ سوار خوش اسپہ بادشاہ زادہ کے ہمراہ تھے۔ اکثر سواروں کو گھوڑے عنایت فرمائے گئے۔ بارہ سوار۔ چار پیادے ایک چوبدار ایک جیب گش دو گھڑیالی ہر وقت ہمراہ حاضر رہتے تھے بادشاہ زادہ کے ہمراہ پہونچے۔

ایک روز قطع مسافت کے دوران میں جبکہ خود بادشاہ زادہ اور شہزادہ بیدار بخت چارپایہ چھپر پر سوار سفر کی منزلیں طے کر رہے تھے شہزادہ پر تشنگی کا غلبہ

ہوا ایک موضع کے قریب پہونچے جسکے کنارے ایک کنواں واقع تھا۔ آب کش
پانی کا ایک پیالہ لایا اور بادشاہ زادہ نے دو اشرفیاں اسے عنایت فرمائیں
ایک بدمعاش نے یہ واقعہ دیکھا اور سمجھا کہ زر بردار کے پاس بیشمار اشرفیاں
ہیں یہ بدبخت سرِراہ کھڑا ہو گیا اور کرخت آواز سے مزدوروں سے کہا کہ خبردار
آگے نہ بڑھو بادشاہ زادہ متوجہ نہ ہوئے۔ اور تیز مزدور بھی اسکے منع کرنے سے
نہ رکے۔ اس اجل رسیدہ بدگہر نے سختی کی اور بادشاہ زادہ نے تیر کمان میں رکھکر
اس کی طرف پھینکا۔ تیر سینے میں بیٹھ گیا اور بد اندیش وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔
ملازمین شاہی سے چند اشخاص بادشاہ زادہ کے عقب میں آرہے تھے
جنمیں سے سہراب بیگ اس بدبخت کے سر پر پہنچا اور تیر کو فوراً پہچان لیا کہ اس
والا شزادہ کے کمان سے نکلا ہے جو سپہر اقتدار جانشین شہریاران ہیں۔ سہراب بیگ نے
اس سرگران کا سر قلم کیا اور تیر اس کے سینہ سے نکال کر جلد سے جلد خدمت
عالی میں پہنچا اور تیر سامنے پیش کر دیا۔ بادشاہ زادہ نے اس کے بعد فرمایا کہ ہر وقت
جیب میں چند عدد دو آنہ چہار آنہ طلاء و نقرہ و نیز تنگہائے سیاہ رکھنے چاہئیں
اکثر منازل میں شاہ عالم بہادر و نیز دیگر اراکین دولت کی جاگیروں
کے عمال گھوڑے اونٹ و خچر بہ قیمت خرید کر لاتے اور حلوان و مرغ پیش کرتے
تھے لیکن اس زمانہ میں کسی وقت بھی شہزادہ نے طعام تناول نہیں فرمایا۔
ایک روز البتہ جبکہ قاضی مالپور کے مکان سے کھانا آیا تو خشک روٹی و میوہ خشک
پر بسر فرمایا۔
ایک روز شہزادہ نے کھچڑی کا نام زبان سے لیا۔ ہمراہی پیادے
سرائین گئے اور کھچڑی پکا کر لکڑی کے برتن میں لے آئے اگرچہ پدر و فرزند
دونوں بھوکے تھے لیکن بادشاہ زادہ نے کھانے کو دیکھا اور فرزند سے اشارہ
کیا کہ نہ کھائیے فرزند ارجمند دیکھتا رہ گیا اور کھانے کو ہاتھ نہ لگایا۔ بادشاہ زادہ
نے فرزند کو تسلی دی اور کہا کہ تھوڑا صبر کرو انشاء اللہ دو ہی تین روز میں قبلۂ
دین و دولت حضرت ولی نعمت کا الوش نصیب ہوگا۔ اللہ اللہ فرمانِ مبارک
کی تاثیر تعمیل اور اس کی قوت نفاذ و نیز فرزند ارجمند کی سعادت و فدویت کا کیا

ذکر ہے۔

چوبیس۲۴ تاریخ شہزادہ بیدار بخت کو منصب ہشت ہزاری دو ہزار سوار مرحمت ہوا۔ اور عابد خاں کو غائبانہ قلیچ خاں کے خطاب سے سرفراز کیا گیا پانچویں ذی الحجہ کو ماندل سے کوچ ہوا اور قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ رانا کے ماز مین درہ دوبار می کو چھوڑ کر فرار ہو گئے ہیں حافظ محمد امین خاں نے عرض کیا کہ فدوی کے ملازم پہاڑ پر گئے تھے درے کے اس طرف کسی شخص کا نام ونشان بھی نہیں ہے رانا نے اودے پور کو خالی کیا اور خود روبہ فرار ہوا۔

بارھویں تاریخ کو جہاں پناہ نے درّہ مذکور پر قیام فرمایا اور حسن علیخاں رانا کے تعاقب میں روانہ فرمایا گیا۔

بادشاہ زادہ محمد اعظم و خان جہاں بہادر کو اودے پور کے دیکھنے کی اجازت مرحمت ہوئی روح اللہ خاں و یکہ تاز خاں اُس نادرۂ روزگار بتخانے کے مسمار کرنے پر متعین ہوئے جو رانا کی حویلی کے سامنے واقع اور اودے پور کے غیر مسلم باشندوں کی جان اور ان کے مال کی خرابی کا باعث ہوا ہیں نفر راجپوت بتخانے پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے وہاں موجود تھے۔ باری باری سے ایک ہندو مقابلے کے لئے بتخانے سے باہر آتا تھا اور چند سپاہیوں کو قتل کر کے خود بھی ہلاک ہو جاتا تھا اسی طرح بیسوں نفر تہ تیغ ہو گئے سرکاری فوج کا ایک گروہ اخلاص چیلے کے سمیت اس لڑائی میں کام آیا۔ بتخانہ ہندوں سے خالی ہو گیا اور شاہی بیلداروں اور تبرداروں نے تمام بت توڑ ڈالے۔

میر شہاب الدین کی تقدیر میں مرتبۂ امارت پر فائز ہونا لکھا تھا زمانے نے اس کے لئے ایک عمدہ موقع پیدا کیا۔

اِس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ میر مذکور رمیہ تبکاروں کی ایک جماعت کے ساتھ دولت خانۂ شاہی میں قیام پذیر تھا۔ قبلۂ عالم نے اسکو اپنے حضور میں طلب فرما کر فرمایا کہ حسن علیخاں چند روز ہوئے کہ رانا کے تعاقب میں درّے کے اندر داخل ہوا تھا خان مذکور کا کچھ حال معلوم نہیں کہ اس پر کیا گزری تم جاؤ اور خبر لے کر جلد واپس آؤ۔

میر شہاب الدین اسی وقت مع اپنی جماعت کے انتثال امر میں روانہ ہوا اور باوجود اس کے کہ بیگانۂ ملک ہونے کی وجہ سے راہ کے نشیب و فراز و نیز مختلف راستوں کے پیچ سے ناواقف اور دشمنوں کے خوف سے مطمئن نہ تھا لیکن اپنے طالع کی یاوری اور عقیدت کے خلوص نے اسے ایک راست باز راہبر سے ملا دیا اور یہ قاصد خان مذکور کے لشکر تک پہنچ گیا۔

میر شہاب الدین نے حالات سے واقفیت حاصل کی اور حسن علیخاں کی عرضداشت کے ہمراہ دو روز کے اندر آستانۂ شاہی پر حاضر ہو گیا۔ میر مذکور بلا وساطت بخشیاں دو صدی کے اضافے سے سرفراز ہو کر ہفت صدی امرا میں داخل ہوا۔ قبلۂ عالم نے میر شہاب الدین کو علاوہ اضافۂ منصب کے خطاب خانی و فیل و کمان ترکش خاصہ بھی مرحمت فرما کر احکام رسانی کے لئے دوبارہ حسن علیخاں کی خدمت میں روانہ کیا۔

غرضکہ یہ واقعہ میر مذکور کی ترقی کی ابتدا ہے اس کے بعد جو مواقع کہ یاوری تقدیر سے حاصل ہوئے اور جس طرح کہ یہ امیر مدارج اعلےٰ پر فائز ہوا وہ اپنی اپنی جگہ تالیف مذکور میں بیان کئے جائیں گے۔

سربلند خاں میر بخشی کی ناسازگاری مزاج نے طول کھینچا اور اس امیر نے چوتھی ذی الحجہ کو وفات پائی۔ سربلند خاں ان امرائے عظام میں داخل تھا جو ظاہر و باطن ہر قسم کی ہر خوبیوں کا مجمع تھے قبلۂ عالم کو ایسے بندۂ اخلاص مند کے انتقال سے بیحد ملال ہوا۔

چوتھی ذی الحجہ کو ہمت خاں الہ آباد روانہ فرمایا گیا شہزادہ محمد اکبر کو سرپیچ قیمتی چالیس ہزار مرحمت فرما کر اودے پور روانہ ہونے کی اجازت مرحمت ہوئی۔

جہاں پناہ نے حسن علی خاں کے تحت ایک فوج مع بہترین سازو سامان کے رانا کے تعاقب میں روانہ فرمائی۔ حسن علی خاں کے تمام ہمراہیوں کو خلعت عطا ہوئے۔ شیخ رضی الدین جو حسن علی خاں کے رفقا کا سرگروہ تھا

اس مہم میں مشتبہ سمجھا گیا جس بنا پر شیخ مذکور خطاب خانی سے برطرف فرما لیا گیا۔
سربلند خاں کی وفات پر روح اللہ خاں کو خدمت میر بخشی گری عطا ہوئی اور بجائے اس کے صلابت خاں داروغہ توپ خانہ مقرر فرمایا گیا۔ صلابت خاں کے بجائے صالح خاں داروغہ فیل خانہ ہوا اور تہور خاں کو بادشاہ قلی خاں کا خطاب عطا ہوا۔
دارالسلطنت لاہور کے واقعہ نگار نے اطلاع دی کہ سید علی اکبر قاضی شہر اپنی دیانت وطبیعت کی سختی اور تیزی کی وجہ سے کسی کے آگے سر نہیں جھکاتا تھا۔ قاضی مذکور کی وضع کے خلاف اس کا ہمشیر زادہ سید فاضل نام اپنی کم عقلی کی وجہ سے دست دراز و بدزبان تھا۔ لاہور کے حکام یعنی ناظم وکوتوال شہر اس شخص کے دست وزبان سے تنگ آگئے تھے اور مجبور ہو کر اس کی جان لینے کے خواہاں ہوئے۔
قاضی مذکور نے بھی اس فتنہ وآشوب میں امیر قوام الدین ناظم لاہور کے ہاتوں بیحد ذلت ورسوائی کے ساتھ اپنی جان دی۔
ناظم ونظام الدین کوتوال دونوں اشخاص خدمت وخطاب سے برطرف فرمائے گئے نظام الدین کوتوال لاہور ہی میں ختم ہوا اور قوام الدین حضور شاہی میں طلب کیا گیا۔ قوام الدین کے بجائے بادشاہ زادہ محمد اعظم ناظم پنجاب مقرر ہوئے اور طرۂ مرصع کے عطیے سے سرفراز فرمائے گئے۔ لطف اللہ خاں کو صوبے کی نیابت عطا ہوئی اور اس امیر کے تغیر سے ابو نصر خاں خدمت عرض مکرر پر مقرر فرمایا گیا۔
قوام الدین خاں (اجمیر میں) آستانہ والا پر حاضر ہوا۔ محکمۂ شرعیہ میں مقدمہ دائر ہوا اور قوام الدین روزانہ عدالت میں ذلیل وخوار ہونے لگا آخر کار پسر سید علی اکبر مرحوم اعزہ دربار کی شفاعت سے دعوے قصاص طلبی سے باز آیا۔ خان مذکور کو خود ہی اپنے حال پر رحم آیا اور اس نے جلد سے جلد دنیا کو خیرباد کیا۔
دوسری محرم کو قبلۂ عالم تالاب اودے ساگر تشریف لے گئے تالاب

ندکورے کنارے تین تبخانے نظر آئے۔ بادشاہ دین پناہ نے اِن مناور کے انہدام کا حکم دیا جس پر فوراً عمل کیا گیا۔
جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ حسن علی خاں نے انیسویں ذی الحجہ کو ونڑے کو عبور کر کے رانا پر حملہ کیا۔ ہندو راجہ خیمہ و اسباب چھوڑ کر فرار ہوا اس سفر میں بیحد غلہ اہل لشکر کے ہاتھ آیا جس کی وجہ سے ارزانی ہوگئی۔
ساتویں محرم کو حسن علی خاں میں اونٹ غلہ و دیگر اسباب غنیمت سے لدے ہوئے ہمراہ لے کر آستانہ والا پر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ رانا کی حویلی والے تبخانے کے علاوہ ایک سو بہتر دیگر مناور بھی جو نواح اودے پور میں واقع تھے مسمار کر دیئے گئے۔ جہاں پناہ نے خان مذکور کو خطاب بہادر عالم گیر شاہی عطا فرمایا۔
نویں محرم کو خان جہاں بہادر خلعت و خنجر مرصع و اسپ با ساز طلا کے عطیات سے سرفراز ہو کر ہندپور روانہ ہوا۔ غرۂ صفر کو بادشاہ دین پناہ نے چتوڑ کا سفر کیا اور فرمان مبارک کے مطابق اِس مقام کے تریسٹھ تبخانے منہدم کئے گئے۔
پانچویں صفر کو خان جہاں بہادر لہاور سے چتوڑ میں آستانہ شاہی پر حاضر ہوا۔ جہاں پناہ نے نیم آستین جسم مبارک سے اُتار کر خان جہاں کو مرحمت فرمائی۔
ساتویں صفر کو حافظ محمد امین خاں ناظم احمد آباد کو خلعت و اسپ و فیل عطا فرما کر مستقر جانے کی اجازت مرحمت ہوئی۔
نویں صفر کو خان جہاں بہادر ظفر جنگ کو کلتاش خاں و کلائے شاہ عالم بہادر کے تغیر کی وجہ سے ناظم دکن مقرر ہوا۔ اور خلعت و جمدھر مرصع و اسپ و فیل کے عطیات سے بہرہ اندوز ہوا۔
شیخ سلیمان داروغۂ عدالت کو فاضل خاں کا خطاب عطا ہوا۔
بارہ صفر کو بادشاہ زادہ محمد اکبر مرتب و باقاعدہ فوج کے ہمراہ چتوڑ کی محافظت پر مامور کیئے گئے جہاں پناہ نے بادشاہ زادے کو خلعت خاص

و مالائے سروار بدجیغۂ مرصع و اسپ و فیل مرحمت فرمائے۔

حسن علی خاں و رضی الدین خاں خلعت کے عطیے سے شرفیاب ہوکر بادشاہ زادہ مذکور کے ہمراہ روانہ ہوئے۔

حکیم شمسا و ختر عادل خاں بیجاپوری کے ہمراہ بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا تھا قبلۂ عالم نے حکیم مذکور کو خلعت خاصہ و اسپ با ساز طلا و فیل و منصب سہ ہزاری ہزار سوار عطا فرما کر شمس الدین خاں کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ شمس الدینجاں خان جہاں بہادر کی مہم پر متعین فرمایا گیا۔

جہاں پناہ کا اودے پور سے دار الخیر اجمیر کو واپس آنا

چودھویں صفر کو قبلۂ عالم اودے پور سے اجمیر روانہ ہوئے عبد اللہ خاں سالانہ دار عبد الرسول خاں کے تبادلے کی وجہ سے اکبر آباد کا قلعہ دار مقرر فرمایا گیا بہرام خاں کو خلعت و اسپ عطا ہوا۔ اور مفسدوں کی تنبیہ کے لئے رنتھنبور روانہ ہوا۔

ملکۂ عالیہ اورنگ آبادی محل عفت مآب بادشاہ زادہ زیب النسا بیگم کے ہمراہ حضور میں طلب کی گئی تھی چوبیسویں صفر کو یلنگتوش خاں بہادر ملکۂ موصوف کو بارگاہ شاہی میں حاضر کرنے کے لئے روانہ ہوا۔

قابل خاں میر منشی برادر ابو الفتح قابل خاں ٹھٹھوی قدیمی والا شاہی جو خاندانی خدمات و مزاج دانی کی وجہ سے تربیت و عنایت شاہی کا ممنون منت تھا اپنی بد نصیبی سے جادۂ اعتدال سے منحرف ہوا اور بیجا لغزشوں کی وجہ سے راہ راست پر قائم نہ رہا۔ جہاں پناہ نے قابل خاں کو منصب ہزاری ہفتاد سوار و خدمت تقرب سے برطرف فرمایا۔ قابل خاں کا داماد مسمی عبد الواسع بھی خدمت قانون گوئی صوبہ ٹھٹھہ سے معزول فرمایا گیا۔

قابل خاں کی درخواست کے مطابق اسے حکم ہوا کہ تخت گاہ کو روانہ ہو فرمان مبارک صادر ہوا کہ اس کا گھر ضبطی میں لے لیا جائے اس طور پر کہ قابل خاں جریدہ مکان سے باہر نکلے اور گھوڑے پر سوار کر کے شہر بدر کر دیا جائے۔ شاہی حکم کی تعمیل کی گئی اور مال کی ضبطی کا اندازہ کرنے سے معلوم ہوا کہ قابل خاں نے صرف دو سال کی خدمت تقرب میں علاوہ اسباب و حویلی نو ساختہ کے بارہ لاکھ روپے

جمع کئے تھے۔ قابل خاں نے لاہور پہنچ کر وفات پائی۔

قابل خاں کے بجائے فضائل خاں داروغہ ڈاک چوکی مقرر ہوا۔

شیخ مخدوم منشی بادشاہ زادہ محمد اعظم کی خدمت انشا پر مامور فرما کر منصب پانصدی بیست سوار و یکصد پیادہ کارد و دو ہزار روپیہ نقد کے عطیات سے سرفراز فرمایا گیا۔ جہاں پناہ نے شیخ مخدوم کو دس دس تھان چیدہ جامہ وار اور کمخواب کے بھی عطا فرمائے۔ اس واقعہ کے بعد شیخ مخدوم نے بتدریج ترقی کی یہاں تک کہ ہزار و پانصدی کے منصب و فاضل خاں کے خطاب سے سرفراز ہو کر خدمت صدارت پر فائز ہوا۔ فاضل خاں مدارج ترقی طے کر رہا تھا کہ دفعتہً دست اجل نے اس کو نیستی کے عمیق غار میں گرا دیا۔

شیخ مخدوم کی جگہ پر شیخ عبد الوالی پسر شیخ عبد الصمد جعفر خانی بادشاہ زادہ محمد اعظم کی سرکار میں مقرر فرمایا گیا۔

غرہ ربیع الاول کو جہاں پناہ اجمیر پہنچے اور سب سے پیشتر حضرت قدوۃ الواصلین خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ اقدس پر پیادہ پا حاضر ہوئے اور سعادت زیارت حاصل کر کے دولت خانہ پر جلوہ افروز ہوئے۔

سنقل خاں ولد طاہر خاں دکن سے حاضر ہوا اور میر توزک اوّل مقرر ہو کر خلعت سے سرفراز فرمایا گیا۔ صلابت خاں سے لغزش ہوئی اور منصب سے برطرف کیا گیا۔ اس امیر کے بجائے بہرہ مند خاں داروغہ توپخانہ اور بہرہ مند کی خدمت پر عبد الرحیم خاں آختہ بیگ مقرر ہوئے حیات بیگ کو خطاب خانی و خواجہ کمال کو خنجر خاں و عبد الواحد ولد میرزا خاں کو خطاب نامدار خاں مرحمت ہوا۔

کامگار خاں ولد ہوشدار خاں نے جو منصب سے برطرف فرما دیا گیا تھا اپنے جسم پر چار زخم مدھر کے لگائے لیکن الطاف سلطانی کے اکسیر اثر مرہم نے اسے شفا بخشی۔

دس ربیع الاول کو وارث خاں واقعہ خاں کو جس نے کتاب بادشاہ

نامہ کی تیسری جلد تالیف کی ہے ایک سو وا زدہ طالب العلم نے جس پر وارث خاں بیحد مہربانی کرتا اور اس کو بیرحموں کی ایذا رسانی سے بچاتا اور اس کی کفالت کرتا تھا چاقو سے ہلاک کیا۔

پندرہ ربیع الاول کو شاہ عالم بہادر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ شہر بیجاپور میں قبلۂ عالم کے نام نامی کا خطبہ وسکہ جاری ہوا۔ حاضرین دربار نے مبارکباد عرض کی۔

سولہ ربیع الاول کو بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہی حکم کے مطابق ہمشیرۂ معظمہ نواب عالیہ زیب النساء بیگم کے استقبال کے لئے گئے اور بادشاہ زادہ ملک احتجاب کو مع عفت مرتبت اورنگ آبادی محل کے حرم سرائے عزت میں لے گئے۔

بادشاہ غربا پرور و اغنیا نواز کو معلوم ہوا کہ نزربے آتالیق سلیمان قلی خاں والی بلخ آستانۂ والا پر حاضر ہو رہا ہے فرمان مبارک صادر ہوا کہ پانچ پانچ ہزار روپئے لاہور و کابل کے خزانہ سے آتالیق مذکور کو دئے جائیں۔

قلندر بے سفیر بلخ شرف باریابی سے بہرہ اندوز ہوا اور خلعت و خنجر و ہزار روپئے نقد کے عطیات سے سرفراز فرمایا گیا۔

میر مغیث کے تغیر سے حاجی شفیع خاں دیوانی بنگالہ کی خدمت پر مامور ہوا اور اس کے بجائے شریف خاں داروغہ داغ و تصحیحہ مقرر ہوا محمد میرک گرزبردار کو خطاب خانی مرحمت ہوا۔ شجاعت خاں کے تغیر سے افتخار خاں جونپور کا فوجدار مقرر فرمایا گیا۔ ملتفت خاں برطرفی سہ ہزاری سوار کے منصب پر بحال ہو کر غازی پور زمانیہ کی فوجداری پر فائز ہوا۔

غرۂ جمادی الاول کو بہرہ مند خاں داروغہ توپ خانہ اناساگر تالاب کے اس طرف ایک باغ میں فروکش اور ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتہً برق گرمی خان مذکور حرف میں کو دپڑا چند ساعت بیخود رہنے کے بعد ہوش میں آیا۔

اکیس تاریخ کو معلوم ہوا کہ خان جہاں بہادر اورنگ آباد پہنچ کر

شاہ عالم بہادر کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور بادشاہ زادہ مذکور نے آستانۂ والا پر حاضر ہونیکا ارادہ فرمایا۔

چھبیس[۲۶] جمادی الاول کو بادشاہ زادہ محمد اعظم و سلطان بیدار بخت مرحمت خسروانہ سے بہرہ اندوز ہو کر رانا کی مہم پر روانہ ہوئے۔

نذیر بیگ کو اوزنگ خاں کا خطاب مرحمت ہوا اور منصب دو ہزاری ہفت صد سوار کے عہدہ پر فائز ہوا۔

محمد امین کو شاہ قلی خاں اور حاجی محمد کو میر خاں کے خطابات مرحمت ہوئے۔

سات جمادی الآخر کو بادشاہ زادہ محمد اعظم چتوڑ پہونچے بادشاہ زادہ محمد اکبر سے سر سواری ملاقات کی اور معیت اختیار کر روانہ ہوئے دکن کے واقعہ نگار نے عرضداشت کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ چوبیس ربیع الآخر کو سیبوا جی پر گرمی کا غلبہ ہوا اور گھوڑے سے اترتے ہی اس نے دو مرتبہ خون کی قے کی اور فوت ہوا۔

ابوتراب خاں جو بیر کے مندر منہدم کرنے کے لئے روانہ فرمایا گیا تھا چوبیس رجب کو آستانۂ والا پر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس نواح کے چھیاسٹھ[۶۶] بتخانے زمین کے برابر کر دئیے گئے۔

دسویں شعبان کو خواجہ مختار خاں قلعہ دار گوالیار نے وفات پائی۔

جلوس عالمگیری کے سال بست و چہارم کا آغاز مطابق ۱۰۹۱ ہجری

رمضان کا ارشاد بخش و فیض انگیز زمانہ جو ابتدا سے لیکر انتہا تک خیر و برکات کے نزول و آثار کا باعث ہے آیا اور اہل اسلام کے فلاح دارین میں اضافہ کرنے کا غلغلہ بلند ہوا قبلۂ ایمان و بادشاہ عالمیان نے شبانہ روز طاعت الہی میں بسر فرما کر اس مقدس ماہ کو تمام فرمایا۔

خدمت گزار خاں کو چتوڑ کی واقعہ نگاری اور خدمت بخشی گری عطا ہوئی گیارہ رمضان کو یکہ تاز خاں نے وفات پائی اور اسکے بیٹوں یعنی میر عبداللہ میر نور اللہ و عطا اللہ کو خلعت تعزیت مرحمت ہوے۔ عاقل خاں کو صوبہ

تختگاہ کی بخشی گری دوم عطا ہوئی اور خلعت خاصہ و خنجر مرصع با علاقہ مروارید کے عطیات سے سرفراز فرمایا گیا۔

دسویں شوال کو غضنفر خاں کو چار سو سواروں کے ہمراہ اور محمد شریف خوش منزل و دیگر قراولوں کو حکم ہوا کہ اجمیر سے راج سمندر تک منازل سفر متعین کر کے حاضر حضور رہوں۔

دسویں شوال کو ہمت خاں بخشی گری اول کے عہدہ پر فائز ہوا اور خلعت وزری کا ڈوپٹہ اس کے مکان پر روانہ فرمایا گیا۔ اس تاریخ معتمد خاں کے اموال میں سے بارہ لاکھ پچاس ہزار روپیہ علاوہ جواہرات اور چوپایوں کے گوالیار سے لا کر حضور میں پیش کئے گئے۔

۲۲ بائیسویں شوال کو حامد خاں راٹھور کے مفسدوں کی تنبیہ کے لئے میرٹھ روانہ فرمایا گیا اس کے ہمراہیوں میں سے میر شہاب الدین کو خلعت و مادہ فیل عطا ہوئے حامد خاں کے دیگر ہمراہی خلعت کے عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے۔

روح اللہ خاں بخشی دوم مقرر ہوا اور خلعت و فیل و اسپ کے عطیات سے بہرہ اندوز ہو کر غرۂ ذیقعدہ کو شہزادہ محمد اکبر کی خدمت میں روانہ ہوا مغل خاں سانبھرہ و ڈیڈوانہ کے سرکشوں کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوا مختار بیگ ولد اسلام خاں رومی کو نوازش خاں کا خطاب مرحمت ہوا قبلۂ عالم نے اس امیر کو خلعت عطا فرما کر ہندی لباس زیب تن کرنے کا شرف عطا فرمایا۔

اٹھارہ ذیقعدہ کو محمد نعیم بخشی سرکار بادشاہ زادہ کام بخش کو اپنے مالک کی سرکار سے خلعت عطا ہوا اور اپنی جمعیت کے ہمراہ بادشاہ زادہ محمد اکبر کی خدمت میں روانہ ہوا۔

صدر الدین ولد قوام الدین خاں کو اس کے باپ کا خلعت ماتمی عطا ہوا۔ اودت سنگھ بھدوریہ چیتور کا قلعہ دار مقرر ہوا۔ سید خاں کے انتقال کے بعد شہامت خاں کو قلعہ داری کابل کی خدمت عطا ہوئی۔

چھ ذی الحجہ کو لطف اللہ خاں لاہور سے آستانہ شاہی پر حاضر ہوا اور عبدالرحیم خاں کے تبادلہ کی وجہ سے غسل خانہ کا داروغہ مقرر فرمایا گیا عبدالرحیم خاں کو خدمت بخشی گری سوم عطا ہوئی اور سنگ یشم کی

مرحمت فرمائی گئی۔ سزاوار خاں بخشی گری سے آختہ بیگی کی خدمت پر
مامور ہوا۔ ابوالقاسم ولد قاضی عارف پسندیدہ ست بخشی سوم کو شال مرحمت فرمائی
گئی۔ راج سنگھ ولد پرتھی سنگھ راٹھور کو خلعت و دو ہزار روپیہ بطور انعام مرحمت
ہوئے۔ اغر خاں راہداری کابل کی خدمت پر فائز ہوا اور اس کو نقارہ عطا
فرمایا گیا۔ شہاب الدین خاں کو خلعت و اسپ با ساز طلا مرحمت ہوئے کہ
قلیچ خاں کے پاس روانہ کرے۔ شیر افگن پسر دیانت خاں کو معتمد خاں کا
خطاب مرحمت ہوا اور شریف خاں کے تغیر سے داروغہ داغ و تصحیحہ مقرر فرمایا گیا
سلطان بیدار بخت حفظ کلام اللہ کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے اور شہزادہ
مذکور کو مالائے مروارید و ربیزہ یاقوت مرحمت فرمائے گئے۔

خانہ برانداز ان بدگہر کے اغوا سے بادشاہ زادہ محمد اکبر کا ولی نعمت کی مخالفت پر کمر باندھنا۔

اللہ اکبر کیا اقبال شاہی ہے۔ سبحان اللہ کیا خدا
کی مہربانی اور اسکا فضل و کرم ہے کہ بادشاہ
دین پناہ اگر ناممکنات کے پرشکوہ پہاڑ پر بھی قہر آلود
نگاہیں ڈالیں تو یہ کوہ سنگی بھی موم کی طرح
پگھل جائے۔ اقبال و وقار بادشاہی کا یہ
عالم ہے کہ اگر تمام عالم بھی مخالفت پر کمر باندھے تو فتح و نصرت جو ہمیشہ ہمراہ رکاب
رہتی ہے بدخواہوں کو ایک دم میں معدوم کر دے۔ ہر میدان میں فتح و ظفر
قدم مبارک کو بوسہ دیتے ہیں اور ہر مہم ادنے توجہ سے سر ہو جاتی ہے۔
قبلۂ عالم و عالمیان و بداندیش محمد اکبر کا واقعہ میری اس تمہید کا شاہد
عادل ہے محمد اکبر کے کاشانہ اقبال پر ادبار کی گھنگھور گھٹائیں چھا گئیں اور تقدیر
کی برگشتگی نے اس پروردہ ناز و نعم کو عصیاں کے مہلک جنگل میں تباہ و برباد
کیا اس بدنصیب بادشاہ زادہ نے ولی نعمت کی مخالفت پر کمر ہمت باندھکر
اپنے شیرازۂ اطمینان کو ایسا پراگندہ و منتشر کیا کہ پھر تا دم آخر اسکو سکون نصیب
نہ ہوا۔ اس بدبخت سر لیفر پر ہوا و ہوس کی ردح فرسا بیماری کا ایسا شدید
حملہ ہوا کہ تمام عمر بستر شقاوت و بدبختی پر صاحب فراش رہا۔
چھبیس ذی الحجہ کو واقعہ نگاروں و نیز دیگر عمال شاہی نے بادشاہ کو اطلاع

دی کہ بادشاہ زادہ محمد اکبر باوجود صاحب فہم و فراست و ذی شعور ہونے کے راٹھوروں و دیگر نمک حرام حاشیہ نشینوں کے دام مکر میں گرفتار ہوا اور اس بدبخت نے اطاعت شاہی کے دایرہ سے قدم آگے بڑھا کر علم مخالفت بلند کیا۔ ملازمین شاہی میں جو اشخاص محمد اکبر کے موافق ہوئے اِن کو مناصب و اضافے و خطابات دیئے اور جنکو اپنا مخالف خیال کیا اِن غریبوں کو نظر بند کر دیا ہے۔

قبلۂ عالم جذبۂ فطری سے مجبور ہوئے شفقت پدری نے فرزند کی اس ناعاقبت اندیشی سے حضرت کو آزردہ خاطر کیا۔ جہاں پناہ کو فرزند کی اِس مخالفت کا بے انتہا ملال ہوا لیکن اِس سانحہ کے تدارک کو توفیق الہٰی کے سپرد کر کے حضرت نے اِس بلائے ناگہانی کے دفع کرنے پر توجہ فرمائی بہرہ مند خاں میر آتش کو حکم ہوا کہ لشکر کے گرد مورچال باندھے و نیز دروں کی محافظت پر سپاہیوں کو متعین کر کے دولت خانہ سے متصل پہاڑیوں پر توپیں لگادے حافظ محمد امین خاں ناظم احمد آباد و دیگر اعیان و صوبہ داران ملک کے نام فرامین روانہ ہوئے کہ اپنے اپنے صوبوں کی محافظت کریں۔

اِس وقت شاہی لشکر اطراف و جانب کے سرکشوں کی تنبیہ کے لئے روانہ ہو چکا تھا اور دس ہزار سواروں سے زیادہ فوج ہمراہ رکاب نہ تھی۔ قبلۂ عالم نے اکثر فرمایا کہ بہادر نے موقع تو اچھا پایا ہے اب تاخیر کیوں کر رہا ہے۔

تیس ذی الحجہ کو قبلۂ عالم شکار کے لئے تشریف لے گئے اور واپسی میں اکثر اعیان دولت کے محل قیام و جمدۃ الملک اسد خاں وغیرہ کے مورچال ملاحظہ فرمائے جمدۃ الملک کو حکم ہوا کہ ہر روز شام کے وقت مورچلوں کا معائینہ کر لیا کرے۔ فرمان مبارک صادر ہوا کہ بادشاہ زادہ کے وکیل و نیز شجاعت خاں ولد نجابت خاں و بادشاہ قلی خاں کے وکلاء جنھوں نے محمد اکبر کو ترغیب دیکر اس کو گمراہ کیا ہے گڈھ بیٹلی کے قلعہ میں نظر بند رکھے جائیں شہاب الدین پسر قلیچ خاں سوتک و درگاداس و دیگر راٹھوروں کی سرکوبی کے لئے گجرات

کے سفر کے ارادہ سے سرحدی روانہ ہو چکا تھا اس زمانہ میں جبکہ بدبخت و نکحرم
افراد تمام شاہ زادہ کے گرد جمع ہو چکے تھے محمد اکبر نے میرک خاں کو خان
مذکور کے پاس روانہ کر کے عنایات و رعایتوں کا امیدوار بنایا اور شہاب الدین
کو بھی اپنے پاس آنے کی ہدایت کی۔ خان مذکور نے جس کے پاس بہت بڑی
جمعیت تھی اور نیز اس کے اور بادشاہ زادہ کے درمیان فاصلہ بھی تھا اپنے
طالع کی یاوری و مآل اندیشی سے میرک خاں کو اپنے ہمراہ لیا اور صرف دو
روز میں ساٹھ کوس مسافت طے کر کے آستانۂ شاہی پر حاضر ہو گیا۔ قبلۂ عالم
نے شہاب الدین کی نمک حلالی اور وفاداری کی بیحد تعریف فرمائی اور خلعت
عطا فرما کر ترقیات و عطیات سے بھی اسے سرفراز فرمایا اس واقعہ کا ذکر اپنے
موقع پر ہدیۂ ناظرین کیا جائیگا۔

خواجہ میرک اپنا خیمہ و اسباب محمد اکبر کے پاس چھوڑ کر چلا آیا تھا جہاں
پناہ نے اس امیر کو خلعت و دو ہزار روپیہ نقد عطا فرما کر دو صدی و پنجاہ سوار
کے اضافہ سے بھی سرفراز فرمایا محمد عارف برادر شہاب الدین خاں کو بھی خلعت
و اضافہ مرحمت ہوا۔ الغرض کم و بیش تمام منصبدار خلعت و اضافہ سے
شاد کام فرمائے گئے۔

انتیس ذی الحجہ کو بادشاہ عدو کش نے خود سوار ہو کر مورچلوں کا معائنہ
فرمایا۔ حامد خاں جو درجبنگہ کی سرکوبی کے لئے مامور ہوا تھا دھاوا کرتا ہوا
حاضر حضور ہو گیا اور سر سواری جہاں پناہ کے شرف قدمبوسی سے فیضیاب
ہوا قبلۂ عالم اس امیر کی وفاداری سے بیحد خوش ہوئے۔

دوسری محرم کو شاہ عالم بہادر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ بادشاہ زادہ
مذکور تالاب رانا پر پہونچے اور جلد سے جلد آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا چاہتے
ہیں۔ اسعد خاں و محمد تقی خاں و ابو نصر خاں وغیرہ بھکر کی سمت روانہ ہو کر واپس
آئے۔ ہمت خاں شدید بیمار تھا اس لئے اجمیر کی حفاظت کرنے کے لئے
قلعہ میں چھوڑ دیا گیا۔

تیسری محرم کو جہاں پناہ نے نماز جمعہ ادا کی اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

کے مزار شریف پر فاتحہ خوانی فرما کر موضع دیورائی میں نزول اجلال فرمایا۔ شہاب الدین خاں نے قراولی کی خدمت انجام دی اور عرض کیا کہ باغی کی فوج مقام کرکی میں پراگندہ ہے جہاں پناہ نے اس شب دیورائی میں قیام فرمایا بخشیانِ بادشاہی نے اطلاع دی کہ محمد اکبر کی تمام فوج دس ہزار تعداد میں موجود ہے قبلۂ عالم نے لشکر کو آراستہ کرنے کا حکم دیا۔ قول و ہراول و قراول کی صفوف میں دس ہزار اور جرانغار و برانغار میں ہزار ہزار سوار ترتیب کے ساتھ آراستہ ہوئے۔

جاسوسوں نے خبر دی کہ بادشاہ زادہ نے مقابلہ کے ارادہ سے قدم آگے بڑھایا لیکن اہل لشکر پر کچھ ایسا خوف طاری ہوا ہے کہ اکثر جب گئے سپاہیوں کے بے قابو ہو گئے ہیں۔ کمال الدین خاں و دیگر افسران فوج شاہی حضور میں حاضر ہو گئے ہیں۔ قبلۂ عالم نے پانچویں محرم کو نماز جمعہ صبح سے فراغت حاصل کر کے اپنی فوج کے ہمراہ فرودگاہ سے ستائیس[۱] جریب کا سفر کیا اور موضع دوبارہ میں فروکش ہوئے۔ جہاں پناہ نے شامیانے اور دوری قنات میں قیام فرمایا۔ حریف کی آمد آمد کی خبر آ رہی تھی حکم ہوا کہ خود سبقت نہ کرو بلکہ باغیوں کو یہاں تک پہنچ جانے دو۔ نماز ظہر کے بعد شاہ عالم بہادر شرف قدمبوسی سے فیضیاب ہوئے اور دیورائی کا خیمہ جو جہاں پناہ کے قیام کے لائق تھا وہاں سے منتقل کر کے دوبارہ میں نصب کیا گیا۔

شب کے ایک پہر دو گھڑی گزرنے کے بعد جبکہ جہاں پناہ نے سجادۂ عبادت پر جلوہ فرما اور شاہ عالم بہادر حضوری میں حاضر تھے معلوم ہوا کہ بادشاہ قلی خاں محمد اکبر کے ہزیمت اثر لشکر سے نکل کر دربار خاص و عام پر حاضر ہوا ہے قبلۂ عالم نے لطف اللہ خاں داروغۂ غسل خانہ کو حکم دیا کہ محمد اکبر کا فراری امیر بے ہتھیار حضور میں لایا جائے۔ بادشاہ قلی بدنصیب کے دل میں خیالات بد تھا گزیں تھے غسل خانہ کی ڈیوڑھی پر پہونچکر اس نے ہتھیار کھولنے میں مبالغہ کو عاجزی کی مرتبہ تک پہونچا دیا۔ لطف اللہ خاں نے جہاں پناہ کے حضور میں حاضر ہو کر کیفیت حال عرض کی حکم ہوا کہ یہ شخص ہتیار بند ہرگز نہ آنے پائے۔ بادشاہ قلی پر ایسا

خوف طاری ہوا کہ قبل اس کے کہ لطف اللہ خاں واپس آئے آستانۂ مبارک سے بے حواس بھاگ گا لیکن نمک حرامی کا وبال اس کے پاؤں میں زنجیر ہو کر لپٹ گیا اور جیسے ہی اس نے غسل خانۂ مبارک کی قنات سے قدم آگے بڑھایا جلو خاص کے سوار اور چیلے اس پر حملہ آور ہوئے۔ بادشاہ قلی خاں لباس کے اندر چہل قدو زرہ زیر پہنے ہوا تھا اس لئے اس کے جسم پر زخم کاری نہ لگتے تھے کہ دفعتہ ایک ہاتھ اس کے حلق پر پڑا اور اس زخم نے اس کے دماغ کے فتنہ کو فرو کر دیا۔
پانچویں محرم کو جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ ہمت خاں بخشی اول پسر اسلام خاں بہادر قدیمی والا شاہی نے وفات پائی۔ یہ امیر نیک ذات وپسندیدہ صفات تھا ارباب علم و ہنر اس کی مجلس میں بار بار باب ہو کر کامیاب و مالا مال ہوتے تھے۔ ہر دو پدر و پسر موزوں طبع سخن سنج بھی تھے ان کی نظم و نثر فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے فارسی زبان کے بہترین کلام میں داخل اور ان کی یادگار موجود ہیں۔
چھ محرم کو سپیدۂ صبح طلوع ہونے کے قبل معروض پیش ہوا کہ محمد اکبر جو دولت خانۂ بادشاہی سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر مقیم تھا نصف شب اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر فراری ہوا حقیقت یہ ہے کہ ظل الٰہی ہو کر دنیا کے سر پر سایۂ رحمت ہونا اور مخلوق کی نگہداشت کا عہد و پیمان خالق بے نیاز سے کرنا اور اپنے عہد پر قائم رہنا ایسا امر سہل نہیں ہے کہ ہر کس و ناکس کلاہ سرداری سر پر رکھ کر مسند حکمرانی پر جلوہ فرما ہو۔ اس فریب خوردہ بادشاہ زادہ نے تبہ کار و سفلہ مزاج غول بیابانی کے اغوا سے ایسے امر عظیم الشان کا بار اپنے کاندھوں پر رکھنا چاہا تھا جس کے برداشت کرنے کی بالفعل اس کے بازو میں طاقت نہ تھی۔ جس کی سزا یہ ملی کہ تمام عمر ندامت و آوارہ وطنی کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوا اور اپنے ولی نعمت قبلۂ دین و دولت کی شفقت و شرف قدمبوسی سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گیا۔
حاضرین دربار نے فتح کی مبارکباد عرض کی اور ایک پہر کامل شادیانہ کی آواز کانوں میں گونجتی رہی محمد علی خاں خان زماں نے محمد اکبر کے تمام کارخانجات کو ضبط کیا اور دربار خاں ناظر نیکو سیر و محمد اصغر اس کے بیٹوں

اور صفیۃ النسا۔ زکیۃ النسا و نجیبۃ النسا اسکی بیٹیوں اور سلیمہ بانو بیگم محمد اکبر کی زوجہ و دیگر متعلقین کو شاہی حضور میں لے آیا۔ زندان نافرمانی کے قیدی یعنی محتشم خاں پسر شیخ میر مرحوم و معمور خاں و محمد نعیم خاں و سید عبداللہ قید سے آزاد فرمائے گئے ان امیروں نے شرف زمین بوسی حاصل کیا اور جہاں پناہ نے اِن میں سے ہر ایک کو خلعت مرحمت فرمایا۔

شہاب الدین خاں نے حریف کا تعاقب کر کے گروہ کثیر کو ہلاک کیا شاہ عالم بہادر محمد اکبر کے تعاقب میں روانہ کئے گئے۔ قلیج خاں و خانزماں و اندر سنگھ و رام سنگھ و سلیمان سنگھ وغیرہ شاہ عالم بہادر کے ہمراہ متعین کیے گئے۔

قبلۂ عالم نے پچاس ہزار اشرفیاں شاہ عالم بہادر کو۔ دو لاکھ روپئے شہزادہ معزالدین کو اور تین ہزار اشرفیاں شہزادہ محمد عظیم کو اور پچاس ہزار اشرفیاں شاہ عالم بہادر کے ہمراہیوں کو عطا فرمائیں اور روح اللہ خاں کو حکم ہوا کہ رقم مذکور اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہو۔

ساتویں محرم کو بادشاہ زمین زماں فتح مند واپس ہوئے اور قدوۂ ارباب یقین حضرت خواجہ معین الدین کی زیارت سے فیضیاب ہو کر دولتخانہ شاہی میں مقیم ہوئے۔

نو محرم کو معلوم ہوا کہ تھانہ دار ماندل کام آیا اور قلعہ پر مفسدوں کا قبضہ ہو گیا۔ محمد اکبر کے رفیق فساد گروہ کے بارے میں حکم ہوا کہ خواجہ منظور و محرم گڑھ بیٹلی میں و مرتضیٰ قلی اپور میں اور فراق خاں گوالیار میں اور محمد قاسم ولد غضنفر خاں کانگڑہ میں نظر بند رہیں۔

قاضی خوب اللہ محمد عاقل و شیخ طیب و میر غلام محمد امروہہ تختہ کشتی و تلاق کے بعد گڑھ بیٹلی کے قلعہ میں نظر بند کئے گئے اِن اشخاص کے علاوہ بھی ایک گروہ قید و شلاق کی سزاؤں میں گرفتار ہوا۔

بادشاہزادہ محمد اکبر کے نام زیب النسا کے خطوط گرفتار کئے گئے ملکہ مذکور پر عتاب شاہی ہوا اور وظیفہ رقمی چار لاکھ روپئے سالانہ کی برطرفی کے

علاوہ تمام مال و اسباب ضبط ہوا اور شہزادی کو قلعہ سلیم گڑھ میں قیام کرنیکا حکم ہوا۔

تیرہ محرم کو فخر جہاں خانم دختر برخوردار بیگ منصبدار بادشاہ زادہ محمد کام بخش کے حبالۂ عقد میں دی گئی۔ سولہ محرم کو عفت ترتیبت اورنگ آبادی محل و سلیمہ بانو بیگم زوجہ محمد اکبر مع اپنی اولاد و ملازمین کے تختگاہ روانہ ہوئیں

شاہ عالم بہادر کی فوج کے واقعہ نگار نے اطلاع دی کہ بادشاہ زادہ مذکور جالور پہنچ گئے ہیں اور محمد اکبر نے سانچور کا رخ کیا ہے قلیج خاں اور افوج متعینہ فراری کے تعاقب میں دھاوا کر رہی ہے

بادشاہ زادہ محمد اعظم کے واقعہ نویس نے اطلاع دی کہ بادشاہ زادہ نے حریف پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا وپال داس رانا کا دیوان اس ارادہ سے آگاہ ہوا اور بادشاہ زادہ نے دلاور خاں کو اس کے مقابلہ کیلئے روانہ کیا دلاور خاں نے اکثر نافرمانوں کے خون سے اپنی تلوار کو لال کیا۔ اور پال داس نے فرار کے وقت اپنی زوجہ کو قتل کردیا اس کی دختر چند دیگر عورات کے ہمراہ گرفتار ہوئی۔

قلیج خاں بے اجازت بادشاہ زادہ کے حضور میں حاضر ہوا اور اس جرم کی سزا میں شرف باریابی سے محروم کیا گیا۔ اوّل اہتمام خاں کوتوال نے اس کو نظر بند رکھا بعد ازاں صلابت خاں کے حوالہ کیا گیا۔

محمد ابراہیم شجاعت خاں محمد اکبر کی ہمراہی سے جدا ہوکر شاہ عالم بہادر کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ زادہ نے شجاعت خاں کو جہاں پناہ کے حضور میں روانہ کیا۔ بجرم اہتمام خاں کے سپرد فرمایا گیا کہ علاقت اکبری میں نظر بند رہے۔

حافظ محمد امین خاں نے عرضداشت کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ محمد اکبر اول راٹھوروں کے گروہ کے ہمراہ کوہ دونگر سے رانا کے ملک میں وارد ہوا اور احمد آباد روانہ ہونیکا عازم ہوا لیکن اب جاسوسوں نے خبر دی ہے کہ اب سرون گڈھ کی راہ سے راج پیپلی ہوتا ہوا دکن روانہ ہوگیا ہے۔

بہراوار خاں ایک قصور کی بنا پر مع اپنے فرزند کے مقید کر کے جلال بیگ منکباشی کے حوالہ کیا گیا محمد شفیع مشرف غسل خانہ جو بظاہر اس تقصیر میں بہراوار خاں کا شریک پایا گیا منصب و خدمت سے برطرف کر دیا گیا مغل خاں بجائے اسکے آختہ بیگ و بہرہ مند خاں مغل خاں کی جگہ پر میر توزک مقرر فرمایا گیا میرزا محمد ولد مرشد قلی خاں مشرف غسل خانہ ہوا۔

رُوح اللہ خاں کے پیش دست مسمی تاپیداس اور خان مذکور کے منشی بالکشن نے خان جہاں بہادر کے باغی عامل کی جو الہ آباد میں فتنہ و فساد برپا کر رہا تھا ضمانت کی اور ہر دو ضامن اِس جرم کی پاداشں میں کوتوال کے سپرد کئے گئے۔

خان جہاں بہادر کی عرضداشت ملاحظہ والا میں پیش ہوئی کہ ساتویں جمادی الاول کو محمد اکبر نواح برہان پور سے گزرتا ہوا سنبھاجی مرہٹہ کے ملک میں وارد ہوا اور اس حربی زادہ نے شاہی باغی کی بیحد خاطر مدارات کر کے اِس کو اپنے ملک میں قیام کرنے کی اجازت دی۔

ہمت خاں کے فرزند محمد مسیح اور اس کے بھائیوں اور نیز متوفی کے برادر و اعزہ کو خلعت ماتمی عطا ہوئے۔ ہمت خاں کی وفات پر اشرف خاں بخشی اول مقرر فرمایا گیا۔ کامگار خاں اسکے تغیر سے واقعہ خوان اور کامگار کے بجائے عنایت خاں ناظر بیوتات مقرر ہوئے۔ بدیع الزماں مہابت خانی جو اپنے طالع کی یاوری سے درگاہ والا میں حاضر ہوا تھا رشید خاں کے خطاب سے سرفراز ہو کر عنایت خاں کے بجائے پیشدستی خالصہ کی خدمت پر مامور ہوا۔

بیس محرم کو جامع الکمالات میر سید محمد قنوجی تخت گاہ سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوئے اور شرف باریابی سے شاد کام ہو کر ایک ہزار روپیہ و دو خوان میوہ کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے۔

خان جہاں بہادر کے تغیر سے ایرج خاں صوبۂ برہان پور کا ناظم مقرر ہوا۔ افراسیاب خاں پسر اسلام خاں دھامونی کی فوجداری سے حضور میں حاضر ہو کر خلعت ملازمت کے عطیہ سے فیضیاب ہوا۔

سید اشرف خطاب خانی پر بحال ہو کر ملکہ ملک خصلت بیگم صاحبہ کی سرکار

کا میر ساماں مقرر فرمایا گیا۔
دسویں ربیع الاول کو فیض اللہ خاں خلعت و فیل کے عطیات سے سرفراز
ہو کر حسب الحکم مراد آباد روانہ ہوا۔
عنایت خاں اجمیر کی فوجداری پہ مامور ہو کر راٹھوروں کی سرکوبی کے
لئے روانہ ہوا۔
خان میرزا سفیر حاکم اُرگنج بارہ ربیع الاول کو حضور میں حاضر ہو کر خلعت
و کمر و خنجر کے عطیہ سے بہرہ اندوز ہوا اور ساتویں ربیع الآخر کو یعنی وقت رخصت
جیغہ مرصع و پانچ ہزار روپے و مہر پنجاہ مہری کے عطیات سے سرفراز فرمایا گیا۔
قبلۂ عالم نے النوشہ خاں حاکم اُرگنج کے لئے شمشیر مرصع قیمتی دو ہزار روپیہ خان
میرزا کی معرفت روانہ فرمائی۔
تیس ربیع الاول کو محمدی راج پسر راجہ جسونت سنگھ شاہ جہاں آباد سے
آستانۂ والا پر حاضر ہوا۔ چودہ ربیع الآخر کو حمید خاں ولد داؤد خاں کو بھوج پور
کی اور میرک خاں کو دوآبۂ جالندھر کی تھانہ داریاں عطا ہوئیں۔
شہامت خاں کے تغیر سے مرید خاں کابل کا قلعہ دار مقرر ہوا راجہ باندھانا کو
غوربند کی تھانہ داری عطا فرمائی گئی سیف اللہ میر بحر شاہ عالم بہادر کی خدمت
میں پہنچکر بغیر حصول انعام واپس آیا تھا حکم ہوا کہ پانچ ہزار روپے سیف اللہ کو
سرکار شاہی کے خزانہ سے ادا کئے جائیں۔ اور رقم مذکور بادشاہ زادہ کی نقدی
سالانہ سے وضع کر لی جائے۔
اشرف خاں میر بخشی و اعتماد خاں پیش دست دفتر تن کو بلوریں دواتیں
مرحمت ہوئیں۔
تیس ربیع الآخر کو قلیچ خاں زندان تادیب سے نکل کر ملازمت شاہی
میں حاضر ہوا اور رضوی خاں کے انتقال کی وجہ سے سولہ تاریخ اس کو دوبارہ
خلعت صدارت عطا ہوا۔
رانا اودے پور راندۂ ملک و مسکن ہوا حسن اتفاق سے اس کی تباہی
و بربادی کا مصرع تاریخ بھی یہی مصرع بر آمد ہوا کہ ع رانا راندہ شد از ملک و مسکن۔

اس باغی رانا نے لشکر شاہی کے ہاتھوں ضرب شدید کھائیں اور اسکا ملک
تاراج و برباد کر دیا گیا۔ رانا اپنے ملک کی سرحد تک تو ایک مقام سے دوسرے
مقام تک بھاگتا رہا لیکن آخر کار اس ہزیمت اثر فرار سے تھک گیا اور سوا
امان طلبی و درخواست عفو قصور کے اسکو چارۂ کار نظر نہ آیا۔ رانا نے عطا پیشہ فرزند شاہ
یعنی بادشاہ زادہ محمد اعظم کے دامن میں پناہ لی اور اقرار کیا کہ رقم جزیہ کے عوض
ماندل پور و بدھنور کے پرگنے نذر کریگا۔

رانا اودیپور نے بادشاہ زادہ کی ملازمت حاصل کی اور شہزادہ نے اسکی
پریشان حالی پر رحم فرما کر قبلۂ عالم کے حضور میں عرضہ روانہ کیا۔ بادشاہ کرم گستر
نے اپنی قلب مبارک کے اندیشوں پر فرزند رشید کی خاطر داری کو مقدم رکھا اور
رانا کا قصور معاف فرمایا۔

ساتویں جمادی الآخر کو رانا اودیپور راج سمدر کے تالاب پر شرف ملازمت
سے فیضیاب ہوا۔ دلیر خاں ولد حسن خاں رانا کو دربار میں لے آئے قبلۂ عالم
و عالمیان نے رانا کو دست چپ کی طرف نشست کا حکم صادر فرمایا اور رانا نے
ادائے آداب و مجرا کے بعد پانچ سو اشرفیاں اٹھارہ گھوڑے با ساز طلا و نقرہ نذر
پیش کئے۔ جہاں پناہ نے رانا کو خلعت و شمشیر مرصع و جمدھر با پھول کٹارہ و اسپ
با ساز طلا و فیل با ساز نقرہ عطا فرما کر خطاب رانا پر بحال فرمایا اور پنج ہزاری پنج
ہزار سوار کے منصب پر سرفراز فرمایا۔ رانا کو واپسی کی اجازت مرحمت ہوئی
اور اس کے ہمراہیوں کو ایک سو دس خلعت اور دس قبضہ جمدھر مرصع و چالیس
گھوڑے مرحمت ہوئے۔

رانا بارگاہ شاہی سے دلیر خاں کی مجلس میں آیا اور خان مذکور نے کھڑے
ہو کر استقبال کیا۔ دلیر خاں نے رانا کو نو تھان پارچہ شمشیر مرصع ایک قبضہ و سپر
با گل مرصع و نقشی برچھی و نو گھوڑے اور ایک فیل دیا اور اس کے فرزند کو تین
تھان پارچے کے خنجر مرصع و بازو بند مرصع اور دو گھوڑے عطا کئے۔

ملتفت خاں خانزی پور زمانیہ کی فوجداری سے معزول فرما کر اکبر آباد کا
فوجدار مقرر فرمایا گیا اس امیر نے ایک گاؤں پر حملہ کیا اور کاری زخم کھایا

جس کے صدمہ سے انیس جمادی الآخر کو وفات پائی۔
چونتیسیں تاریخ خان زماں پسر اعظم خاں و داماد آصف خاں جو شاہ عالم بہادر کے ہمراہ دکن سے آیا تھا اور ہنوز بادشاہ زادہ کے ہم رکاب خدمات انجام دیتا رہا تھا ایرج خاں کے تغیر سے برہان پور کا صوبہ دار مقرر فرمایا گیا جہاں پناہ نے اس امیر کو خلعت و اسپ باساز طلا عطا فرما کر اس کے منصب میں ایک ہزاری کا اضافہ فرمایا اور خان زماں پنج ہزاری دو ہزار سوار کا منصبدار قرار پایا۔
انیس جمادی الآخر کو شاہ عالم بہادر سوجت جنتیاراں سے روانہ ہو کر آستانۂ شاہی پر حاضر ہوئے۔ تربیت خاں افتخار خاں کے انتقال کی وجہ سے اجمیر کے عہدہ سے جونپور کی فوجداری پر متعین کیا گیا۔ شکر اللہ خاں کے تغیر سے نظام الدین احمد سرہند کا فوجدار مقرر ہوا امیر محمد خاں کی وفات پر جان سپار خاں بندر کا قلعہ دار بنایا گیا۔ لطف اللہ خاں کے تبادلہ کی وجہ سے بہرہ مند خاں علی خاں کی داروغگی اور اس کے بجائے شہاب الدین خاں کو خدمت عرض مکرر عطا ہوئی۔
مراد آباد کے واقعہ نگار نے اطلاع دی کہ فیض اللہ خاں ولد زاہد خاں کوکہ زادۂ نواب فلک قباب ثریا جناب بادشاہ بیگم صاحبہ نے مراد آباد میں وفات پائی۔ یہ شخص قبلۂ عالم و نیز بیگم صاحبہ کی خدمت میں بے حد مقرب تھا۔ فیض اللہ خاں نے عجیب بے خبر و آزاد زندگی بسر کی اور کسی شخص کے سامنے سر نیاز نہیں جھکایا یہ امیر بیحد باخبر تھا اہل استحقاق کے ساتھ رعایات کرتا اور دنیاوی امور کی طرف کبھی متوجہ نہ ہوتا تھا۔ اس کا تمام وقت چوپاؤں اور درندوں اور وحوش و طیور کی جو دور دراز ممالک و بندرگاہوں سے خاص اسی امیر کے لئے لائے جاتے تھے پرورش و پرداخت اور ان کے سیر و تماشہ میں صرف ہوتا تھا غرضکہ عجیب شخص تھا خدا مغفرت کرے آخر میں فیض اللہ خاں عارضۂ فیل پا میں ایسا مبتلا ہوا کہ ہاتھی کی پشت پر سوار رہنے لگا کبھی کبھی حضور شاہی میں حاضر ہوتا تھا لیکن دربار میں نہ آتا تھا اور جب کبھی آستانۂ شاہی پر حاضر ہوتا تو فیلبان پر نہ اترتا تھا بلکہ سر سے دوہی آداب بجا لا کر واپس ہو جاتا تھا۔ فیض اللہ خاں مرحوم کے

انتقال کے بعد افراسیاب خاں مرادآباد کا فوجدار مقرر ہوا۔
چوتھی رجب کو بادشاہ زادہ محمد اعظم و سلطان بیدار بخت رانا کی مہم کو سر کرکے آستانۂ والا پر حاضر ہوئے اور خلوت خانہ میں شرف قدمبوسی سے فیضیاب فرمائے گئے۔
تیرہ رجب کو بیگم ملکہ شہر بانو دختر عادل شاہ بیجاپوری کو ساتھ لیکر حاضر حضور ہوا ملکہ حرم سرا میں پہنچائی گئی اور بیس رجب کو بادشاہ زادہ محمد اعظم کے نکاح میں دی گئی۔ مسجد خاص و عام میں قاضی شیخ الاسلام نے خطبۂ نکاح پڑھا اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقلید کو مدنظر رکھکر پانچ سو درہم دین مہر قرار پایا۔
چوبیس رجب کو جمیلۃ النساء عرف کلیان کنور دختر امر جنید و خواہر جگت سنگھ زمیندار منوہر پور بادشاہ زادہ محمد کام بخش کے حبالۂ عقد میں دی گئی۔ قاضی نے مسجد خاص و عام میں خطبۂ نکاح پڑھا اور پچاس ہزار روپئے کابین مقرر ہوئے۔
شیر محمد کوہانی کو شیر خاں کا خطاب عطا ہوا۔ غرۂ شعبان کو خان جہاں بہادر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ محمد اکبر قلعہ پالی میں جو قلعہ سیپولی سے متصل ہے قیام پذیر ہے اور دو سو سواروں و آٹھ سو پیادوں کی جمعیت اس کے ہمراہ ہے سنبھاجی نے ان فوجی ملازمین کے اخراجات کے لئے ایک رقم مقرر کر دی ہے۔

بادشاہ زادہ محمد اعظم کا شاہ کے خطاب سے سرفراز ہوکر سنبھاجی و دنیاداران بیجاپور و حیدرآباد کے استیصال و محمد اکبر کی تنبیہ کیلئے اجمیر سے دکن روانہ ہونا۔

پچیس رجب کو بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کے خطاب سے سرفراز ہوکر دکن کی مہم پر مامور فرمائے گئے خدمت گار خاں نے خلعت با بالا بند و سرپیچ مرصع محمد اعظم شاہ کے درِ دولت پر پہنچا دیا۔ بادشاہ زادہ خوابگاہ مبارک میں حاضر ہوکر آداب بجا لائے اور جہاں پناہ نے فرزند رشید کو خوابگاہ مبارک میں نیمہ آستین سر وارید دو زمرد قیمتی دولاکھ پچیس ہزار چار سو روپئے اور دیوانخانہ میں دو عربی و عراقی گھوڑے و فیل گج مانک و پانچ ہاتھی مرحمت فرمائے سلطان بیدار بخت بھی خلعت و اسپ اور مرصع کنگن کے عطیات سے فیضیاب فرماکر اپنے پدر عالی قدر کے ہمراہ روانہ کئے گئے محمد اعظم شاہ کے

دیگر ہمراہیوں کو بھی انعامات عطا ہوئے۔
تیرہ شعبان کو جملۃ الملک اسد خاں کو حکم ہوا کہ اپنی جمعیت کے ہمراہ حکیم محسن خاں کو تختگاہ روانہ کرے اور فولاد خاں کی مہری رسید حاصل کر کے حضور میں پیش کرے۔
راجہ بھیم برادر رانا جے سنگھ آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا۔ محمد نعیم رانا راج سنگھ کی تعزیت کا خلعت اس کے فرزند رانا جے سنگھ کے لئے اپنے ہمراہ لے کر گیا تھا اب ملازمت شاہی میں حاضر ہوا۔ محمد نعیم کو رانا کی سرکار سے چار ہزار روپیہ نقد دو گھوڑے انیس تھان کپڑے کے اور چار اونٹ بطور انعام ملے تھے محمد نعیم نے تمام اشیاء ملاحظۂ عالی میں پیش کیں جو اس کو عطا فرما دی گئیں۔

جلوس عالمگیری کے سال بست و پنجم کا آغاز مطابق سنہ ۱۰۹۲ ہجری

رمضان کا مبارک مہینہ اہل عالم کے لئے کرامت و افضال کا مژدہ لیکر آیا اور مسلمانوں کے سر پر رحمت الٰہی سایہ فگن ہوئی۔

جہاں پناہ کا اجمیر سے برہانپور تشریف لے جانا۔

دوسری رمضان کو قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ سواری مبارک اجمیر سے برہان پور روانہ ہو اور پانچویں تاریخ اجمیر سے کوچ کر کے دیورائی میں پہلی منزل ہوئی۔
چھ رمضان کو شاہزادہ محمد عظیم کو خلعت خاص و مہر نی مروارید و خنجر مرصع و شمشیر واسپ و فیل مرحمت فرمائے گئے۔ اور حکم ہوا کہ شہزادۂ مذکور اجمیر واپس جائیں۔ جملۃ الملک اسد خاں شہزادہ کے ہمراہ کیا گیا۔ جملۃ الملک کو خلعت خاص و خنجر مرصع واسپ مرحمت ہوئے۔
اعتقاد خاں پسر اسد خاں و کمال الدین خاں پسر دلیر خاں و راجہ بھیم اور اسکا فرزند اور دیندار خاں پسر نامدار خاں جسکو آخر میں مرحمت خاں کا خطاب عطا ہوا اور نیز دیگر ہمراہی بھی خلعت و جواہرات و اسپ و فیل کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے۔ عنایت خاں فوجدار اجمیر و سید یوسف بخاری قلعہ دار گڈھ بیلی کو خلعت رخصت عطا ہوئے۔

ساتویں رمضان کو تخت گاہ کے واقعہ نویسوں نے اطلاع دی کہ نواب جہاں آرا بانو بیگم نے تیسری رمضان کو رحلت فرمائی اور حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مقدس کے صحن میں اسی خانۂ آخرت یعنی مدفن میں جو مرحومہ نے اپنی حیات میں تعمیر کرایا تھا۔ قبلۂ عالم کو ہمشیرۂ کلاں کے سانحۂ وفات سے جو ان کیطرح برادر گرامی قدر پر مہربان تھیں بیحد افسوس ہوا حقیقت یہ ہے کہ مرحومہ تمام پسندیدہ خصائل و بہترین شمائل کا مجموعہ تھیں احسان وانعام حفظ آداب اخلاق و مخلوق کی پرورش کا خیال وغیرہ یہ صفات حسنہ مرحومہ کی سرشت میں داخل تھے افسوس ہے کہ سایۂ فیض اہل عالم کے سر پر نہ رہا اور زمانہ نے مائدۂ کرم وجود کو پیوند خاک کیا حکم ہوا کہ مرحومہ کو نواب جنت آب صاحبۃ الزمانی کے القاب سے یاد کیا جائے فرمان صادر ہوا کہ تین روز نوبت نوازی موقوف رکھی جائے۔ جہاں پناہ نے صبر سے کام لیا اور صاحبۃ الزمانی کے ملازمین و حشم کو طرح طرح کی نوازشوں سے سرفراز فرما کر مرحومہ کی روح کو خوش کیا۔

اوزبک خاں نذر بے جس نے منصب سے برطرف ہو کر مکۂ معظمہ حاضر ہونے کی اجازت حاصل کی تھی اٹھارہ رمضان کو فوت ہوا۔

ساتویں شوال کو مختار خاں کو خلعت خاصہ عطا ہوا اور دوسرے روز عبائے پشم کے عطیے سے سرفراز فرمایا گیا۔

انیس شوال کو معلوم ہوا کہ فوجدار شاہ جہاں آباد نے وفات پائی اور اس عہدہ پر لشکر اللہ خاں کا تقرر عمل میں آیا۔

چوبیس تاریخ قلیچ خاں دکن روانہ ہوا اور خلعت خاصہ و اسپ و نقارہ کے عطیات سے سرفراز فرمایا گیا شہاب الدین خاں کو حکم ہوا کہ افواج شاہی کے چند آدمی کے پہنچنے تک اپنے مقام سے حرکت نہ کرے۔

معروضہ پیش ہوا کہ محمد اعظم شاہ چھبیس تاریخ کو برہان پور سے اورنگ آباد روانہ ہو کر دسویں ذیقعدہ کو اورنگ آباد پہنچ گئے۔ بارہ ذیقعدہ بروز یکشنبہ جہاں پناہ نے برہانپور میں نزول اجلال فرمایا۔ قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ تیرہ ذیقعدہ کو اعتقاد خاں نے افواج شاہی کی ہمراہی میں راٹھوروں پر جو میرٹھ کے قریب

تقریباً تین ہزار کی تعداد میں جمع تھے حملہ کیا۔ ایک شدید لڑائی کے بعد اقبال شاہی نے اپنا کام کیا اور اس لشکر نے حریف کو پامال و تباہ کیا۔ دشمن کے پانچسو افراد جن میں سوتک اور اسکا بھائی رجب سنگھ و سانول داس و بہاری داس و گوکل داس وغیرہ زخمیوں اور مقتول میں داخل ہیں ہلاک ہوئے اور بقیہ تعداد نے راہ فرار اختیار کی اس عجیب ہنگامے میں شاہی سواروں کی بھی کثیر تعداد کام آئی اور شیر افگن وغیرہ نامی سردار زخمی ہوئے اعتقاد خاں کے منصب میں پانصدی اضافہ فرمایا گیا و دیگر ثابت قدم بہادر بھی عنایات بادشاہی سے سرفراز ہوئے۔

اکیس تاریخ کو عبدالنبی بیگ روزبہانی کو خطاب خانی عطا ہوا اور توپخانہ دکن کا داروغہ مقرر فرمایا گیا۔

بائیس تاریخ دوپہر کے وقت باروت کے دو حجروں میں جو برہانپور کے ارک قلعہ سے متصل واقع تھے آگ لگی جس سے بےشمار انسان ضایع ہوئے اور اسی شب لطف اللہ خاں کے دائرہ میں لال باغ کے قریب ڈاکہ پڑا چھ آدمی ہلاک اور انیس نفر زخمی ہوئے اور اسباب تاراج ہوا۔

واقعہ نگار جنیر نے اطلاع دی کہ ایک زمیندار کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کے سر پر دو سینگ نمودار تھے مولود دو روز کے بعد راہی عدم ہوا اور ایک عورت نے ایسی دختر جنی جس کے سر اور منہ سیاہ اور ناک سفید و سرخ ہے بچی ہنوز زندہ ہے۔

حسن علی خاں اسلام آباد سے شاہی حضور میں حاضر ہوکر خلعت و اسپ غیل کے عطیات سے بہرہ اندوز ہوا اور دکن کی مہم پر روانہ فرمایا گیا رضی الدین خاں نو حسب الحکم حسن علی خاں کے خانگی و سرکاری مہمات کو سرانجام دیتا تھا خلعت حاصل کرکے رخصت ہوا۔

بیس ذیقعدہ کو جہاں پناہ قدوۃ المشایخ کبار شیخ عبداللطیف رحمۃ اللہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور فاتحہ خیر پڑھنے کے بعد حضرت شیخ کی روح پُرفتوح سے اعدائے دین کے مقابلہ میں مدد طلب کی۔

اکیس تاریخ رحمن قلی سفیر بخارا آستانۂ والا پر حاضر ہوا اور اس نے دو گھوڑے دس جوڑ دانہ پیشکش اور ایک قطار اونٹوں کی ملاحظہ میں پیش کی سفیر مذکور

خلعت و پانچ ہزار روپیہ کے انعام سے سرفراز ہو کر رخصت فرمایا گیا۔
غضنفر خاں کو حکم ہوا کہ محمد اعظم شاہ کے حضور میں خزانہ لیکر حاضر ہو۔ شہاب الدین خاں کو بخشی گری احدیاں کی خدمت عطا ہوئی۔

صلابت خاں خدمت و منصب پر بحال فرمایا گیا اور بہرہ مند خاں کے تغیر سے داروغۂ توپ خانہ مقرر فرمایا گیا۔

انیس ذیقعدہ کو زمیندار چاندہ نے آستانہ بوسی کا شرف حاصل کر کے چار فیل اور نو راس اسپ ملاحظۂ والا میں پیش کئے دوسری محرم کو زمیندار مذکور خلعت خاصہ و اسپ با ساز طلا و فیل و سرپیچ زمرد وغیرہ کے عطیات سے سرفراز فرمایا گیا اور اس کو وطن واپس جانے کی اجازت مرحمت ہوئی۔

خان جہاں بہادر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ خان مذکور نے قصبہ سیواپور کو تاراج کیا محمد شاہ ولد محمد اعلی خاں داراشکوہی حاجب گولکنڈہ مقرر ہوا روح اللہ خاں بنکاپور کے تاراج کرنے پر مامور ہوا شہاب الدین خاں و بندگان جلو و فتح خاں ولد دلیر خاں روح اللہ خاں کے ہمراہ روانہ فرمائے گئے۔

کامگار خاں کے تغیر سے لطف اللہ خاں واقعہ خواں مقرر ہوا۔ ساتویں صفر کو عبدالرحیم خاں بخشی سوم نے وفات پائی اور اپنے باپ کے مقبرہ میں بمقام اورنگ آباد پیوند خاک کیا گیا عبدالرحیم کی خدمت پر کامگار خاں کا تقرر عمل میں آیا۔

دسویں صفر کو معلوم ہوا کہ راٹھوروں نے پرگنۂ ماندل پور کو تاراج کیا اور بیشمار مال و متاع لے گئے۔

جہاں پناہ کا برہان پور سے اورنگ آباد واپس ہونا۔

غرۂ ربیع الاول کو جہاں پناہ برہان پور سے اورنگ آباد روانہ ہوئے۔ دوسری ربیع الاول کو شہزادہ معزالدین بہادر پور سے رخصت فرمائے گئے تاکہ برہان پور میں قیام کریں شہزادہ کو خلعت و سرپیچ و شمشیر و فیل مرحمت ہوئے خان زماں ناظم کو خلعت عطا ہوا اور حکم ہوا کہ شہزادہ معزالدین کے ہمرکاب رہے۔
حامد خاں مریض حضور میں حاضر ہوا جہاں پناہ نے اس کے ضعف و نقاہت

بہا

رحم فرما کر خود ارشاد کیا کہ تا حصول صحت برہان پور میں مقیم رہے اور کمر مبارک سے بالا بند کھول کر دست مبارک سے اسکی دستار پر باندھا شیخ جہاں نواسہ شیخ ابراہیم قدیم قلعہ دار و فوجدار کو آسیر جانے کی اجازت مرحمت ہوئی۔

بیس محرم کو محمد اعظم شاہ اورنگ آباد سے آئے اور مقام کنوری میں پہنچکر شرف ملازمت سے فیضیاب ہوئے۔

تیس محرم کو قبلۂ عالم اورنگ آباد کے دولت خانہ میں تشریف فرما ہوئے۔

یلنگتوش خاں بہادر ابو نصر خاں کے تغیر سے خدمت قوربیگی پر مامور ہوا۔

قبلۂ عالم آب پاشس درہ و باغ فرمان باری میں تشریف فرما ہوئے باغبانوں کو انعام عطا ہوا۔

کنور کشن سنگھ ولد راجہ رام سنگھ خانہ جنگی میں زخمی ہوا تھا بارہ ربیع الآخر کو فوت ہوا۔ پندرہ تاریخ اسکا فرزند بشن سنگھ اپنے باپ کے منصب ہزاری چہار صد سوار پر فائز ہوا۔

اٹھارہ تاریخ عنایت اللہ ولد سعد اللہ کو اخلاص خاں کا خطاب عطا ہوا۔

جمشید خاں ولد داؤد خاں برہان پور میں صاحب فراش تھا آخر کار راہی عدم ہوا۔

آٹھ تاریخ کو جھاجی زمیندار کھر ڈک گڈھ ملازم سنبھاجی آستانۂ والا پر حاضر ہوکر عطیہ خلعت سے سرفراز فرمایا گیا۔ مکرند سنگھ پسر پرتاب سنگھ زمیندار کالی بھیت زر باقی کی وجہ سے خان جہاں بہادر کے پاس قید تھا مکرند سنگھ حضور میں طلب فرمایا گیا چونکہ ہفت سالہ طفل تھا۔ چودہ جمادی الاول کو قید سے آزاد کر کے وطن روانہ کیا گیا۔

سولہ تاریخ یادگار علی وکیل سکندر عادل دنیا دار بیجاپور خلعت دو ہزار روپیہ و شیخ حسین وکیل سیدی مسعود بیجاپوری خلعت و ایک ہزار کے انعامات سے سرفراز فرما کر رخصت کئے گئے۔ فیل و انگشتری فرستادہ سکندر عادل قبول نہ فرمائی گئی۔ اور وکیل مذکور کو واپس کر دی گئیں۔ محمد معصوم وکیل قطب الملک دنیا دار گولکنڈہ آستانۂ والا پر حاضر ہوکر عطیۂ خلعت سے سرفراز ہوا دو لاکھ چوالیس ہزار روپیہ

پیش کش اس نے نذر گزرانے۔

تئیس تاریخ کو شریف خاں چارہ کی تلاش میں گیا ہوا تھا کہ غنیم نمودار ہوا غائبانہ زد و خورد واقع ہوئی اور غیر مسلموں کی کثیر تعداد کام آئی زاہد خاں چور اغاسی و سیف اللہ پسر ہائے سعید خاں اس معرکہ میں جاں نثاری کے ساتھ ہلاک ہوئے۔

قمر الدین خاں قراول بیگی نے سہ نالی بندوق سے ایک نیل گائے کا شکار کیا جانور حضور میں پیش کیا گیا یہ گائے تین گز ساڑھے چھ گرہ لانبی اور دو گز تین گرہ اونچی تھی اس کی دم ایک گز ساڑھے تین گرہ لانبی تھی۔

تیس تاریخ روح اللہ خاں فتنہ پردازوں کی سرکوبی کے لئے احمد نگر روانہ ہوا اس امیر کو شمشیر زرفشاں مرحمت ہوئی۔ حیات خاں قلعہ رام سیج کی مہم پر مامور ہوا۔

اٹھارہ جمادی الآخر کو شاہ جم جاہ بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کو بیجاپور روانہ ہونے کا حکم ہوا جہاں پناہ نے بادشاہ زادہ مذکور کو خلعت و دو گھوڑے وفیل و کلگی و پہونچی و اور بیسی کے عطیات سے سرفراز فرمایا۔

شہزادہ کو بیدار بخت بھی خلعت و اسپ و فیل کے عطیات سے بہرہ اندوز ہو کر اپنے باپ کی ہمراہی میں متعین فرمائے گئے محمد پناہ کو برخسانہ زمرد عطا ہوا۔ شمس الدین خاں و دیگر ہمراہیوں کو بھی خلعت و اسپ و فیل مرحمت ہوئے۔

قلیچ خاں کے تغیر سے شریف خاں عنایات شاہی سے سرفراز ہو کر صدر الصدور ممالک ہندوستان مقرر فرمایا گیا۔ بسونت راؤ دکنی چہار ہزاری چہار ہزار سوار کا منصبدار مقرر ہوا اور اسکو اور بیسی مرصع مرحمت ہوئی۔ عبداللہ عبدالہادی و عبدالباقی پسران افتخار خاں اپنے باپ کی وفات کے بعد دربار دولت پر حاضر ہوئے بادشاہ خدام نواز نے ان کو خلعت عطا فرما کر قید ماتم سے آزاد فرمایا۔

غرۂ رجب کو قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ حافظ محمد امین صوبہ دار احمد آباد نے بیس جمادی الاول کو وفات پائی۔ یہ عمدہ اعیان دولت راستی و خودداری محبت و نیک سیرتی اور نیز مالک کی وفاداری میں اپنی آپ نظیر تھا۔ اس امیر کا حافظہ بیحد قوی تھا صوبہ داری احمد آباد کے زمانہ میں بیحد قلیل مدت میں قرآن شریف

حفظ کر لیا۔ حافظ محمد امین کی وفات پر مختار خاں ناظم صوبۂ احمد آباد مقرر فرمایا گیا۔
اور مختار کے بجائے خان زماں کو مالوہ کی صوبہ داری مرحمت ہوئی اور مغل خاں
حسب الحکم بجائے خان زماں کے برہان پور میں متعین ہوا۔ مفتخر خاں پسر فاخر خاں
قمر الدین خاں کے تغیر سے قراول بیگ ہوا اور مفتخر خاں اپنے باپ کے ساتھ
متعین ہوا۔ اسلام خاں کے تغیر سے آتش خاں میر توزک مقرر فرمایا گیا۔ کانھوجی
دکنی آستانۂ والا پر حاضر ہوا اور پنج ہزاری پنج ہزار کا منصب اسکو عطا ہوا۔
چوبیس شعبان کو خان جہاں بہادر ظفر جنگ کوکلتاش گلشن آباد سیدک
سے قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا اور خلعت خاصہ و خنجر مرصع وجود ہ فاب الوش
اسے مرحمت ہوئے۔ سید منور خاں بجائے مغل خاں کے برہان پور روانہ ہوا۔
میر عبد الکریم پسر امیر خاں میر باری خواصان جسکا خدمت میں حاضر ہونا خود میر کو نہ
خاطر تھا عبد القادر پسر حافظ ابراہیم کے تغیر سے داروغہ جانماز خانہ مقرر فرمایا گیا
ایک واقعہ نگار ملا عبد اللہ سیالکوٹی کا شاگرد یک شنبہ کے روز اپنے استاد گرامی کے
واسطہ سے شرف اسلام کے لئے حاضر ہوا جہاں پناہ نے اس شخص کو اخلاص کیش کا
خطاب عطا فرما کر مشرف ابتیاع خانہ مقرر فرمایا قبلۂ عالم اس کے حال پر بیحد توجہ
فرماتے ہیں۔

جلوس عالمگیری کے سال بست و ششم کا آغاز مطابق سنہ ۱۰۹۳ ہجری

ماہ رمضان نے اپنے قدوم حسنات لزوم سے منتظران رحمت وامیدواران خیر کو شاد کام فرمایا خدیو دین پرور نے تمام وقت خدائے ذوالجلال
کی طاعت وعبادت میں صرف کیا۔
ماہ رمضان کی دوسری تاریخ حمید الدین ولد میرزا ابو سعید برادر زادۂ نورجہاں بیگم
کو کرم اللہ خاں کی وفات کے بعد مونگی پٹن کی فوجداری مرحمت ہوئی خان مرحوم کے
ورثہ کو خلعت مرحمت ہوئے۔ پانچویں تاریخ یاقوت خاں و خیریت خاں فوجدار
دندا راجپوری کے خلعت بہرہ مند خاں کے حوالے کئے گئے۔
ساتویں تاریخ خان جہاں بہادر کوکلتاش کو خلعت خاصہ با کمر بند و اسپ
وفیل کے عطیات سے سرفراز فرما کر گلشن آباد سیدک جانیکی اجازت مرحمت فرمائی گئی۔

جگدیو رائے برادر جادو رائے دکنی آستانۂ والا پر حاضر ہو کر عطیۂ خلعت سے سرفراز ہوا۔

دسویں تاریخ محمد تقی ولد داراب خاں نے بہرہ مند خاں کی دختر کے ساتھ عقد کیا اور خلعت و اسپ و جیغۂ مروارید کے عطیات سے فیضیاب ہوا شہاب الدین خاں کے تغیر سے صالح خاں ولد اعظم خاں مرحوم بخشی گری احدیان کی خدمت پر مامور ہوا۔

حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فرزند مسمی سید یوسف کو مادہ فیل بطور انعام مرحمت فرما کر گلبرگہ جانے کی اجازت مرحمت ہوئی اہل دربار و تمام عمال صوبجات کو خلعت بارانی عطا ہوئے۔

پچیس تاریخ شہزادہ محمد معز الدین برہان پور سے حاضر ہو کر شرف قدمبوسی سے بہرہ اندوز ہوئے۔

رستم خاں برادر خضر خاں یعنی داؤد خاں و سلیمان برادران رستم خاں آستانۂ شاہی پر حاضر ہو کر خلعت عزت کے عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے۔

سید مبارک خاں قلعہ دار دولت آباد حضور میں حاضر ہوا قبلۂ عالم نے خلعت عطا فرما کر واپسی کی اجازت مرحمت فرمائی۔

لطف اللہ خاں کو داروغگی جلو خاص و چوکی خاص کی خدمت مرحمت ہوئی۔

چھ شوال کو شہزادہ معز الدین کو خلعت و مالائے مروارید و اسپ عطا ہوئے شہزادۂ مذکور کے منصب میں ایک ہزار سواروں کا اضافہ ہوا اور ہشت ہزاری ہشت سوار کے منصب ارشاد پائے۔ قبلۂ عالم نے شہزادہ معز الدین کو احمد نگر روانہ فرمایا رستم خاں و داؤد خاں غضنفر خاں و غیرہ متعینہ امیر و اہل خدمات بھی اسپ و فیل و خلعت کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے۔

شریف خاں صدر نے بارہ شوال کو وفات پائی محمد عادل و محمد صالح اس کے بیٹوں کو خلعت تعزیت مرحمت ہوئے۔

شیخ مخدوم منشی صدارت کل کے عہدہ پر فائز ہوا۔ محمد صالح کنبوہ میر حسن کے تغیر سے پیشکار صدارت مقرر ہوا سردار ترین کو سیوگاؤں کی فوجداری عطا ہوئی

عزیز اللہ خاں برادر روح اللہ خاں محمد یار خاں کے تغیر سے خدمت میر توزکی پر مامور کیا گیا۔ اخلاص کیش کو شرفی جائے نماز کا عہدہ عطا ہوا۔ ہدایت اللہ خاں خویش خلیفہ سلطان کو شاہ جہاں آباد کی دیوانی مرحمت ہوئی۔ شکر اللہ خاں سکندر آباد کا اور کامل خاں سہارن پور کا فوجدار مقرر فرمایا گیا۔ محمد مسیح ولد ہمت خاں سلاح خاں کے تغیر سے میر توزکی کی خدمت پر متعین فرمایا گیا۔ دوسری ذیقعدہ کو معروضہ پیش ہوا کہ عنایت خاں فوجدار اجمیر نے انتقال کیا۔

بارہ تاریخ حمیدہ بانو بیگم والدۂ روح اللہ خاں نے وفات پائی۔ خدیو خدا نواز نے بادشاہ زادہ محمد کام بخش کو اشرف خاں میر بخشی کو امیر مذکور کے مکان پر روانہ فرماکر روح اللہ خاں کو گوشۂ ماتم سے باہر نکالا۔ بادشاہ زادہ فلک احتجاب نواب زیب النساء بیگم حسب الحکم روح خاں کے مکان پر تعزیت کے لئے تشریف لے گئیں۔

پندرہ ذی الحجہ کو کامیاب خاں بخشی دکن مقرر فرمایا گیا اور خان جہاں بہادر کے لشکر کو ہمراہ لیکر اپنی خدمت پر روانہ ہوا۔

سید محمد ہمشیر زادہ حافظ محمد امین احمد آباد سے آستانۂ والا پر حاضر ہو کر خلعت کے عطیہ سے سرفراز ہوا۔ سلیمان وردی پسر بلنگتوش خاں بہادر تختگاہ سے آستانہ شاہی پر حاضر ہوا اور عطیہ خلعت سے فیضیاب فرمایا گیا۔

چھ محرم کو شہاب الدین خاں مکرم خاں کے تغیر سے غائبانہ خدمت گرز برداری پر متعین فرمایا گیا۔ سید اوغلان کو شہاب الدین کی نیابت عطا ہوئی۔ محمد علی خانساماں ضعف کی وجہ سے پائین کٹہرہ سے نیچے گرا۔ قبلۂ عالم نے بوڑھے خانساماں کو شیشۂ گلاب و بید مشک و چند انار بیدانہ مرحمت فرمائے۔ اورنگ آباد کے قلعہ کی تعمیر اہتمام خاں کے سپرد ہوئی تھی عبد القادر پسر امانت خاں نے اس کام کو اپنے ذمہ لے کر چار ماہ میں عمارت تمام کردی۔ غرۂ صفر کو خان جہاں بہادر شرف قدمبوسی کے ارادہ سے سفر کرکے اورنگ آباد سے تین کوس کے فاصلہ پر مقیم تھا قبلۂ عالم نے اس کے فرزند نصرت خاں کی معرفت خان جہاں کو خلعت روانہ فرمایا اور حکم ہوا کہ حضور شاہی میں حاضر نہ ہو بلکہ بیدر کی سمت روانہ

ہو کر وہیں قیام کرے جس سمت کہ اکبر ابتر متوجہ ہو اسی جانب اس کے تعاقب میں خود بھی روانہ ہو۔

اٹھارہ تاریخ خان جہاں بہادر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ اکبر باغی سنبھا کے حدود سے نکل کر جہاز پر سوار ہو گیا ہے۔

فرمان مبارک صادر ہوا کہ ملازمین سرکار میں جو امراکہ دو ہزاری سے کم کے منصبدار ہیں وہ رخصت کے فاتحہ خوانی کے منتظر و امیدوار نہ رہیں مگر جب حضرت ولی نعمت از راہ خدام نوازی خود فاتحہ کے لئے دست خیر بلند فرمائیں تو امراء اختتام فاتحہ کا انتظار کریں۔ قاضیان ممالک جو ایک مرتبہ اپنی خدمت سے معزول کردیئے جائیں دوبارہ انکو عہدۂ قضا نہ دیا جائے۔

پانچویں ربیع الاول کو بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کو ایک سو گھوڑے عربی و عراقی و ترکی کچھی و ایک سو اونٹ و بیس خچر و فیل کوہ شکوہ و جواہرات قیمتی اسی ہزار و خلعت قیمتی دو ہزار آٹھ سو و دیگر لباس قیمتی جو دہ ہزار نو سو روپیہ کے عطیات مرحمت ہوئے اور شہزادہ بیدار بخت و گیتی آرا بیگم کو خلعت مرحمت ہوئے تمام اعظم شاہی امرا کو بھی ان کے مراتب کے موافق خلعت عنایت ہوئے اور یہ تمام اشیاء سلام خاں کے سپرد کی گئیں کہ بادشاہ زادہ تک پہنچا دے۔

قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ سلام خاں ہر امیر کو بلا کر خلعت حوالہ کرے اور ہر خلعت یافتہ امیر آداب شاہی بجالا کر شاہ والا جاہ کی خدمت میں حاضر ہو اور تسلیمات بجالائے۔

گیارہ ربیع الاول کو بادشاہ زادہ محمد کام بخش نے حسب الحکم غسل خانہ مبارک میں اجلاس فرما کر بندگان شاہی و نیز اپنے ملازموں کو عنایات سے سرفراز کیا بہرہ مند خاں کو حکم ہوا کہ جب بادشاہ زادۂ مذکور دیوان داری فرمائیں یہ امیر دربار میں مؤدب استادہ رہے۔

پندرہ تاریخ کو آرام بانو بیگم دختر سیادت خاں صفوی بادشاہ زادہ محمد کام بخش کے حبالۂ عقد میں دی گئیں۔ قبلۂ عالم نے خلعت با نیمہ آستین مروارید دوز خدمتگار خاں کی معرفت و جواہرات قیمتی دو لاکھ چھبیس ہزار خدمت خاں کے واسطے سے شہزادہ کو مرحمت فرمائے۔ بادشاہ زادہ کی طرف سے پانچ لاکھ روپیہ

نقد دو دو راس اسپ عربی و فیل بطور نذر تسلیمات جہاں پناہ کے حضور میں پیش کئے گئے۔ قبلۂ عالم کے حضور میں مسجد کے اندر قاضی شیخ الاسلام نے خطبۂ نکاح پڑھا ایک پہر رات گزرنے کے بعد جہاں پناہ نے اپنے دست مبارک سے بادشاہزادہ کے سر پر سہرۂ مروارید باندھا تمام اعیان دولت و امرائے سلطنت ڈیوڑھی غسل خانہ سے فلک احتجاب نواب زیب النسا بیگم کی ڈیوڑھی تک حسب الحکم پیادہ پا بادشاہزادہ کی سواری کے ہمراہ تھے۔ غرضکہ جشن عقد و مجلس عیش و طرب بیحد زیب و زینت کے ساتھ انجام پایا۔

بائیس تاریخ بیجاپور کے بزرگ زادوں میں سے ایک صاحب یعنی حسین میانہ اپنے طالع کی بلندی و یاوری اقبال سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوئے آتش خاں نے غسل خانۂ مبارک تک جہان کا استقبال کیا اور اشرف خاں نے چبوترہ کے نیچے اتر کر حسین میانہ سے کہا کہ خوش آمدید بہبود و مدد نمود۔ قبلۂ عالم نے حسین میانہ کو پنج ہزاری پنج ہزار کا منصب و علم و نقارہ و چالیس ہزار روپئے نقد عطا فرما کر فتح جنگ خاں کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ حسین میانہ کے برادر و اعزہ بھی اپنے اپنے مرتبہ کے موافق خلعت و منصب سے فیض اندوز ہوئے۔

دلیپت سنگھ کے تغیر سے مان سنگھ فوجدار ماندل پور کو بدنور کی فوجداری عطا ہوئی۔

اودت سنگھ پسر مہا سنگھ بھدوریہ اپنے باپ کی وفات کے بعد راجگی کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا۔

بہار کا معزول صوبہ دار یعنی صفی خاں بارگاہ والا میں حاضر ہوا اس امیر نے چھپن ہزار روپئے خزانۂ شاہی سے بلا اجازت صرف کئے تھے لہذا انہی خدمت سے برطرف کیا گیا۔

مغل خاں نے حسب الحکم صفی خاں کو آتش خانہ بہرہ مند خاں میں متقید کیا اور ربیع الآخر تک جبتک کہ روپیہ وصول نہیں ہوا اسی طرح نظر بند رہا۔

مکرم خاں برطرفی کے بعد دوبارہ شرف کورنش سے سرفراز فرمایا گیا اور بارہ ربیع الثانی کو اسے خلعت ملازمت حاصل ہوا۔ خسرو بیگ جیلہ

حافظ محمد امین خاں مرحوم کے اموال و اسباب احمد آباد سے لیکر حضور میں حاضر ہوا ستر لاکھ روپیہ ایک لاکھ چھتیس ہزار اشرفیاں و ابراہیمی چہتر فیل چار سو بیس گھوڑے ایک سو ستر اونٹ ایک من سیسہ چار من باروت خاں مرحوم کا تمام اثاثہ جہاں پناہ کے ملاحظہ میں گزرانا گیا۔

چار جمادی الاول کو معروضہ پیش ہوا کہ درجن سنگھ ہاڈہ نے بوندی پر حملہ کر کے شہر پر قبضہ کر لیا آٹھویں تاریخ محمد شریف ایلچی والی بخارا حضور میں باریاب ہو کر خلعت کے عطیہ سے سرفراز فرمایا گیا۔ روح اللہ خاں کوکن کی مہم سے فارغ ہو کر حضور شاہی میں حاضر ہوا اور قبلہ عالم نے خلعت و خنجر مرصع اور ایک سو دس اسپ عربی اسے عطا فرمائے۔ عزیز اللہ خاں اس کے برادر اور نوازش خاں رومی اور اکرام خاں ذخی ہر شخص کو خلعت و فیل مرحمت ہوئے۔

سید عبداللہ بارہہ عرف سید میاں ملازم شاہ عالم بہادر نے ضابطۂ بادشاہی کے مطابق ہزاری شش صد سوار کا منصب حاصل کیا۔

سید نور محمد بارہہ کو سید خاں کا خطاب عطا ہوا۔

ابوالحسن قطب الملک نے اپنے مدار المہام مادنا برہمن کے اغوا اور اپنی کم عقلی و ناقدری سے حیدرآباد کے نامور ترین شخص سید مظفر کو نظر بند کر دیا تھا۔ قبلۂ عالم کے فرمان کے مطابق حاجب بادشاہی نے اس عالی نسب سید کو زندان اسیری سے رہائی دیکر حضور شاہی میں روانہ کیا قبلۂ عالم نے سید مظفر کو وقت ملازمت خلعت و خنجر مرصع سے سرفراز فرمایا۔ سید موصوف کے ہر دو پسر صلابت خاں و نجابت خاں کے خطابات سے عمدہ مناصب پر فایز ہوئے۔

بائیس تاریخ کو ہری سنگھ برادر چتر سنگھ زمیندار گڈھ آستانہ پر حاضر ہو کر عطیۂ خلعت سے سرفراز ہوا۔

سید احمد برادر حاکم مغرب شرف قدمبوسی سے فیضیاب ہوا جہاں پناہ نے سید احمد کو خلعت مرصع و پانچ ہزار روپئے نقد مرحمت فرمائے۔ مغل خاں درجن سنگھ کے تباہ کرنے پر مامور ہوا۔

انرودھ سنگھ نبیرہ بھاؤ سنگھ ہاڈہ کو بوندی جانے کی اجازت مرحمت ہوئی

اور اسکے ساتھ خلعت و اسپ و فیل نقارہ کے عطیات سے سرفراز فرمایا گیا رود سنگھ ولد مہا سنگھ بھدوریہ و سید محمد عابد علی ہمشیر زادہ حافظ محمد امین مرحوم و خواجہ بہاؤالدین خویش سلیمان شکوہ وغیرہ کو خلعت و اسپ عطا ہوئے اور یہ امرا مغل خاں کی ہمراہی میں متعین کیے گئے۔

چوتھی جمادی الآخر کو ایوب بیگ ایلچی کاشغر کو خلعت و خنجر و دو ہزار روپیے عطا فرما کر واپسی کی اجازت مرحمت فرمائی گئی خواجہ عبدالرحیم کو بیجاپور کی خدمت حجابت عطا ہوئی اور خلعت و اسپ و ایک ہزار روپیے مرحمت ہوئے۔

سید عبداللہ کو عزت خاں کے خطاب پر بحال فرما کر محمد اعظم شاہ کی فوج کی دیوانی مرحمت ہوئی۔

دلیر خاں و فتح جنگ خاں وغیرہ امرا کو جو بیجاپور کی مہم پر متعین کیے گئے تھے حکم ہوا کہ محمد اعظم شاہ کے ورود تک حضور میں حاضر رہیں کشور داس ولد منوہر داس گور شکولا پور کا قلعہ دار مقرر فرمایا گیا شہاب الدین جنیر سے آستانہ والا پر حاضر ہوا۔ چودہ رجب کو شہزادہ محمد معز الدین ظفر آباد سے اور شہزادہ محمد اعظم برہان پور سے حاضر ہو کر شرف قدمبوسی سے فیضیاب ہوئے شہزادہ محمد رفیع القدر نے اپنے قلم کا لکھا ہوا ایک قطعہ خط نستعلیق میں ملاحظہ والا میں پیش کیا اور سرپیچ لعل کے عطیہ سے سرفراز ہوئے۔

تیس رجب کو حضرت شاہ عالم بہادر کی عمر گرامی کا سال چہل و یکم شروع ہوا اور قبلۂ دین و دولت نے بادشاہزادۂ مذکور کو طرۂ مرصع قیمتی ایک لاکھ پانچ ہزار ایک سو اسی روپیہ مرحمت فرمایا۔

جہاں پناہ کے حضور میں معروضہ پیش ہوا کہ فاضل اجل عارف اکمل ملا عبداللہ پسر ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نے رحلت فرمائی شہریار فاضل نواز و معارف پرور نے ملائے مرحوم کے ہر چہار پسر اور انکی زوجہ عفیفہ کے لئے خلعت تعزیت ارسال فرما کر انکے وظایف میں بھی اضافہ فرمایا۔ حضرت ملائے مذکور اپنے زمانے کے مشہور فاضل و عارف اور شریعت و طریقت کے جامع تھے آخر میں ملا صاحب پر فقر غالب آگیا تھا اور دنیا کے ساتھ آخرت کے بھی سرمایہ دار ہو گئے قبلۂ عالم

اپنی پایہ شناسی سے ایسے جامع حضرات کی ہمیشہ قدردانی فرماتے رہے ہیں جہاں پناہ
نے اجمیر شریف کے زمانہ قیام میں ارادہ فرمایا کہ حضرت ملا عبداللہ کو خدمت صدارت
عطا فرمائیں۔ قبلۂ عالم نے اپنے قلم خاص سے فرمان تحریر فرما کر مقرب سلطان
نجابت خاں کے جو اپنی فقر دوستی کی وجہ سے عرفا اور شاہ کے درمیان ہمیشہ واسطہ
ہوا کرتا ہے حوالہ کیا اور حکم دیا کہ تحریر فرمان کے مطابق یہ امیر خود بھی ملا صاحب کو
خط روانہ کرکے ان سے قبول خدمت کی درخواست کرے ملا عبداللہ کو فرمان
و خط وصول ہوئے اور اس بے نیاز عارف نے جواب میں نجابت خاں کو لکھا کہ
اب زمان فراق ہے نہ کہ وقت تحصیل شہرۂ آفاق لیکن فقیر حسب الحکم حاضر ہوتا ہے
ظاہر ہے کہ اجمیر شریف میں حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ کے
آستانہ کی زیارت کے ساتھ حضرت قبلۂ عالم و عالمیاں کے در دولت پر بھی باریابی
کا شرف حاصل ہو جائیگا جہاں پناہ کو حضرت ملا کے جواب کی ادا بہت پسند آئی۔
فاضل مرحوم اپنی تحریر کے مطابق اجمیر میں حاضر ہو کر بارہا خدمت سلطانی میں حاضر
ہوئے۔ ملا عبداللہ نے قدوۃ العارفین حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے
روضۂ مقدس کی سعادت زیارت حاصل کرکے جہاں پناہ سے واپسی وطن کی
درخواست کی اور حسب الحکم وطن پہونچکر چند ماہ کے بعد رحلت فرمائی اللّٰھم اغفرہ۔

کوتاہی اجل بہ ہمیں عقدہ بند بود

افسانہا بہ بستن مژگاں تمام شد

جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ شاہ عالی جاہ محمد اعظم شاہ جو دریائے نیرا کے کنارہ
مقیم اور حضور شاہی میں طلب کئے گئے تھے باوجود شدت برسات و کیچڑ و پانی کے
جریدہ سوار ہو کر حاضر ہوگئے ہیں باربرداری کی قلت کی وجہ سے بہت مختصر خیمہ
بادشاہ زادہ کے ہمراہ ہے جہاں پناہ نے ازراہ شفقت حکم دیا کہ سرکار مبارک
کا ایک خیمہ مسجد عیدگاہ کے متصل بادشاہ زادہ کے لئے نصب کیا جائے۔

آخر روز معروضہ پیش ہوا کہ شاہ والا جاہ گھوڑے پر سوار راہ طے فرما رہے
تھے کہ ناگاہ فتح جنگ خاں کا ہاتھی مست ہو کر فوج پر دوڑا اور شاہ کے قریب
پہنچ گیا سواری کا گھوڑا بھڑکا اور شاہ نے گھوڑے سے اتر کر ہاتھی کا مقابلہ کیا اور

ہاتھی کی سونڈ پر تلوار کا ایک ہاتھ لگایا اسی دوران میں شاہ کے پراگندہ ہمراہی ایک جا ہو گئے اور انھوں نے کاری زخموں سے ہاتھی کو ہلاک کیا۔

بادشاہ زادہ محمد کام بخش و روح اللہ خاں اسی وقت روانہ فرمائے گئے اور چار ہزار روپیہ رقم تصدق سرکار والا کی جانب سے اپنے ہمراہ لے گئے۔ بادشاہ زادہ محمد کام بخش نے پانچ سو اشرفیاں اور روح اللہ خاں نے ایک سو اشرفیاں اور ایک ہزار روپیہ نذر بادشاہ زادہ کے ملاحظہ میں پیش کیا۔ بادشاہ زادہ ایک پہر چار ساعت گزرنے کے بعد واپس ہوئے۔

جو روز ملازمت میں حاضر ہونیکا تھا بادشاہ زادہ محمد کام بخش نے تمام اعیان ملک کے ہمراہ جنھیں ایک ہزاری منصبدار تک داخل تھے شاہ کا استقبال کیا ہر امیر نے اپنے مرتبہ کے مطابق نذرانہ تصدق پیش کیا اور شاہ کے حکم اقدس کے مطابق اپنے فرودگاہ سے شادیانہ بجاتے ہوئے قلعۂ ارک میں داخل ہوئے۔ شہزادہ بیدار بخت حضور میں حاضر ہو کر سعادت قدمبوسی سے فیضیاب ہوئے چونکہ شاہ والا جاہ کی حویلی مرمت طلب تھی اس لئے ختم تعمیر تک ان محلات میں جو خاص و عام سے متصل تھے قیام کی اجازت عطا ہوئی۔

محمد سالم المتخلص بہ اسلم نے شاہ و فیل کی معرکہ آرائی کے بیان میں ایک عمدہ مثنوی نظم کی جو مشہور زمانہ ہے۔

رشید خاں نے عرض کیا کہ حکم صادر ہوا ہے کہ باون لاکھ روپیہ کی رقم خرچ گواہی امیر الامرا سے بازیافت کی جائے۔ امیر الامرا نے عریضہ میں لکھا کہ کل سات لاکھ روپیہ کی رقم خرچ ہوئی ہے دیگر مصالح ملکی میں بنگالہ کی مدد بھی شامل ہے حکم ہوا کہ اسی قدر رقم بازیافت کریں۔

گیارہ تاریخ محمد اعظم شاہ کے محل میں رانی اتم کر کے بطن سے فرزند پیدا ہوا۔ بادشاہ زادہ کی جانب سے ایک ہزار اشرفیوں کی نذر پیش ہوئی جہاں پناہ نے نذرانہ قبول فرما کر مولود کو والا جاہ کے نام سے موسوم کیا۔

جو جدید ممالک کہ خان جہاں نے فتح کر کے ممالک محروسہ میں داخل کئے تھے ان کے انتظام و تشخیص آمدنی کے لئے حاجی شفیع خاں مامور ہو کر اس طرف

روانہ ہوا۔

سیوا کا منشی قاضی حیدر آستانۂ والا پر حاضر ہوا قبلۂ عالم نے خلعت و دس ہزار روپیہ نقد و منصب دو ہزاری کے عطیات سے سرفراز فرمایا۔ شہریار جرم بخشش و خطا پوشش کے فرمان کے مطابق حکیم محسن خاں خزانہ کے ہمراہ حضور میں حاضر ہوکر زندان ندامت سے آزاد ہوا۔ میرزا صدرالدین کو خطاب خانی و راہگیر کی فوجداری عطا ہوئی۔

بارہ شعبان کو خان جہاں بہادر کے مرسلہ تحایف یعنی ہار مرصع و اویزہ مروارید و دو فیل ملاحظۂ شاہی میں پیش کئے گئے۔

اکیس شعبان کو قبلۂ عالم بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کے مکان پر واقع اندرون قلعہ اورنگ آباد میں تشریف فرما ہوئے محمد اعظم شاہ کو ایک انگوٹھی قیمتی دو سو روپیہ جہاں زیب بانو بیگم کو مالائے مروارید و آویزۂ لعل قیمتی چودہ ہزار ایک چھتری روپیہ گیتی آرا بیگم دختر بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کو مالائے مروارید قیمتی انیس ہزار روپیہ اور بیجاپوری محل کو کڑہ مرصع قیمتی دو ہزار دو سو کے عطیات مرحمت فرمائے گئے۔ حضرت شاہ کی طرف سے دو لاکھ اٹھانوے ہزار چار سو روپئے بطور نذر پیش کئے گئے جنکو شرف قبولیت عطا ہوا۔

انیس شعبان کو مغل خاں کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ اس بہادر امیر نے برق کی طرح بوندی پر حملہ کیا اور تین پہر کامل شہر پر تیر و تفنگ کا مینہ برسایا اورجن سنگھ فراری ہوا اور انرودھ سنگھ اپنی فوج و دیگر ملازمین شاہی کے ہمراہ بوندی میں داخل ہوا۔

جلوس عالمگیری کے سال بست و ہفتم کا آغاز مطابق ۱۰۹۴ ہجری

چہارشنبہ سے برکات الٰہی ماہ رمضان اہل عالم کے سر پر سایہ فگن ہوا اور قبلۂ دین و دولت نے مسجد دولت خانہ میں تمام ماہ طاعت و عبادت الٰہی و خیرات و مبرات میں بسر پایا۔

ساتویں رمضان کو بادشاہ زادہ والا جاہ محمد اعظم شاہ کو خلعت و سرپیچ و خنجر مرصع و فیل و ایک سو گھوڑے اور دو لاکھ روپئے نقد مرحمت فرما کر بیجاپور

روانہ ہونے کی اجازت عطا فرمائی۔ شہزادہ بیدار بخت خلعت و سرپیچ و کلگی و خنجر و فیل کے عطیات سے سرفراز ہوئے اور حکم ہوا کہ اپنے پدر عالی قدر کے ہمراہ روانہ ہوں۔ سید شیر خاں و اخلاص خاں و کمال خاں وغیرہ و دیگر متعینہ امیر بھی طرح طرح کی نوازش سے سرفراز فرمائے گئے۔

چودہ شعبان کو عمدہ امیران دولت ابراہیم خاں ناظم صوبہ کشمیر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ خان مذکور کے فرزند سمی فدائی خاں کی حسن کوشش سے قصبہ تبت ولدل زمیندار کے قبضہ سے نکال کر ممالک محروسہ میں شامل کر لیا گیا۔ فرمان مبارک صادر ہوا کہ تمام درباری حضور میں حاضر ہو کر تسلیمات مبارکباد بجا لائیں اور فتح کے شادیانے بجائے جائیں۔ اس فتح نمایاں کے صلہ میں خان والاشان کے منصب میں دو ہزار سواروں کا اضافہ فرمایا گیا اور ابراہیم خاں اصل و اضافہ کے اعتبار سے اب پنجہزاری پنج ہزار سوار دو ہزار دو اسپہ کا منصب دار قرار پایا۔ قبلۂ عالم نے خان مذکور کے نام ایک فرمان تحسین روانہ فرما کر اپنے یادِ خاص سے کو ایک کروڑ دام نقد و خلعت خاصہ و خنجر مرصع پھول کٹارہ با علاقہ مروارید قیمتی ساٹھ ہزار و اسپ عربی قیمتی دو صد مہر باساز طلا و حلقۂ خاصہ کا ایک فیل قیمتی پندرہ ہزار کے عطیات مرحمت فرمائے۔ ابراہیم خاں کے فرزند رشید کے اصل منصب ہفت صدی چہار صد سوار میں اضافہ فرمایا گیا اور یہ امیر ہزاری ہفتصد سوار کا منصبدار قرار پایا۔ فدائی خاں کو بھی خلعت خاصہ و شمشیر زرنشان باساز مینا اور صد مہری اسپ باساز طلائی اور ایک ہاتھی قیمتی گیارہ ہزار کے عطیات مرحمت ہوئے۔

آتش خاں شاہی حکم کے مطابق محمد اعظم شاہ کے لشکر میں گیا اور محمد ہادی پسر حیدر خاں کو شاہی حضور میں لے آیا۔ محمد ہادی اول روح اللہ خاں کے سپرد کیا گیا اور بعد میں صلابت خاں کی حراست میں دیا گیا۔ پچیس رمضان کو حکم ہوا کہ مجرم قلعہ دولت آباد میں نظر بند کیا جائے۔

تیسری شوال کو حسب الحکم حضرت شاہ عالم بہادر کا پیش خانہ نقارۂ شادیانہ کے ہمراہ اورنگ آباد سے کوکن روانہ ہوا۔ بادشاہزادۂ مذکور کوکن و رام درہ کے مفسدوں کی سرکوبی و نیز دیگر سرکشوں کی گوشمالی کے لئے حسب الحکم شاہی

روانہ ہوئے۔

دلیر خاں افغان نے طویل علالت کے بعد وفات پائی یہ بہادر اکثر معرکوں میں داد مردانگی و جاں نثاری دے چکا تھا۔ دلیر خاں قوی ہیکل و طاقتور تھا۔ اسکی قوت اشتہاء عجیب و غریب تھی غرضکہ ابتدا سے انتہا تک اقبال مندی کیساتھ زندگی بسر کرتا رہا۔

اِن واقعات کے ساتھ نواح اورنگ آباد کے مزارات کی کیفیت و نیز موضع الورہ کا بھی مختصر حال ہدیۂ ناظرین کرنا ضروری ہے۔ واضح ہو کہ اورنگ آباد سے آٹھ کوس اور قلعۂ دولت آباد سے تین کوس کے فاصلہ پر اولیائے کرام کے مزارات واقع ہیں۔ اِن مقابر میں حضرت شیخ برہان الدین شیخ زین الحق محب الدین زر بخش و میر حسن دہلوی و سید راجو پدر میر سید محمد گیسو دراز و دیگر عارفان حق آرام فرما ہیں۔ اِنہیں سے اکثر حضرات سلطان اولیا حضرت نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ کے جاروب کش و حضرت کے مرید ہیں۔

محمد شاہ تغلق نے ایک زمانہ میں قلعۂ دیوگڈھ کو وسط ہندوستان سمجھکر اس مقام کو دولت آباد کے نام سے موسوم کیا اور ارادہ کیا کہ اِس شہر کو اپنا تختگاہ قرار دے بادشاہ نے دہلی کے تمام باشندوں کو دولت آباد میں سکونت اختیار کرنیکا حکم دیا۔ اسی زمانہ میں یہ حضرات بھی دہلی سے دولت آباد تشریف لاکر ہمیشہ کے لئے اسی سرزمین میں آسودہ ہوئے۔

مقام مقابر سے تھوڑے فاصلہ پر الورہ نام ایک مقام ہے جہاں قدیم زمانہ میں سحر کار کاریگروں نے بیحد کوشش و سعی کرکے پہاڑوں کے اندر عالیشان مکانات تراشے گئے ہیں اور ان مکانات کی تمام چھتوں اور دیواروں پر طرح طرح کی سنگی تصویریں پہاڑوں کو تراش کر بنائی ہیں پہاڑ کی سطح بالکل ہموار ہے اور اوپر سے مکانات کے نشان بالکل نمودار نہیں ہیں۔

قدیم زمانہ میں اس ملک پر غیر مسلم اقوام حکمراں تھیں انھیں اقوام میں سے کسی قوم نے اِن مکانات کو کندہ کیا ہے غرضکہ بانی مکانات انسان ہیں نہ کہ وہ جن اور دیوتا جو ہندوؤں کے معبود ہیں۔

اس زمانہ میں یہ مقام ویران ہے لیکن اس کی بنیادیں بیحد مستحکم ہیں اور اسمیں شبہ نہیں کہ عاقبت بیں حضرات کے لئے جائے عبرت ہے یہ جگہ ہر موسم میں سرسبز و شاداب رہتی ہے خصوصاً موسم برسات میں کوہ و صحرا سبزہ کی شادابی و سیرابی کی وجہ سے باغ نظر آتے ہیں یہاں ایک آبشار بھی نو گز کی بلندی سے گرتی ہے۔ اکثر سیاح یہاں سیر کے لئے آتے ہیں اور اسمیں شک نہیں کہ یہ مقام عجیب نظر فریب سیرگاہ ہے جس کا لطف صرف دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے اور معرض تحریر میں نہیں آسکتا۔

بادشاہ کا اورنگ آباد سے احمد نگر جانا۔

بادشاہ ذیقعدہ کی پہلی تاریخ موضع کران پورہ پہونچے شاہی سواری کے ورود سے دشمن لرزہ براندام ہوئے اور ملازمین بارگاہ آداب مجرا کی سعادت حاصل کرنیکا موقع پاکر خوش اور بشاش ہوئے محمد اعظم شاہ اور شہزادہ بیدار بخت جو بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوئے تھے سرپیچ فیل انبیہ خلعت خاص کے عطیات سے سرفراز کئے گئے اور حسب اجازت اسی ذیقعدہ کو گلشن آباد روانہ ہوئے۔ پدم ناتک زمیندار اسکہر ملازمت سے بہرہ اندوز ہو کر شمشیر و خنجر اور جمدھر کے عطیہ و انعام سے سرفراز و مکرم ہوا۔ چاندہ کی زمینداری بھی رام سنگھ کے تغیر سے کشن سنگھ کے حوالہ کی گئی۔

تیسری ذی الحجہ کو دیپر خال کے تعمیر کردہ قلعہ کہام میں بادشاہ نے قیام فرمایا۔ قاضی شیخ الاسلام پسر قاضی عبدالوہاب اپنی ذاتی استعداد و سلیم فطرت کے تقاضہ سے جذبہ محبت الٰہی سے بیقرار ہوئے اور دنیا سے قطع تعلق کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ہر چند جہاں پناہ نے ان پر عنایتیں فرمائیں اور ترک خدمت سے انھیں منع کیا اور عہدۂ قضا کو جو ایسے ہی مقدس و پاکیزہ نفوس کے لئے تھے انھیں کی ذات سے وابستہ رکھنا چاہا لیکن قاضی صاحب نے اپنے ارادہ دل میں کسی طرح کی تبدیلی نہ کی بادشاہ نے مجبور ہو کر خود قاضی صاحب کی رائے سے سید ابوسعید کو جو عالی نسب سید اور قاضی عبدالوہاب کے داماد تھے عہدۂ قضا مرحمت فرمایا۔ سید ابوسعید دارالخلافت سے بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوئے اور

خلعت و شمشیر و جمدھر کے عطیہ و انعام سے خوش اور معزز کئے گئے۔

دسویں ذی الحجہ کو محمد خلیل حاجب شہر نو کے حاکم شاہی آستانہ پر حاضر ہوئے اور آداب و مجرا سے بہرہ اندوز ہو کر خلعت خاص اور ایک ہزار روپیہ کے انعام سے سرفراز کئے گئے۔ سری رنگ پٹن کے زمینداروں کے وکلاء مع پیشکش کے حاضر ہوئے اور انکو دو سو روپیہ بطور انعام عطا ہوا۔ سید اوغلان بادشاہ زادہ محمد کام بخش کی معلمی کے لئے مقرر کئے گئے۔ اور محمد صالح قاضی اورنگ آباد دار الخلافت کے عہدہ قضا پر مامور کئے گئے اور ان کے تغیر سے محمد اکرم مفتی لشکر اورنگ آباد کے قاضی مقرر ہوئے۔ میر عبد الکریم کو امانت ہفت چوکی کی خدمت کے ساتھ جائے نماز خانہ کی داروغگی بھی عطا ہوئی۔ سر بلند خاں خواجہ یعقوب بہادر گڈھ کے شورہ پشتوں کی سرزنش و تنبیہ کیلئے روانہ ہوا کامگار خاں مغل کے تغیر ہونے کی وجہ سے آختہ بیگی کی خدمت پر مامور ہوا۔ شجاعت خاں پسر قوام الدین خاں میر آتشی پر اور مطلب خاں احدیوں کی بخشی گری کے عہدوں پر فائز ہو کر سر بلند و صاحب عزت ہوئے۔

نویں محرم کو روح اللہ خاں نے غنیم کی سرزنش کے لئے دریائے تھنھرا کی طرف اور بہرہ مند خاں کو آشتی کی جانب کوچ کرنے کا حکم ہوا۔ معمور خاں النخاطب بہ دلیر خاں نے غنیم پر حملہ کر کے فتح پائی اور انکو خلعت و فرمان و طوغ و علم و دو اسپہ عطا ہوا۔ شہاب الدین خاں جنھوں نے دشمن کو بار بار کی تاخت و تاراج سے بالکل سرنگوں کر دیا تھا۔ پندرھویں محرم کو محمد غازی الدین خاں بہادر کے خطاب سے سرفراز ہو کر بہادروں اور دلیروں کے ایک گروہ کے ساتھ ناموری حاصل کی۔ ان کے برادر محمد عارف مجاہد خاں اور محمد صادق جو شیخ صادق خاں کے خطابات سے بلند آوازہ ہوئے۔ دلپت بوندیلہ راجہ اودت سنگھ اور دیگر ہمراہیوں کو خلعت ہاتھی اور گھوڑے عطا ہوئے اور ان کے وظائف میں ان کے مرتبوں کے موافق اضافہ کیا گیا۔

میر اشرف اعظم شاہ کا ملازم بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا اور تولد فرزند کی عرضداشت اور ایک ہزار اشرفیاں نذرانے کی بادشاہ کے حضور میں پیش کیں۔ نوزائیدہ فرزند ذی جاہ کے نام سے موسوم ہوا اور ایک کلاہ جس میں موتی جڑے

ہوئے تھے۔ اور مرصع جیغہ اور موتیوں کی لڑی اسے مرحمت ہوئی۔ میر ہاشم
خلعت خاص اور پانچ سو روپیہ کے انعام سے سرفراز کیا گیا۔
انیس صفر کو خان جہاں بہادر کی عرضداشت بادشاہ کے ملاحظہ میں گزری
جس میں مرقوم تھا کہ غنیم بیقہور دریائے کرشنا کے کنارے جمع ہوئے اور آمادہ بہ فساد
تھے۔ خان جہاں نے انیس کوس سے ان پر حملہ کیا اور سخت آویزش اور شدید
حملہ سے انکو تاراج اور پامال کر کے بیشمار غیر مسلموں کو خاک و خون میں ملا یا اور انکی
عزت و ناموس کو تباہ و برباد کیا۔ جہاں پناہ نے خوشنودی کا فرمان اس
سردار کے نام روانہ کیا اور اسکے فرزندوں یعنی مظفر خاں کو ہمت خاں اور نصرت خاں
کو سپہدار خاں و محمد سمیع کو نصرت خاں و محمد بقا کو مظفر خاں اور جمال الدینخاں
کو جو اعظم خاں کوکہ کے فرزند کا داماد تھا صفدر خاں کے خطابات سے سرفراز
فرمایا۔
عمدۃ الملک اسد خاں اجمیر سے بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا اور چھبیس تاریخ
کو بخشی الملک اشرف خاں غسل خانہ کے دروازہ تک حاضر ہو کر ملازمت سے
سرفراز ہوا۔
۲۷ صفر کو محمد اعظم اور شہزادہ بیدار بخت نے شرف ملازمت حاصل کیا
اور ساتویں ربیع الاول کو دونوں شہزادے خلعت و جواہر کے عطیہ سے سرفراز
ہو کر بہادر گڈھ روانہ ہوگئے۔
صلابت خاں ذوالکہ اودھ سے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا اور خلعت کے عطیہ
سے سرفراز ہوا۔ اعظم شاہ کی سرکار کے دیوان ملوک چند کو خلعت عنایت ہوا
اور ساٹھ ہاتھی جو شہزادہ کو بطور انعام عطا ہوئے تھے اس کے ساتھ
روانہ کردیے گئے۔
صوفی بہادر شرف حضوری کی تمنا دل میں لیکر کاشغر سے آستانۂ شاہی پر
حاضر ہوا اور خلعت و خنجر بندمع ساز طلا و تلوار اور ایک ہزار روپیہ کے انعام اور
عطیہ سے صاحب عزت و جاہ ہوا۔
چوتھی ربیع الآخر کو رندولہ خاں نے دنیا سے کوچ کیا۔ نویں تاریخ کو شکر اللہ تقسیم ثانی

کو عسکر خاں سید احسن پسر خانہ وراں کو احسن خاں محمد مراد ولد مرشد قلی خاں کو محمد مراد خاں کے خطابات عطا ہوئے۔ چوبیسویں کو غازی الدین خاں بہادر کو پونا گڈہ وشونہ جانیکی اجازت مرحمت ہوئی اور شاہی بندہ نوازی سے ترکش و کمان و دس ہزار روپیہ اور دو من سونے کے عطیہ سے مالا مال ہوئے سعد اللہ خاں کے نواسے کے فرزند میسی قمر الدین چار صدی ایک سو سواروں کے امیر مقرر ہوئے۔ انیسویں کو محمد نفیع دار الخلافت کی دیوانی پر سرفراز ہوئے۔ پندرھویں جمادی الاول کو بخشی الملک روح اللہ خاں ایک جرار فوج کے ہمراہ شاہ عالم کے ساتھ روانہ ہوا۔ اور اس کے ہمراہ بیس ہزار اشرفیاں سو گھوڑے پانچ سو اونٹ اور شہزادوں و مقرر وامرا کے لئے فاخرہ خلعت وجواہرات و اسپ وفیل روانہ کئے گئے۔

اسی تاریخ محمد اعظم شاہ اور شہزادہ بیدار بخت اور شہزادہ والا جاہ بھی خلعت فاخرہ جواہرات اور اسپ وفیل کے عطیہ سے مالا مال کئے گئے صفی خاں کو اورنگ آباد کی صوبہ داری عطا ہوئی۔

بہرہ مند خاں نے گلشن آباد سے حاضر ہوکر بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور ایک ہاتھی کے عطیہ سے سرفراز کیا گیا۔ شجاعت خاں صف شکن کے خطاب اور خلعت خاصہ وجیغہ وعلم وطوق کے عطیہ سے سرفراز ہوکر بیری رنگ پٹن روانہ ہوا۔ سنبھا کے ایک سو بارہ ملازم جو جیبو ترہ کوتوالی میں قید تھے قتل کئے گئے۔ محمد یار خاں پسر دلیر خاں ہموری کو ہمور خاں کا خطاب مرحمت فرماکر اسے اپنے والد کے پاس جانے کی اجازت مرحمت ہوئی۔

چھٹی جمادی الآخر کو سلطان والا جاہ کو اسی روپیہ یومیہ کا وظیفہ عنایت ہوا۔ بارھویں تاریخ شہزادہ محمد کام بخش کے محل میں تولد فرزند کا مژدہ آیا خواجہ یاقوت یہ خوشخبری لیکر آیا اور اسے خلعت عنایت ہوا اور شہزادہ کو خلعت مع بالا بند وطرہ مرصع مرحمت ہوا۔ حاجی اسمٰعیل خاص نویس نے مادۂ تاریخ ولد محمد کام بخش نکالا اور اس کے صلہ میں خلعت سے سرفراز کیا گیا۔ مولود فرزند کو امید بخش کا نام عطا ہوا۔

شجاعت حیدر آبادی آستانہ شاہی پر حاضر ہوا اور منصب پنج ہزاری

ہزار سوار پر فائز ہو کر شجاعت خاں کے خطاب سے سرفراز کیا گیا اعتقاد خاں ایک عمدہ لشکر کے ہمراہ ظفر آباد روانہ ہوا۔ میرک خاں فوجدار دو آبہ جالندھر گجرات کی فوجداری پر مقرر ہوا۔

تیرھویں تاریخ شاہ عالم بہادر کوکن سے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوئے اور خلعت و جواہرات بقیمتی تین لاکھ نو ہزار روپیہ کے عطیہ سے سرفراز کئے گئے۔ روح اللہ خاں اور منور خاں نے آستانہ بوسی کا شرف حاصل کیا اور انھیں بیش بہا خلعت عطا فرمائے گئے۔ مغل خاں جو انرود سنگھ کی مدد اور رحمت سنگھ کو تباہ کرنے کے لئے مہم پر گیا ہوا تھا کامیاب واپس آیا اور خلعت تحسین کے عطیہ سے ہم چشموں میں صاحب عزت ہوا۔

حاجی مہتاب حیدر آبادی نے آستانۂ والا کی جبہ فرسائی کا شرف حاصل کیا۔ رجب کی ۲۳ تاریخ قطب الملک کا حاجب محمد مظفر بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا۔ یہ شخص حافظ محمد امین کا استاد زادہ ہے جو قت اکبر آباد سے کابل روانہ ہوا اس نے مختار خاں سے سفارش کی کہ اسکو حافظ محمد امین کے پیش کیا جائے شاہی حضور میں پیش ہونے کی سعادت حاصل کرنے کے بعد اسے محمد اکبر کی سرکار میں ایک منصب مل گیا چونکہ اس میں قابلیت کے جوہر موجود تھے قلیل عرصہ کے بعد شہزادہ کی سرکار میں منتقل ہو کر داروغہ کے عہدہ پر فائز ہوگیا۔ محمد اکبر کی بغاوت کے بعد یہ شخص حیدر آباد چلا گیا اور اپنے لاف و گزاف سے کہ میں ایسا اور ایسا ہوں اور فلاں فلاں امیروں کا عزیز و قریب ہوں سلطان ابوالحسن اور اس کے درباریوں میں مقرب ہوگیا اور عین الملک کے خطاب سے سرفراز ہو کر صاحب عزت و جاہ ہوا۔ اس زمانہ میں سلطان ابوالحسن نے کسی شخص کو برسم ضمانت بارگاہ سلطانی میں روانہ کرنے کا ارادہ کیا جعفر کے باطل وعدے اس کے لئے وبال جان ہوئے اور مجبوراً سفیر بنکر شاہی آستانہ پر حاضر ہوا۔ محمد جعفر کی حاضری کے وقت مختار خاں نے جہاں پناہ سے سفیر کا پورا حال بیان کیا اور بادشاہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ ابوالحسن کی حماقت دیکھو اس نے محمد اکبر کے نوکر کو سفیر بنا کر ہمارے دربار میں بھیجا ہے۔

محمد جعفر اور اقبال نامہ کے کاتب میں رسم ملاقات تھی اور اس نے ملاقات کا پیغام دیا۔ شان و شوکت کے ملاحظہ اور مال و متاع کی کثرت دیکھ کر اس سے پوچھا کہ یہاں کیوں آئے ہو اس نے کہا عزیزوں کا شوق دیدار مجھے یہاں کھینچ لایا ہے۔ جواب دیا کہ تم نے بہت برا کیا یہاں تک کہ دو روز کے بعد کوتوال اسکے مکان پر گیا اور اسے چبوترہ پر لے آیا اور اس کے تمام مال و متاع کی ضبطی کا حکم نافذ کیا گیا۔ ایک زمانہ کے بعد سہ صدی منصبدار مقرر ہوکر صوبۂ بنگالہ کو روانہ ہو گیا۔

ستائیسویں رجب کو نواب ثریا القاب زیب النسا بیگم اورنگ آباد سے خدمت شاہی میں حاضر ہوئیں شہزادہ محمد کام بخش اور سیادت خاں اور کامگار خاں شہزادی کے استقبال کو گئے اور عزت اور حرمت کیساتھ حرم سرا میں لے آئے۔

شعبان کی ۲ تاریخ شہزادہ محمد اعظم کے محل میں والاجاہ کی والدہ کے بطن سے فرزند پیدا ہونے کی تہنیت میں پانچ سو اشرفی قبول کی نذر جہاں پناہ کے حضور میں پیش کی گئی۔ بارگاہ معلی کے تمام ملازمین آداب مجرا بجالائے اور مولود کو والا شان کے نام سے موسوم کیا گیا۔

۹ تاریخ کو ایک معروضہ پیش ہوا جسکا مضمون یہ تھا کہ میرزا محمد دس ہزار روپیہ اور فیل و اور یسی اور بہاری داس آٹھ ہزار روپیہ اور فیل جوان کو بطور انعام قطب الملک کی سرکار سے ملے تھے حاجب کے پاس چھوڑ کر حاضر ہوئے ہیں ان اشخاص کو شرف باریابی عطا ہوا۔

عبد الرحمن قلعہ دار بہادر گڈھ کے معروضہ کے ساتھ سنبھاجی کی دو زوجہ اور ایک اس کی دختر اور تین لونڈیاں بارگاہ سلطانی میں حاضر کی گئیں۔

خان جہاں بہادر ظفر جنگ کوکلتاش و دلیر خاں و غازی الدین خاں بہادر اور دوسرے نامی امرا و افسران فوج نے اس مدت میں اپنی جانکاہ کوشش و نمایاں کارگزاری سے غنیم بدبخت کے قبضہ سے جسقدر قلعے و محالات متعلقہ نکالکر قلمرو سلطانی میں داخل کئے اگر ان کی فہرست لکھی جائے تو ایک دوسرا دفتر تیار ہو سکتا ہے بارخدایا اسلام کے حامی شریعت و احکام کے رائج کرنے والے اور بدعت گمراہی کو

مٹانے والے فرمانروا کی عمر و اقبال میں روز افزوں ترقی عطا فرما۔

جلوس عالمگیری کے سال بست ہشتم کا آغاز مطابق ۱۰۹۵ ہجری

اسی دوران میں ہلال کرامت نشان رمضان نے افق آسمان پر نمودار ہو کر اہل عالم کو صبح رحمت کی آمد آمد کی خبر دی اور فلاح دارین کا مژدہ سنایا۔ بادشاہ دین پناہ نے تمام ماہ گوشۂ مسجد میں خالق اکبر کی طاعت و عبادت میں بسر فرما کر مخلوق خدا کو انوار عدل و شفقت سے منور فرمایا۔

دوسری رمضان کو مغل خان خان زماں کی وفات کے بعد سلطنت کے اعلیٰ ترین عہدہ یعنی صوبہ داری مالوہ کی خدمت پر متعین ہوا خلیفۂ عالم نے خان مذکور کو خلعت و ذوالفقار نام فیل مرحمت فرما کر اس کے منصب میں بھی اضافہ فرمایا مغل خان اصل و اضافہ ہر دو اعتبار سے اب سہ ہزاری و پانصدی سہ ہزار سوار کا منصبدار قرار پایا۔

پانچویں تاریخ سیادت خان کو معظم خان کا خطاب ملا اور یہ امیر بجائے مغل خان کے خدمت قوش بیگی پر متعین فرمایا گیا صفی خان کے تغیر سے حاجی شفیع خان حارس اورنگ آباد و معتشم خان کے تغیر سے صفی خان ناظم اکبر آباد اور سیف خان کے انتقال کرنے سے معتشم خان ناظم الہ آباد مقرر فرمائے گئے۔

محمد تقی ولد داراب خان و مطلب خان و نیز مختار خان صوبہ دار احمد آباد کے دیگر اعزہ مرحوم صوبہ دار کی وفات پر صف ماتم پر بیٹھے ہوئے تھے بادشاہ خدام نواز نے ان غم زدہ بندگان بارگاہ کو خلعت کے عطیہ سے سوگواری کی قید سے آزاد فرمایا قبیلۂ بنی مختار کے اراکین اکثر پسندیدہ عادات کی وجہ سے ممدوح و مشہور زمانہ رہے ہیں مختار خان مرحوم خاص طور پر قابل تعریف اور ہر طبقہ میں ہر دلعزیز اور ہر شخص کا ممدوح تھا۔

اٹھارہ رمضان یوم چہارشنبہ کو سیدۃ النساء بیگم دختر میرزا رستم بن مکرم خان شہزادہ معز الدین کے حبالۂ عقد میں دی گئی تھی قاضی ابو سعید نے خلیفۂ عالم و شاہ عالم بہادر کے حضور میں عصر کے وقت خطبۂ نکاح پڑھا قاضی مذکور کو خلعت اور ایک ہزار روپیہ نقد مرحمت ہوئے۔

جہاں پناہ کے حضور میں معروضہ پیش ہوا کہ کفایت خاں بائیس رمضان کو اور سیف خاں ناظم الہ آباد پچیس ماہ مذکور کو فوت ہوئے انتیس رمضان کو ہلال عید نے نمودار ہو کر مژدہ مسرت سنایا۔

یکم شوال کو جہاں پناہ نماز عید الفطر ادا فرمانے کی غرض سے گھوڑے پر سوار ہو کر عیدگاہ تشریف لائے۔

چوتھی شوال کو صلابت خاں کارطلب خاں محمد بیگ کے تغیر سے متصدی بندر سورت متقرر فرمایا گیا اور کارطلب خاں کو احمد نگر کی فوجداری مرحمت ہوئی۔

صلابت خاں کے تغیر سے خانہ زاد خاں ولد ہمت خاں کو داروغگی بند ہائے جلو عطا ہوئی۔

صالح خاں ولد اعظم خاں کوکہ کو بریلی کی فوجداری و دیوانی کا عہدہ عنایت ہوا نور الدین پسر صالح خاں کو خلعت عطا ہوا اور حکم ہوا کہ اپنے باپ کے ہمراہ روانہ ہو۔ کامیاب خاں صالح خاں کے تغیر سے بخشی تیر اندازاں متقرر فرمایا گیا۔ یلنگتوش خاں بہادر سالانہ وار ملازم تھا دسویں شوال کو عطیہ منصب سے سرفراز ہوا۔ بہرام خاں برادر جعفر خاں پدر بہرہ مند خاں نے وفات پائی۔ جمدۃ الملک اسد خاں مرحوم کا ہمشیر زادہ تھا۔ جہاں پناہ نے نیمہ آستین چکن دوزی اپنے بدن مبارک سے اتار کر بطور خلعت اسد خاں کو مرحمت فرمائی بہرہ مند خاں کو بخشی الملک اشرف خاں گوشہ ماتم سے باہر نکال کر حضور شاہی میں لایا قبلۂ عالم نے اس کو خلعت مرحمت فرما کر غم و اندوہ سے آزاد فرمایا۔

آٹھ شوال کو شہزادہ محمد معز الدین کا جشن کتخدائی منعقد ہوا شہزادہ مذکور خلعت بالا دست و جواہرات قیمتی ایک لاکھ پچاس ہزار و اسپ باساز طلا و فیل باساز نقرہ کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے۔ سیدۃ النسا بیگم کو جواہرات قیمتی سر سٹھ ہزار مرحمت ہوئے۔ نماز مغرب کے بعد حضرت شاہ عالم بہادر و دیگر شہزادے شہزادہ محمد معز الدین کو بصد شان و شوکت کے ساتھ اپنے دولت خانہ سے کاشانۂ شاہی میں لائے قبلۂ دین و دولت نے اپنے دست مبارک سے

سہرہ مروارید شہزادہ کے سر پر باندھا شاہ عالم بہادر کے دولتخانہ سے آستانۂ والا تک دور دیہہ چراغان سے عمدہ و دلفریب منظر معلوم ہوتا تھا یہ جشن شادی نواب قدسیہ زینت النسا بیگم کے زیر انتظام انجام پائی ۔ دو پہر رات گزرنیکے بعد عروس شہزادہ کے حرم میں پہونچادی گئی ۔

اکیس شوال کو غازی الدین خاں بہادر قلعہ راہیری کی تسخیر کیلئے روانہ ہوئے اور خلعت خاصہ و پانچ گھوڑوں کے عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے ممدوح کے فرزند رشید قمر الدین علیخاں کو شمشیر و دیگر ہمراہیان لشکر کو خلعت عطا ہوئے ۔

نو ذیقعدہ کو محمد اعظم شاہ کو اکیسویں کی وکوہی گھوڑے روانہ فرمائے گئے مخبر الدین خاں کو سوبہ کی اور عبد الہادی خاں کو چاکنہ کی اور مرحمت خاں پسر نامدار خاں کو گڑھ کی تھانہ داریاں مرحمت ہوئیں ۔

چھبیس تاریخ بخشی الملک روح اللہ خاں خلعت و اسپ و فیل کے عطیات سے سرفراز ہوکر مفسدوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا قاسم خاں محمد بدیع تھی والہام اللہ خاں و عبد الرحمن ملازمان شاہ عالم بہادر ایک ہزار سواروں کے ہمراہ اور حیات آبادی جو قندھار سے حضور والا میں حاضر ہوا تھا و نیز دیگر متعینہ امیر سواں اضافۂ مناصب و خلعت و فیل و اسپ و جیغہ کے عطیات سے بہرہ اندوز فرمائے گئے ہرکداس پراجی و اکوجی ملہار و راؤ سبحان جیند غازی الدین خاں بہادر کے فرستادہ افراد کو خلعت مرحمت ہوئے ۔ شہزادہ دولت افزا کو سرپیچ لعل با آویزہ مروارید عطا ہوا کفایت خاں خانم بیگ صوبجات دکن کی خدمت دیوانی پر مامور ہوا ۔ عنایت اللہ خاں مشرف جواہر خانہ و خلعت خانہ کو وقایع نگاری کی خدمت عطا ہوئی ۔

چوتھی ذی الحجہ کو سلطان امید بخش ولد بادشاہ زادہ کام بخش نے وفات پائی قبلہ عالم بادشاہ زادہ مذکور کے مکان پر تشریف لائے اور ہر قسم کی دلدہی نے بادشاہ زادہ کو تسلی و تشفی فرماتے رہے ۔

معروضہ بیش ہوا کہ افواج بادشاہی نے رام سنگھ زمیندار چیاندہ کو شکست دی اور مغلوب حریف چوتھی ذی الحجہ کو اپنے اہل و عیال کو چھوڑکر کوہستان

کی طرف فرار ہوا اور اعتضاد خاں و حمزہ خاں و کشن سنگھ چاندہ میں داخل ہوئے۔ اس واقعہ کے بعد اکیس ذی الحجہ کو رام سنگھ قصبۂ چاندہ میں وارد ہوا اور اس نے ارادہ کیا کہ اپنی حویلی میں داخل ہو۔ مراد بیگ نام کشن سنگھ کا ایک ملازم جو دروازہ کا محافظ تھا مانع آیا رام سنگھ نے مراد بیگ پر جمدھر کا وار کیا اور ایک کاری زخم سے اسے مجروح کیا دوسرے ملازمین نے رام سنگھ پر ہجوم کر کے اس کو قتل کیا ضرب کے دوسرے روز مراد بیگ بھی فوت ہوا۔ چھ محرم کو جہاں پناہ نے خلعت و فرمان و فیل کشن سنگھ کیلئے روانہ فرمائے۔ ہری سنگھ زمیندار گڈیہ کو خلعت ارسال فرمایا گیا۔

ہمشیر زادہ قلیج خاں بخارا سے آستانۂ شاہی پر حاضر اور شمشیر و خنجر با ساز طلا و دو ہزار نقد و منصب شش صدی دو صد سوار کے انعام و عطیات سے سرفراز فرمایا گیا۔ عبد القادر خویش مخلص خاں مرحوم جس نے قلعۂ کندانہ مغلوب دشمن کے قبضہ سے نکال کر عبد الکریم کے سپرد کر دیا تھا ساتویں محرم کو در دولت پر حاضر ہوا پانصدی ایک صد سوار کا امیر تھا ایک صدی پنجاہ سوار کے اضافہ سے سرفراز ہوا۔ سیف اللہ خاں کے تغیر سے اہتمام خاں سردار بیگ دار وغہ نوارہ مقرر فرمایا گیا۔

دختر سید منظفر حیدر آبادی کامگار خاں کے حبالۂ عقد میں دی گئی اور خان مذکور کو خلعت کتخدائی عطا ہوا اعتضاد خاں چاندہ سے آستانۂ والا پر حاضر ہوا اور یلنگتوش خاں کے تغیر سے خدمت قوربیگی پر فائز ہو کر خلعت و اسپ و فیل و اضافہ پانصدی یک صد و پنجاہ سوار کے عطیات سے سرفراز ہوا اور اصل و اضافہ ہر دو اعتبار سے دو ہزاری چار صد سوار کے امرا میں داخل ہوا۔

میر عبد الکریم کے بجائے حیات خاں امین ہفت چوکی مقرر فرمایا گیا۔ خدمتگزار خاں نے وفات پائی اور اس کے فرزند محمد قلی کو خلعت ماتمی عطا ہوا۔ خان مذکور کے انتقال سے داروغگی چیلہ و منازل نزول کی خدمت فتح محمد کے سپرد کی گئی۔

قاضی حیدر منشی رقم کو خطاب خانی عطا ہوا شیخ مخدوم منشی و صدر فاضل خاں

کے خطاب سے سربلند فرمایا گیا۔ سرآمد خوشنویساں حاجی اسمٰعیل جو فرامین خط
گوہرین میں رقم کرتا تھا افتخار روشن قلم کا خطاب مرحمت ہوا۔ غرۂ صفر کو قاضی
شیخ الاسلام حرمین شریفین کی زیارت وطواف سے سعادت اندوز ہونے کے
خواستگار ہوئے۔ شیخ الاسلام کو سفر کی اجازت مرحمت ہوئی اور دو شالہ پرم نرم
و رسالۂ آداب زیارت عطا فرمایا گیا بادشاہ دیں پناہ نے ایک عریضۂ نیاز
سردار دو جہاں بادشاہ کون ومکاں حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کی بارگاہ شفاعت پناہ میں اپنے قلم سے لکھا اور عریضۂ مذکور کو ایک صندوقچہ
میں بند کر کے شیخ الاسلام کے حوالہ کیا اور ان کو حکم دیا کہ بارگاہ خیر الانام میں صلوٰۃ
وسلام عرض کر کے شبکۂ مبارک سے یہ عریضہ روضۂ اقدس کے اندر ڈال دے۔

سہراب خاں ولد رعد انداز خاں کو حکم ہوا کہ ایک توپ گولہ یک منی
و تین توپیں بست آثاری بخشی الملک روح اللہ خاں کے پاس بیجاپور روانہ کرے
اعتقاد خاں پارنیر وسنگمیر کے سرکشوں کو پامال کرنے کے لئے روانہ فرمایا گیا۔ رشید خاں
پیشدست دفتر خالصہ جنارزی کا مقدمہ فیصل کرنے کے لئے ایندور روانہ ہوا۔
خان زماں کی وفات کے بعد اس کے پسر برہان پور سے در دولت پر حاضر ہوئے
قبلۂ عالم نے آستانہ بوس افراد کو خلعت واضافہ ومنصب سے شاد فرمایا آتش خاں
ایک جرار وآزمودہ لشکر اور بادشاہزادہ محمد کام بخش کی جمعیت کے پانچ سو
سواروں کے ہمراہ تولگنڈہ روانہ ہوا حمید الدین خاں ولد اہتمام خاں اپنے باپ
کے تغیر سے داروغگی خاتم بند خانہ کی خدمت پر سرفراز ہوا [۲۶] چھبیس صفر کو معلوم ہوا
کہ غازی الدین بہادر نے قلعہ رامیری میں آگ لگا دی اور اکثر سرداران کنار کو قتل
کر کے ان کے مال واسباب کو تاخت وتاراج کیا۔ غازی الدین خاں بہادر نے
بادشاہ کے اقبال سے کامل فتح حاصل کر کے حریف کے زن وفرزند ومویشی پر
اپنا قبضہ کیا۔

سیداوغلان مژدہ رساں کو ایک فیل بطور انعام مرحمت ہوا شاہ محمد
چوبدار غازی الدین خاں بہادر خان مذکور کے پاس سے بہ تبدیل لباس حاضر ہوا۔
جہاں پناہ نے چوبدار مذکور کو خلعت اور دو سو روپیے مرحمت فرمائے۔

غازی الدین خاں بہادر کو فیروز جنگ کا خطاب عطا ہوا اور علم و نقارہ کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے۔ خان مذکور کے ہمراہیوں میں اعلیٰ و ادنیٰ ہر قسم کے منصب داروں کے لئے ڈیڑھ سو سے زاید خلعت روانہ فرمائے گئے۔ چوتھی ربیع الاول کو خانزاد خاں ملکۂ عصمت مآب نواب اودیپوری محل کو اپنے ہمراہ لانے کے لئے اورنگ آباد روانہ ہوا۔ دسویں ربیع الاول کو تمام بندگان دربار و نیز ملازمین صوبہ جات کو زمستانی خلعت مرحمت ہوئے؛

بختاور خاں کی وفات

۱۵ ربیع الاول کو بختاور خاں داروغہ خواصاں نے رحلت کی۔ بادشاہ خدام نواز کو مرحوم ملازم کئے جو مصاحب رازداں اور مالک کا مزاج داں ہونے کے علاوہ صاحب فہم و فراست و بزرگ منش خادم بھی تھا اور جس نے تیئس[۲۳] سال کامل جاں نثاری کے ساتھ خدمت کی تھی انتقال سے بیحد افسوس ہوا۔ فرمان مبارک کے موافق بختاور خاں کا جنازہ عدالت گاہ کی طرف لایا گیا اور خود قبلۂ عالم نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی اور چند قدم لاش کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ جہاں پناہ نے مرحوم کے فاتحہ و نیز اس کے نام پر خیرات و مبرات جاری کرنے کے احکام صادر فرمائے بختاور خاں کی لاش حسب الحکم تخت گاہ کو روانہ اور خود مرحوم کی تیار کردہ قبر میں پیوند خاک کی گئی۔ بختاور خاں مرحوم علما و فقرا و شعرا کو بیحد عزیز رکھتا تھا اور جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا اہل ہنر و باکمال حضرات کا ہمیشہ معاون و مددگار رہا کرتا تھا۔ فن انشا و تاریخ دانی میں اچھی مہارت رکھتا تھا۔ مرحوم کی تصنیف و تالیف میں نسخۂ مرآۃ العالم یادگار زمانہ و مقبول خاص و عام ہے۔ یہ امیر تہذیب اخلاق و خیر خواہی خلایق میں عدیم المثال تھا رحمۃ اللہ علیہ؛

بختاور خاں کی وفات پر یلنگتوش خاں داروغۂ خواصاں مقرر ہوا حکیم محسن خاں کو داروغگی جواہر خانہ اور میر ہدایت اللہ کو داروغگی آلات طلائی کے خدمات مرحمت ہوئے۔ قبلۂ عالم نے خاکسار مولف کو جو اس سے پیشتر بختاور خاں مرحوم کا منشی اور دیوان تھا اور مرحوم کے پوشیدہ احکام کے مسودات اصلاح کیلئے جہاں پناہ کے حضور میں پیش کرتا تھا یاد فرما کر بندگان شاہی میں داخل فرمایا اور

اسی روز وقایع نگاری کی خدمت پر مامور فرمایا۔

دربار خاں ناظر کی وفات

دوسری ربیع الآخر کو دربار خاں ناظر محل نے وفات پائی۔ یہ امیر بھی قدیم بندگان شاہی میں داخل و بزرگ منش و خیر مجسم اور اپنے مالک کا حقیقی جاں نثار تھا قبلۂ عالم نے بختاور خاں مرحوم کی طرح اس کے ساتھ بھی سلوک فرمایا اور دربار خاں کی لاش بھی اسی طرح لائی گئی اور جہاں پناہ نے نماز جنازہ کی امامت فرما کر لاش کو تخت گاہ روانہ کرنے کا حکم دیا خدمت خاں ناظر خدمت عرابخانہ کو دربار خاں کی خدمت بھی مرحمت ہوئی اور شیخ عبداللہ پسر شیخ نظام داروغۂ دواخانہ مقرر فرمایا گیا۔ اٹھارہ ربیع الآخر کو شجاعت خاں حیدرآبادی نے وفات پائی اور اسکے فرزند ملک میران کو خلعت و منصب عطا ہوا انیس (۱۹) تاریخ روح اللہ خاں مفسدان بیجاپور کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ اس امیر کو خلعت خاص و کلگی مرصع و نقرئی نقارہ مرحمت ہوا۔ قبلۂ عالم نے دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ نقد و جیغہ برخانۂ الماس و سرپیچ الماس شاہ خورشید کلاہ کے لئے دو لڑی مروارید نواب جہاں زیب بانو بیگم کے لئے تکیہ مرصع شاہزادہ بیدار بخت کے لئے سمرنی مرصع شاہزادہ والا جاہ کے لئے دو لڑی مروارید فیجاہ کے لئے اور تیس خلعت سرفراز خاں و فتح جنگ خاں و کھانوجی و بسونت رائو وغیرہ امرا کے لئے روح اللہ خاں کی معرفت روانہ فرمائے۔

پچیس تاریخ وفادار خاں نبیرۂ سعید خاں بہادر کو زبردست خاں کا خطاب مرحمت فرما کر سفارت بلخ کی خدمت پر روانہ ہونے کی اجازت عطا ہوئی۔ قبلۂ عالم نے خاں مذکور کو خلعت و جملہ شمشیر و سپر باساز مرصع و ترکش و کمان و اسپ و فیل و دس ہزار روپئے نقد کے عطیات سے سرفراز فرما کر اُس کے منصب میں پانصدی یک صد سوار کا اضافہ فرمایا۔ ایک عدد ہاتھی قیمتی اٹھارہ ہزار مع دیگر نفیس و بیش بہا تحایف کے خان والا شان سبحان قلی خاں کیلئے زبردست خاں کی معرفت روانہ فرمائے گئے۔ شفقت اللہ خاں المخاطب سردار خاں کا قصور معاف ہوا اور میر توزک کی دوم کی خدمت پر مامور فرمایا گیا۔ ۲۷ ربیع الآخر کو شہزادہ خجستہ اختر اورنگ آباد سے حضور میں حاضر ہوئے اور خلعت و بازوبند مرصع

کی عطیات سے سرفراز فرمائے گئے۔ خواجہ عبدالرحیم بیجاپور کی خدمت سفارت انجام دیکر آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا اور اس کو خلعت و فیل و پانچ ہزار روپے کے عطیات مرحمت ہوئے۔ میر عبدالکریم کو داروغگی جائے نماز خانہ کی علاوہ نقاش خانہ کی داروغگی بھی مرحمت ہوئی اور راقم الحروف شرف نقاش خانہ مقرر فرمایا گیا۔ یکم جمادی الاول کو خان بہادر نواب فیروز جنگ حضور والا میں حاضر ہوئے اور جہاں پناہ نے اس امیر با توقیر کو خلعت خاصہ اور خنجر مرصع اور پانچ عدد گھوڑے اور سات تولہ گلاب کے عطیات سے معزز سربلند فرمایا۔ جہاں پناہ کے حضور میں معروضہ پیش ہوا جس سے معلوم ہوا کہ ۲ رجمادی الآخرہ کو بیجاپور کا محاصرہ شروع ہوا خان جہاں بہادر ظفر جنگ نے زہرہ پور کی طرف نصف کوس کے فاصلہ سے اور روح اللہ خاں و قاسم خاں نے پاؤ کوس کے فاصلہ سے مورچل بندی شروع کردی ہے ہرکارہ کی زبانی معلوم ہوا کہ ۲۰ رجمادی الاول کو راٹھوروں نے قلعۂ سیوانہ پر قبضہ کرلیا اور پردل خاں ولد فیروز خاں سیوانی ایک گروہ کثیر کے ہمراہ میدان جنگ میں کام آیا۔ دریائے تنبھدرا کے کنارہ بیجاپوری دستہ نے بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کے لشکر پر حملہ کیا اور ایک معقول تعداد کو تہ تیغ کرکے فراری ہوا۔ ۱۸ ر تاریخ محمد اکبر کا ملازم دو عدد گھوڑے بطور پیش کش لیکر حاضر ہوا ایلچی کو شرف باریابی عطا نہ ہوا لیکن حضرت کے حکم کے مطابق نواب عالم بادشاہ بیگم صاحبہ کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوا۔ ۲۹ ر تاریخ سربلند خاں خواجہ یعقوب خویش شاہزادہ مراد بخش نے وفات پائی؛

شہر و قلعۂ احمد نگر کا مختصر حال ہدیۂ ناظرین ہے۔ واضح ہو کہ قلعۂ احمد نگر سطح زمین پر واقع ہے اس حصار آسماں شکوہ کی بنا جو تحت الثریٰ تک پہنچی ہوئی ہے بلا مبالغہ بیخ کوہ ہے جو دفع لرزہ کے لئے سینۂ زمین پر قائم ہے قلعہ کے اطراف میں میدان ہے اور حصار کے اندر عالیشان عمارات و پر فضا باغات ہیں جنہیں تہ خانہ کے اندر واقع ہونے سے عجیب صنعت و کاریگری کی گئی ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قلعہ کے دور میں ایک خندق ہے جو ہمیشہ پانی سے لبریز رہتا ہے دو نہریں بیرون قلعہ سے اندر لائی گئی ہیں۔ شہر قلعہ سے پاؤ کوس کے فاصلہ پر آباد ہے اور اس میں

کوئی حصار نہیں ہے۔ شہر احمد نگر عمارات و کثرت انہار و آبادی کے لحاظ سے عرصہ تک عدیم المثال سمجھا گیا ہے۔ دانشمند خاں مرحوم جو ایک عرصہ تک بغرض تجارت اس شہر میں مقیم رہا اکثر کہا کرتا تھا کہ احمد نگر کشمیر سے بہتر ہے۔ حوالی شہر میں باغ فرح بخش و بہشت باغ عجیب و غریب تماشہ گاہیں ہیں جن کو صلابت خاں نے مرتضی نظام شاہ کے زمانہ جنوں میں بادشاہ کے نام سے نصب کیا تھا۔ ان ہر دو باغ کا طول و عرض اور ان کی نادرۂ روزگار عمارات کا ذکر ابقائے یادگار کے لئے ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔ باغ فرح بخش دو ہزار گز کے طول و عرض میں جس کے دو سو اٹھتر بیگے ہوتے ہیں واقع ہے اس باغ کے وسط میں ایک حوض ہے جو پانچ سو اٹھائیس گز یعنی انتیس بیگے کے رقبہ میں کندہ کیا گیا ہے۔ اس حوض میں پایان کوہ سے ایک پوشیدہ نہر لائی گئی ہے حوض کے وسط میں ایک بلند و عجائب روزگار دو منزلہ عمارت ہے جس میں ایک سو ساٹھ کمرے ہیں اس کے علاوہ ایک بلند و آسمان پایہ گنبد ہے تیر انداز اس کی بلندی پر تیر پھینک کر اپنی مشاقی فن کا اندازہ کرتے ہیں۔ بہشت باغ کا طول تین سو بارہ گز یعنی سو بیگے کے مساوی ہے اس باغ کے وسط میں بھی ایک حوض ہے جس میں اسی ترکیب سے نہر لائی گئی ہے وسط حوض میں ایک عمارت ہے جو بالفعل از کار رفتہ ہے لب حوض صاف و شفاف حمام و دلکش مکانات واقع ہیں جو قابل قیام ہیں۔ قلعہ سے پانچ کوس کے فاصلہ پر ایک مشہور مقام ہے جس کو منجہ سنبہ یا منزل سبا کہتے ہیں بیان کرتے ہیں کہ کمر کوہ میں ایک مستحکم بنیاد عمارت ہے اور فوارۂ سرچشمہ کوہ سے سو گز سے زاید بلند ہو کر نہایت زور و شور کے ساتھ ہمیشہ اور ہر فصل میں حوض میں گرتا ہے بادشاہ عالم و عالمیاں نے ان مقامات کی سیر فرمائی اور تباہ شدہ حصوں کی مرمت کا حکم دیا۔ صلابت خاں کا مقبرہ بھی جو بالائے کوہ واقع ہے نادر روزگار عمارت ہے اس نواح کی آب و ہوا گرم نہیں ہے اور رات کو لحاف اوڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

جہاں پناہ کا احمد نگر سے شولاپور روانہ ہونا	۲۱ جمادی الآخر کو کارپرداز ان سلطنت نے نیک ساعت و فرخندہ روز میں پیش خیمہ شاہی کو شہر احمد نگر سے نکال کر باغ فرح بخش کے نواح میں نصب کیا پانچویں منزل پر قبلۂ عالم نے

قیام فرمایا۔ چھ تاریخ کو سید اوغلان کو سیادت خاں کا خطاب مرحمت ہوا یہ عالی نسب سید جو خان فیروز جنگ کا استاد تھا اپنے شاگرد رشید کے ہمراہ ولایت سے ہندوستان آکر یاوری بخت سے ملازمت شاہی میں داخل ہوا اور جوجی عم زادہ سنبھاجی خلعت واسپ ومنصب دو ہزاری یک ہزار سوار کے عطیات سے سرفراز فرمایا گیا۔ عزت اللہ خاں کو حصار احمد نگر میں قیام کرنے کی اجازت ہوئی قبلۂ عالم نے خان مذکور کو ایک مصحف مجید و خلعت خاص وبیس ہزار نقد کے عطیات مرحمت فرمائے۔ فیروز جنگ بہادر کے دیگر ہمراہی بھی عطیۂ خلعت وخنجر سے سرفراز فرمائے گئے۔ خواجہ عبداللہ قاضی لشکر کو قضائے حضور کی خدمت عطا ہوئی۔ ۲۹ تاریخ قمرالدین خاں کو مختار خاں کا خطاب عطا ہوا۔ قمرالدین خان بہادر پسر نواب فیروز جنگ خطاب خانی سے سرفراز فرمائے گئے۔ غرۂ رجب کو جہاں پناہ شولاپور پہنچے اور اعتضاد خاں کو ظفرآباد جانے کی اجازت مرحمت ہوئی اور خلعت خاص و ترکش وکمان کے عطیات سے سربلند فرمایا گیا۔ خان مذکور کے ہمراہیوں کو بھی خلعت واسپ وشمشیر مرحمت فرمائی گئیں بہرہ مند خاں حیدرآباد روانہ فرمایا گیا۔ ساتویں رجب کو حضرت شاہ عالم بہادر گھوڑے پر سوار دربار میں آرہے تھے کہ ایک شخص شمشیر علم کرکے بادشاہ زادہ کی طرف دوڑا مجرم گرفتار کیا گیا اور بادشاہ زادہ کے حکم کے مطابق کوتوال کی حراست میں دیدیا گیا۔

شاہ عالم بہادر کا ابوالحسن کی تنبیہ کے لئے روانہ ہونا

فرمان مبارک کے مطابق محمد جعفر حیدرآبادی کے ملازمین اردوئے معلی میں مقیم اور اہتمام خاں کوتوال کے دائرہ میں فروکش تھے۔ جہاں پناہ کے حکم کے مطابق آقا اور ملازمین کے درمیان جس قسم کی بھی خط وکتابت ہوئی تھی وہ اہتمام خاں کوتوال کو دکھلائی جاتی تھی اگر کوئی امر قابل گذارش ہوتا تو خان مذکور نوشتجات کو قبلۂ عالم کے حضور میں پیش کرایا کرتا تھا اس کے علاوہ جاسوس بھی نگرانی کے لئے مقرر فرمائے گئے تھے۔ چونکہ حیدرآبادی کے استیصال کا وقت آچکا تھا اس نے ملازمین کے نام ایک خط اس مضمون کا روانہ کیا کہ ابتک ہم نے حریف

کی بزرگی کا احترام کیا لیکن یہ معلوم کر کے کہ دشمن نے غریب سکندر کو یتیم سمجھکر
بیجاپور کا محاصرہ کرلیا ہے اور نو عمر فرمانروا کو بیحد پریشان کر رہے ہیں ہم کو پاس
ادب کا لحاظ رکھنا ضروری نہیں ہے اس مسئلہ کا بہترین حل یہ ہے کہ ایک طرف سے
سنبھاجی بیشمار لشکر کے ساتھ بیکس سکندر کی امداد کرے اور دوسری طرف
مابدولت خلیل اللہ خاں پلنگ حملہ کی ماتحتی میں چالیس ہزار جنگ جو سواروں کو
متعین کریں اور پھر دیکھیں کہ حریف دکن کے کس طرف اور کن کن اشخاص کے
مقابلے میں جنگ آزمائی وصف اندازی کرتا ہے جو ملازمین کہ چبوترۂ کوتوالی کے
قریب حریف کے پنجہ میں گرفتار ہیں ان کو اس واقعہ سے شکستہ دل نہ ہونا چاہئے
اگر خدا نے چاہا تو جلد اس کا تدارک کر دیا جائیگا۔ اہتمام خاں نے حیدر آبادی کا
یہ خط قبلۂ عالم کے ملاحظہ میں پیش کیا اور اسی خط کی بنا پر حضرت شاہ عالم بہادر
۶ شعبان کو حیدر آباد کی مہم پر روانہ ہوئے۔ جہاں پناہ نے بادشاہ زادہ مذکور
کو خلعت خاصہ و خنجر مرصع و بیس عدد گھوڑے مرحمت فرمائے دیگر شاہزادے اور
امرائے کبار بھی خلعت و جواہر اسپ و فیل و اضافہ کے انعام و عطیات سے سرفراز ہوئے
۳ شعبان کو روح اللہ خاں بیجاپور سے واپس آیا اور خان بہادر نواب فیروز جنگ
کو احمد نگر روانہ ہونے کی اجازت مرحمت ہوئی خانہ زاد خاں کے تغیر سے کامگار
خاں داروغہ جلو سفر رہوا اور کامگار خاں کے بجائے مختار خاں کو داروغہ اصطبل
کی خدمت عطا ہوئی۔ ۲۷ شعبان کو قبلۂ عالم نے خنجر دستہ نیلم با علاقہ مروارید
و پھول کٹار بادشاہ زادہ محمد اعظم کے اور مروارید کی سمرنیاں و فرغل بارانی شہزادہ
بیدار بخت کے لئے کامگار خاں کی معرفت روانہ فرمائیں۔ ۲۲ شعبان کو
مغل خاں ناظم مالوہ فوت ہوا اور ۲۷ تاریخ تربیت خاں خوجہ امید ار
جونپور نے وفات پائی میر عبد الکریم معتوب ہوکر داروغگی جانماز خانہ کی خدمت
سے معزول فرمایا گیا اور بجائے اس کے محمد شریف کا تقرر عمل میں آیا قبلۂ
عالم نے فرمایا کہ ہم نے اس ہیون باز چغیا فروش پتنگ نواز کی مہم کو کسی اور
وقت پر ملتوی کر رکھا تھا لیکن اب جبکہ بادہ فروش نے بھی پاؤں آگے دیا تو
تاخیر کا موقع نہیں رہا جہاں پناہ نے باوجود یہ کہ مہم بیجاپور درپیش ہو نیکے شاہ عالم بہادر کو ابو الحسن

کی سرکوبی اور اس کے تباہ کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ خان جہاں بہادر ظفر جنگ جو بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کے لشکر کو رسد پہنچانے کی غرض سے تھانہ ایندی میں فروکش تھا شاہی حکم کے مطابق حضرت شاہ عالم بہادر کے ہمراہ رکاب حیدرآباد کی مہم پر روانہ ہوا۔

جلوس عالمگیری کے سال بست ونہم کا آغاز مطابق ۱۰۹۶ھ

اسی دوران کرامت نشان میں رمضان کا مقدس مہینہ جس میں نزول قرآن مجید کا آغاز ہوا ہے اس عالم کے سر پر سایہ فگن ہوا۔ بادشاہ دین پناہ نے تمام ماہ طاعت وعبادت الٰہی میں بسر فرمایا۔ قبلۂ عالم نے بہی خواہان دولت کو عطیات ونوازش سے سرفراز اور بدخواہان ملک کو قہر وتنبیہ سے پامال فرمایا۔ سکندر جو یاوری بخت سے بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا تھا طرح طرح کی نوازش سے بہرہ اندوز ہوا قبلۂ عالم نے اس نووارد درباری کو خلعت وخنجر ودس ہزار روپے نقد کے انعام وعطیات سے سرفراز فرمایا۔ بیجاپور کی جنگ وجدال میں امان اللہ خاں پسر الہ وردی خاں وفتح معمور خاں پسر دلیر خاں نے وفات پائی اور کمال الدین خاں پسر شیر خاں وفتح جنگ خاں میدان میں کام آئے۔ حسن علیخاں عالمگیر شاہی کو کمال الدینخاں کی وفات پر خلعت ماتمی ارسال فرمایا گیا۔ محمد اعظم شاہ کے باروت خانہ میں آگ لگی جس کی وجہ سے پانچ سو تھیلے اور بندوقچی ہلاک ہوئے۔ خاں بہادر نواب فیروز جنگ احمد نگر سے خدمت والا میں حاضر ہوئے قبلۂ عالم نے خنجر دستہ شیر ماہی کمر مبارک سے کھول کر خان مذکور کو عطا فرمایا۔ نواب ممدوح الصدر کی نذر اپنے دست مبارک سے اٹھا کر قبول فرمائی۔ ببر خاں دیوان سرکار محمد اعظم شاہ برہان پور کا نائب صوبہ دار مقرر فرمایا گیا۔ ۴ شوال کو سکندر خانی کے خطاب سے سرفراز ہو کر سہ ہزاری سہ ہزار سوار کے منصب پر فائز ہوا۔ ایرج خاں کی وفات پر حسین علیخاں صوبہ دار برار مقرر ہوا شمس الدین خاں کو نائب صوبہ دار کی خدمت مرحمت ہوئی لطف اللہ خاں حضرت شاہ عالم بہادر کی خدمت میں احکام شاہی لے کر روانہ ہوا اور اس کے بجائے سیادت خاں داروغہ عرض مکرر مقرر فرمایا گیا۔ خواجہ حامد

ولد قلیچ خاں کو خطاب و مادہ فیل مرحمت فرما کر ارشاد ہوا کہ خزانہ کے ہمراہ محمد اعظم شاہ کی خدمت میں روانہ ہو۔ ۱۳ ذیقعدہ کو قلیچ خاں کو صوبہ داری ظفر آباد کا عہدہ مرحمت ہوا قبلۂ عالم نے اس امیر کو خلعت وزرہ و فیل کے عطیات سے سرفراز فرمایا۔ اصالت خاں و نجابت خاں پسران سید مظفر حیدر آبادی اور اکرام خاں و ناصر خاں و سید حسن خاں کو حکم ہوا کہ قلیچ خاں کے ہمراہ ظفر آباد روانہ ہوں شاہ عالیجاہ محمد اعظم شاہ کے لشکر میں شیوع قحط کی اطلاع جہاں پناہ کو ہوئی اور معلوم ہوا کہ ایک دانہ گندم پر انسان اپنی جان قربان کر رہے ہیں گرانی غلہ کے علاوہ حریف سے روزانہ جنگ آزمائی ہو رہی ہے خواب و خور جو سرمایۂ زندگی ہیں بالکل عنقا ہو رہے ہیں اور موت کا بازار گرم ہے۔ قبلۂ عالم نے شاہ عالیجاہ کو تحریر فرمایا کہ جب صورت حال یہ ہے تو بہتر ہے کہ بارگاہ شاہی کو واپس آجائیں۔ بادشاہ زادہ نے فرمان شاہی کے ورود کے بعد مجلس شوریٰ منعقد کی اور امرائے کبار سے مشورہ طلب کیا۔ محمد اعظم شاہ سب سے پہلے حسن علیخاں بہادر عالمگیر شاہی سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ مہم کو انجام تک پہنچانا بندگان شاہی کی ہمت پر منحصر ہے بارگاہ جہاں پناہی سے اس مضمون کا فرمان صادر ہوا ہے آپ حضرات تجربہ کار و نشیب و فراز زمانہ سے آگاہ و سرد و گرم روزگار کے ذائقہ سے آشنا ہیں اب صلح و جنگ روانگی و قیام وغیرہ میں آپ صاحبوں کی کیا رائے ہے۔ حسن علیخاں نے عرض کیا کہ لشکر و ملازمین و فوج کی بہتری کو مدنظر رکھتے ہوئے یہی مناسب ہے کہ فی الحال اس مہم سے کنارہ کشی کی جائے۔ عالیجاہ کا مہم سے دست بردار ہونا بیا واقعہ نہ ہوگا حضرت فردوس آشیانی کے عہد معدلت میں بادشاہ زادہ مراد بخش بھی بلخ کی مہم میں بوجوہات چند محاصرہ سے دست بردار ہو کر حسب الحکم شاہی اعلیحضرت کے حضور میں حاضر ہو گئے تھے خلق خدا پر جو مصیبت نازل ہے وہ ظاہر ہے بارگاہ جہاں پناہی سے جو حکم صادر ہوا ہے وہ خود صاحب عالم کے نام مرقوم ہے۔ حسن علیخاں کے بعد دوسرے امراء کی نوبت آئی اور تمام حاضرین نے خان مذکور کی تائید کی۔ بادشاہ زادہ عالیجاہ نے فرمایا کہ آپ صاحب تو کہہ چکے ہیں اب میری سنئے محمد اعظم مع دو پسر و بیگم کے جبتک تن میں

جان ہے اس میدان سے منہ نہ موڑیگا اس کے بعد حضرت ولی نعمت معرکہ میں تشریف لاکر ہمارے مردہ اجسام کو پیوند خاک فرمادینگے۔ رفقا کو قیام در وانگی کا اختیار ہے جو اپنے لئے مناسب خیال کریں عمل میں لائیں امرائے دربار نے بادشاہ زادہ کی ہمت وجرأت دیکھ کر عرض کیا کہ ہماری جان آقازادے پر قربان ہے جو مرضی مالک کی ہے وہی ہماری صلاح ہے۔ سچ ہے کہ خداوندان ملک و ملت کے ارادے ایسے ہی بلند ہوا کرتے ہیں رزق رسان مجازی قبلۂ دین و دولت کو فرزند رشید کی جرأت وعزم کی اطلاع ہوئی اور قبلۂ عالم نے ۶ ذیقعدہ کو عمدہ امرائے دربار خان بہادر نواب فیروز جنگ کو بے شمار لشکر و فوج و ہزار ہا انبار غلہ کے ہمراہ اس مہم پر مامور فرمایا۔ جہاں پناہ نے حکم دیا کہ صدی وچہار صدی کے تمام حضوری و بیرونی منصب داروں کو داغ اسپ سوم وچہارم کی معافی عطا کی گئی۔ خدام حضور گھوڑوں کو داغ سے بری کرکے سرکار والا کی جانب خرید لیں اور اس قسم کے تمام نوخرید جانور بادشاہ زادہ عالیجاہ کے لشکر میں روانہ کردیئے جائیں تاکہ ان سواروں کو تقسیم کئے جائیں جن کے گھوڑے جنگ میں ضایع ہوگئے ہیں۔ قبلۂ عالم نے نواب فیروز جنگ بہادر کو رخصت کے روز خلعت ونوازش ماہی مراتب وفیل بار برداری اور چار نشان مع چار شتر نشان بردار کے عطا فرمائے۔ نواب ممدوح الصدر کو اجازت قدمبوسی عطا ہوئی اور جہاں پناہ نے دست مبارک امیر فرخندہ بخت کی پشت پر رکھا اور روانگی کی اجازت مرحمت فرمائی۔ خان بہادر نواب فیروز جنگ کے تمام ہمراہی بھی خلعت واسپ کے عطیات واضافۂ مناصب کے انعام سے سرفراز فرمائے گئے۔ نواب فیروز جنگ بہادر جلد سے جلد بادشاہ زادہ کی خدمت میں پہنچ گئے اور بادشاہ رعایا نوازنہ کے فضل وکرم سے درماندگان مصیبت نے بلا سے نجات پائی۔ بادشاہ زادہ عالیجاہ نے اس نووارد لشکر کو حریف کی اس فوج کے مقابلہ میں متعین کیا جو قلعہ سے باہر آکر جنگ آزمائی میں مشغول تھی۔ نواب فیروز جنگ بہادر بیجاپور کے نواح میں رسول پور ایک مقام پر فروکش تھے پیدنایک نے چھ ہزار جنگی پیادے بیجاپوریوں کی امداد کے لئے روانہ کئے تھے

یہ فوج رات کے وقت پوشیدہ سفر کی منزلیں طے کرتی تھی غنیم کا لشکر نواب
ممدوح الصدر کی فوج کو جو قلعہ کے قریب فروکش تھی بیجاپوری دستہ سمجھ کر اس
مقام پر وارد ہوا۔ جاسوسوں نے نواب فیروز جنگ بہادر کو اس واقعہ کی اطلاع
دی اور نواب ممدوح الصدر نے قبل اس کے کہ سپیدۂ صبح نمودار ہو اس
گروہ پر حملہ کر کے حریف کو ایسا تباہ و برباد کیا کہ ان میں ایک متنفس بھی زندہ
نہ رہا اور غنیم کو بری طرح شکست ہوئی۔ نواب فیروز جنگ بہادر نے اعدا کے
بریدہ سر بارگاہ جہاں پناہی میں روانہ کئے اور قبلۂ عالم نے فرستادگان نواب
ممدوح الصدر کو جو کل باسٹھ منصبدار تھے دو ہزار روپے بطور انعام مرحمت فرمائے
۲۲ ذیقعدہ کو اعتقاد خاں کو ابندی و نیز کنار دریائے بھیمرا کی تھانہ داری مرحمت
ہوئی اور عطیۂ خلعت کے بعد خدمت پر روانہ ہونے کی اجازت عطا ہوئی۔ اعتقاد خاں
کے ہمراہیوں میں سید انوار الدہر بارہہ سیف خاں کے خطاب سے سرفراز فرمایا
گیا اور دیگر اشخاص کو خلعت واسپ وفیل مرحمت ہوئے۔ مرحمت خاں
ظفر آباد و حیدر آباد کے مابین یعنی مدگل کی تھانہ داری پر مامور ہوا اور اس کی
ہمراہی بھی خلعت واسپ وفیل کے عطیات سے سرفراز ہوئے بہار سنگھ گور نے
اجین کے نواح میں فتنہ برپا کر رکھا تھا (ملوک چند) نائب و ملازم شاہ عالم بہادر بہار سنگھ
گور کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوا بہار سنگھ نے ایک بڑی جمعیت کے ساتھ ملوک چند
کا مقابلہ کیا شدید معرکہ آرائی کے بعد ایک تیر نے اس بدبخت باغی کا کام تمام
کیا ملوک چند نے فتح کی عرضداشت بارگاہ جہاں پناہی میں روانہ کی تمام اراکین
دربار تسلیمات مبارکباد بجالائے۔ فضائل خاں جس نے سابق میں خفیہ نویس کے عریضہ کے
مطابق اس واقعہ کی اطلاع دی تھی اور عنایت اللہ وکیل جس نے ملوک چند کی
عرضداشت بارگاہ والا میں پیش کی تھی اور عبدالحکیم ملازم بادشاہزادہ جو تبہ کار
باغی کا بریدہ سر بارگاہ میں لیکر حاضر ہوا تھا خلعت کے عطیات سے سربلند فرمائے
گئے۔ قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ بدبخت فتنہ پرداز کا سر بادشاہزادہ کے حضور میں روانہ
کر دیا جائے۔ ملوک چند کو رائے رایاں کا خطاب عطا ہوا اور اس کے منصب میں
ہفت صدی سوار کا اضافہ فرمایا گیا۔

بادشاہزادہ شاہ عالم بہادر کا حیدرآباد کو فتح کرنا

۳۰ ذیقعدہ کو شاہ عالم بہادر و نواب خان جہاں بہادر کے عرائض سے معلوم ہوا کہ حیدرآباد فتح ہو گیا اور ابوالحسن والی تلنگانہ قلعۂ گولکنڈہ میں پناہ گزیں ہے۔ قبلۂ عالم کو عرضداشت مذکورہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ابراہیم خاں سر لشکر خلیل اللہ خاں حیدرآبادی و محمد تقی و داؤد و شریف الملک و دیگر ارا کین دولت حیدرآباد بادشاہ زادے کی خدمت میں حاضر ہوئے شاہ عالم بہادر نے ان حاضرین کو منصب عطا فرمانے کا معروضہ اور ابوالحسن دنیا دار حیدرآباد کی درخواست جس میں والی تلنگانہ نے بیحد عاجزی کے ساتھ عفو تقصیر کی درخواست کی تھی میر ہاشم ملازم کے معرفت بارگاہ شاہی میں روانہ فرمائی میر ہاشم فتح نامے کے ساتھ یہ درخواست بھی لیکر حضور میں حاضر ہوا ارا کین دربار نے فتح کی مبارکباد عرض کی اور مرزا محمد حاجی المعروف بہ نعمت خاں پسر حکیم فتح الدین عم حکیم محسن خاں نے تاریخ فتح نظم کر کے ملاحظۂ عالی میں پیش کی تاریخ مذکور مندرجۂ ذیل ہے :

از نصرت بادشاہ غازی ☆ گردید دل جہانیاں شاد ☆ آمد بقلم حساب تاریخ شد فتح بہ جنگ حیدرآباد ☆ ۱۰۹۷ھ

میرزا مذکور کو خلعت عنایت ہوا۔ بادشاہ زادہ شاہ عالم بہادر کے منصب میں اضافہ فرمایا گیا اور شاہزادۂ مذکور اصل و اضافہ کے اعتبار سے چہل ہزاری سی ہزار سوار کے امیر نامدار ہوئے۔ میر عبدالکریم معزول داروغہ جائے نماز خانہ کو حکم ہوا کہ خلعت و جواہر بادشاہ زادہ و دیگر شاہزادگان و سلاطین و خان جہاں بہادر و ابراہیم سر لشکر و نیز دیگر ہمراہیان شاہ عالم بہادر کیلئے ہمراہ لیکر روانہ ہو۔ محمد شفیع مشرف ڈیوڑھی و الہ یار خاں مشرف قراولاں و میر ہاشم ملازم شاہ عالم بہادر و سید ابو محمد پسر منور خاں و کلیان پسر میر اعمار جداگانہ خدمات پر مامور ہو کر ایک ساتھ روانہ ہوئے۔ یہ قافلہ موضع سنکال میں جو حیدرآباد سے چار کوس کے فاصلہ پر واقع ہے پہنچا تھا کہ شیخ نظام حیدرآبادی نے ایک عمدہ جمعیت کے ہمراہ ان پر حملہ کیا۔ ہر چند شاہی ملازمین کی تعداد کم تھی لیکن اس میں سے ہر شخص شمشیر بکف ہو کر دشمن کے مقابلہ پر آیا۔ سوا میر عبدالکریم کے جو زخم خوردہ گرفتار ہوا بقیہ سوار جنگ میں کام آئے۔ نجابت خاں و اصالت خاں پسران

سید مظفر جن کو قلیج خاں نے ظفر آباد سے فوج شاہی کے ہمراہ کر دیا تھا حریف سے
جنگ آزمائی کے بعد سابقہ معرفت کی وجہ سے فراری ہو کر شیخ نظام سے جا ملے۔
ایک کثیر تعداد ہمراہیوں کی جو قافلے کے ساتھ تھے بلا وجہ تلف ہوئے اور زر و جواہرات
و خلعت غرضکہ تمام مرسلہ اشیا پر دشمن نے قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے چار روز
بعد ابوالحسن کے ملازمین نے میر عبدالکریم کو گولکنڈے سے شاہی لشکر میں پہنچا دیا
اور خود علیحدہ ہو گئے محمد شاہ مراد خاں حاجب کو اس امر کی اطلاع ہوئی اور میر عبدالکریم
کو اپنے مکان میں لے گیا چند روز میں مجروح کے زخم بھر گئے اور وہ بادشاہزادہ
شاہ عالم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میر عبدالکریم نے تمام احکام جو قبلۂ عالم نے زبانی
اس سے فرمائے تھے بادشاہزادے تک پہنچا دیے اور خان جہاں بہادر کے
ہمراہ جو حسب الحکم آستانۂ والا پر حاضر ہو رہا تھا روانہ ہوا۔ گیارہ ذی الحجہ کو بادشاہ
زادۂ شاہ عالم بہادر کی تجویز کے مطابق جہاں پناہ نے امرائے دکن کو خطاب
و مناصب کے عطیے سے سرفراز فرمایا ابراہیم سرلشکر مہابت خاں کے خطاب
سے شش ہزاری شش ہزار سوار کا منصبدار قرار پایا محمد شریف کو سہ ہزاری
سی صد سوار و محمد تقی و محمد داؤد کو دو ہزاری سی صد سوار کے مناصب عطا ہوئے۔
محمد داؤد کو اعتبار خاں کا خطاب عطا ہوا۔ ۱۵ ذی الحجہ کو سرافراز خاں نے وفات
پائی اور اس کے فرزند کو خلعت ماتمی مرحمت ہوا۔ نواب غازی الدین خاں بہادر
فیروز جنگ کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ دمدمۂ بیجاپور سر ہو گیا قبلہ عالم نے انگشتری
زمرد سیادت خاں کو عطا کی کہ خان ممدوح الصدر کو پہنچا دے عمدۃ الملک اسد
خاں کی والدہ نے تخت گاہ میں وفات پائی اور جہاں پناہ نے بائیس یوم کو خان مذکور کو
خلعت ماتم عطا کیا۔۔ رحیم تے توران سے اور حاجی محمد رفیع خویش صف شکن خاں
مرحوم ایران سے آستانۂ والا پر حاضر ہو کر عطیۂ خلعت سے سرفراز ہوئے۔ میرزا
محمد پسر حاجی قاسم نسخ نویس مصحف مجید کی کتابت کے لئے مونگی بن گیا ہوا تھا
حاضر ہوا جہاں پناہ نے خوشنویس مذکور کو ایک ہزار روپے بطور انعام مرحمت فرمائے۔
سیادت خاں داروغہ عرض مکرر و فاضل خاں بہادر کو سنگ یشم کی دواتین مرحمت
ہوئیں۔ مختار خاں ترکش و کمان کے عطیہ سے سرفراز ہو کر ہیل سنگی کا تھانہ دار

مقرر فرمایا گیا۔ ۷ رسفر کو خان جہاں بہادر حیدرآباد سے آستانۂ والا پر حاضر ہوا اور جہاں پناہ نے خان مذکور کو خلعت عطا فرمایا سبحان قلی و دیگر نو اشخاص بھی جن کو خان جہاں بہادر اپنے ہمراہ لایا تھا خلعت کے عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے۔ ۱۴ رسفر کو رشید خاں بعض محالات کے انتظام کے لئے مشرقی ہندوستان کی سمت روانہ ہوا۔ بختاور خاں کی حویلی جو تخت گاہ میں واقع تھی سیادت خاں کو مرحمت فرمائی گئی۔ امیر خاں صوبہ دار کابل کے نام عطیۂ خلعت خاصہ و اضافۂ ہزاری ذات کا فرمان مبارک صادر ہوا حاتم جو اس سے قبل رانا کا ملازم تھا بھیم کی فوجداری پر متعین فرمایا گیا۔ رجو کھن قوام الدین خانی جو نومسلم تھا بیدار خاں کے خطاب سے موسوم ہوا اور اس شخص کو مشرقی جائے نماز خانہ کی خدمت عطا ہوئی۔ روشن رقم خاں کے تغیر سے خاکسار مولف مشرف عرائض مقرر فرمایا گیا۔ قمر الدین خاں بہادر حاضر حضور ہوئے تھے قبلۂ عالم نے خان ممدوح الصدر کو عطیۂ فیل سے سرفراز فرما کر اجازت دی کہ اپنے پدر عالی قدر کی خدمت میں روانہ ہوں۔ جہاں پناہ نے خلعت و شمشیر ممدوح کے والد ماجد کے لئے روانہ فرمایا۔ احمد آقا شریف مکۂ معظمہ کا ایلچی شرف ملازمت سے فیضیاب ہوا۔ قبلۂ عالم نے سفیر مذکور کو دو ہزار روپیے نقد مرحمت فرمائے۔

۱۶ ربیع الاول کو مہابت خاں و شریف الملک آستانۂ مقدس پر حاضر ہو کر شرف اندوز ہوئے خان کو خلعت خاص و شمشیر باساز طلا اور اکتالیس گھوڑے اور ایک ہاتھی اور پچاس ہزار روپیے نقد مرحمت ہوئے شریف الملک کو خلعت و خنجر و دستۂ بلورین اور دس ہزار روپیہ نقد اور سات تولے عطر عطا ہوا اس کے فرزند ہدایت اللہ و عنایت اللہ بھی عطیۂ خلعت سے سرفراز فرمائے گئے۔ عبد القادر دکھنی کو دو ہزاری ہزار سوار کا منصب اور ایک فیل مرحمت ہوا۔

اچلاجی خویش سیواجی روز ملازمت پنجہزاری دو ہزار سوار کے منصب و نقارہ و علم مرصع و فیل کے عطیات سے ہم چشموں میں سربلند ہوا۔ صف شکن خاں داروغۂ توپ خانہ بیجاپور سے حاضر حضور ہوا قبلۂ عالم نے خان مذکور

کو خنجر و فیل کے عطیات سے سرفراز فرما کر واپسی کی اجازت مرحمت فرمائی یلنگتوش خاں بہادر بدنصیبی سے خدمت سے برطرف کیا گیا اور اسکا منصب ضبط فرمایا گیا۔

یلنگتوش خاں کے تغیر سے سلاح خاں پسر وزیر خاں شاہجہانی کو انور خاں کا خطاب و دار وغگی خواصاں کی خدمت عطا ہوئی۔

سلاح خاں کے بجائے سہراب خاں میر توزک مقرر فرمایا گیا۔

۲۰ ربیع الثانی کو خان جہاں بہادر پرستار خاص اورنگ آبادی محل کو لانے کے لئے برہان پور روانہ ہوا۔ قبلۂ عالم نے خان مذکور کو خنجر مرصع با پھول کٹارہ اور علاقۂ مروارید دست خاص سے مرحمت فرمائے۔

اورنگ آبادی محل کے لئے سمرنی زمرد خان بہادر کی معرفت روانہ فرمائی گئی۔

پسر خان جہاں اور روح اللہ خاں نے باہم ایک دوسرے کو سرپہ ہاتھ رکھ کر سلام کیا۔

فرمان مبارک صادر ہوا کہ آئندہ سے کوئی شخص حضور میں حاضر ہوکر ایسا نہ کرے اور اگر اس حکم کی تعمیل نہ کرے تو غسل خانۂ مبارک میں قدم نہ رکھے میر جلال الدین (عبدالعزیز خاں والی بخارا کا ملازم جو مکۂ معظمہ کی زیارت سے مشرف ہوکر آستانۂ والا پر حاضری کا ارادہ رکھتا تھا لیکن اُسی متبرک مقام میں فوت ہوا) بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا۔

قبلۂ عالم نے میر مذکور کو خلعت و خنجر دستۂ طلا اور ایک ہزار روپیہ کے عطیات سے دل شاد فرمایا۔

ہدایت اللہ پسر شریف خاں اپنے والد کے فوت ہونے کے بعد حضور میں حاضر اور خلعت ماتمی کے عطیہ سے سرفراز فرمایا گیا۔

یکم جمادی الاول کو ابوالحسن دنیا دار حیدر آباد کا ایک عزیز قریب مسمی زین العابدین سعادت آستانہ بوسی سے معزز و مکرم ہوا اس شخص نے مادنا برہمن کا سر جو ابوالحسن کی فتنہ پردازی کا اصل سبب تھا قلم کرکے شاہ عالم بہادر کی خدمت میں

روانہ کیا بادشاہ زادۂ مذکور نے مقتول کا سر بہادر علی خاں کی معرفت حضور میں روانہ کیا؛

حمید الدین خاں فوجدار پٹن حصار قندھار کا قلعہ دار مقرر فرمایا گیا؛

رستم بیگ معزول حضور میں حاضر ہوا؛

جہاں پناہ نے حافظ محمد امین خاں مرحوم کی حویلی واقع دارالحکومت مہابت خاں کو مرحمت فرمائی؛

سید انور خاں کے انتقال سے سید زین العابدین کو شولاپور کی فوجداری وقلعہ داری مرحمت ہوئی؛

مختار خاں کو خنجر مرصع کے عطیہ سے سرفراز فرما کر بیجاپور روانہ ہونے کی اجازت مرحمت ہوئی؛

بخت بلند کو دیوگڈھ و اسلام گڈھ کی جاگیر و خلعت آرسی و اسپ کے عطیات مرحمت ہوئے؛

بلند اقبال بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کا ملازم رائے رایاں ملوک چند کے فرستادہ سر لیکر بارگاہ عالی میں حاضر ہوا۔ یہ سر بہار سنگھ کے فرزندوں کے تھے جو حضور میں پیش ہوئے۔ قبلۂ عالم نے بلند اقبال کو خلعت عطا فرمایا اور حکم دیا کہ سر شاہ والا جاہ کی خدمت میں پہنچائے؛

فضائل خاں کے آورد سے ابجاجی دنکوجی خلعت دو فیل کے عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے؛

رائے رایاں ملوک چند نے وفات پائی اور اس کے بجائے بہرہ ور خاں کو صوبۂ مالوہ کی نیابت عطا ہوئی؛

پرستار خاص اورنگ آبادی پائے تخت سے تشریف لائیں اور ۲۷ جمادی الآخر کو حرم سرائے شاہی میں پہنچ گئیں۔ بادشاہ زادہ محمد کام بخش دروازہ قلعہ تک جو دیوڑھی کی سمت واقع ہے استقبال کے لئے تشریف لے گئے؛

خان جہاں بہادر نے شرف قدمبوسی حاصل کیا جہاں پناہ نے خان مذکور اس کے بیٹوں اور سید منور خاں کو خلعت عطا فرمائے

ہمت خاں پسر کلاں خان جہاں کو خلعت وفیل عطا ہوئے اور حکم ہوا کہ بیجاپور روانہ ہو۔

جسونت سنگھ بندیلہ کو خلعت وفیل مرحمت ہوا۔

فاضل بیگ برادر بادشاہ قلی خاں باغی کو تہور خاں کا خطاب مرحمت ہوا اور خان مذکور کی جمعیت میں متعین فرمایا گیا۔

سید مبارک خاں قلعہ دار دولت آباد کو مرتضیٰ خاں کا خطاب مرحمت ہوا مرحمت خاں بیجاپور کا خزانہ روانہ کرنے کے لئے مقرر فرمایا گیا۔

فاضل خاں کے منشی رام رائے کے برادر سمی نہچل کے دو فرزندوں کو خواجہ عبدالرحیم نصف شب کے وقت حضور میں لے آیا۔

ہر دو شخص مشرف بہ اسلام ہوئے ایک سعادت اللہ اور دوسرا اسعداللہ کے نام سے مشہور ہوا۔

دوسرے روز کے آخر حصہ میں خواجہ عبدالرحیم نے ہر دو مسلم افراد کو ہاتھی پر بٹھایا اور حسب الحکم ان کی سواری کے آگے نقارہ بجاتا ہوا تمام شہر میں پھرا اور اس طرح ان کے اسلام لانے کا اعلان کیا گیا۔

۲۹ تاریخ خان جہاں بہادر مفسدان ہندوستان کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا گیا۔ قبلۂ عالم نے خان جہاں کو خلعت خاصہ وشمشیر مرصع واسپ با ساز طلاء وفیل و دو کرور دام بطور انعام مرحمت فرماکر اکبر آباد کی سمت جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

ہمت خاں کے سوا دیگر پسر و نیز منور خاں بھی عطیۂ خلعت سے بہرہ اندوز ہوکر خان مذکور کے ہمراہ روانہ ہوئے۔

عبدالعزیز خاں قلعہ دار خیبر نے وفات پائی اور اس کا فرزند اپنے باپ کا جانشین مقرر فرمایا گیا۔

جاں سپار خاں فوجدار ظفر آباد حضور میں حاضر ہوا تھا۔ اپنے مستقر پر روانہ ہوا۔ خدمت خاں کے تغیر سے فاضل خاں میر منشی وعہدہ دار وغہ عرایض مقرر فرمایا گیا۔

میر حسن ولد روح اللہ خاں نے امیر خاں کی دختر سے عقد کیا قبلۂ عالم نے نوشہ کو خلعت و اسپ با ساز طلا کے عطیات سے شاد کام فرمایا خدمت خاں کے تغیر سے اہتمام خاں حرم سرائے شاہی کی خدمت نظارت پر سرفراز فرمایا گیا ؛

بہرہ مند خاں تھانہ اینڈی کو روانہ ہوا اور اس کا نائب محمد مطلب بہرہ مند خاں کا قائم مقام مقرر فرمایا گیا ؛

بادشاہزادہ شاہ عالم بہادر ۲۵ ہر رجب کو حاضر حضور ہوئے قبلۂ عالم نے شاہزادہ کو خلعت با گوش پیچ و پہونچی مرصع عطا فرمائی تمام شاہزادوں اور بادشاہزادوں کو خلعت عطا ہوئے ؛

حضرت شاہ عالم کو اُن کی سالگرہ یعنی ۳۰ ہر رجب کو ایسی نگین لعل قیمتی چالیس ہزار مرحمت ہوئی ؛

مومن خاں حضرت شاہ عالم کا ملازم ابوالحسن کے ایک سو ہاتھی لیکر بارگاہ عالی میں حاضر ہوا ؛

محمد معصوم ابوالحسن کے حاجب کو خلعت مرحمت ہوا قلیچ خاں ظفر آباد سے حاضر ہو کر سعادت ملازمت سے بہرہ اندوز ہوئے ۔

سیف اللہ خاں کے انتقال کی وجہ سے محمد مطلب کو خدمت میر توزکی عطا ہوئی ؛

محکم سنگھ چندراوت اپنے وطن سے بارگاہ عالی میں حاضر ہوا قبلۂ عالم نے چندراوت کو خلعت عطا فرمایا ؛

جہاں پناہ کا شولاپور سے قلعۂ بیجاپور کی طرف روانہ ہونا

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے اپنے فضل و کرم سے عظیم الشان فتوح عطا فرمائے ہیں اور روزانہ ایک جدید اقلیم ممالک محروسہ میں داخل ہو رہی ہے بادشاہ دین و دولت کے دائرۂ حکمرانی کی وسعت ترقی پذیر ہے اور خدام سلطنت اپنے آقائے عادل کی مرضی کے مطابق قلعہ کشائی میں مصروف اور اپنے ارادوں میں کامیاب ہو رہے ہیں ۔ مورخ حقیر بادشاہ عدو بند و قلعہ کشا کے عزم و استقلال کا مختصر حال ہدیۂ ناظرین کرتا ہے ۔ واضح ہو کہ سکندر عادل و بنا دار بیجاپور کے مقدمہ میں مرتبۂ

فرمانروائی نہ تھا۔ سکندر کے اراکین دربار یعنی سیدی مسعود و عبدالرؤف وغیرہ
نے اس کو شاہ شطرنج بنا رکھا تھا ان امرا میں خودسری و خود رائی کا اس قدر
مادہ موجود تھا کہ باہم دگر بھی نفاق وریا سے کام لیتے تھے۔ سکندر عادل شہر سے قدم
باہر نہ نکال سکتا تھا اہل شہر والی ملک کی ناہنجاری و بدکرداری سے بیحد آزردہ
تھے۔ سکندر عادل سیمھاجی کے قابو میں آگیا تھا اور اس کی رائے و مشورہ کے
مطابق برابر سرکشی کر رہا تھا۔ عادل شاہ اس مرہٹہ سردار سے اسقدر مغلوب
ہوچکا تھا کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں بھی اس کا شریک کار بنا ہوا تھا اور
حصار بیجاپور کو قلعہ کی حفاظت سمجھکر بادشاہ عالم کے مقابلہ میں سرکشی کر رہا تھا۔
اس کو اس امر کی خبر نہ تھی کہ صاحب اقبال سے دست و گریبان ہونا اور بار
کو سر پر چھانے کی دعوت دیتا ہے اور تقدیر سے جنگ آزمائی کرنا اپنی عزت کو خود
اپنے ہاتھوں سے تباہ کرنا ہے۔ غرضکہ مذکورۂ بالا وجوہات کی بنا پر بادشاہ عالم
نے حصار بیجاپور کی تسخیر پر کمر ہمت باندھی۔ ایک روز حضرت شیخ محمد نقشبندی
سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ دین پناہ کی ملاقات کے لئے آئے حضرت شیخ نے
دوران گفتگو میں قبلۂ عالم سے عرض کیا کہ فقیر نے سنا ہے کہ حضرت شاہ بیجاپور
تشریف لے جا رہے ہیں قبلۂ عالم نے جواب دیا کہ ہم سلاطین دنیا حصول نام کے
شیفتہ و فریفتہ ہیں میری تمنا یہ تھی کہ یہ نام اور ی میرے کسی فرزند کو نصیب ہو
لیکن ایسا نہ ہوا اب میں خود جاتا ہوں دیکھوں کہ یہ دیوار حصول مقصد میں کسطرح
حائل ہے جو کسی طرح زمین کے برابر نہیں ہوتی۔ مختصر یہ کہ جہاں پناہ ۲ شعبان
کو شولاپور سے بیجاپور روانہ ہوئے۔ ۱۴ شعبان کو بادشاہزادہ عالی جاہ و شاہزادہ
بیدار بخت شرف قدمبوسی سے فیضیاب ہوئے۔ بہادر خاں و راؤ انوپ سنگھ ولد
راؤ کرن کو خلعت ملازمت عطا ہوئے ۲۱ تاریخ خاں بہادر نواب فیروز جنگ
لشکر شاہی کے پہنچنے پر رسول پور میں جو بیجاپور سے تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے
آستانۂ شاہی پر حاضر ہوئے۔ جہاں پناہ نے خان والاشان کو تیس ہزار روپے
نقد اور دو عدد گھوڑے قیمتی نو ہزار و فیل با ساز طلا و خلعت خاصہ کے عطیہ و انعام
سے سرفراز فرما کر بجائے شاہزادہ بیدار بخت کے روانگی کا حکم دیا۔ نواب عالی منزلت

قمر الدین خاں بہادر فرزند رشید خان ممدوح الصدر کو خنجر مرصع با علاقۂ مروارید مرحمت ہوا ۲۲ر شعبان کو جہاں پناہ نے حکم دیا کہ حصار کے مقابلہ میں توپیں نصب کر کے برج و بارہ کو خاک زمین کے برابر کریں ؎

جلوس عالمگیری کے سال سی اهم کا آغاز مطابق ۱۰۹۷ھ

اس دوران میں رمضان کا مقدس مہینہ آمرزش گناہ کا مژدہ لے کر آیا اور تمام اشخاص کے لئے عموماً اور بادشاہ حق پرست کے لئے خاص کر نشاط جاوید کے دروازے کھل گئے بادشاہ دین و دولت نے خیر خواہاں ملک کو ہر قسم کی نوازش سے سرفراز فرمایا نوازش خاں کو قلعۂ مندسور کی فوج داری و قلعہ داری کی خدمت عطا ہوئی۔ سہراب خاں کو جیغۂ مرصع عطا ہوا۔ سرفراز خاں و داؤد خاں خلعت ملازمت کے عطیہ سے سرفراز ہوئے۔ محمد شریف داروغہ جائے نماز خانہ کے تغیر سے ابوالخیر ولد شیخ نظام اس خدمت پر مامور فرمایا گیا۔ محمد مومن خویش ایرج خاں رضی الدین کے انتقال کی وجہ سے جو حسن علی خاں ناظم صوبہ دار کا نائب تھا اور سپاہ سے گفتگو کرتے وقت فوت ہو گیا تھا خدمت نیابت پر فائز ہوا۔ ۱۵ر شوال کو جہاں پناہ نے قلیج خاں کو ترکش کمان کے عطیہ سے سرفراز فرما کر مورچال پر متعین کیا۔ کمال الدین خاں ولد دلیر خاں کے زخم مندمل ہو گئے خان مذکور حضور شاہی میں حاضر ہو کر خلعت و شمشیر و عطائے سرائی (ڈیرا کی) کے عطیات سے مسرت اندوز ہوا اعتقاد خاں احمد نگر سے آستانۂ والا پر حاضر ہوا۔ راجہ بھیم سنگھ حسب الحکم اجمیر سے بارگاہ والا میں حاضر ہوا ۲۵ر تاریخ حضرت قبلۂ عالم دمدمہ کو جو کنگرہ قلعہ کے برابر پہنچ گیا تھا لیکن آثار فتح ظاہر نہ ہوتے تھے ملاحظہ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔ سواری مبارک کے ساتھ پائے ہوئے کے نعرے بلند تھے اور قلعہ سے برابر بانگ و تفنگ سر ہو رہے تھے۔ توپ کے گولے سر اقدس کے اوپر سے گزر رہے تھے لیکن جہاں پناہ کا تخت رواں برابر جا رہا تھا میر عبدالکریم نے اپنی تیزی طبع سے اس وقت تاریخ فتح کا مصرعہ موزوں کیا اور اس کو کاغذ کے ایک پرچہ پر سیسے کے قلم سے لکھ کر ملاحظۂ والا میں پیش کیا مصرعۂ مذکور یہ تھا «فتح بیجاپور زود می بینشود» قبلۂ عالم نے مصرعۂ مذکور کو ملاحظہ فرما کر کہا کہ

خدا ایسا ہی کرے۔ خدا کا شکر ہے کہ حصار مذکور اسی ہفتہ میں فتح ہو گیا۔ جلال چیلہ نے مورچال کی خدمت بخوبی انجام دی تھی قبلۂ عالم نے چیلہ مذکور کو بتاریخ ۳ ذیقعدہ سربراہ خاں کا خطاب مرحمت فرمایا۔ شاہی فوج نے بے حد مستعدی و دلیری کے ساتھ حریف کا مقابلہ کیا اور تقریباً دو ماہ محاصرہ برابر جاری رہا سکندر عادل اور اس کے بہی خواہوں نے عالمگیری سپاہ کی جرأت و استقلال و نیز شاہی سامان جنگ کی کثرت دیکھ کر اپنے انجام پر غور کیا چونکہ والی بیجاپور کی حیات مستعار باقی تھی اور نیز یہ کہ توفیق و سعادت نے بھی اسکی رہبری کی والی و امرا نے عفو تقصیر کی درخواست کی اور ظل اللہ سبحانی کے سایۂ عاطفت میں پناہ گزیں ہونے کا معروضہ پیش کیا چوتھی ذیقعدہ کو حصار مذکور فتح ہوا اور اہالی ملک بادشاہ دین پناہ کی رعایا میں شامل ہوئے جس ملک میں عرصہ سے شعائر اسلام گمنام ہو چکے تھے خدا کے فضل سے اس سرزمین میں جاء الحق و زہق الباطل کا غلغلہ ملبند ہوا۔ بادشاہ خطا بخش کو سکندر عادل کے عذرات پسند آئے افضال شاہی اس کے سر پر سایہ فگن ہوا۔ اور سکندر جیسا شدید مجرم بادشاہی غضب سے جو نمونۂ قہر الٰہی ہے محفوظ و مامون ہو کر لطف و کرم سے فیض اندوز اور نجات دارین کا مستحق قرار پایا والی بیجاپور اپنی خوش نصیبی سے بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا قبلۂ دین و دولت نے والی مذکور کو خنجر مرصع با علاقۂ مروارید و آویزۂ زمرد قیمتی تیرہ ہزار و کلغی مرصع و عصائے مرصع مرحمت فرمائے ان انعام و عطیات کے علاوہ فرمان مبارک صادر ہوا کہ سکندر خاں کے قیام کے لئے گلال بار میں خیمہ نصب کیا جائے اور ضروریات زندگی کے لئے تمام سامان مہیا کئے جائیں عبد الرؤف و شرزہ ملازمت والا میں حاضر ہو کر خلعت و شمشیر و خنجر مرصع با علاقۂ مروارید و اسپ با ساز طلا و فیل با ساز نقرہ کے انعام و عطیہ سے سرفراز ہوئے ان عطیات کے علاوہ عبد الرؤف کو دلیر خاں اور شرزہ کو رستم خاں کے خطابات مرحمت ہوئے اور ہر امیر ششش ہزاری ششش ہزار سوار کے منصب پر فائز ہوا۔ مہابت خاں و شریف الملک و مختار خاں و سرفراز خاں کو فیل اور قلیچ خاں کو خنجر و اسپ اور لطف اللہ خاں و غضنفر خاں کو علم و طوغ و صف شکن خاں

کو نقارہ و ہمت خاں کو شمشیر با ساز مرصع کے عطیات مرحمت ہوئے۔ قمر الدین خاں کو خنجر مرصع عطا ہوا خدا بو خدام نواز نے جمدۃ الملک اسد خاں کو مسند مربع عطا فرمائی خواجہ وفادار وغیرہ سکہ سیچ خانہ و مسند و تکیہ گاہ زربفت و سوزنی جکین دوز گیا تھا ملازم مذکور کا قصور معاف ہوا اور ایک ہزار روپئے لبطور انعام مرحمت ہوئے۔ حسن علیخاں عالم گیر شاہی نے طویل و شدید علالت کے بعد وفات پائی یہ امیر شجاعت و مردانگی راست گفتاری و نمک حلالی میں بے نظیر و شہرۂ آفاق تھا خاں مرحوم کے ہر دو فرزند محمد مقیم و خیر اللہ کو خلعت عطا ہوئے اور ہر دو برادر رقید غم سے آزاد فرمائے گئے مرحوم حسن علیخاں کے بجائے مہابت خاں صوبہ دار برار مقرر فرمایا گیا۔ قبلۂ عالم نے مہابت خاں کو خلعت وزرہ و خود و راک تلوار وغیرہ کے عطیات سے سرفراز فرمایا۔ محمد صادق کو نیابت عطا ہوئی اور یہ امیر بھی عطیۂ خلعت سے بہرہ اندوز ہوا۔ گیارہ تاریخ دولت خاں واقع رسول پور سے کوچ کر کے قبلۂ عالم نے اس تالاب کے کنارہ جو دروازہ علی پور کے مقابل واقع ہے قیام فرمایا اور سوار ہو کر قلعۂ ارک کے عمارات و فصیل شہر پناہ کی سیر فرمائی۔ ۹ ہر ذیقعدہ کو اشرف خاں میر بخشی نے وفات پائی اور بجائے اس کے روح اللہ خاں بخشی گری اول کے عہدہ پر فائز ہوا۔ روح اللہ خاں کی جگہ پر بہرہ مند خاں بخشی دوم مقرر ہوا اور بہرہ مند خاں کے تغیر سے کامگار خاں داروغۂ غسل خانہ اور بجائے کامگار خاں کے قاسم خاں میر توزک اول کے خدمات پر فائز ہوئے۔ اشرف خاں کے برادر زادوں یعنی محمد حسین و محمد باقر کو ماتمی خلعت مرحمت ہوئے قبلۂ دین و دولت نے شب ہفدہم کو سکندر عادل کو اپنے حضور میں طلب فرما کر سرپیچ الماس اور تین بیڑے پان کے مرحمت فرمائے۔ روح اللہ خاں دار الظفر بیجاپور و نیز دیگر امور صوبجات کی خدمت نظامت پر مامور ہوا۔ قبلۂ عالم نے خاں مذکور کے منصب میں ہزاری ذات و سوار کا اضافہ فرما کر امیر مذکور کو پنج ہزاری چہار ہزار سوار کا منصبدار قرار دیا۔ عزیز اللہ خاں کو قلعہ داری محمد رفیع کو دیوانی سعادت خاں کو بخشی گری و واقعہ نگاری سید ابراہیم کو کوتوالی

د فوجداری حاجی مقیم کو داروغگی توپ خانہ - زین العابدین و محمد جعفر کو داروغگی داامانت داغ و تصحیحہ - ابو البرکات کو عہدۂ قضا و محمد افضل کو احتساب کے خدمات عطا ہوئے - ۶ ذی الحجہ کو سکندر خاں کو دس ہزار روپے بطور انعام مرحمت ہوئے - خانہ زاد خاں کو مرج جانے کی اجازت مرحمت ہوئی - ہمت خاں ولد خان جہاں بہادر کو نظامت صوبۂ الہ آباد کی خدمت کے ساتھ خلعت رخصت بھی عطا ہوا یہ امیر دو ہزار پالصدی دو ہزار و دو صد کا منصبدار تھا قبلۂ عالم نے اسی لاکھ دام بھی بطور انعام مرحمت فرمائے کفایت خاں حاکم سکھر کی نظامت پر فائز ہوا اور خان مذکور کے داماد مسمی جعفر کو سکھر کی دیوانی کا عہدہ عطا ہوا جہاں پناہ نے کفایت خاں کو فیل کے عطیہ سے سربلند فرمایا - یار بیگ پیش دست بخشی دوم مقرر ہوا اور اس کے تغیر سے اخلاص کیش کو پیش دستی بہر بخشی کی خدمت عطا ہوئی راجہ انوپ سنگھ کو سکھر کی فوجداری و قلعہ داری عطا ہوئی عبد الواحد خاں کو ملک جدید کی اور قادر داد خاں کو مرج کی قلعہ داری مرحمت ہوئی قاسم کو بسواپٹن جانے کی اجازت عطا ہوئی اور شیخ چاند محال مذکور کا قلعہ دار مقرر فرمایا گیا - ۵ ذی الحجہ کو سکندر خاں کے ہم قبیلہ سولہ افراد جن کے دست چپ کی انگلیاں کٹی ہوئی تھیں ملاحظہ والا میں پیش ہوئے یہ انگشت بریدہ اشخاص اپنے آبا و اجداد کی قرار داد کے موافق وراثت سے محروم کر دیئے گئے بادشاہ غربا پرور نے ان بیکسوں کے حال پر رحم فرما کر ایک سو پچاس اشرفیاں انکو مرحمت فرمائیں - فرمان مبارک صادر ہوا کہ یہ صاحب احتیاج گروہ شولاپور میں مقیم ہو شہریار معدلت آثار نے ان میں سے ہر شخص کو اس کی حیثیت کے مطابق وظیفہ عطا فرمایا سپہدار خاں پسر خان جہاں بہادر مکرم خاں کے تغیر سے لاہور کا صوبہ دار مقرر فرمایا گیا - اعتقاد خاں سنبھاجی کی تنبیہ کے لئے جو منگل بیدیہ کی طرف آوارہ وطن ہو چکا تھا روانہ ہوا - جہاں پناہ نے خان مذکور کو تلنگی مرصع پر خانہ تلنگ ی مرحمت فرمائی ہو

جہاں پناہ کا بیجاپور سے کوچ کر کے شولاپور پہنچنا

قبلۂ عالم ۲۲ ذیقعدہ کو بیجاپور سے روانہ ہو کر ۲۵ تاریخ ماہ مذکور کو شولاپور پہنچ گئے بادشاہ نے حکم دیا کہ

سکندر خاں کو بیگمات شاہی کے ہمراہ یہاں پہنچائیں اور خان مذکور کا ماہی مراتب و دیگر اسباب عظمت محکمۂ ضبطی خانہ میں داخل کئے جائیں۔ اس روز خان بہادر نواب فیروز جنگ مضافات حیدرآباد کے مشہور قلعہ ابراہیم گڈھ کی تسخیر کے لئے روانہ ہوئے جہاں پناہ نے خان ممدوح الصدر کو خلعت و فیل عطا فرمایا۔ نواب صاحب ممدوح کے ہمراہی امرا یعنی دلیر خاں و شرزہ خاں و جمشید خاں و مانوجی گھورپڑہ و کشور سنگھ ہاڈا و شیو سنگھ و شجاعت خاں و گوپال راؤ و کمال الدین خاں و راؤ دلیت خاں و صف شکن خاں و آقا علیخاں و عبدالقادر و جہانگیر قلی خاں و صوفی خاں و اودت سنگھ بھدوریہ و سربراہ خاں چیلہ و دیگر کم و بیش منصب دار خلعت و جواہر و اسپ و فیل و اضافہ و خطاب و بعض دیگر شاہانہ نوازش و عطیہ و انعام سے سرفراز فرمائے گئے۔ ۲۹ ذی الحجہ کو جہاں پناہ نے قلعۂ شولاپور کی سیر فرمائی۔ ۱۵ محرم کو شاہزادہ بیدار بخت کا جشن کتخدائی منعقد ہوا دختر مختار خاں جس کا حسب و نسب آفتاب کی طرح روشن ہے شاہزادۂ مذکور کے حبالۂ عقد میں دی گئی۔ قاضی عبداللہ نے خطبۂ نکاح پڑھا اور دو لاکھ کی رقم دین مہر قرار پائی۔ جہاں پناہ نے شاہزادہ بیدار بخت کو سرپیچ لعل و اور بسی و مالائے مروارید اور ایک لڑی و آٹھ انگشتری و ایک لاکھ روپیہ نقد اور ایک گھوڑا اور ایک ہاتھی عطا فرمایا۔ عروس انگشتری و مالائے مروارید و یاقوت مرصع کے عطیات سے دل شاد فرمائی گئی۔ ۱۶ محرم کو علی آقا سفیر مکۂ معظمہ کو واپس جانے کی اجازت مرحمت ہوئی اور خلعت و خنجر و اسپ و تین ہزار روپئے نقد مرحمت ہوئے عائشہ خاتون دختر سکندر خانکو کلاہ مروارید دوز عطا ہوئی۔ میر عبدالکریم دوبارہ خدمت امانت ہفت چوکی پر مقرر فرمایا گیا۔

قبلۂ عالم کا شولاپور سے حیدرآباد روانہ ہونا

ابوالحسن دنیادار حیدرآباد پر قوم ہنود کا بیحد اثر ہو گیا تھا اور ملک کی عنان حکومت اسی فرقہ کے ہاتھ میں آگئی تھی اسلام و اہل اسلام کی توہین ہو رہی تھی اور فرقۂ ہنود کے رسم و رواج کا ملک میں بول بالا تھا والی حیدرآباد کی

آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے تھے حاشیہ نشینوں کی شناعت اعمال نے خود فرمانروا کو بھی کفر و اسلام میں تمیز باقی نہ رہی تھی ادھر ملک کی یہ حالت تھی ادھر سنبھاجی ایسا ابوالحسن شاہ پر مسلط ہو گیا تھا کہ اس کی ایک چشمک و قلیل خوف دہی سے والیِ ملک لاکھوں روپے اس کے نذر کر کے اپنی جان بچاتا تھا۔ قبلۂ عالم و عالمیان کی حمیت دین پروری اس امر کی متقضی ہوئی کہ اس فتنہ سے اسلام و اہل اسلام کو محفوظ و مامون فرمائیں۔ بادشاہ دین پناہ نے جس کی عزت صرف ارباب دین و ایمان کے قلوب میں جاگزیں ہو سکتی ہے باوجود قوت جہاں کشائی کے پیشتر پند و نصیحت سے کام لیا اور ارشاد و ہدایات سے ابوالحسن کو خواب غفلت سے بیدار فرمانے کی تدابیر اختیار کیں قبلۂ عالم نے ابوالحسن کے نام بارہا اس مضمون کے فرامین روانہ کئے کہ سنبھاجی ایسے دشمن اسلام سے رشتۂ محبت کو قطع کرے اور براہمہ کو کار سلطنت سے معزول کر کے بدعتی و فاسق گروہ کا قلع قمع کرے اور خود بھی فسق و فجور و بدعت و گناہ سے اجتناب کرے تاکہ بے گناہ رعیت افواج شاہی کی تاخت و تاراج و خود اس کی ذات ذلت و خواری سے محفوظ رہے۔ والیِ تلنگانہ کے سر پر ادبار چھایا ہوا تھا۔ بادشاہزادہ محمد معظم ابوالحسن کو راہ راست پر لانے کیلئے مامور ہوئے تھے۔ شاہ عالم بہادر کے سواران نے ملک کو تاراج و تباہ کیا۔ ابوالحسن نے اس وقت خوشامد و چاپلوسی سے کام لیا اور انواع و اقسام کے وعدہ ہائے دلفریب و مکاری سے اپنے کو بچایا۔ والیِ تلنگانہ نے بادشاہزادہ موصوف کو اسطرح دھوکا دیکر اپنے قدیم و تیرہ کو اختیار کیا اور اپنے مال و فوج کی کثرت و حصار کے استحکام پر مغرور ہو کر آنکھوں پر غفلت کے پردے ڈالے اور عذر خواہی نہ کی۔ ابوالحسن کے راہِ راست پر آنے سے ناامید ہی ہوئی اور قبلۂ عالم نے ۲۹ محرم کو شولاپور سے کوچ کیا بادشاہ دین پرور حضرت سید محمد گیسودراز علیہ الرحمۃ کے آستانہ پر حاضر ہونے کی نیت سے گلبرگہ وارد ہوئے۔ حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ پاک کی مکرر زیارت کی اور خانقاہ شریف

کے سجادہ نشینوں اور مجاوروں اور زائرین اور محتاجوں کو بیس ہزار روپئے تقسیم فرمائے۔ گلبرگہ شریف میں ایک ہفتہ قیام فرما کر حضرت شاہ ظفر آباد بیدر شریف تشریف لائے اس شہر میں صرف اس لئے بیس روز قیام فرمایا کہ شاید اب بھی ابوالحسن خواب غفلت سے بیدار ہو کر قبلۂ عالم کے نصائح پر عمل پیرا ہو لیکن اس خوابیدہ بخت کے مقدر نے یاوری نہ کی اور اپنی دیرینہ روش پر قائم رہا۔ بادشاہ دین پناہ نے ابوالحسن کی تنبیہ کے لئے ۱۰ صفر کو بیدر سے کوچ فرمایا والیِ تلنگانہ بیحد پریشان ہوا اور اپنے دو صد سالہ خاندان حکمرانی کی تباہی کے سامان دیکھ کر بجز اس کے کوئی چارۂ کار اس کو نہ نظر آیا کہ حصار میں پناہ گزیں ہو جائے ابوالحسن بدحواس و پریشان ہو کر قلعہ بند ہوا اور چونکہ اس کو اپنی تباہی کا یقین کامل ہو چکا تھا اس لئے اس نے تحایف و ہدایا بھیجکر اظہار عقیدت کو تازہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا اور اس کی تباہی کا وقت آچکا تھا ابوالحسن کا معروضہ قبول نہ ہوا چونکہ اس خون گرفتہ کا جواب اب بجز شمشیر زنی کے اور کچھ نہ تھا بادشاہ دشمن کش نے مراحل سفر طے کر کے حیدرآباد سے دو منزل کے فاصلہ پر قیام فرمایا۔ اس دوران میں عمدہ اعیان ملک خان والاشان نواب فیروز جنگ بہادر کی عرضداشت سے جو بیجاپور سے قلعۂ ابراہیم گڈھ کی تسخیر کے لئے روانہ ہوئے تھے معلوم ہوا کہ حصار مذکور سر ہو گیا اس قلعہ کی فتح نے بہی خواہان ملک کے حوصلہ زیادہ بلند کردئے اور دشمن کو اپنی تباہی کا یقین کامل ہو گیا۔ اللہ اللہ اقبال عالمگیری کے پایۂ عروج و سطوت جہاں کشائی کے رعب و داب کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے کہ دشمن کو باوجود کثرت مال و سپاہ سوا حصار بند ہونے کے اور کوئی تدبیر اپنی حفاظت کی نہ سوجھی فرط دہشت و خوف سے ابوالحسن اور اس کے رفقا کو نہ یہ یارا ہوا کہ شاہی لشکر کی طرف بڑھیں اور نہ یہ جرات ہوئی کہ خان والاشان نواب فیروز جنگ بہادر کے سد راہ ہو کر نواب ممدوح الصدر کا مقابلہ کریں۔ ۲۴ ربیع الاول کو قلعہ سے ایک کوس کے فاصلہ پر شاہی خیمے نصب ہوئے جہاں پناہ نے فرمان صادر کیا کہ روباہ سیرت دشمن کی جمعیت

کو جو حصار کے بائیں مور و ملخ کی طرح جمع ہے پامال و تباہ کریں اہل لشکر نے حکم شاہی کی تعمیل کی بہادران لشکر کا حملہ اس مثل یعنی باد آمد و بیشہ برخاست کا مصداق ہوا اور دشمن کی سپاہ تباہ اور فراری ہوئی اور اس کا مال و متاع وزن و فرزند اسیر ہوئے۔ اس ہنگامۂ کارزار میں قلیچ خاں نے اپنے کو دریائے آتش میں ڈال دیا اور حصار کے قریب پہنچکر ارادہ کیا کہ اسی وقت قلعہ میں داخل ہو جائے اور قلعہ کو سر کرلے۔ چونکہ خدا کی مشیت یہ تھی کہ چندے یہ کارنامہ عجیب معرض تاخیر میں رہے اور ایک خاص وقت پر یہ عقدہ حل ہو زنبورک کا ایک گولہ خاں شجاعت نشان کے بازو پر لگا لطف اللہ خاں کے سوا جو اپنی جرأت و مردانگی سے خان مذکور کے ہمراہ تھا دوسرا شخص مجروح امیر کی مدد کو بھی نہ پہنچا۔ قلیچ خاں اُسی مردانگی اور بہادری کے ساتھ گھوڑے پر سوار معرکۂ کارزار سے نکل کر اپنے فرودگاہ کو واپس آئے۔ شاہی حکم کے مطابق جمدۃ الملک بہادر قلیچ خاں کی عیادت کے لئے گیا۔ جراح خان مذکور کے شانہ سے ہڈیوں کے ریزے نکال رہا تھا اور یہ شجاعت مجسم امیر باوجودیکہ شانہ پر عمل جراحی ہو رہا تھا بہ خندہ پیشانی دوسرے ہاتھ میں پیالہ لیئے ہوئے قہوہ پی رہے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ اتفاق سے جراح اچھا دستیاب ہوگیا ہے۔ قلیچ خاں اس عالم میں بھی بے تکلف احباب سے سرگرم سخن تھے اور ان کے بشرہ سے آثار کدورت و تکلیف قطعاً ظاہر نہ ہوتے تھے ہرچند جراحوں اور اطبا نے جہاں پناہ کے حکم کے مطابق علاج میں سرگرمی دکھائی لیکن قضا کا ہاتھ سب سے زیادہ زبردست ہے خان ممدوح الصدر نے تین روز کے بعد وفات پائی۔ خان بہادر فیروز جنگ و دیگر پسران خان مغفور رسیادت خاں عطیۂ خلعت و دیگر مراحم خسروانہ سے شادکام فرمائے گئے ۲۴ ربیع الآخر کو مورچال بندی کا حکم صادر ہوا ہرچند حصار کے برج و بارہ سے بذریعہ توپ و تفنگ شبانہ روز آتش باری ہو رہی تھی دھوئیں سے زمین و آسمان تاریک ہو گئے تھے لیکن بہادران لشکر نے موت سے بے خوف ہو کر صف شکن خاں کی سرداری میں ایک ماہ کے اندر مورچال خندق تک پہنچا دی جو کام کہ سالہا سال میں انجام پاتا وہ

طرفۃ العین میں پورا ہوگیا اژدہا پیکر و دشمن کوب توپیں قلعہ کے محاذ میں نصب کی گئیں باوجود اس کے کہ ان توپوں سے ارکان حصار جنبش میں آجاتے تھے لیکن پھر بھی گوہر مقصود حاصل نہوتا تھا۔ صف شکن خاں نے دمدمہ کو کنگرۂ قلعہ تک پہنچا کر توپ اس پر نصب کی لیکن چونکہ خان مذکور و خان والا شان نواب فیروز جنگ بہادر میں صفائی نہ تھی صف شکن خان نے ملازمت سے استعفا دیدیا۔ صف شکن خاں کے بجائے صلابت خاں میر آتش مقرر ہوا لیکن یہ امیر بھی خدمات قلعہ کشائی بخوبی انجام نہ دے سکا اور اپنی خدمت سے مستعفی ہوا جس کے بعد سید عزت خاں کو میر آتشی کا عہدہ عطا ہوا۔ یہ امیر بھی ناکام رہا اور ایک روز نصف شب کو سرداران کارکن کی غفلت سے غنیم دمدمہ پر چڑھ آیا اور توپ کو بیکار کر کے عزت خاں و سربراہ خاں چیلہ وغیرہ ملازمین کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اپنے ہمراہ لے گیا۔ صف شکن خدمت سے مستعفی ہونے کے جرم میں نظر بند کیا گیا اور صلابت خاں بار دوم میر آتش مقرر ہوا۔ لطف اللہ خاں و دیگر کارطلب ملازمین چوکی کے ہمراہ دمدمہ کی حفاظت پر مامور ہوئے۔ خان مذکور نے پائین حصار میں جو ایک دریا کے مانند تھا تین روز مردانہ وار قیام کر کے دشمن کو پسپا کیا اور دمدمہ دوبارہ قائم کیا گیا دو روز کے بعد ابوالحسن شاہ نے عزت خاں و دیگر نظر بند افراد کو رہا کیا اور یہ جماعت دمدمہ کی راہ سے واپس آئی برسات کے موسم و نیز ہنگامۂ کارزار میں بے وقت توقف و کارکنان شاہی کی سستی و کام میں تاخیر سے دمدمہ قایم نہ رہ سکا۔ صف شکن خاں نے ایک معروضہ پیش کیا جس میں اس امر کا مچلکہ دیا کہ دوسرے برج کی طرف قلیل مدت میں دمدمہ تیار کر کے کنگرۂ قلعہ تک پہنچا دیگا۔ خان مذکور کا معروضہ قبول ہوا اور صف شکن خاں نے قید سے رہائی پاکر اپنے وعدہ کو جلد وفا کیا۔ اس زمانہ میں کثرت بارش کی وجہ سے زمین پر دریا بہنے لگے اور قحط نمودار ہوا۔ حوالی شہر سے غلہ کی رسد بند ہوئی اور رعایا میں ماتم پڑ گیا لاکھوں بندگان خدا کی جانیں ضائع ہوئیں مکانات دریا اور جنگل مردہ اجسام سے پٹ گئے۔ لشکر گاہ کا یہ حال ہوگیا کہ شب کو دولت خانۂ شاہی کے گرد مردہ اجسام کے انبار لگ جاتے تھے۔ جن کو

جاروب کش و خاکروب روزانہ گھسیٹ کر دریا میں ڈالتے تھے۔ صبح سے شام تک لاشوں کی باربرداری کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ زندہ اشخاص کو مردہ اجسام کے کھانے سے پرہیز نہ رہا مردوں کی لاش سے کوچے اور تمام راستے پٹ گئے تھے۔ بارش کے طویل سلسلہ نے گوشت و پوست کو گلا دیا تھا ورنہ مردوں کی بدبو سے آب وہوا خراب ہو کر بقیہ زندہ افراد کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیتی۔ چند ماہ کے بعد بارش کا زور گھٹا اور دریا کی طغیانی کم ہوئی اور اطراف وجوانب سے غلہ پہنچنے لگا سردار خاں کے بجائے سید شریف خاں پسر قدوۃ المشائخ میر سید محمد قنوجی استاد اعلحضرت فردوس آشیانی جو فضل وکمال وعقل وشعور میں مشہور ومعروف تھے کرور گنج کی خدمت پر مامور ہوئے بادشاہ رعایا پرور کے حسن نیت سے گرانی دفع ہوئی اور ملک میں غلہ ارزاں ہو گیا۔

بادشاہ زادہ محمد معظم کا زندان ادب میں نظر بند ہونا

صاحب فہم وفراست و عاقبت اندیش حضرات کو صحبت بد سے گریز کرنا اور سفلہ مزاج اشخاص کو اپنے سے دور رکھنا بحد ضروری و ناگزیر ہے اگر اس حکمت آمیز مقولہ پر عمل درآمد نہ ہوگا تو بجز ندامت و شرمساری کے اور کچھ حاصل نہ ہو سکے گا۔ بادشاہ زادہ محمد معظم کی ذات گرامی فہم و فراست انجام اندیشی و دانائی وغیرہ صفات کا ایک کامل مجموعہ ہے لیکن باوجود اس کے ناہنجار مصاحبین کی صحبت اور بدکردار حاشیہ نشینوں کی مصاحبت سے ایک وقت ایسا آیا کہ قبلۂ دین و دولت کو بادشاہزادہ کی جانب سے گمان بد پیدا ہوا یہ امر خود بادشاہ زادہ موصوف کی جاں کاہی وحضرت ولی نعمت کی کدورت کا باعث ہوا جہاں پناہ نے اپنے جذبات عفو سے ایک مدت تک ان واقعات سے چشم پوشی فرمائی اور اس امر کو پسند نہ فرمایا کہ ایسے مکروہات افواہ عوام بن کر اہل عالم پر ظاہر ہوں۔ بیجاپور کی مہم میں بعض معاملات میں پیچیدگی و تاخیر واقع ہوئی اور جہاں پناہ نے ان اشخاص کو جو خفیہ طور پر سکندر عادل کو قلعہ میں پیغام پہنچا رہے تھے قید کر کے تہ تیغ کیا۔ بعض بدخواہ ملازم یعنی مومن خان داروغۂ

توپ خانہ وعزیز خاں وملتفت خاں بخشی دوم وبہ دار این ۸ ماہ شوال کو لشکر
سے خارج فرمائے گئے۔ حیدر آباد کی مہم میں بادشاہ زادۂ مذکور ابوالحسن شاہ
کے دام فریب میں گرفتار ہو کر قطعاً اس کے قابو میں آ گئے قبلۂ عالم کو اس
امر کی بھی اطلاع ہوئی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ نوشتہ جات جو خفیہ طور پر
قلعۂ گولکنڈہ میں روانہ کئے جاتے تھے خان والا شان نواب فیروز جنگ بہادر
کے ہاتھ آ گئے۔ ان خطوط کے علاوہ دیگر اسباب بدخواہی نے بھی بادشاہزادہ
کے انحراف پر شہادت دی۔ خاں عظمت نشان فیروز جنگ بہادر ایک شب
اپنے مرحلے سے روانہ ہو کر حضور میں حاضر ہوئے اور نوشتہ جات ملاحظۂ عالیہ میں
پیش کر کے بادشاہزادہ کی خود رائی کا ذکر کیا اور بعض ایسے معاملات عرض کئے
جس سے بادشاہ زادہ کے اخلاص وعقیدت میں شبہ واقع ہو گیا جہاں پناہ
کو فرزند کی برگشتگی ومصاحبت بد میں گرفتار ہونے کا یقین کامل ہو گیا قبلۂ عالم
نے اہتمام خاں کے پدر اور خود حیات خاں کو طلب فرما کر حکم دیا کہ بادشاہزادہ
کو حکم پہنچائے کہ شیخ نظام حیدر آبادی آج شب کو لشکر پر شبخون مارنے کا ارادہ
رکھتا ہے اپنے ملازمین کو پیش رو لشکر مقرر کر دو تا کہ حریف کو اسکے ارادہ سے باز
رکھے لشکر کی روانگی کے بعد اہتمام خاں تمھارے خیمہ کے گرد پاسبانی کریگا اس حکم
سے خان مذکور کو بھی مطلع کر دو۔ احکام شاہی کی تعمیل کی گئی اور دوسرے روز
صبح کو بادشاہزادہ مذکور مع محمد معز الدین ومحمد اعظم کے دربار میں حاضر کئے گئے
حضرت شاہ دیوان خاص میں تشریف فرما ہوئے بادشاہ زادۂ مذکور کی حاضری
ونشست کے چند ساعت بعد ارشاد ہوا کہ بعض مقدمات اسد خاں وبہرہ مند
خاں سے کہہ دیئے گئے ہیں تسبیح خانہ میں جا کر معاملات مذکور کو ان امیروں سے
سمجھ لو۔ ہر سہ شاہزادگاں چار و ناچار تسبیح خانہ میں آئے اور ان کی کمر سے
ہتھیار کھول لئے گئے اور خیمہ نصب ہونے تک یہ حضرات اسی مقام پر
فروکش رہے۔ قبلۂ عالم دیوان سے اٹھے اور پرستار خاص کی ڈیوڑھی سے محل سرا کو
تشریف لائے جہاں پناہ کا یہ حال تھا کہ ہائے ہائے فرماتے اور دونوں ہاتھ زانو
پر مارتے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ افسوس چالیس سال کی محنت کو میں نے خاک

میں ملا دیا۔ غرضکہ اہتمام خاں کے زیر انتظام تیاق دار گرد و پیش بیٹھے اور مقصد پال ملک نے اثاثے اور کوکبہ خار خانجات کو باوجود اس عظمت و شان کے چشم زدن میں ضبط کر کے قطرہ کو دریا سے ملا دیا۔ اہتمام خاں ایکہزاری امیر بنا۔ بادشاہ خدام نواز نے اس کو سردار خاں کا خطاب مرحمت فرما کر منصب ہیں پانصدی کا اضافہ فرمایا۔ حمید الدین پسر اہتمام خاں دو صدی پنجاہ سوار کے اضافہ سے سرفراز فرمایا گیا۔ محاصرہ کو ایک طویل مدت گزر گئی اور باوجودیکہ جمشید خاں نے نقب دوانی کے کام کو بخوبی تمام کر دیا اور عبد الواحد خاں کی کوشش سے نقب میں باروت وغیرہ بھی بھر دی گئی۔ قبلۂ عالم خان والاشان نواب فیروز جنگ بہادر کے مرحلہ پر براہ دمدمہ قدیم خود بھی تشریف لے گئے۔ امرائے عظام مختلف مواقع پر یورش کے لئے متعین فرمائے گئے اور اکثر تمام روز معرکۂ کارزار شدت سے گرم رہا جنگ میں خان بہادر نواب فیروز جنگ زخمی بھی ہوئے کثرت سے سپاہی بھی کام آئے اور یورش کے اخیر روز بادشاہ زادہ محمد کام بخش و عمدۃ الملک اسد خاں بھی امداد و کاربرآری کے لئے روانہ فرمائے گئے لیکن پھر بھی مقصود حاصل نہ ہوا بالائے حصار سے تفنگ و بان و چادر و حقۂ آتش کی ایسی شدید بارش ہو رہی تھی کہ سواران شاہی کو ایک قدم بھی آگے بڑھنا دشوار تھا اور اپنے اپنے مقام پر کھڑے جان دے رہے تھے جہاں پناہ نے خان والاشان کے مرحلہ میں شب بسر فرمائی اور اول فجر کو بیخبر جنگ گاہ میں تشریف لائے۔ حصار کی تسخیر کی تدابیر پر بیحد غور و فکر کی گئی اور کثیر رقم صرف میں آئی۔ منافقین بے دین نے مال کی حرص و طمع میں غنیم سے سازش کر کے زیادہ فساد برپا کیا۔ حرام نمک سفلہ مزاج افراد دشمن سے مل گئے لیکن دشمن کے مکر و فریب کے ایسے شکار ہوئے کہ سوا خسارہ کے ان کے ہاتھ کچھ نہ آیا بعض بے ایمان اشخاص حریف کو خفیہ غلہ پہنچا کر دارین میں روسیاہ ہوئے۔ محاصرہ کی مدت نے طول کھینچا اور جہاں پناہ کی رائے یہ ہوئی کہ قلعۂ گولکنڈہ کے گرد ایک حصار لکڑی اور مٹی کا تیار کیا جائے تھوڑے ہی زمانہ میں جنگل کی لکڑیوں اور خاک سے قلعہ تیار ہوگیا۔ قلعہ کے دروازہ پر پاسبان مقرر ہوگئے اور بلا اجازت کوئی شخص حصار کے اندر

داخل نہ ہوسکتا تھا اس زمانہ میں خاں والاشان نواب فیروزجنگ بہادر
کے زخم بھی بھر گئے۔ خاں ممدوح حضور شاہی میں حاضر ہوئے جہاں پناہ نے
خاں والاشان کو خلعت و زرہ و جھلم خاصہ و عصاے مرصع عطا فرماے۔
رستم خاں کے زخم بھی اچھے ہوگئے اور اس امیر کو بھی خلعت مرحمت فرمایا گیا
بہرام خاں پسر مہابت خاں مرحوم گولہ کی ضرب سے میدان جنگ میں کام آیا
مقتول کے برادر فرجام کو خلعت ماتم عطا ہوا۔ جاں نثار خان کا بھائی تصدق
ہوا خاں مذکور عطائے خلعت سے قید ماتم سے آزاد ہوا شجاعت خاں برادر
صف شکن خاں و میر ابوالمعانی بخشی فوج خاں والاشان نواب فیروزجنگ
بہادر دیگہ تاز خاں و سہراب خاں و محمد حاکم و دیگر مجروح و سوختہ سپاہی تندرست
ہوئے۔ ۲۶ رجب کو شیخ نظام جو ابوالحسن شاہ کے بہترین ملازم و ارکان
دولت میں داخل تھا اپنی یاوری بخت سے آستانہ والا پر حاضر ہوا شیخ نظام نے
پانچ سو اشرفیاں یک ہزاری بطور نذر پیش کیں؛

قبلۂ عالم نے شیخ نظام کو مقرب خاں کے خطاب سے سرفراز فرما کر
شش ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب عطا فرمایا اور خلعت خاص و شمشیر
و خنجر یا علاقہ مروارید و سپر مرصع و علم و نقارہ اور ایک لاکھ روپیہ نقد اور تیس
عربی و عراقی گھوڑے اور دو عدد ہاتھی بھی اس کو مرحمت فرمائے؛

ملک منور و شیخ لاڈو شیخ عبداللہ فرزندان شیخ نظام و نیز اس کے
چند اعزہ عمدہ خطابات و مناصب سے جو ان کے شایان شان و چار ہزاری
سے کم نہ تھے سرفراز فرمائے گئے اور ان تمام اشخاص کو خلعت علم و نقارہ و اسپ
و فیل کے عطیات مرحمت ہوئے اسوجی نکھنی جو سنبھاجی کی طرف سے
سالیسر کا قلعہ دار تھا آستانہ شاہی پر حاضر ہو کر خلعت و علم و طوغ و نقارہ و اسپ و فیل و بیس ہزار نقد کے
انعام و عطیات سے بہرہ اندوز ہوا سر بلند خاں برادر سرفراز خاں کو بھی علم و طوق و نقارہ مرحمت ہوا؛

مانکوجی جو سنبھاجی کی طرف سے سالونہ کا قلعہ دار تھا حصار سر ہونے
کے بعد ملازمت شاہی میں حاضر ہوا جہاں پناہ نے مانکوجی کو خلعت و منصب
دو ہزاری ہزار سوار کے عطیات مرحمت فرمائے؛

۱۸ رجب کو محمد علیخاں خانساماں نے وفات پائی یہ شخص صلاح و تقویٰ و دیانت و راستی سے آراستہ تھا جو حاجتمند اسکے پاس پہنچتا اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا تھا۔ محمد علیخاں کے بجائے کامگار خاں کو یہ خدمت سپرد ہوئی اور کامگار خاں کے تغیر سے اعتقاد خان داروغہ غسل خانہ مقرر ہوا؛

افتخار خاں ولد شریف الملک حیدر آبادی ہمشیرہ زادہ ابوالحسن آستانہ والا پر حاضر ہوا اور عطیہ خلعت سے سرفراز ہو کر سہ ہزاری دو ہزار کے منصب پر فائز ہوا؛

شریف خاں اردوئے شاہی کی خدمت کرورہ گنج و بہر چہار صوبہ جات دکن سے تحصیل جزیہ کی خدمات پر مامور تھا خان مذکور کو حکم ہوا کہ خود صوبہ جات کا دورہ کر کے جزیہ موافق احکام شریعت وصول کرے؛

میر عبدالکریم کو حکم ہوا کہ اپنی خدمت کے علاوہ شریف خاں کی عدم موجودگی میں بطور نائب خدمت کرورہ گنج کو بھی انجام دے۔ ۲۴ شعبان کو شریف الملک نے وفات پائی خاں مذکور کے فرزند عطیہ خلعت سے دلشاد فرمائے گئے؛

جلوس عالمگیری کے سال سی و یکم کا آغاز مطابق ۱۰۹۸ھ

رمضان کا بابرکت مہینہ آیا اور برگزیدۂ جہاں پادشاہ دین پناہ نے طاعت الٰہی پر کمر باندھی۔ عہد معدلت کے قرن دوم کا آغاز ہوا اور اراکین دولت و خدام سلطنت تسلیمات مبارکباد بجالائے۔ ۷ رمضان کو جہاں پناہ مورچال و دمدمۂ صف شکن خاں کو جو اس مدت میں کنگرۂ قلعہ تک پہنچ گیا تھا ملاحظہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے قبلۂ عالم نے دو ساعت کامل حصار کو ملاحظہ فرمایا؛

شاہ والاجاہ محمد معظم شاہ جو مفسدان ہندوستان کی سرکوبی کے لئے شولاپور سے روانہ ہوئے تھے اور برہان پور تک پہنچ چکے تھے و نیز بخشی الملک روح اللہ خاں جو صوبہ بیجاپور کے برہم و درہم انتظام کی درستی کے لئے مامور تھا مطابق فرمان اس ماہ کی ۱۰ تاریخ ملازمت شاہی میں حاضر ہو کر شرف قدمبوسی سے فیضیاب ہوئے۔ حیدر آباد کی معرکہ آرائی بادشاہزادہ والاجاہ

کی سرکردگی میں روح اللہ خاں کے سپرد فرمائی گئی

قلعہ گولکنڈہ کی فتح ۲۴ ذیقعدہ کو نصف شب کے وقت ہوئی بخشی الملک چند سرداروں یعنی بہادر خاں وغیرہ کے ہمراہ موقع پاکر حصار کے گرد چکر لگا رہا تھا سر انداز خاں تبنی بیجاپوری کی جو فتح بیجاپور سے پیشتر بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا تھا اور بعد کو ابو الحسن تاناشاہ کا بہی خواہ بنکر اس کا معتمد علیہ بنا تھا بخشی الملک مورچال سابق کے متصل ایک کھڑکی سے حصار کے اندر داخل ہو گیا۔ محمد اعظم شاہ دسالہ دریا سے پر جو حصار کے پائین بہتا تھا مقیم ہوا شاہ والاجاہ فوراً مورچال پر پہنچے اور فتح کے شادیانے بجنے لگے۔ بخشی الملک ابو الحسن کی خوابگاہ میں پہنچا ابو الحسن اور اس کے ہمراہی نقش بدیوار کھڑے رہے اور روح اللہ خاں ان سب کو گرفتار کر کے باہر لایا اور شاہ والاجاہ کی خدمت میں پیش کیا ۔

عبد الوالی پسر شیخ عبد الصمد جعفر خاں منشی سرکار نے ایک رباعی تہنیت فتح میں نظم کر کے شاہ والاجاہ کی خدمت میں پیش کی۔ اے شاہ جہاں جہاں پناہی کردی ۔ فتح عجب از لطف الہی کردی ۔ از مصرع تاریخ شنو مژدہ نو ۔ فتح البابے بادشاہی کردی ۔ چونکہ مقبولان بارگاہ الہی کی فطرت میں رحم و کرم خلقی طور پر موجود ہے شاہ والاجاہ نے اپنے مجرم کو سزا دہی سے محفوظ رکھا اور قبلۂ عالم کے حکم کے مطابق ابو الحسن کو اپنی دولت سرا میں لے آئے آخر اسی روز دولت خانہ شاہی میں پہنچا دیا ابو الحسن اپنے تقریرات سابقہ کی وجہ سے بیحد خوف زدہ تھا لیکن باوجود اس کے بھی اس کو امان ملی اور جو خیمہ اس کے لئے معین کیا گیا تھا اس میں مقیم ہوا اور بجائے قہر و غضب کے جہان پناہ کی چشم پوشی کو دیکھ کر زبان و دل سے ثنا خواں ہوا ۔

خدا کا شکر ہے کہ ایسا مستحکم اور دیر کشا حصار آٹھ ماہ و چند یوم کی مدت میں سر ہوا۔ طرفہ یہ کہ یہ ایک سال کے اندر دو قلعہ جن کا فتح ہونا حاشیۂ خیال میں بھی نہ گذرا تھا۔ اقبال شاہی سے سر ہو گئے۔ میر عبد الکریم نے فتح کی تاریخ نکال کر ملاحظہ والا میں پیش کی۔ جہاں پناہ نے تاریخ فتح بیحد پسند فرمائی جو حسب ذیل ہے "فتح قلعہ گولکنڈہ مبارک باد"۔ مولف تاریخ اپنے بیان کی تکمیل کو مدنظر

رکھ کر اس قلعہ کے استحکام و اس سرزمین کی دلکشی و خوشگواری کا مختصر حال ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔ گولکنڈہ کو قدیم زمانہ میں مانکل کہتے تھے دیورائے اس شہر کا حاکم تھا۔ عرصہ کے بعد شاہان بہمنیہ نے اس شہر پر قبضہ کیا بہمنی خاندان کا شیرازہ حکومت منتشر ہوا اور سلطان قلی قطب الملک جو سلطان محمود شاہ بہمنی کا غلام اور اس نواح کا حاکم تھا خاندان بہمنی کے زوال کے زمانہ میں شہر پر خود مختارانہ قابض ہوگیا۔ یہ قلعہ ایک پہاڑ پر واقع ہے حصار اس قدر بلند ہے کہ آسمان سے باتیں کرتا ہے حصار کے باشندے بلاشبہ اہل فلک سے ہم کلام ہوسکتے ہیں۔ اس حصار کو فتح کرنیکا خیال بھی کسی فرمانروا کے ذہن میں نہ گذرا ہوگا اور سوا بادشاہ کشورکشا کے کسی حکمران نے اس کی طرف آنکھ اٹھاکر بھی نہ دیکھا ہوگا۔ طرفہ یہ کہ اس کے کسی طرف کوئی کنگرہ بھی نہیں ہے جس کے ذریعہ سے کمند لگائی جاسکے۔ قبلہ عالم نے اپنے جلوس سے پیشتر اس ملک کو تاخت وتاراج کیا تھا والی ملک عبداللہ قطب الملک نے عذرات پیش کئے اور جہاں پناہ شاہزادگی کے زمانہ میں ملک فتح کرنے سے دست کش ہوگئے۔ عبداللہ قطب الملک نے اس خیال سے کہ بادشاہ بار دگر اس ملک پر دھاوا فرمائینگے پہاڑ کے گرد یہ مستحکم حصار کھچواکر اپنے کو مطمئن کرلیا تھا ہرچند کہ عبداللہ قطب الملک کی زندگی میں حصار فتح سے محفوظ رہا لیکن آخرکار اس کے جانشین کو خمیازہ بھگتنا پڑا۔ قلعہ سے دو کوس کے فاصلہ پر شہر حیدرآباد واقع ہے محمد قلی قطب الملک نے بھاگ متی نام ایک طوائف پر شیدا ہوکر اس شہر کو اس کے نام پر بسایا اور بھاگ نگر کے نام سے موسوم کیا بعد کو یہ شہر حیدرآباد کے نام سے مشہور ہوا اب جب کہ یہ شہر ممالک محروسہ میں شامل ہوکر صوبجات دکن میں ضم کردیا گیا بلدہ مذکور کو کاغذات سرکاری میں دارالجہاد حیدرآباد کہتے ہیں۔ بلدہ مذکور قطعہ زمین پر بہشت بریں کا نمونہ ہے جس کی آبادی شمار سے باہر ہے شہر کی عمارتیں بیحد بلند و دلکش ہیں ہوا کی رطوبت اور چشموں کی روانی و شیرینی و سبزہ کی شادابی اس درجہ معتدل ہے کہ یہاں کے گل و سبزہ بلاشبہ زمرد و لعل نظر آتے ہیں خدا کا شکر ہے کہ ایسا دلکش ملک قلمرو عالمگیری میں داخل ہوا اور شہر فسق و فجور

و بدعات کی نجاست سے پاک و صاف ہو گیا۔ فتح بلدہ کے حالات قلم بند کر دئیے گئے اگر عماید و اکابر شہر کا بارگاہ شاہی میں حاضر ہونا اور ہفت ہزاری سے لیکر پالصدی مناصب پر سرفراز ہونے اور نیز حیدرآباد کے ہنرمندوں اور پیشہ وروں اور کاریگروں کے عطیات سے و انعام سے سرفراز ہونیکا مفصل حال معرض تحریر میں لایا جائے تو بلاشبہ ایک دوسری جلد تاریخ کی تیار ہو جائیگی۔ بہر حال میری تحریر چند قطرات ہیں جو اظہار واقعات کے لئے حوادث کے دریا میں مل گئے ہیں۔ ۲۹ ذیقعدہ کو پادشاہزادہ محمد کام بخش برار کے صوبہ دار مقرر فرمائے گئے محمد کام بخش دہ ہزاری پنج ہزار سوار کے منصب دار تھے پنج ہزاری پنج ہزار سوار کا اضافہ فرمایا گیا۔ جمدۃ الملک اسد خاں، دخان والاشان نواب فیروزجنگ بہادر ایک ہزار سوار کے اضافہ سے ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کے منصب پر فائز ہوئے مہابت خاں کو ہزاری ہزار سوار کا اضافہ مرحمت ہوا۔ مہابت خاں کا پسرزادہ محمد منصور ولایت سے وارد ہندوستاں ہو کر شرف قدمبوسی سے فیضیاب ہوا قبلۂ عالم نے نووارد امیر زادہ کو مکرمت خاں کا خطاب عطا فرما کر ہزار و پانصدی اضافہ کی وجہ سے دو ہزاری سی صد سوار کا منصب دار ہوا۔ میر محمد امین پسر میر بہاء الدین برادرزادہ قلیچ خاں مرحوم اپنے باپ کے قتل کئے جانے کے بعد دیار توران میں اس امر سے متہم ہوا کہ میر مذکور انوشہ خاں والی اورگنج سے جو اپنے خسر عبدالعزیز خاں حاکم بخارا کا مخالف ہے سازش کرتا ہے۔ میر محمد امین توران سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا۔ بادشاہ غریب نواز و شریف پرور کی عنایت سے نووارد امیر کو دو ہزاری دو ہزار سوار کا منصب و خطاب خانی عطا ہوا۔ مخلص خاں پسر صف شکن خاں اپنے پدر کی نیابت میں داروغگی توپ خانہ کی خدمت انجام دیتا تھا۔ قبلۂ عالم نے خان مذکور کو اس خدمت پر مستقل فرما کر منصب میں دو صد سوار کا اضافہ فرمایا اور مخلص خاں یکہزاری سی صد سوار کے منصب داروں میں داخل ہوا۔ عنایت اللہ مشرف جواہر خانہ چہار صدی پنجاہ سوار کا منصب دار تھا۔ اس کے منصب میں دس سواروں کا اضافہ فرمایا گیا۔ شکر اللہ خاں خویش عاقل خاں سیدی یحیی

کے تغیر سے نواح جہاں آباد کی فوجداری پر مقرر فرمایا گیا یہ شخص پانصدی پانصد
سوار کا منصب دار تھا۔ یکہزار سوار کے اضافہ سے سرفراز فرمایا گیا۔ میر عبدالکریم
داروغگی جرمانہ کی خدمت پر مامور ہوا جس نے اس خدمت کو بخوبی انجام دیا
بادشاہزادہ محمد معظم کے ملازم جو سرکار شاہی میں اپنے مراتب کے مطابق مناصب
سے سرفراز فرمائے گئے تھے لطف اللہ خاں داروغہ کے ماتحت کئے گئے۔ سردار خاں
کے تغیر سے خدمت خاں بحال کیا گیا معتقد خاں کے تغیر سے سردار خاں داروغہ
فیل خانہ مقرر ہوا اور محمد مطلب کو خطاب خانی عطا ہوا۔

جہاں پناہ کے حکم سے اولکہ سکھر کا فتح ہونا

قبلۂ عالم کو مہم حیدرآباد سے اطمینان ہوا اور ناظم و ضابط
مقرر فرما کر ملک کے ہر چہار جانب روانہ فرمادئے گئے
معزول دنیادار حیدرآباد کے ملازم آستانہ والا پر حاضر ہوئے
اور ہر شخص اپنے مرتبہ کے مطابق انعام و عطیہ و منصب
سے سرفراز ہوا۔ اب بادشاہ دین پناہ نے اولکہ سکھر کی تسخیر کا جو بیجاپور و
حیدرآباد کے درمیان میں واقع ہے مصمم ارادہ فرمایا۔ اس شہر کا حاکم پید نایک
دیانند نایک تھا یہ شخص قوم کا ڈھیڑ اور فرقہ ہنود کے بدترین طبقہ کی نسل
سے تھا۔ پید نایک کی حکومت موروثی تھی اور زمانہ ناہنجار کی گردش سے
دکن کی مردار خوار قوم کا ایک فرد مسند حکومت پر متمکن تھا۔ یہ راجہ بارہ ہزار
سوار اور ایک لاکھ پیادوں کا حاکم تھا۔ پید نایک اپنے متعدد قلعوں کے
استحکام خصوصاً حصار تخت گاہ کی مضبوطی و بلندی کی وجہ دنیاداران دکن کے
ساتھ مساوات ہمسری کا برتاؤ کرتا تھا اور ان میں سے کسی شخص کو راجہ کی
گوشمالی کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اس غیر مسلم حاکم کی قوت اس درجہ
بڑھی تھی کہ مسلمان خود اس کو دنیوی پیشوا سمجھکر مصیبت و پریشانی کے عالم میں
اس سے مدد کے خواستگار ہوتے تھے۔ محاصرہ بیجاپور کے زمانہ میں راجہ نے
بھی یہ جرات کی کہ چھ ہزار پیادہ و سامان رسد سکندر عادل کی امداد کیلئے
روانہ کئے تھے ان سواروں کو جیساکہ اوپر مذکور ہوا خان والاشان نواب
فیروز جنگ بہادر نے پامال و تباہ کیا۔ گولکنڈہ کی مہم میں بھی اس نے والی

حیدرآباد کی بارہا مدد کی اور اس طرح اپنے ہاتھوں سے خود اپنے سامان تباہی مہیا کیئے۔ قبلۂ عالم نے ایک ہزار روپے پایاں فوج خانہ زاد خاں ولد لطف اللہ خاں کی سرکردگی میں سکھر روانہ کی جہاں پناہ نے خان مذکور کو ہدایت فرمائی کہ اگر راجہ اطاعت قبول کرے تو فہو المراد ورنہ اپنے اعمال بد کی سزا کو اپنے سر پر سوار سمجھے۔ خانہ زاد خاں فرمان مبارک کے مطابق سکھر روانہ ہوا اور اس ملک میں پہنچکر راجہ کو ہدایت شاہی کی بنا پر خواب غفلت سے بیدار کیا۔ پید نایک کے ہوش وحواس جاتے رہے اور اس کو اپنی تباہی کا یقین کامل آگیا راجہ نے جنگ آزمائی سے کنارہ کشی کی اور امان کا طلبگار ہوا۔ خانہ زاد خاں نے اس کے مال ومتاع وننگ وناموس کو ضایع وبرباد نہ ہونے دیا۔ راجہ ۲۔صفر کو قلعہ سے نکلکر خان مذکور کی خدمت میں حاضر ہوا اور اکیس قلعے خان مذکور کے سپرد کیئے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس ملک میں کبھی بانگ نماز بلند بھی نہ ہوئی تھی وہ اس درجہ انوار اسلام سے منور ہوا خانہ زاد خاں نے قلعہ کے محافظت کے لئے امیر مقرر کیا اور اس نواح کا کافی استحکام کر کے پید نایک کے ہمراہ حضور شاہی میں حاضر ہوا۔ قبلۂ عالم نے خان مذکور کو حسن خدمات کے صلہ میں نوازش انعام وعطیات سے سرفراز فرمایا۔ خان مذکور کے باپ نے قلعہ گولکنڈہ کی مہم میں نام آوری حاصل کی اور فرزند سکھر کی مہم میں بہادران روزگار کی فہرست میں شامل ہوا۔ پید نایک کا رنگ بیحد سیاہ تھا۔ راجہ عجیب الخلقت انسان تھا جس کے قیافہ سے رشد کے آثار نمایاں نہ تھے لیکن خدا جانے اس کے ظلمت کدہ دل میں یہ نور کیونکر چمکا کہ اس کو اطاعت شاہی کی توفیق عطا ہوئی۔ پید نایک جہاں پناہ کے حکم کے مطابق ۲۰ ربیع الاول کو آستانہ والا پر حاضر ہوا۔ پانچ یا چھ روز کے بعد اس کو آداب ومجرے کی اجازت مرحمت ہوئی عین حالت مجرے میں دفعتہً اس کی روح پرواز کر گئی۔ راجہ کے فرزند واعزہ کو مناصب عطا ہوئے اور وا کنکھ سکھر نصرت آباد کے نام سے موسوم کیا گیا۔ یہ ملک بھی بیحد سرسبز وشاداب ہے جو اب خدا کے فضل سے ممالک محروسہ میں داخل ہے ۔

جہاں پناہ کا حیدر آباد سے بیجاپور واپس آنا

چونکہ قبلۂ عالم کو اپنی رعایا پرور فطرت و خداداد دانش و انجام اندیشی کی بنا پر اہل عالم کی تربیت ہر وقت منظور رہتی ہے اور کشور کشائی کا مقصود تن آسانی و نفس پروری نہیں ہے لہٰذا باوجود اس کے کہ حیدر آباد کی آب و ہوا موافق مزاج تھی جہاں پناہ غرہ ربیع الآخر روز چہارشنبہ مطابق ۱۶ بہمن ماہ الٰہی کو حیدر آباد سے بیجاپور روانہ ہوئے بادشاہ دیں پرور کا اصل مقصد اس سفر سے یہ تھا کہ جو بلاد اب تک ممالک محروسہ میں داخل نہیں ہوئے وہ بھی قلمرو شاہی میں شامل ہو کر برکات اسلام سے معمور ہوں)۔ سنبھاجی مرہٹہ نے سکندر عادل والبوالحسن شاہ سے رابطہ محبت قائم کر کے اپنی طاقت اس درجہ بڑھائی تھی کہ ان دنیا داران دکن کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔ بیجاپور و حیدر آباد کے مہمات کو انجام دیکر قبلۂ عالم نے سنبھاجی کے فتنہ کو فرو کرنے کا ارادہ فرمایا خاندان عادل شاہی کے زوال پر سکندر عادل کے والد کے ایک حبشی غلام مسمی مسعود نے اپنے آقازادہ سکندر عادل کو شاہ شطرنج بنا لیا تھا اور تمام مال و متاع و جواہرات گراں بہا پر قبضہ کر کے خود قلعہ ادونی میں پناہ گزیں ہوگیا تھا۔ قبلۂ عالی نے خان والا شان نواب فیروز جنگ بہادر کو پچیس ہزار سواروں کی جمعیت کے ہمراہ مسعود حبشی کے مقابلہ میں ادونی روانہ فرمایا اور شاہ والا جاہ محمد اعظم شاہ کو انعام و عطیات سے سرفراز فرما کر چالیس ہزار تجربہ کار سواروں کے ہمراہ سنبھاجی کی سرکوبی پر مامور فرمایا۔ جہاں پناہ نے ان امور سے فارغ ہو کر ۲۴ ربیع الآخر کو ظفر آباد بیدر میں نزول اجلال فرما کر تالاب کمتھانہ کے کنارہ قیام فرمایا ابوالحسن شاہ جس نے پانزدہ سالہ حکومت میں حیدر آباد سے احمد نگر تک صرف پندرہ کوس کی مسافت طے کی تھی روزانہ گھوڑے پر سوار ہو کر سفر نہ طے کر سکتا تھا اس لئے گوشۂ عافیت میں زندگی بسر کرنے کی درخواست کی جہاں پناہ نے حکم دیا کہ جان سپار خاں ابوالحسن کو دولت آباد پہنچائے اور ابوالحسن شاہ کے لئے تمام ضروریات زندگی فراہم کر دی جائیں۔ قبلہ عالم نے پچاس ہزار روپیہ سالانہ ابوالحسن کے اخراجات

کے لئے منظور فرمائے۔ سبحان اللہ بادشاہ مجرم نواز کے عدل واحسان کی کیا تعریف ہوسکتی ہے جس نے ابوالحسن شاہ جیسے حریف کو اپنے سایۂ عاطفت میں جگہ دی کمتھانہ تالاب کو اگر دجلہ سے تشبیہ دیں تو مبالغہ نہ ہوگا۔ خاصکر اسکے شمال جانب کا نظارہ بیحد دلکش ودلچسپ ہے اس مقام کی آب وہوا بہترین ہے۔ اس تالاب سے کھیتوں میں آب پاشی ہوتی ہے اور کسان ابر باراں کے منت پذیر نہیں ہوتے۔ زمین کی عجب تاثیر ہے کہ ایک سال تخم پاشی ہوتی ہے جس سے کئی برس پیداوار ہوتی رہتی ہے۔ حضرت خواجہ محمد یعقوب جوئباری نے وفات پائی قبلۂ عالم مرحوم پر بیحد مہربان تھے جہاں پناہ نے خواجہ صاحب کے متعلقین کے ساتھ مناسب رعایت فرماکر مرحوم کی لاش ولایت روانہ کی تاکہ حضرت خواجہ بھی اپنے اسلاف کے روضہ میں دفن کئے جائیں دو یا تین روز کے بعد بیدر سے کوچ ہوا اور ۳ جمادی الاول کو سواری مبارک گلبرگہ پہنچی۔ جہاں پناہ نے حضرت خواجہ بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ کی زیارت کی اور خوابگاہ شریف کے مجاور و خدام کو انعام وعطیات سے شاد فرمایا۔ گلبرگہ شریف میں ایک ہفتہ قیام فرماکر جہاں پناہ بیجاپور روانہ ہوئے بائیس تاریخ قبلہ عالم بیجاپور پہنچے یہ شہر جو عرصہ دراز سے بجائے عشرت کدہ کے ویران جنگل ہورہا تھا شاہی ورود کی وجہ سے بار دگر آباد ومعمور ہوا شہر کے مختلف القوم باشندے وفقرا وگوشہ نشین افراد جو تباہی شہر کی وجہ سے فاقہ کشی کررہے تھے مطمئن وفارغ البال ہوکر دعائے دولت میں رطب اللسان ہوئے۔ قبلہ عالم بیجاپور ہی میں تشریف فرما تھے کہ ہلال رمضان افق آسمان پر نمودار ہوا اور خلق خدا برکات دارین سے فیضیاب ہوئی ؎

جلوس عالمگیری کے سال سی و دوم کا آغاز مطابق سنہ ۱۰۹۹ھ

ماہ صیام کے ورود نے اہل عالم کو سعادت دارین کا امیدوار بنایا جہاں پناہ کے فیض داد ودہش نے دنیا کو رونق تازہ بخشی ہی خواہان ملک ہر طرح کی نوازش وہمہ اقسام کے انعام وعطیات سے سرفراز اور دشمنان دین وملت شاہی عتاب وغلبہ سے جو نمونہ قہر الہی ہے پامال

ہوئے۔ اس عرصہ میں بیشمار قلعے و مضبوط و مستحکم حصار فتح ہو کر قلمرو شاہی میں داخل ہوئے اگر مورخ ان تمام مقبوضہ ممالک کے تفصیلی حالات کو معرض تحریر میں لائے اور جہاں پناہ کی قوت کشور کشائی اور ارا کین دولت کی عقیدت و جان نثاری و نیز ہر حصار کے سر ہونے کا واقعہ علحدہ بیان کرے تو اس کے لئے ایک ضخیم مجلد درکار ہے۔ چونکہ مذکورہ بالا واقعات میں راجہ رام جاٹ کی مہم اس سنہ کا عظیم الشان کارنامہ ہے۔ لہذا اس کا مختصر حال ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے واضح ہو کہ جہاں پناہ نے اس غیر مسلم فتنہ پرداز کی شوخی و بیباکی دیکھ کر اس مہم کو شاہزادہ بیدار بخت کے سپرد فرمایا۔ شاہزادہ مذکور کی شاہانہ جرات و سرداران و نیز خان والا شان نواب فیروز جنگ بہادر کے حسن انتظام سے مہم مذکور سر ہوئی۔ اس کارنامہ میں بیشمار رقم صرف ہوئی۔ اور خدام بارگاہ نے کامل سعی و کوشش سے کام لیا اکثر بہادران روزگار معرکہ کارزار میں کام آئے لیکن آخر کار اقبال عالمگیری نے اپنا کام کیا اور راجہ رام جاٹ ۱۵ ماہ رمضان کو بندوق کی ضرب سے ہلاک ہوا۔ لشکر شاہی کے عرائض نگار کا معروضہ ۲۹ ماہ شوال کو ملاحظہ عالی میں پیش ہوا جس سے یہ خبر مسرت اثر تمام لشکر میں پھیل گئی مفتوحہ ملک قلمرو شاہی میں داخل ہو کر تمام آلودگیوں اور نجاستوں سے پاک ہوا اور اہل عالم جہاں پناہ کے ثناگر و شکر گزار ہوئے۔ ۱۹ ماہ ذیقعدہ کو راجہ رام کا بریدہ سر درگاہ شاہی میں پیش کیا گیا۔ کامگار خاں نے سید مظفر حیدر آبادی کی دختر کے ساتھ عقد کیا اور خلعت و اسپ و سہرۂ مروارید قیمتی دس ہزار کے عطیات سے بہرہ اندوز ہوا۔ کامگار خاں کے تغیر سے اعتماد خاں برادر زادہ علاؤ الملک فاضل خاں سرکار جہاں مدار کا خان ساماں مقرر ہوا بادشاہ خدام نواز نے خان مذکور کے منصب میں پانصدی یکصد سوار کا اضافہ فرمایا اور کامگار خاں اصل و اضافہ کے امتیاز سے دو ہزاری چہار صد سوار کے منصب اور کلگی و عصائے لیشب کے عطیہ سے سرفراز ہوا۔ کامگار خاں کے بجائے میرزا معز موسوی خاں کے خطاب سے سرفراز ہو کر دفترداری تن کی خدمت پر مامور ہوا۔ محسن خاں کے تغیر سے خواجہ عبدالرحیم خاں خدمت بیوتاتی پر مقرر

فرمایا گیا اور محسن خان بجائے معتمد خاں کے داروغہ داغ و تصحیحہ کی خدمت پر مامور ہوا۔

اعتضاد خاں کی زوجہ نے جو امیر الامرا شائستہ خاں کی دختر تھی وفات پائی جہاں پناہ نے خان مذکور کو خلعت خاصہ و خنجر کے عطیات سے دل شاد فرمایا ابو الحسن شاہ کی تین بیٹیاں تھیں پہلی لڑکی سکندر عادل دنیا دار بیجاپور کے عقد میں دیگئی۔ دختر دوم کا محمد عمر پسر قدوۃ مشایخ شیخ محمد نقشبندی کے ساتھ نکاح کیا گیا اور عنایت خاں پسر عمدۃ الملک اسد خاں نے تیسری بیٹی کے ساتھ نکاح کیا قبلۂ عالم نے خان مذکور کو خلعت و اسپ و فیل بہرہ مرحمت فرمائے مخلص خاں میر آتش عطیہ خنجر سے سرفراز ہو کر مامور ہوا کہ دریائے کشنا سے ایک نہر کاٹکر شہر بیجاپور تک لے آئے فضل علی پسر مرشد قلی خاں قدیمی کو خطاب خانی کچہری دیوان اعلیٰ کی خدمت واقعہ نگاری مرحمت ہوئی عطائے خطاب قلی کے وقت قبلہ عالم نے فرمایا کہ فیض علی سے دریافت کرو کہ اپنے نام پر خطاب کا خواہاں ہے یا اپنے باپ کے خطاب کا طلبگار ہے افضل علی نے نقص جوہر کی بنا پر فضل علیخاں کا خطاب پسند کیا جہاں پناہ نے فرمایا کہ میرا اور میرے ماں باپ علی کے نام نامی پر قربان اس نادان سے کہو کہ علی کو چھوڑ کر قلی بنے فضل علیخاں سے فضل قلی خاں بہتر ہے۔ اس مقام پر ایک دوسری اسی قسم کی حکایت ہدیہ ناظرین کرتا ہوں ایک ہندی نژاد خادم درگاہ نے عرض کیا کہ اس کے ہر دو فرزند حفظ کلام کر چکے ہیں اور اس کی تمنا ہے کہ قبلۂ عالم لڑکوں کی قرات قرآن سماعت فرمائیں جہاں پناہ نے ایک مقرب دربان کو حکم دیا کہ شب کے وقت پہنچ کر حضور شاہی میں حاضر کرے۔ دونوں لڑکے حاضر ہوئے اور اس مقرب نے انکی حاضری کی اطلاع دی اور عرض کیا کہ فلاں شخص کے دونوں فرزند حاضر ہیں قبلۂ عالم نے فرمایا کہ تم ایک رافضی کا نام لیتے ہو یہ شخص حیران ہوا اور عرض کیا یہ تو فلاں شخص کے فرزند ہیں خادم درگاہ سے جہاں پناہ نے فرمایا کہ اگر تمکو یقین نہیں آتا تو جاؤ اور دونوں لڑکوں کا نام دریافت کرو یہ شخص باہر آیا اور نام دریافت کر کے عرض کیا کہ ایک کا نام حسن علی ہے اور دوسرے کو حسین علی کہتے ہیں

قبلۂ عالم نے فرمایا کہ میں اور میرے والدین علی کے نام نامی پر فدا ہوں ہندوستانیوں کو اس نام سے کیا مناسبت ہے اہل ہند ایران کے روافض سے ربط پیدا کرکے اس بلا میں مبتلا ہو گئے ہیں اور راہ راست چھوڑ کر کجروی کر رہے ہیں۔ نواب عصمت مآب مہر النسا بیگم کو تخت گاہ جانے کی اجازت مرحمت ہوئی اور لطف اللہ خاں کو حکم ہوا کہ بادشاہ زادی کے ہمراہ روانہ ہو سردار خاں داروغہ فیل خانہ کو خلعت اکے علاوہ یک صد سوار کا اضافہ مرحمت ہوا اور اصل و اضافہ ہر دو اعتبار سے ہزار و پانصدی سوار کا منصب دار قرار پایا۔ سید ابو سعید معزول قاضی لشکر نے وفات پائی نظام الدین و فیاض الدین اس کے دونوں فرزند خلعت ماتمی کے عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے سیادت خاں کے تغیر سے صف شکن خاں داروغہ عرض مکرر مقرر فرمایا گیا۔ شاہزادہ دولت افزا نے وفات پائی اور حسب الحکم علی عادل بیجاپوری کے مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ عنایت اللہ مشرف جواہر خانہ نواب زینت النسا بیگم کی سرکار میں خان ساماں مقرر ہوا۔ لشکر خاں شاہ جہانی کا پسر منور خاں محافظ بیجاپور کی خدمت پر مامور ہوا۔ حمید الدین خاں پسر سردار خاں اپنے باپ کے تغیر سے داروغگی فیلخانہ کی خدمت پر سرفراز کیا گیا پانصدی کا منصبدار تھا ایک صدی اضافہ سے بہرہ اندوز ہوا۔ مورخ کتاب اُن فتوحات کا جو بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ و خان والاشان نواب فیروز جنگ بہادر کی سعی و کوشش سے حاصل ہوئیں تفصیلی حال ہدیہ ناظرین کرتا ہے ؛

بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ آستانہ والا سے رخصت ہو کر سنبھاجی کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے بادشاہزادہ مذکور نے بلگانوں کا جو توابعات بیجاپور کا بہترین حصار ہے رخ کیا اور قلعہ مذکور کے قریب پہنچکر قلیل مدت میں مورچال بندی کی اور توپ و تفنگ کے صدمات سے اہل حصار کو عاجز کر دیا۔ اس ناعاقبت اندیش گروہ نے ایک طفل خورد سال کو جس کا متوفی باپ دنیادار بیجاپور کی طرف سے حاکم حصار تھا اپنا سردار منتخب کیا تھا اہل حصار نے اپنی نارسائی اور افواج شاہی کا عزم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا

اور امان کے طلبگار ہوئے۔ فضل الٰہی سے حصار مع مضافات کے فتح ہو کر اعظم آباد کے نام سے موسوم ہوا۔ خرد سال حاکم شاہ والاجاہ کے توسط سے آستانہ والا پر حاضر ہو کر اپنی حیثیت کے مطابق عطیہ منصب سے سرفراز ہوا۔ شاہ والاجاہ کی چھاؤنی کا زمانہ قریب آگیا تھا بادشاہزادہ مذکور بھی خدمت والا میں حاضر ہو گئے۔

ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے کہ خان والاشان نواب فیروز جنگ بہادر قلعہ آدونی کے محاصرہ میں مشغول تھے ممدوح الصدر نے اولاً مسعود حبشی کو پیام نصیحت آمیز سے راہ راست پر لانے کا ارادہ فرمایا۔ لیکن اس پر نابالغ ناعاقبت اندیش نے خان والاشان کو مایوس کر دیا۔ نواب فیروز جنگ بہادر نے نصیحت کے بعد اس کی لغزشوں اور کج رفتاری کو دیکھ کر تاخت و تاراج پر عمل کیا اور اس کے آباد ملک کو جنگل کی طرح ویران کر دیا اور مکانات کو جلا دیا اور حریف کے اس دستہ فوج کو جو قلعہ سے نکلکر میدان میں آیا تھا قتل کرنے میں قطعاً کوتاہی نہ کی۔ آخر کار مسعود حبشی نے اظہار اطاعت کر کے اپنے معروضات خان والاشان کی خدمت میں پیش کئے اور بیحد بیقراری کے عالم میں ۱۸ شوال کو حصار سے باہر نکل آیا۔ یہ آسمان مثال حصار مع مضافات کے قلمرو شاہی میں داخل ہوا۔ "فتح آدونی بود بادشاہ دین پناہ" حصار کی فتح کا مصرعہ تاریخ ہے۔ خان والاشان نواب فیروز جنگ بہادر کی عرضداشت ملاحظہ عالی میں پیش ہوئی۔ معروضہ رسال و نیز سیادت خان کو خلعت عطا ہوئے فتح کے شادیانے بجے اور اہل دربار بعد اجازت تسلیمات مبارکباد بجا لائے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اور اس کی بارگاہ میں مطیع و عاصی ہر شخص کو پناہ ملتی ہے اور جہاں پناہ کی ذات مبارک ظل اللہ اور رفائق مطلق کے اخلاق کاملہ کا مکمل مظہر ہے اس لئے مسعود حبشی جیسا سیاہ کار مجرم جو حضوری میں حاضر ہونے کی قابلیت بھی نہ رکھتا تھا عنایت شاہانہ سے سرفراز فرمایا گیا۔ قبلہ عالم نے حاکم ادونی کو خطاب خانی و منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار و فوجداری و جاگیرداری مراد آباد عطا فرما کر حکم دیا کہ

جب تک وہ چاہیئے خان فیروز جنگ کے لشکر میں مقیم رہے مسعود حبشی کے فرزند واعزہ کو عہدہائے جلیل عطا ہوئے۔ خان والاشان نواب فیروز جنگ بہادر نے ساز و سامان قلعہ پر قبضہ کیا اور آدونی اور اس کی نواح کا انتظام کر کے ۵ صفر کو آستانہ شاہی پر حاضر ہوئے۔ قبلۂ عالم نے اپنے عمدہ اعیان ملک کو بے شمار مراحم خسروانہ وعطیات شاہانہ سے سربلند و دل شاد فرمایا اعتماد خاں خانساماں کو فاضل خاں کا خطاب مرحمت ہوا سیر حسین پسر امانت خاں اپنے باپ کے خطاب سے موسوم ہو کر سرفراز ہوا۔

بیجاپور میں طاعون کا نمودار ہونا اور قبلۂ عالم کا سنبھاجی کے ملک بکھیر واپس آنا

خان والاشان نواب فیروز جنگ بہادر امتیاز گڈھ کی فتح کے بعد حضور شاہی میں حاضر ہوئے اور چند روز کے بعد شورہ پشت مرہٹہ کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے۔ قبلۂ عالم نے بیجاپور سے کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا غرہ ربیع الاول تاریخ سفر مقرر ہوئی اور باربرداری جو دراز ممالک کو گئے ہوئے تھے حضور شاہی میں طلب کئے گئے۔ اس زمانہ میں یعنی محرم ۱۰۹۹ھ کو وبائے طاعون نمودار ہوئی بیجاپور نمونہ حشر بن گیا اور شہر کے تمام باشندے اس ہولناک مرض سے ماتم میں مبتلا ہوئے۔ اس مرض کی صورت یہ تھی کہ پہلے ایک دانہ بغل بائیں ران میں نمودار ہوتا تھا اور اس کے بعد بخار شدید چڑھتا اور مریض پر بیہوشی کا عالم طاری ہو جاتا تھا اطبا معالجہ سے لاچار ہو گئے مشکل سے مریض دو روز سے زاید زندہ نہ رہتا تھا جو افراد اس مرض کا شکار نہ ہوئے تھے وہ بھی اپنے کو چند روزہ مہمان سمجھ کر زندگی سے مایوس تھے۔ غرضکہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی اور تمام لشکر و شہر میں ہر چہار جانب سے نفسی نفسی کی آواز بلند تھی۔ دنیا کے تمام کاروبار موقوف ہو گئے اور ہر شخص موت کے خوف سے خدا سے لو لگائے رہتا تھا۔ پرستار خاص اورنگ آبادی محل و محمدی راج پسر راجہ جسونت سنگھ جو تیرہ سال سے محل میں پرورش پا رہا تھا و فاضل خاں و نیز دیگر اعیان ملک راہی عدم ہوئے۔ عام ہندو و مسلم اشخاص جو اس مرض کا شکار ہوئے اُن کی تعداد ایک لاکھ کے قریب پہنچ گئی۔ اکثر

اشخاص مادہ دماغی میں مبتلا ہوئے اور ان کی آنکھ و کان و زبان وغیرہ اعضا بیکار ہو گئے۔ اعلیٰ طبقہ میں خان والا شان نواب فیروز جنگ بہادر کی آنکھوں کو نقصان پہنچا اور ادنیٰ طبقہ کا حال تو حد بیان سے باہر ہے۔ مختصر یہ کہ قدیم تاریخوں میں اس قسم کے ہنگامہ قیامت خیز کا کہیں ذکر نہیں ہے پیرانہ سال اشخاص نے بھی اس مرض مہلک کا جو دو ماہ کامل خلقت خدا کو شکار کرتا رہا نہ نام سنا اور نہ کبھی اس کو دیکھا۔ "دو قیامت بود یا شور و با بود" اس مرض کے نمود کا مصرعہ تاریخ ہے۔ بادشاہ قوی دل و متوکل بخدا اپنے عزم راسخ پر قائم رہے اور تاریخ مذکور الصدر بیجاپور سے برآمد ہوئے خدائے کریم کا شکر ہے کہ ایک ہفتہ کے بعد بیماری کم ہونے لگی اور قبلۂ عالم نے اکلوج تک سفر کی منزلیں طے فرمائیں۔ چونکہ اطبا کی رائے میں خان والا شان نواب فیروز جنگ بہادر کا زخم چشم جلد اندمال پذیر ہونے والا تھا قبلۂ عالم نے شاہ والا جاہ محمد اعظم شاہ کو جرار لشکر کے ہمراہ غنیم کے مقابلہ میں روانہ فرمایا ؎

سنبھاجی کی گرفتاری و ہلاکت

قانون قدرت کا تقاضہ ہے کہ بد اندیش و فتنہ پرداز افراد اپنے کردار کی سزا پاتے ہیں اور جس طرح کہ دنیا کو اپنے مظالم کے جھلسا دینے والے شعلہ سے جلاتے ہیں اُسی طرح خود بھی غضب الہٰی کی آتش بے پناہ سے خاک سیاہ ہوتے ہیں۔ جس زمانہ میں کہ قبلۂ عالم بعض مہمات کے سرانجام دینے کے لئے اکلوج میں قیام پذیر تھے مژدۂ فرحت افزا جس کی سماعت کی عرصہ دراز سے تمنا تھی کانوں کو سنائی دیا۔ مسلمانوں نے اس مسرت خیز خبر کو سنکر شادیانے کی آواز سے آسمان کو سر پر اٹھا لیا شہریار معدلت آثار کی ترقی عمر و اقبال کی دعائیں بلند ہوئیں بادشاہ دین پناہ کے احسان سے اہل عالم گران بار منت ہوئے فتنہ بیدار ہمیشہ کے لئے سو گیا ابلیس نظر بند ہوا اور امن و امان کا دور دورہ ہوا یعنی سنبھاجی مرہٹہ شاہی فوج کے ہاتھ میں گرفتار ہوا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ شیخ نظام حیدرآبادی مقرب خان کے خطاب سے سرفراز اور فنون سپاہ گیری کا ماہر اور اپنے زمانہ کا مشہور بہادر تھا یہ امیر بست و پنج ہزاری بست و یک ہزار سوار کا منصب دار تھا۔ اس

کے مناصب میں علاوہ اس کی ذات کے اس کے فرزند و اعزہ بھی داخل تھے جہاں پناہ نے شیخ نظام کو بیجاپور سے اس لئے روانہ فرمایا تھا کہ قلعہ پرنالہ کو جس پر سنبھاجی قابض ہے سر کرے۔ مقرب خاں نے احتیاط و خبرداری سے کام لیا اور اپنے جاسوس مقرر کئے تاکہ سنبھاجی کے قیام کا حال مفصل معلوم ہو جاسوسوں نے اطلاع دی کہ مرہٹہ سردار اور قوم بیراگی سے جو اس کے اعزہ ہیں نزاع و فساد پیدا ہو گیا ہے جس کی وجہ سے سنبھاجی راہبری سے قلعہ کھلنہ کو وارد ہوا۔ اپنے اقارب کو مطمئن و خوش و قلعہ کو ذخیرہ و سامان سے مستحکم کر کے کھلنہ سے سنگمیشر پہنچا اور اس موضع میں قیام پذیر تھے۔ اس مقام پر سنبھاجی کے پیشکار مسمی کب کلس نے بلند و عظیم الشان عمارات تعمیر کرا کے عمدہ باغات نصب کئے ہیں۔ سنبھاجی اس موضع میں مقیم اور لہو و لعب میں مشغول ہے۔ مقرب خاں نے شولاپور سے جو سنبھاجی کے قیام گاہ سے پچیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے دھاوا کیا باوجود اس کے کہ راہ بحد دشوار گذار تھی اور درمیان عمیق درے اور گھاٹیاں واقع تھیں اور راستہ کا نشیب و فراز اس درجہ تکلیف دہ تھا کہ اس کی نظیر شاید بمشکل مل سکتی ہے لیکن مقرب خاں نے مالک کے ساتھ وفاداری و نمک حلالی کو جان عزیز پر مقدم رکھا اور اپنے چند معتبر شیدائیوں کے ہمراہ توکل بخدا روانہ ہوا۔ ہر چند خبر رسانوں نے سنبھاجی کو اطلاع دی کہ حریف کا لشکر دھاوا کرتا ہوا آرہا ہے لیکن اس ناعاقبت اندیش نے اس قول کو باور نہ کیا اور یہی جواب دیتا رہا کہ یہ احمق دیوانے ہو گئے ہیں مغلوں کی کیا طاقت ہے جو یہاں قدم رکھ سکیں مقرب خاں برق و باد کی طرح سنبھاجی کے سر پر پہنچ گیا اور غافل حریف نے مجبوراً پانچ ہزار دکھنی سواروں کے ہمراہ حملہ کیا۔ اقبال عالم گیری نے اپنا کام کیا اور ایک جانگداز نیزہ کی ضرب نے کب کلس کے قدم میدان جنگ سے اکھیڑ دے اور اس نے راہ فرار اختیار کی سنبھاجی ایک سوراخ کے راہ سے کب کلس کی حویلی میں پناہ گزیں ہوا اور سنبھاجی کے حریف اس کی روپوشی سے بے خبر رہے۔ اخبار رساں گروہ نے مقرب خاں کو سنبھاجی کے حال سے اطلاع دی۔ مقرب خاں نے فراریوں کے تعاقب سے دست کش ہو کر حویلی کو گھیر لیا۔ اخلاص خاں خلف

مقرب خاں سواروں کے ایک گروہ کے ہمراہ زینہ کی راہ سے حویلی کے اندر گیا اور سنبھاجی کو مع کب کلس اور پچیس دیگر افسران ملک کے گرفتار کیا۔ ان کے علاوہ سنبھاجی کی بیویاں اور بیٹیاں بھی گرفتار ہوئیں۔ اخلاص خاں اسیروں کے سر کے بال پکڑ کر ان کو گھسیٹتا ہوا باہر لایا اور مقرب خاں کے ہاتھی کے پاس ڈال دیا۔ جہاں پناہ نے یہ خبر اکلوج میں جو بعد کو اسعد نگر کے نام سے موسوم ہوا سنی اور حمید الدین خاں پسر سردار خاں کو حکم دیا کہ سنبھاجی کو بپا بہ زنجیر حضور شاہی میں حاضر کرے خاں فیروز جنگ بہادر اپنے حسن تدابیر سے اس ملک سے واپس آئے اور کسی غیر مسلم سپاہی کو جرأت نہ ہوئی کہ مقابلہ کرے۔

۵ جمادی الاول کو قبلہ عالم نے اسعد نگر سے کوچ کر کے بہادر گڑھ میں قیام فرمایا شاہی غیض و غضب جو قہر الٰہی کا نمونہ ہے ظاہر ہوا اور بادشاہ نے حمیت دین پروری سے حکم دیا کہ لشکر گاہ سے دو کوس کے فاصلہ سے سنبھاجی کو تختہ کلاہ بنا کر اور اس کے ہمراہیوں کو مضحکہ خیز لباس پہنا کر بحد ذلت و سختی کے ساتھ ان کو اونٹوں پر سوار کریں اور ڈھول و نفیر بجاتے ہوئے قیدیوں کو لشکر و دربار میں لے آئیں۔ وہ رات جس کی صبح کو قیدی اردوئے شاہی میں پہنچائے گئے بلا مبالغہ شب برات تھی کہ صبح کے تماشہ کے اشتیاق میں تمام اہل لشکر نے شب بیداری میں بسر کیا۔ اور وہ دن جبکہ اسیران مذلت دربار میں لائے گئے روز عید تھا کہ جوان و پیر ہر شخص عیش و مسرت کا متوالا ہو رہا تھا۔ مختصر یہ کہ قیدی تمام لشکر کے گرد پھرا کر بارگاہ شاہی میں حاضر کئے گئے قبلۂ عالم دیوان عام میں جلوہ فرما تھے جہاں پناہ نے حکم دیا کہ قیدی زندان میں رکھے جائیں۔ قبلہ عام نے تخت حکم سے اترے اور قالین کا گوشہ الٹ کر بارگاہ الٰہی میں سجدۂ شکر ادا کیا اور سر بسجود ہونے کے بعد دست دعا بلند کیا اور مسرت و خوشی کے عالم میں چشم مبارک سے قطرات اشک رواں ہوئے۔ چونکہ سنبھاجی باوجود ممنون احسان ہونے کے ناسپاس گزاری کرتا رہا اور ایک مرتبہ اپنے باپ کے ہمراہ حضور شاہی سے اور دوسری مرتبہ دلیر خاں مغفور کے ہاتھ سے عذر و حیلہ کر کے امان حاصل کر چکا تھا اس مرتبہ سزا دہی کے لائق

قرار پایا اور اسی شب اس کی آنکھوں میں سلائی پھیری گئی اور دوسرے روز کرب کلس کی زبان نکال لی گئی۔ سبحان اللہ جو عقدہ کہ ظاہر میں اشخاص کی رائے میں کبھی حل ہونے والا نہ تھا بادشاہ دین پناہ کی حسن نیت سے اُس کی گرہ چشم زدن میں کھل گئی۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ کہاں سنبھاجی اور اُس کی روز افزوں طاقت اور کہاں وہ آسمان سپر عصار رہبری اور کجا اس کا اسطرح گرفتار ہوکر اپنے اعمال بد کی سزا بھگتنا ہر چند کہ اکثر شعرا والنتاپردازاشخاص نے اس واقعہ کی تاریخیں نظم کیں لیکن چونکہ عنایت اللہ وکیل محمد اعظم شاہ کا مصرعہ تاریخ مطابق واقعہ تھا یہی تاریخ پسند آئی اور ناظم عنایات شاہی سے سرفراز فرمایا گیا تاریخ مذکور حسب ذیل ہے ؎

بازن وفرزند سنبھا شد اسیر

مقرب خان اس خدمت نمایاں کے صلہ میں بیشمار انعام ونوازش شاہانہ سے سرفراز فرمایا گیا۔ قبلۂ عالم نے اس امیر کو خان زماں کے خطاب سے سربلند فرماکر پچاس ہزار روپے نقد وخلعت خاصہ واسپ بازین وساز مرصع وفیل باساز طلاو خنجر و دھوپ باپردلہ مرصع واضافہ منصب کے انعام وعطیات مرحمت فرمائے۔ مقرب خان اصل واضافہ کے اعتبار سے ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب دار قرار پایا۔ مقرب خاں کا ایک فرزند اخلاص خاں خان عالم کے خطاب وخلعت خاصہ واضافہ منصب کے عطیات سے بہرہ اندوز ہوا۔ خان عالم اصل واضافہ کے اعتبار سے پنج ہزاری سوار کا منصب دار ہوا۔ شیخ ہیراں کو منور خاں اور شیخ عبد اللہ کو اختصاص خاں کے خطابات عطا ہوئے۔ احترام خاں ونیز مقرب خاں کے دیگر اعزہ بھی عطیہ خلعت ومناصب سے سرفراز فرمائے گئے۔ چونکہ سنبھاجی نے مسلمانوں کو بحد آزار ونقصان پہنچایا تھا اس لئے اس کو ہلاک کرنا ہر طرح قرین مصلحت سمجھا گیا علمائے ملت نے سنبھاجی کو واجب القتل قرار دیا۔ قبلہ عالم ۲۱ ء جمادی الاول کو کورہ گاؤں میں جو بعد کو فتح آباد کے نام سے موسوم کیا گیا تشریف فرما ہوئے اور ۲۹ ء تاریخ ماہ مذکور کو سنبھاجی مع اپنے رفیق طریق کب کلس کے تہ تیغ کیا گیا۔ خاکسار مولف ذیل کا

ایک واقعہ ہدیہ ناظرین کرتا ہے جس سے قبلہ عالم کی حق شناشی و حق آگاہی کا کامل ثبوت ملتا ہے۔ واضح ہو کہ قبل اس کے کہ سنبھاجی کی گرفتاری کی افواہ بھی زباں زد عام نہ ہوئی تھی بلکہ اس قسم کی خبر محال سمجھی جاتی تھی حضرت سید فتح محمد جو خواجہ بندہ نواز حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ہیں ہم گلبرگہ شریف سے خدمت شاہی میں حاضر ہوئے۔ سید صاحب نے عرصہ تک فوجی ملازمت کر کے اپنے وطن میں خلوت نشینی اختیار کر لی تھی قبلۂ عالم کو اولیائے کبار کے ساتھ جو عقیدت و خلوص ہے جو ظاہر ہے اور ان برگزیدہ نفوس کے اسلاف واخلاف تمام افراد جہاں پناہ کی نگاہ میں بیحد معزز و مکرم رہے ہیں۔ بادشاہ دین پناہ نے حضرت سید فتح محمد کے ترک دنیا کے بعد ان کے خلف رشید سید یداللہ کو جس کے چہرہ سے آثار رشد ظاہر اور جو ہر طرح بزرگان دین کی سجادگی کے لائق اپنے روضۂ خرد کا سجادہ نشیں مقرر فرما کر علاوہ دیگر انعامات کے چند موضعات کی سرکاری آمدنی بطور معافی عطا فرمائی۔ حضرت سید فتح محمدؒ آستانہ والا پر حاضر ہوئے اور انھوں نے جہاں پناہ سے عرض کیا کہ میں نے سنبھاجی کے معاملہ اور اس کی تباہی کے متعلق بارہا حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ مبارک پر مراقبہ کیا۔ عرصہ کے بعد ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شاہ اپنے نیک ارادے کے مطابق متبرک مقامات کی زیارت کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں اور اکثر خدام کو اعانت و امداد کے لئے حکم صادر ہوا ہے۔ حضرت نے اس فقیر کو دیکھ کر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم کہاں جا رہے ہو میں نے اپنا ارادہ بیان کیا حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ ہماری راہ میں ایک خوک عرصہ سے حایل ہے جس سے نہ صرف مجھ کو بلکہ دیگر مسلمانوں کو بھی ناقابل برداشت تکلیف پہنچ رہی ہے تم بھی اس ناپاک و موذی جانور کے ہلاک کرنے میں ہماری مدد کرو۔ میں خواب سے بیدار ہوا اور مجھ کو یقین آگیا کہ بہت جلد شاہی لشکر مرہٹہ فتنہ پرداز کی سرکوبی کے لئے روانہ ہونے والا ہے چونکہ فقیر کو خواب میں ارشاد ہو چکا ہے کہ اس کار خیر میں شریک ہو لہذا اس کام کو انجام دینے کیلئے آستانہ والا پر حاضر ہوا ہوں۔ قبلۂ عالم یہ خواب سنکر

بیحد مسرور ہوئے خدا کی شان ملاحظہ ہو کہ اس واقعہ کو ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ سنبھاجی گرفتار ہوا جہاں پناہ نے حضرت سید محمد کو اپنے حضور میں طلب فرمایا اور شاہانہ نوازش سے سرفراز فرمایا کر سید صاحب کو سفر خرچ عنایت کیا اور گلبرگہ شریف واپس جانے کی اجازت عطا فرمائی ؛

قبلۂ عالم باوجود انتہائی شوکت دنیا حاصل ہونے کے ہمیشہ ہر امر میں خالق بے نیاز کی بارگاہ میں رجوع فرماتے ہیں اور حل مطالب کے لئے مقبولانِ بارگاہ ایزدی سے طالب امداد ہوتے ہیں ؛

جہاں پناہ کو جو عقیدت حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ قبلۂ عالم نے حضرت سید فتح محمد کو جو انعام و عطیات مرحمت فرمائے اُس کے علاوہ دس ہزار روپیے مزید عطا فرما کر حکم دیا کہ یہ رقم روضہ گلبرگہ شریف کے مجاوروں اور دیگر حاجت مندوں کو تقسیم کی جائے ؛

۲۱ جمادی الآخر کو قبلۂ عالم کورہ گاؤں سے قلعہ اسلام آباد عرف چاکبہ کو روانہ ہوئے اور بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ قلعہ اسلام آباد پانچ کوس کے فاصلہ پر فروکش تھے جہاں پناہ کے حضور میں حاضر ہوئے اور ملازمت حاصل کی قبلۂ عالم نے اُسی روز بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کو رخصت فرما کر اپنے دولت خانہ کو واپس تشریف لائے ؛

وقائع سال موجودہ میں منجملہ دیگر واقعات کے رانا کے سرداروں کی گرفتاری کا قصہ ہدیۂ ناظرین ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ یہ کافر حربی سنبھا کا چھوٹا بھائی ہے جو اپنے سنبھا کے حکم سے مقید تھا جب سنبھا فوت ہوا تو سرداروں نے اس کو حکومت کے لئے منتخب کیا اگرچہ سنبھا کے بھائی نے راہیری میں استقلال پیدا کر لیا تھا لیکن جب ذوالفقار خاں نے قلعہ کا محاصرہ کر کے محصورین کو عاجز کیا تو قبل اس کے کہ قلعہ فتح ہو رانا جوگیوں کے لباس میں تاکہ اس کو کوئی پہچان نہ سکے قلعہ سے بھاگا اور ننگ و نام اور اپنے بھائی کے ناموس اور اپنے باپ دادا کی عزت کا اُس نے کچھ لحاظ کیا یہ خبر اخبار نویسوں کے

عرایض سے پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی اور قبلۂ عالم نے ایک حکم عبداللہ خاں بارہہ کے نام (جو چند سے بخشی الملک روح اللہ خاں کی نیابت میں رہ چکا تھا اور روح اللہ خاں کے حیدرآباد میں طلب ہونے کے بعد بذاتِ خود بیجاپور کا ناظم بھی مقرر ہو گیا تھا اور حضرت کے حکم سے دو مستحکم قلعے جو بیجاپور کے مضافات میں تھے ان کو فتح کرنے میں مشغول و آمادہ تھا) صادر ہوا کہ اگر سنبھا کا بھائی اُس نواح میں آئے تو فوراً اس کو گرفتار کر لو جاسوسوں نے یہ خبر سنبھا کے بھائی تک پہنچائی جس کی وجہ سے مرہٹہ سردار ایک عرصہ تک گمنامی کی حالت میں گوشہ نشین رہا اس زمانہ میں تقریباً تین سو افراد تمام تر سردار تھے اس کے گرد جمع ہو گئے چونکہ اس دوران میں سنبھا کا بھائی چند کوس اس محال سے پیچھے ہنگر رانی بدعنور یا بدعنور کی ریاست میں داخل ہو گیا اس لئے عبداللہ خاں بارہہ نے قلعہ کی فتح کو دوسرے وقت پر ملتوی کیا اور پیشتر اپنے بڑے بیٹے حسن علی خاں کو اس جانب روانہ کیا خود بھی متعاقب سفر کی منزلیں طے کرنے لگا عبداللہ خاں شب و روز کوچ کر کے رانی کے حدود ریاست میں قلعہ سبحان گڑھ اور جرا کے قریب پہنچا یہ ہر دو قلعے دریائے تمبھدرا کے کنارے واقع ہیں اور سنبھا کا بھائی یہاں پناہ گزیں ہو کر جزیرہ میں مقیم تھا عبداللہ خاں شب کے وقت انکے سروں پر پہنچ گیا اور اس جماعت کے قتل کرنے میں مشغول ہوا اجل رسیدہ افراد مارے گئے اور خاں مذکور نے تمام سرداروں یعنی بندو راو وانکوجی برادر سنبھا و بہرو جی و مابیا کبور پرہ وغیرہ تقریباً سو نفر سے زیادہ مرہٹے گرفتار ہو گئے اور بدحواس و پریشان ہو کر اس شورش و ہنگامہ میں سلاح تو درکنار اپنا چیرہ جامہ اور جوتہ بھی چھوڑ کر اس طریق سے بھاگا کہ کسی شخص کو اس کے فرار ہونے کی اطلاع نہ ہو سکی ہر چند اس شجاع بہادر نے ایسی عمدہ و پسندیدہ خدمت انجام دی لیکن اسکی بدنصیبی کی وجہ سے اور اس سے گذشتنی افراد کی گرفتاری میں تساہل اور چشم پوشی ظہور میں آئی اور اسی صورت سے رانی کے معاملہ میں اس کے بارے میں یہ بدگمانی پیدا ہو گئی کہ اس نے واقعہ کو مخفی رکھا اور رانی کو رہا کر دیا پہلی خبر جس وقت معلوم ہوئی کہ تمام مرہٹہ سردار

گرفتار کرلئے گئے تو حمید الدین خاں بہادر اس خدمت پر مامور ہوا کہ ان افراد کو قبلہ عالم
کے حضور میں لے آئے لیکن خبر ثانی کے معلوم ہونے کے بعد حضرت نے حکم صادر فرمایا
کہ تمام اسیروں کو قلعہ ارک بیجاپور میں مقید کردیا جائے جہاں پناہ نے جاں نثار خاں کو
مع بیشمار فوج کے راانی کی ریاست پر حملہ آور ہونے کے لیئے نامزد فرمایا سبنھالنے
اُسی زمانہ میں خاں مذکور و مطلب خاں و شہزادہ خاں سے غالبانہ مقابلے کئے لیکن
آخر کار رانی کی مہم کا فیصلہ جرمانہ اور پیش کش کے ادا کرنے پر ہوا یہ امر حسن اتفاق سے محض
اسلیئے ظہور میں آیا کہ چند روز تک اسکا نام صفحہ روزگار پر باقی رہ جائے اور یہی وجہ تھی
کہ رانی منتشر لشکر شاہی کی دست برد سے محفوظ رہ گئی عجیب ترین واقعہ یہ ہے کہ بندو راؤ
اور بہرجی اور چند دیگر اسیر قید خانہ سے فراری ہوگئے یہ امر ایسا تعجب انگیز ہے جو یہ
خبر اسکے اکثر محافظین قید خانہ کے ملجانے پر محمول کیا جائے اور کسی سازش کا نتیجہ نہیں ہوسکتا
جہاں پناہ کے حضور میں معروضہ کیا گیا اور بقیہ السی قیدی حضرت کے حضور میں حاضر
قتل کردیئے گئے لشکر خاں کا عبداللہ خاں کے تغیر سے نظامت پر تقرر کیا گیا تھا
اور اسکے فرزند وحید الدین خاں قلعہ دار ارک اور فوجدار خاں کو توال منصب کی کمی کے ساتھ معتوب ہوکر

جلوس عالمگیری کا اکتیسواں سال مطابق سنہ ۱۰۹۸ھ	رمضان المبارک کا چاند نظر آیا اور ارباب ایمان و یقین کیلئے فلاح و کامیابی کی بشارت لایا خدیو زمان و زمیں، بادشاہ عالم پناہ جو مومنین و محققین کیلئے قابل تقلید نمونہ عمل ہیں اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول ہوئے

اور بالکل اسی طرح جسطرح کہ عامہ رعایا انکے احکام کی پابندی و پاسداری کرتی ہے۔ آپ
سنت نبویہ کے اتباع پر عمل پیرا ہوئے۔ جہاں پناہ نے اپنے اس مبارک و مسعود طرز عمل سے
تمام شہر کو خیر و برکت بخشی اور رعایا کے ہر طبقے کو طرح طرح کے الطاف و مراحم سے سرفراز و دلشاد فرمایا۔
حاجی شفیع خاں موسوی خاں کے تبادلے سے دفترداری تن کی خدمت پر سرفراز
ہوا۔ موسوی خاں، حاجی شفیع خاں کے بجائے دکن کی دیوانی پر فائز ہوا۔ حاضرین دربار
اور صوبجات کے تمام خدام کو بارانی خلعت مرحمت ہوئے۔
ابو الخیر خاں پسر عبدالعزیز خاں راجگڈھ کی قلعہ داری حاصل کرکے دل شاد و کامیاب ہوا۔
مختار خاں کو مخلص خاں کی جگہ میر آتشی کی خدمت ملی اور مخلص خاں نے
محمد یار خاں کے بجائے عرض مکرر کی جگہ پائی۔

میر عبدالکریم نے کروڑہ گری کنج کی خدمت پر حیدرآباد میں قحط و گرانی کے باوجود ارزانی و فراوانی غلہ میں نمایاں کوشش کی تھی حضرت نے اس کی کارگزاری کو پسند فرمایا اور بارگاہ والا میں طلب کر کے معتضد خاں کے خطاب سے ہمچشموں میں معزز و نامور فرمایا حمید الدین خاں ولد سردار خاں کو خانی کا خطاب عطا کر کے رخصت عطا ہوئی کہ آگرہ جاکر بادشاہ زادہ محمد معظم کے بیٹے محمد خجستہ اختر کو بارگاہ شاہی میں حاضر کرے ؛

کامگار خاں کو مقررہ جماعت کے ساتھ حکم ہوا کہ محل محمد اعظم کے خدام کو شاہ جہاں آباد پہنچائے ؛

مبارک اللہ ولد ارادت خاں، اعظم خاں کا پوتا اسلام آباد چاکنہ کی فوجداری پر اور کمال الدین خاں ولد اسلام خاں والا شاہی اُسی مقام کی قلعہ داری پر مقرر ہوئے ؛

اخلاص کیش مولف، شرف الدین کے بجائے کچہری خانسامانی کی وقائع نویسی پر سرفراز ہوا ؛

صلابت خاں نے پیشگاہ حضور میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی اور اس کے بجائے اعتماد خاں بندر صورت کی خدمت دیوانی و فوجداری پر مقرر فرمایا گیا ؛

جاں نثار خاں ابوالمکارم کو خنجر مع دستہ و سازیشب بطور اعزاز عنایت ہوا اور حکم ہوا کہ روسیاہ دشمن کے سرکوبی کے لئے روانہ ہو ؛

۲ شوال کو بخشی الملک روح اللہ خاں کو حکم ہوا کہ قلعہ رائچور معتوب و مقہور کفار کے قبضہ سے نکالیں ۔ مختار خاں اس کی نیابت پر مشرف ہوا ؛

سنبھا کے گرفتار ہونے سے پہلے اعتقاد خاں قلعہ راہیری سر کرنے کیلئے روانہ ہوا تھا کو جو بدبخت سنبھا کا وطن تھا سر کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا ۱۵ محرم کو قلعۂ اعتقاد خاں کے ہاتھ پر فتح ہو کر اولیائے دولت کے قبضہ میں آیا سنبھا اور اسکے بھائی رانا کے تمام مائیں ، بیویاں ، بیٹیاں ، بیٹے ۔ وغیرہ قید ہوئے ؛

جدۃ الملک نے اس فتح کی اطلاع کے بابت اپنے پسر کی ایک عرضداشت

خدام بارگاہ کی نظر سے گزرانی حضرت نے خلعت خاص اور پر کلنگ کا مرصع جیغہ مرحمت فرما کر عزت افزائی فرمائی۔ فتح کے شادیانے بجے اور تمام امرائے عظام تسلیمات مبارک باد بجا لائے اور ان کو نذر پیش کرنے کی عزت عطا ہوئی۔

عبد الرحیم خاں بیوتات کو حکم ملا کہ قلعہ راہیری پہنچکر سنبھا کے اموال و اسباب کو ضبط کرے؛

۲۰ صفر کو اعتقاد خاں آستانہ بوسی کی سعادت سے سربلند ہوا، اور حسن خدمت کے صلہ میں اس کے منصب میں اضافہ فرمایا گیا اور اب اصل بے ذات وسوار کے اضافہ کے اعتبار سے سہ ہزاری دو ہزار سوار کا منصب دار قرار پایا اسکے علاوہ خلعت واسپ و مرصع ترکش وکمان اور تیس ہزار روپیہ نقد اور ذوالفقار خاں بہادر کا خطاب حاصل کر کے سرفراز و ممتاز ہوا؛

بادشاہ غریب پرور عاجز نواز نے حکم صادر فرمایا کہ سنبھا کی ماں یعنی ہوا کی بیوی اور اس کے دوسرے متعلقین کے لئے گلال میں ضرورت کے لحاظ سے خیمے لگا کر ان اسیروں کو عزت واحترام کے ساتھ اُتارا جائے۔ جمدۃ الملک کے ڈیرے کے قریب رانی کے بازار کا ڈیرا ابھی نصب کیا گیا۔ تاکہ اس مکان میں اس کے خدام اور تابعدار مقیم ہوں اس نوازش کے بعد ہر ایک کے لئے حسب ضرورت سالانہ مقرر ہوگیا۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے؛

ساہو، سنبھا کا ۹ سال کا فرزند اکبر ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب خطاب راجگی و خلعت وجواہر مرصع وارسی و اسپ وفیل ونقارہ وعلم حاصل کر کے معزز راجگاں کے زمرہ میں داخل ہوا؛

مدن سنگھ اور ادھو سنگھ اس کے چھوٹے بھائی حسب لیاقت منصب وعطیات سے بہرہ مند ہوئے اور ان کے لئے حکم ہوا کہ اپنی ماں اور دادی کے پاس رہیں؛

ان میں سے ہر ایک کے علاقہ کے لئے بادشاہی عمال وکار پرداز مقرر ہوئے تاکہ ان کے امور خانگی انجام دیتے رہیں؛

نواب عالیجاہ قمر الدین خاں بہادر خلف نواب فیروز جنگ بہادر حاضر

حضور ہوئے اور قبلہ عالم نے اس امیر باتوقیر کو جمدھر مرصع و خلعت عطا فرما کر پانصدی دو صد سوار کے اضافہ سے دو ہزار پانصدی دو ہزار سوار کا منصب عطا فرمایا اور واپسی کی اجازت عطا فرمائی۔

فتح رائچور ۲۶ صفر کو بخشی الملک روح اللہ خاں نے قلعہ رائچور سر کیا یہ قلعہ بعد میں فیروز نگر کے نام سے موسوم ہوا حضرت نے خلعت و فرمان تحسین صادر فرمایا اور اسکے فرزند خانہ زاد خاں کے منصب میں اضافہ فرما کر خان مذکور کو ایک ہزار پانصدی و شش صد سوار کا منصب دار مقرر فرمایا۔

۱۶ ربیع الاول کو لشکر شاہی کورہ گاؤں سے دار الظفر بیجاپور روانہ ہوا۔ ۲ ربیع الثانی کو اس شہر میں پڑاؤ ہوا پندرہ روز گذرنے کے بعد ۱۰ جمادی الاول کو موضع بدری میں خیمے نصب ہوئے۔

بہرہ مند خاں بخشی الملک نے دریائے کشنا کے کنارے بادشاہ عالم پناہ کے لئے ایک تفریح گاہ تجویز کی تھی جس کو حضرت نے بیحد پسند فرمایا۔ قبلۂ عالم نے خان موصوف کو الماس کی انگشتری مرحمت فرمائی اور دو ماہ اسی منزل میں قیام فرما رہے۔

ایک روز دیوان عدالت العالیہ میں صلابت خاں میر توزک اول نے ایک شخص کو ملاحظہ والا میں پیش کیا اور کہا یہ شخص التماس کرتا ہے کہ میں بنگالہ کے دور دراز ملک سے محض مرید ہونے کے قصد سے حاضر ہوا ہوں امیدوار ہوں کہ میری تمنا بر لائی جائے۔ حضرت نے مسکرا کر جیب مبارک میں ہاتھ ڈالا اور ایکسو روپیہ اور سولے چاندی کے چیزیں خاں مذکور کو دیکر فرمایا کہ اسے دیدو اور کہو کہ وہ ہمارے حسن فیض کا امیدوار ہے وہ یہی ہے صلابت خاں نے یہ چیزیں نو وارد مسافر کو دیں لیکن اس شخص نے اس عطیہ کو ادھر ادھر پھینکدیا اور خود دریا میں کود پڑا۔ صلابت خاں نے شور کیا کہ خبردار یہ شخص ڈوبنے نہ پائے فرمان والا کے مطابق پیراک دریا میں اترے اور اسے نکال کر لائے حضرت اقدس نے عدالت العالیہ کے اندرونی جانب رُخ کرکے سردار خاں سے فرمایا کہ ایک

لے کتاب میں اسی طرح درج ہے۔

شخص بنگالہ سے آیا ہے اور اس کے سر میں یہ خیال باطل سمایا ہے کہ میرا مرید ہو جائے قبلہ عالم نے ہندی کا ایک شعر پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ اس شخص کو میاں محمد نافع سرہندی کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ مرید کر کے سرہندی ٹوپی اس کے سر پر رکھیں ؎

خدا گواہ ہے کہ اس زمانہ میں سوائے اس بادشاہ دین پناہ کے جو لباس شاہی میں درویشی کرتا ہے اور جس کی شاہی پر درویشی نازاں ہے، کوئی شیخ و فقیر اس پایہ کا نہیں کہ کسی مرید کی تربیت کرے اور اس کو رتبہ اعلیٰ تک پہنچا دے قبلہ عالم کو یہ مرتبہ محض اس لئے حاصل ہے یہ امر صرف اس آسمان سیری کی قدرت کے ساتھ خاکساری حضرت کی عادت ہے اور برگ نوائی و سروسامانی کے ساتھ عجز و نیاز سے بہرہ مند ہیں ؎

بندۂ شاہ شہانم کہ دریں سلطنتش
صورت خواجگی و سیرت درویشاں است

۱۶ ماہ جمادی الاول ۳۱ سنہ جلوس کو اخبار نویسوں کے عرائض سے معلوم ہوا کہ گڈھی سعنسنی شاہزادہ بلند اقبال محمد بیدار بخت کی جرأت و مردانگی سے سر ہوئی اور اس کے بدنصیب باشندے راہی عدم ہوئے ؎

۹ ماہ شعبان کو لشکر ظفر پیکر بدری سے کوچ کر کے موضع کلکلہ میں خیمہ زن ہوا۔ امانت خاں دیوان بیجاپور، حاجی شفیع خاں کے بجائے دفترداری تن کی خدمت پر مامور ہو کر مطمئن و فارغ البال ہوا۔ امانت خاں کی خدمت ابو المکارم کو عطا ہوئی ؎

معتمد خاں کے انتقال کی وجہ سے خواجہ عبدالرحیم خاں دارو غگی داغ و تصیحہ کی خدمت پہ مقرر ہوا ؎

بادشاہزادہ عالیجاہ محمد اعظم شاہ کو خلعت و سرپیچ اور بادشاہ زادہ بیدار بخت کو خلعت و ترکش و کمان مرصع و اسپ و فیل و سرپیچ اور فرمان خطاب بہادری ارسال کر کے حوصلہ افزائی فرمائی گئی۔ بادشاہزادہ محمد اعظم کو پانچ من گلاب اور دو من عرق بید مشک عنایت ہوا ؎

اودت سنگھ نے وطن سے حاضر ہوکر درگاہ والا پر جبہ فرسائی کی، خلعت اور خطاب راجگی پاکر، ہمعصروں میں سرفراز ہوا۔ خان جہاں بہادر ظفر جنگ کوکلتاش صوبہ الہ آباد کے انتظام پر اور اس کا بیٹا ہمت خاں اودہ کی صوبیداری اور گورکھپور کی فوجداری پر مامور ہوئے ؎

سزاوار خاں کے بجائے عبداللہ خاں ماڈیر کی فوجداری پہ مامور ہوا سردار خاں لشکر کے دوازدہ گردہی فوجداری پر مقرر ہوا اور اس کے منصب میں چار سو سواروں کا اضافہ فرمایا گیا ؎

انہی دنوں پیشگاہ والا میں اطلاع پہنچی کہ صفدر خاں پسر اعظم خاں کوکہ، فوجدار گوالیار ایک گڑھی پر چڑھائی کرکے گیا تھا لیکن قضا نے اس کو خدمتگزاری کی توفیق نہ دی ؎

شاہزادہ خجستہ اختر، حمید الدین خاں داروغہ فیل خانہ کے ہمراہ آگرہ سے روانہ ہوکر شرف یاب ملازمت ہوئے، حکم ہوا کہ اپنے پدر عالی قدر کے پاس مقیم رہیں۔

حمید الدین خاں نے فربہ اور تیار ہاتھی ملاحظہ والا میں گزرانے حضرت نے اس کے منصب میں تیس سوار اضافہ فرمایا ؎

جاسوسوں کے عرائض سے معلوم ہوا کہ رستم خاں شرزہ جو قلعہ ستارا کی طرف روانہ کیا گیا تھا اس ضلع کے مفسدوں نے اس پر نرغہ کیا فریقین میں عرصہ تک جنگ آزمائی ہوئی لیکن آخر کو شرزہ مغلوب ہوکر مع عیال و اطفال دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہوا ؎

۳۴ سنہ جلوس عالمگیری مطابق ۱۱۰۱ھ	ماہ رمضان کا پہلا چاند نظر آیا اور اہل عالم نے یہ دعا پڑھی۔ اللّٰھم اھلہ علینا بالیمن والایمان والسلامۃ والاسلام۔ اے اللہ اس چاند کو ہمارے لئے برکت وایمان اور سلامتی اسلام کا ذریعہ بنادے، خوشی و شادمانی کے نعرے فلک تک پہنچے

بادشاہ خورشید کلاہ فیض رسانی میں مشغول ہوئے اور دنیا کو اپنے انصاف وجود و سخا سے رشک گلزار ارم بنا دیا ؎

خواجہ خدمت خاں کے بجائے خواجہ خدمت گار خاں جواہر خانہ کی داروغگی اور نظارت پر معزز و ممتاز ہوا اور خواجہ خدمت خاں کو اعلیحضرت فردوس آشیاں کے روضہ مقدسہ کی تولیت مرحمت ہوئی خواجہ موصوف نے حضرت فردوس آشیاں کے قدیمت کے وجہ سے اس خدمت کو اپنے حق میں کمال سعادت جانا اور منتہائے مقصد خیال کر کے اس خدمت پر قناعت کی۔ بادشاہ عالم پناہ کا حکم صادر ہوا کہ ہر صوبہ کے کارندے دو ہزار روپیہ مصارف قیام کے لئے خواجہ خدمت خاں کو ارسال کریں ؛

لطف اللہ خاں کو تھانہ کھٹاؤ پر جانے کا حکم ہوا، شیخ ابوالمکارم بودہ پانچگاؤں کے تھانہ پر مقرر ہوا ؛

احمد آقا قیصر روم کا ایلچی اور نذر بے والی بخارا کا سفیر اور عبدالرحیم بیگ حاکم کاشغر کا پیامبر درگاہ والا پر زمین بوس ہوئے ان سفرا نے خطوط و تحائف و ہدیے جو محبت کیش مخلصوں نے روانہ کئے تھے ملاحظہ عالی میں پیش کئے قبلہ عالم نے ہر سفیر کو حسب حیثیت مع ان کے ہمراہیوں کے انعام عطا فرمایا زمانہ قیام و دیگر خصوصیات کے لحاظ سے ہر شخص مسرور و شادماں ہوا، جہاں پناہ نے رخصت کے وقت بے شمار داد و دہش فرمائی اور خلعت و نفیس جواہرات و اسپ و فیل اور معتدبہ رقومات عطا فرما کر ان اشخاص کو مالا مال فرمایا۔ ہندوستان کے ملبوسات و نادرات و جواہرات و بیش قیمت اشیا و نیز خطوط و مراسلات کے جواب میں مکتوبات بھی ان سفرا کے مخلص آقاؤں کے نام ان کے ہمراہ کر کے سب کو رخصت کیا ؛

حمید الدین خاں، بادشاہزادہ عالیجاہ محمد اعظم شاہ کے فوج میں خزانہ پہنچانے پر مامور ہوا، میر نور الدین مرتضی آباد مرج کی قلعہ داری پر مقرر ہوئے جاں نثار خاں دشمن کی تنبیہ کے لئے نامزد ہوا اور خلعت و فیل کے عطیہ سے سربلند ہوا ؛

دیانت خاں پسر امانت خاں، موسوی خاں کے انتقال کی وجہ سے صوبہ جات دکن کی دیوانی پر سرفراز ہوا۔ موسوی خاں مرحوم ایران کے شرفا میں

تھا، یہ امیر شرافت ذاتی کے لحاظ سے موسوی نسب تھا اور خاندان فضل و ہنر کو حیات جاوید عطا کرنے کے اعتبار سے عیسوی نسب تھا۔ علم معقولات میں یگانہ اور فن شعر میں یگانۂ زمانہ تھا۔ اس امیر کو شاہ نواز خاں کی دامادی اور قبلۂ عالم کے ہم زلف ہونے کی عزت بھی حاصل تھی ؛

اسد خاں کی کشنا کی طرف روانگی

برگزیدہ مخلصان جمدۃ الملک اسد خاں ۱۹ صفر کو بہ تعمیل ارشاد والا دشمنوں کی سرکوبی کے غرض سے دریائے کشنا کے اُس پار جانے پر کمربستہ ہوئے مصحف مجید معہ خانہ مرصع الماس و خلعت خاصہ و یا نصد مہر کا گھوڑا دیکر اسد خاں کی عزت افزائی فرمائی گئی۔ دیگر منتخب سردار بھی الواع و اقسام کے عنایات و خلعت و جواہرات شمشیر و اسپ و فیل کے عطیات سے سرفراز ہوئے۔ عام اشخاص کو بھی حسب حال خلعت مرحمت ہوئے ؛

ملتفت خاں داروغۂ جانماز خانہ کو حیات خاں کے انتقال کی وجہ سے خواجہ مرحوم کی خدمات سابقہ کے علاوہ آبدار خانہ کی خدمت بھی تفویض ہوئی اور اس طرح اس کے تقرب میں اضافہ ہوا۔ ملتفت خاں کے بجائے محمد منعم امانت ہفت چوکی کی خدمت پر ممتاز ہوا ؛

۱۴ جمادی الآخر ۳۱ جلوس قطب آباد عرف کلکلہ سے بادشاہی لشکر کوچ کر کے قلعہ بیجاپور کے بیرونی دروازہ یعنی رسول پور کے مقابل مقیم ہوا۔ بیجاپور نے جو تھی مرتبہ بادشاہ کے قیام گاہ بننے کی عزت حاصل کی ؛

۲۲ رجب کو خاں جہاں بہادر بادشاہزادہ عالیجاہ کے وکلا کے تبدیلی کی وجہ سے صوبہ پنجاب کے انتظام پر مقرر ہوا، خاں جہاں بہادر کا بیٹا باپ کے تبادلہ کی وجہ سے صوبہ الہ آباد کے بندوبست پر مامور ہوا ؛

۲۹ شعبان کو بخشی الملک بہرہ مند خاں جو دشمن کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا تھا باریاب ملازمت ہوا، یانصدی سہ ہزار و پانصدی دو ہزار سوار کے اضافہ سے سربلندی حاصل کی ؛

مختار خاں کو غنیم سے معرکہ آرائی کرنے کی رخصت عطا ہوئی۔

سفتحر خاں اس کی اردلی میں دیا گیا اور اسے حکم ہوا کہ شولاپور تک جائے
اور معاودت میں شیخ الاسلام کو حاضر حضور کرے جو حسب طلب بارگاہ اقدس
میں حاضر ہونے کے لئے آرہے ہیں؛

۳۵ سنہ جلوس عالمگیری مطابق سنہ ۱۱۰۲ھ

اسی مبارک زمانہ میں جبکہ بادشاہ دین پناہ کے اقبال و برکت سے تمام خلق خدا امن و طمینان کی دولت سے مالا مال تھی، آغاز سنہ ۳۵ جلوس میں ماہ رمضان المبارک کی آمد، ہر خاص و عام کیلئے مزید مسرت و شادمانی کا باعث ہوئی۔ آثار دین و اسلام کے فروغ سے دینداروں کے قلوب منور ہو گئے؛

۹ رمضان کو بادشاہزادہ محمد کام بخش، مقام چنجی کے فسادات کے اصلاح اور دشمن کے استیصال کے لئے جو اسکی اطراف میں آوارہ گرد تھا روانہ ہوئے بادشاہزادہ موصوف اصل و اضافہ کے اعتبار سے بست ہزاری پانزدہ ہزار سوار کے منصب وار قرار پائے اضافہ منصب کے علاوہ خلعت کے سرپیچ و نیمہ آستین و خنجر و شمشیر و سپر و کلگی دو دوات و ٹانک مرصع (۲۰) راس گھوڑے مینا و طلا کار ساز کے ساتھ اور ہاتھی نقری جھول کے ساتھ اور دو لاکھ روپیہ نقد بھی مرحمت ہوا؛

بخشی الملک بہرہ مند خاں اور دوسرے سربرآوردہ عمال و سردار بھی ہمرکاب ہونے کی وجہ سے، جواہر و خلعت و اسپ و فیل کے انعام سے بہرہ مند ہوئے؛

دیندار زمیندار اسلام گڈھ کو ہزاری ہزار کے منصب و خلعت و اسپ و فیل راجگی کا خطاب عطا فرما کر وطن جانے کی اجازت مرحمت ہوئی؛

راجہ بشن سنگھ نے طلائی کنجی کے ساتھ جو عرضداشت بارگاہ معلی میں روانہ کی تھی اس سے معلوم ہوا کہ دھی سو کر ۳ رمضان کو دشمنوں کے ہاتھ سے نکل آئی۔ نافرمان و سرکش اشخاص پامال و ناکام ہوئے؛

۲ شوال کو حمید الدین خاں کو غنیم کی تنبیہ کے لئے سکھر جانے کی اجازت عطا ہوئی۔ انعام میں جیغہ مرصع مرحمت ہوا۔ مختار خاں میر آتش۔ رائے باغ اور

ہوکر ہی کے سرکشوں کی سرزنش کے لیے مامور ہوا اور خلعت وفیل کے عطیہ سے سربلند ہوا۔

غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ اور چین قلیج خاں پسر غازی الدین خان کو فیل مادہ بطور اعزاز تحفتہً مرحمت فرمائی گئی۔

لطف اللہ خاں، صلابت خاں کے بجائے داروغگی بندہائے چوکی خاص کی خدمت پر متعین ہوکر مورد الطاف ہوا، مخلص خاں قوربیگی، خانہ زاد خاں اور پسر روح اللہ خاں اور جانثار خاں اصل و اضافہ کے اعتبار سے دو ہزاری ہفت صد سوار کے منصب پر فائز ہوئے۔

صلابت خاں اصل و اضافہ کے اعتبار سے ہزار و پانصدی دو ہزار دو صد سوار کا، سید سیف خاں نور الدہر اصل و اضافہ کے اعتبار سے ہزار و پانصدی، ہفت صد سوار کا۔ محمد یار خاں ہزار و پانصدی چار صد سوار کا اور خدمتگار خاں اصل و اضافہ سے ہزاری دو صد سوار کا منصب دار قرار پاکر بلند پایہ ہوئے۔

لطف اللہ خاں ایک لغزش کی وجہ سے دو ہزار و پانصدی ہزار سوار کے منصب سے برطرف فرمایا گیا۔

بادشاہ زادہ محمد معظم کی زندان تادیب سے رہائی اور طبیب مہربان کے ہاتھوں بیماری رنج والم سے شفایابی

جس زمانہ میں عتاب شاہی ترقی پر تھا بادشاہ زادہ محمد معظم کو اپنے بیٹوں سے خلا ملار رکھنے اور ملنے کی اجازت نہ تھی، خدمت خاں اعلیحضرت کا نائب جو اپنی سابقہ خدمات کے بدولت کچھ جسارت کر بیٹھا تھا اس بارہ میں حد سے زیادہ مبالغہ کر چکا تھا ان دنوں اسکی کوششوں سے اصلاح حالات کی اجازت حاصل ہوئی۔ ایک مدت کے بعد جب غصہ کی شدت آہستہ آہستہ کم ہوئی اور مزاج میں فطری شفقت کا اثر ظاہر ہوا تو سردار خاں محافظ کو کئی مرتبہ ادعیہ ماثورہ مرحمت ہوئی کہ اس یوسف ثانی کو پہنچا کر کہہ دے کہ ان دعاؤں کا ورد رکھو تاکہ خدائے مہربان ہمارے دل کو تمہاری رہائی پر متوجہ فرمائے اور تمھیں ہماری جدائی کے صدمہ سے نجات دے۔

اسی سلسلہ میں ایک نادر لطیفہ مندرجہ ذیل ہے۔ سردار خاں محافظ نے عرض کیا کہ بادشاہزادے کو رہا کرنا تو حضرت کا اختیاری امر ہے پھر اس قسم کے سلوک و برتاؤ کی کیا ضرورت ہے حضرت نے فرمایا یہ درست ہے لیکن حاکم مطلق مالک الملک نے ہمیں ربع مسکوں کا فرمانروا بنایا ہے ظاہر ہے کہ جہاں کسی ظالم کے ہاتھوں کسی مظلوم پر ظلم ہوتا ہے تو وہ ہماری دادرسی کا امیدوار ہوتا ہے۔ بعض دنیوی اسباب ایسے پیش آتے کہ اس شخص پر ہمارے ہاتھ سے زیادتی ہوئی ہے اور ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ ایسی حالت میں اس کو سوائے خدا کی درگاہ کے کہیں پناہ نہیں ہے۔ اس لئے اسے امیدوار رکھنا چاہیئے تاکہ ہم سے مایوس ہو کر خدا سے فریاد نہ کرے اگر یہ مظلوم فریاد کرے گا تو ہمارا کہاں ٹھکانا ہوگا۔

چونکہ کارکنان قضا و قدر نے یہ طے کر لیا تھا کہ اس نیر عظمت و جلال کے انوار سے دنیا روشن ہو اور تخت سلطنت اس کے وجود با جود سے رونق پائے اس لئے بادشاہ کامل الصفات کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی کہ بادشاہزادہ رنج و ابتلا کے دائرہ سے نکلکر خلائق کو اپنے فیوض سے بہرہ مند فرمائیں۔ اسی خیال کی بنا پر اس امر میں بیحد احتیاط سے کام لیا گیا اور ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ بادشاہزادہ کو ذرا بھی روحانی صدمہ نہ پہنچے قبلۂ عالم آہستہ آہستہ سلیقہ و تربیت کے ساتھ تدبیر کرتے رہے۔ سچ ہے

؎ اثر صحبت پاکاں بود اکسیر حیات ٭ چوں ہوا راہ بدل یافت نفس میگردد

قبلۂ عالم نے ایک مرتبہ مقام بدری سے کوچ فرمایا اور سردار خاں محافظ کو حکم ہوا کہ جب ہم یہاں سے سوار ہوں تو دولت خانہ کا خیمہ موجودہ فرش و ساماں کے ساتھ بدستور استادہ رہے۔ بادشاہزادہ کو انکے قیام گاہ سے لاکر اس میں اُتارا جائے۔ شاہزادہ موصوف کو تمام مکانات کی سیر کرا کے ہر جگہ تھوڑی دیر بٹھائیں تاکہ تمام حواس و اعضا کو انبساط و فرحت حاصل ہو اور ہر یک کے مذاق کی تبدیلی مناسب طور پر محسوس ہو جائے۔

ہدایات شاہی کے مطابق عمل کیا گیا لیکن بادشاہزادہ نے محافظ سے کہا کہ مجھے تو دیدار چاہیئے، دیدار کے پیاسے کو مکانات کی سیر سے کیا حاصل رفتہ رفتہ

رفتہ رفتہ شفقت پدری نے جوش میں ترقی ہوئی۔ اسی دوران میں پادشاہزادہ کی والدہ نواب بائی کے وفات کی خبر دارالخلافتہ سے آئی اور قبلۂ عالم دیوان خاص سے بادشاہزادہ کی قیام گاہ تک خیمے اور راستے درست کرا کے خود بدولت نواب قدسیہ زینت النسا بیگم کے ہمراہ تشریف لائے اور تعزیت کی رسمیں ادا کیں۔

اس کے ایک مدت بعد ۴ ذیلقعدہ کو پادشاہزادہ نے قبلۂ دین و دولت کعبۂ ملک و ملت کا شرف نیاز حاصل کیا۔ بادشاہزادہ کو حکم ہوا کہ نماز ظہر حضرت کے ساتھ ادا کریں اور جب قبلۂ عالم نماز جمعہ کے غرض سے مسجد جامع جانے کے لئے سوار ہوں تو بادشاہزادۂ موصوف دولت خانہ کی مسجد میں ادائے نماز جمعہ کے لئے حاضر کئے جائیں۔

اسی طرح کبھی تزکیہ باطن کے لئے ہدایت ہوتی اور کبھی صفائی ظاہر ملحوظ خاطر ہوتی اب بادشاہزادہ حسب حکم قلعہ کے حمام میں تشریف لے جاتے اور کبھی باغ اور شاہ آباد کے تالاب کی سیر سے جو بندگان حضرت کے تعمیر کردہ ہیں، فرحت و خوشدلی حاصل کرتے غرض رفتہ رفتہ حجاب اٹھ گیا خواجہ دولت محلی کو حکم ہوا کہ بادشاہزادہ کے متعلقین کو دارالخلافت سے قبلۂ عالم کے حضور پہنچائے۔

شہزادگان والانژاد محمد معز الدین، محمد عظیم نہ ہزاری دو ہزار سوار کے منصب پر فائز ہوئے۔ محمد رفیع القدر ہفت ہزاری ہزار سوار کے عطیۂ منصب سے سربلند محمد خجستہ اختر دیوان عام میں بطور خاص خلعت پا کر مسرور ہوئے۔

حمید الدین خاں خلعت و فیل کے عطیہ سے بہرہ مند ہوا بخشی الملک روح اللہ خاں ۴ ذیلقعدہ کو نصرت آباد سکر جانے کے لئے خلعت رخصت کے عطیہ سے شرف اندوز ہوا قبلۂ عالم نے بخشی الملک کے ہمراہیوں پر بھی مرحمت و عنایت کی نظر فرمائی۔

تہور خاں ولد صلابت خاں محمد کام بخش کی فوج کا ہراول ہوا اس کے اصل منصب ہشت صدی سی صد سوار میں یک صدی پنجاہ سوار کا اضافہ فرمایا گیا۔ لطف اللہ خاں برطرفی کے بعد بحال ہوا۔ صف شکن خاں، بادشاہزادہ محمد معظم

کے متعلقین اور خدام کو دارالخلافت سے خجستہ بنیاد (اکبرآباد آگرہ) ہوتا ہوا حضور پرنور میں لایا۔

جاسوسوں کے عرائض سے بارگاہ والا میں اطلاع پہنچی کہ ۲۱ محرم کو جمدۃ الملک اسد خاں نے گھریہ میں بادشاہزادہ محمد کام بخش کی ملازمت سے عزت حاصل کی ۵ ربیع الثانی کو بادشاہ زادہ اور جمدۃ الملک جنجی پہنچے۔

۷ تاریخ کو مسجد جامع میں ایک پریشان وضع دیوانہ شخص میان سے تلوار کھینچکر قبلۂ عالم کی طرف دوڑا پاسبانوں نے اس کو قید کرلیا اور دیوانہ مجرم صلابت خاں کے حوالہ کیا گیا۔

۱۳ تاریخ سواری شکار میں بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ اور شاہزادہ بیدار بخت ہم رکاب رہے اور جہاں پناہ کے حضور میں حاضر ہوئے سواری کے تمام اوقات میں ہر دو پسر و پدر وہیں سے نصرت آباد سکر جانے کے لئے رخصت فرمائے گئے۔

بخشی الملک بہرہ مند خاں جو بادشاہزادہ محمد کام بخش کی فوج سے حسب الحکم حضور پرنور میں حاضر ہوا تھا۔ ۲۰ تاریخ کو ملازمت سے سرفراز ہوا۔

۷ جمادی الاول کو ذوالفقار خاں قلعہ نرنل سر کرنے کے صلہ میں اصل و اضافہ کے اعتبار سے چار ہزاری دو ہزار پانصد سوار کے منصب پر فائز ہو کر شرف اندوز ہوا۔ ۱۹ شعبان کو شاہزادگان گرامی شان، اعزاز الدین و اعز الدین شاہزادہ محمد معز الدین کے فرزند اور محمد کریم و فرخ سیر شاہزادہ محمد عظیم کے پسر باریاب ہوئے قبلۂ عالم نے شاہزادہ کو یومیہ کے عطیہ اور مناسب عنایات وخلعت و جواہرات وغیرہ انعامات سے مسرور و شادمان کیا۔

۲۶ شعبان کو لشکر ظفر پیکر بیجاپور سے روانہ ہوا اور موضع قطب آباد کو دوبارہ ورود شاہی کی عزت نصیب ہوئی۔ جب تک قبلۂ عالم نے یہاں قیام فرمایا جمعہ اور عید اور دوسری نمازوں کے ادائی کے لئے یہیں مصر جامع کی حیثیت سے مسلمانوں کی آمدرفت ہوتی رہی۔

رشید خاں دفتردار خالصہ مالگزاری وصول کرنے اور بعض خالصات حیدرآباد

کی جمع تشخیص کرنے کے لئے مامور ہوا۔ اور عنایت اللہ مستوفی ایمہ خاں مذکور کی
نیابت میں کچہری خانساماں کی خدمت واقعہ نویسی پر مامور ہوا اور خطاب خانی اور
اضافہ صدی کے ساتھ معہ اصل واضافہ سیصدی پنجاہ سوار کا منصب حاصل کرکے
معزز ومفتخر ہوا۔

سردار خاں دیرینہ خانہ زاد ومعتمد علیہ نے انتقال کیا۔ اس شخص کا ظاہر
وباطن ولی نعمت کی خیر خواہی وخلق خدا کی خدمت میں یکساں تھا سردار خاں درد
طلب وفقرا کا محب وپرستار تھا۔ اس کا بیٹا حمید الدین خاں جو اپنی ہوشمندی و
ذکاوت کی وجہ سے فی الحال مورد عنایت ہے باپ کے انتقال کی وجہ سے حسب الحکم
کوتوالی وغیرہ خدمات انجام دینے کے لئے کمر بستہ ہوا۔

قبلۂ عالم اس مسجد میں جو نماز جمعہ ادا کرنے اور اعتکاف میں بیٹھنے کے لئے
دیوان خاص کے پاس تعمیر ہو رہی ہے خود تشریف فرما ہوئے اور حصول
ثواب کے لئے چند پتھر دست مبارک سے اٹھا کر بنیاد قائم فرمائی۔

جلوس عالمگیری کے چھتیسویں سال کا آغاز مطابق ۱۱۰۳ھ

اس زمانہ میں جبکہ آسمان کی گردش سوافق اور عامہ رعایا مسرور
تھی متبرک ماہ صیام وعید فطر کا ورود ہوا قبلۂ عالم نے
اپنی مقاصد کی کامیابی کی برکت کے صلہ میں جو خدا کی بارگاہ
سے حضرت کو حاصل ہوئیں تخصیص مخلوق کی حاجت روائی
کی جانب توجہ فرمائی اسی ماہ کی دوسری تاریخ قبلۂ عالم نے
شہزادہ معز الدین کو سرکشوں کی تنبیہ کی غرض سے اسد نگر کی جانب روانہ فرمایا
اور بوقت رخصت خلعت مع بالا بند سرپیچ اور اکیس عدد گھوڑے اور ہاتھی کے انعامات
اور ہزاری منصب کے اضافہ سے دس ہزاری سہ ہزار سوار کا منصب عطا
فرمایا اسی طرح سے جہاں پناہ نے شہزادہ رفیع القدر کو بھی ہزاری ذات کے
اضافہ سے ہشت ہزاری ذات وہفت ہزار سوار کا منصب عطا فرمایا شہزادہ
محمد خجستہ اختر بھی اپنی یاوری تقدیر سے منصب ہفت ہزاری ذات پر فائز ہوئے
معمور خاں کے تغیر سے امانت خاں خجستہ بنیاد کی محافظت پر مامور ہوا اور معمور خاں
ولایت بیڑ کی فوجداری پر متعین فرمایا گیا اولین شخص جس کا منصب ہزار وپانصدی

شش صد سوار تھا تیس سواروں کے اضافہ سے سربلند ہوا دوسرے شخص کو جس کا منصب ہزاری و پانصد سوار تھا چار سواروں کے اضافہ سے سرفراز ہوا محمد خاں سید مرتضی خاں کا فرزند جو پیشتر حامد خاں کے نام سے موسوم تھا میوات کی فوجداری پر مامور ہوا اور پانصد سواروں کے اضافہ سے منصب سہ ہزاری ذات و دو ہزار پانسو سوار پر فائز ہوا جہاں پناہ نے عبدالرزاق خاں لاری حیدرآبادی کو فوجداری کوکن پر متعین فرمایا اور ہزار سوار کے اضافہ سے منصب چہار ہزاری ذات اور چار ہزار سوار عنایت فرمایا اضافہ کے علاوہ اس شخص کو اسپ و فیل و نقارہ بطور انعام مرحمت ہوئے ؛

شہزادہ محمد اعظم کی کتخدائی

شہزادہ محمد اعظم کا عقد روح اللہ خاں پسر خلیل اللہ خاں کی دختر کے ساتھ قرار پایا قبلۂ عالم نے شہزادہ مذکور کو سرپیچ اور سترہ ہزار روپیہ نقد اور بازوبند قیمتی آٹھ ہزار و اسپ مع سامان و اسباب مرصع و فیل کے عطیات اور ہزاری ذات کا اضافہ عنایت فرما کر دس ہزاری دو ہزار سوار کا منصب مرحمت فرمایا ؛

اسی اثنا میں سید محمد و سید محمد جعفر سجادہ نشینان روضہ قطب العالم و شاہ عالم رحمہما اللہ احمدآباد سے قبلۂ عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے جہاں پناہ نے بدستور سابق ہر ایک کو خلعت و فیل اور ایک رقم معتد بہ مدد خرچ میں دیکر واپسی کی اجازت عطا فرمائی ؛

یکم ذیقعدہ کو خانجہاں بہادر ظفر جنگ کے فرزند ہمت خاں ناظم صوبہ الہ آباد کے نام فرمان صادر ہوا کہ بہت جلد بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو جہاں پناہ نے امیر الامرا کے فرزند بزرگ امید خاں ناظم صوبہ بہار کو ہمت خاں کے تغیر کے بعد ناظم صوبہ الہ آباد اور امیر الامرا کے دوسرے فرزند مظفر خاں کو بھی اس کے تغیر سے جونپور کا فوجدار مقرر فرمایا مالک مدار روح اللہ خاں فوت ہوا جس کی مثال اس قطرہ کی سی ہے جو دریا سے مل گیا ہو یہ امیر نسب میں آفتاب اور حسب میں لاجواب تھا اس کے علاوہ خلیق و نیک و مہذب و فیض رساں

بھی تھا اور چونکہ یہ امیر حضرت کا فرزند خانہ زاد اور اصابت رائے و تیزی فہم و حسن اخلاص سے متصف تھا اس کی مفارقت سے حضرت کو بیحد رنج ہوا اور روح اللہ خاں نے حالت احتضار میں یہ شعر پڑھا خدا اس کی مغفرت کرے منجملہ دیگر علامات کے ایک علامت صریحی اس کے مغفرت کی یہ بھی ہے کہ قبلۂ عالم اس کی عیادت کے لئے رونق افروز ہوئے اور اس مسافر ملک عدم کے حق میں مغفرت کی دعا فرمائی جہاں پناہ نے روح اللہ خاں کے فرزند خانہ زاد خاں کو منصب پانصدی سہ صد سوار کے اضافہ سے دوہزاری ہزار سوار کا منصب مرحمت فرمایا اضافہ کے علاوہ حضرت نے خانہ زاد خاں کو مخلص خاں کے تغیر سے قوربیگی کی خدمت پر بھی نامزد فرمایا اور اس کے حال پر بیحد مہربانی فرمائی بہرہ مند خاں روح اللہ خاں کے انتقال کے بعد اضافہ پانصدی پانسو سوار سے مع اصل اضافہ منصب چہار ہزاری دوہزار و خدمت میر بخشی گیری پر فائز ہوا مخلص خاں بہرہ مند خاں کے تغیر کے بعد پانصدی منصب کے اضافہ سے مع اصل و اضافہ منصب دوہزار پانصدی اور ہفت صد سوار اور خدمت بخشی گری دوم پر نامزد کیا گیا جہاں پناہ نے عزیز اللہ خاں برادر روح اللہ خاں کو منصب ہزار و پانصدی شش صد سوار مرحمت فرمایا۔

خواجہ عبدالرحیم خاں فوت ہوا اور اس کی وفات کے بعد امانت خاں خدمت دیوانی پر مامور ہوا عنایت اللہ خاں میر حسین امانت خاں کے تغیر کے بعد حضرت کے علم کے مطابق دیوانی تن کی خدمت پر نامزد کیا گیا قبلۂ عالم نے عنایت اللہ خاں کو یک صدی ہشتاد سوار کے اضافہ سے ہفت صدی ہشتاد سوار کا منصب مرحمت فرمایا (تقریباً)، اسی زمانہ میں جبکہ دیوانی صرف خاص بھی عنایت اللہ خاں کی سپرد ہوئی حضرت نے اس کے منصب میں بیس سواروں کا اضافہ بھی مرحمت فرمایا صلابت خاں نے اپنے مرض کے اشتداد کی وجہ سے دار الحکومت جانے کے لئے رخصت طلب کی تھی لیکن سفر کی چند ہی منزلیں اس نے طے کی ہونگی کہ راہ میں فوت ہوگیا اس زمانہ میں اکثر یہ شعر اس کے ورد زبان تھا۔

خود رفتہ ایم و گنج ہزار سے گرفتہ ایم ؛ تا بار دوش کس نہ شود استخوان ما

یہ امیر راستی و درستی معاملہ اور اپنے مالک کی رضا جوئی میں بیحد مستعد و صادق تھا محمد بدیع بلخی برطرفی کے بعد بار دگر منصب سہ ہزاری ہفت صد سوار پر فائز ہوا ۱۸ ذیقعدہ کو قبلہ عالم نے حکم صادر فرمایا کہ شہزادہ محمد معظم عدالت گاہ میں حاضر ہوکر خدمت زمین بوسی و مجرا بجا لایا کریں ؕ

جہاں پناہ نے خدمت گار خاں ناظر کو پانصدی و یک صد و پنجاہ سوار کا اضافہ مرحمت فرمایا طالع محمد یار خاں کو منصب پانصدی کے اضافہ سے دو ہزاری چار صد سوار کا منصب مرحمت ہوا کاکر خاں جو محمد کام بخش کی فوج میں متعین تھا پانصدی سہ صد سوار کے اضافہ سے منصب ہزار و پانصدی ہفت صد سوار اور خدمت تھانہ داری جنجی پر نامزد کیا گیا میر حسین مشرف گرز برداروں کو رخصت عنایت ہوئی تاکہ دار الحکومت جاکر خادمان محل شہزادہ محمد معز الدین کو حضرت کے حضور میں لے آئے قبلہ عالم نے محمد جمیل فرستادہ حاکم حضر موت کو خلعت اور دو ہزار روپیہ نقد عطا فرماکر واپس جانے کی اجازت عنایت فرمائی ۲۳ صفر کو شہزادہ رفیع القدر خجستہ اختر کے بارے میں حکم صادر ہوا کہ ہر دو شہزادگان اپنے والد کے ہمراہ نماز ظہر کے لئے مسجد میں حاضر ہوا کریں لطف اللہ خاں اور اصالت خاں کو اسعد نگر کے تھانہ پر جانے کی اجازت عنایت ہوئی شہزادہ رفیع القدر کی فوج میں جو دو ہزار سواروں کی کمی واقع تھی وہ بحال ہوگئی خواجہ مبارک خدمت گار خاں کی نیابت میں سرکار شہزادہ محمد معظم میں عہدہ نظارت پر نامزد کیا گیا راجہ اودیت سنگھ زمیندار اوندچھ کے منصب میں جو فیروز جنگ کی فوج میں متعین تھا پانصدی پانصد سوار کا اضافہ ہوا اور اب راجہ اصل و اضافہ کے اعتبار سے دو ہزاری ہزار و پانصد سوار کا منصبدار ہوا اور خدمت فوجداری ایرج پر مامور کیا گیا عبد الحی مشرف فراش خانہ نے حضرت کے حضور میں عرض کیا کہ حضرت کے حکم کے مطابق دائرہ دولت بخوبی و خوش اسلوبی مرتب و مکمل ہوگیا خدمت گار خاں اور دیگر خدامان کو حکم ہوا کہ سواری کے وقت حاضر ہوکر شہزادہ کو محلسرا میں پہنچادیں یکم ربیع الآخر کو قبلہ عالم نے کمال الدین خاں فوجدار بندون بیانہ کے منصب

میں اطراف کے سرکشوں کے استیصال کے صلہ میں پانصدی پانصد سوار کا اضافہ فرمایا اور خان مذکور دوہزاری ہزار سوار کا منصب دار قرار پایا ۞

امیر الامرا مرحوم کا فرزند اعتقاد خاں ناظم صوبہ اکبر آباد عہدہ فوجداری نواح پر مامور ہوا اور دوسو سوار کے اضافہ سے ہزار و پانصدی دو ہزار و دو صد سوار کے منصب پر فائز ہوا جہاں پناہ نے ذوالفقار خاں بہادر کو منصب جلیل القدر چہار ہزاری سہ ہزار سوار مرحمت فرمایا امیر الامرا مرحوم کا فرزند خدا بندہ خاں بہرائچ کی فوجداری پر نامزد کیا گیا خدا بندہ خاں کا منصب ہفصدی چار صد سوار تھا اس کو یک صدی منصب کا اضافہ عطا ہوا ابو المحمد خاں بیجاپوری کا منصب سہ ہزاری ہزار سوار تھا پانسو سواروں کا اضافہ اس کو مرحمت ہوا مختار خاں کا منصب سہ ہزاری ہزار و پانصد سوار تھا پانسو سواروں کی کمی اس کے حق میں بحال کی گئی حمید الدین خاں بہادر نے طاقت در دتنومند ہاتھی حضرت کے حضور میں پیش کئے اس کا منصب ہزاری شش صد سوار تھا دو سو سواروں کا اضافہ اس کو بھی مرحمت ہوا قبلہ عالم نے پندرھویں جمادی الآخر کو شہزادہ محمد عظیم کو ساٹھ عدد چیرہ و جامہ و سرپیچ و فوطہ و نیمہ آستیں و بالابند بطور انعام عطا فرمائے ۞

حکیم علیم الدین کا بیٹا انور خاں داروغہ خواصان اور وزیر خاں شاہجہانی انتقال کر گئے ان میں بجز ظاہری نام و نمود کے کوئی خاص امر قابل ذکر نہ تھا۔ وزیر خاں کے بجائے ملتفت خاں داروغہ آبدار خانہ اسی خدمت پر ۱۴ رجب کو مامور ہوا یہ امیر یک صدی پنجاہ سوار کے اضافہ ہزاری یکصد و پنجاہ سوار کے مرتبہ پر فائز ہوا۔ اور اپنے تقرب و مزاج دانی کی بدولت جلد سے جلد چند ہمعصروں میں محسود بنگیا ۞

ہرکارے کی تحریر سے معلوم ہوا کہ ذوالفقار خاں بہادر نے گرانی غلہ کے سبب سے لشکر میں ثابت قدمی کے آثار نہ دیکھے اور قلعہ جنجی کے مورچال سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہٹ آیا۔ اس سے کچھ قبل جاسوسوں کی عرضی سے اطلاع ملی تھی کہ قلعہ کے محاصرہ میں دشمن نے ذوالفقار خاں پر نرغہ کیا ہے۔ لشکر شاہی

کو رسد نہیں پہنچتی ہے۔ اگر کمک پہنچ جائے تو اس مہم کی سختی میں آسانی پیدا ہو جائے۔ اس عرضی کی بنا پر جمدۃ الملک کے نام تاکیدی فرمان صادر ہوا کہ جلد اپنے آپ کو بیٹے کی مدد کے لئے پہنچائے، اس وقت جمدۃ الملک بیدمال میں مقیم تھا۔ چونکہ مشارالیہ نے موقع پر پہنچنے میں تساہل و تاخیر کی اس لئے عدالت گاہ میں دستخط خاص سے دوسرا فرمان تحریر ہو رہا تھا۔ اس وقت اتفاقاً مولف بھی حاضر اور تمام باتیں سن رہا تھا۔ حضرت نے فضائل خاں میر منشی سے ارشاد فرمایا کہ لکھو "تم اپنے آپ کو فرزند پر والا شیدا ظاہر کرتے ہو اور ایسے نازک و تنگ موقع پر جلد پہنچنے میں تساہل و غفلت سے کام لیتے ہو گویا زبان حال سے یہ کہتے ہو۔

ملک الموت من نہ ہستی ام ؎ من یکے پیرزال محنتی ام

مدعی ہونا اور بات ہے اور دعوی میں سچا ثابت ہونا شے دیگر ہے

چونکہ اس مہم پر جانے سے پیشتر غالباً جمدۃ الملک نے اسی جگہ پر کہا تھا کہ ابتک کسی کام کے لئے ہمیں حکم نہیں ہوا اگر ہم کسی خدمت پر مامور ہوئے تو لوگ دیکھ لینگے کہ ترکیب کسے کہتے ہیں۔ یہ قول سمع اقدس تک پہنچ چکا تھا۔ اس موقع پر فضائل خاں اور فاضل خاں داروغہ کتاب خانہ مخاطب ہوئے اور ارشاد ہوا "دو ترکی تمام شد" کیا مثل ہے دونوں کا کہا ہوا میرے کانوں نے سنا ہو۔

؎ دیگچۂ و مناز کہ ترکی تمام شد

یہ مصرع بھی اس فرمان میں درج ہو گیا ؎

۳۷ سنہ جلوس عالمگیری مطابق ۱۱۰۴ھ

اسی محمود و مسعود زمانہ میں جبکہ مظلوموں کے دوست اور ظالموں کے دشمن بادشاہ کے معدلت گستری و انصاف پروری سے دنیا رشک گلزار ہو رہی ہے۔ رمضان کی فیض بخش و برکت آگیں آمد سے مسلمانوں کے تفریح کے لئے عجب بہار کا عالم ہے زمانہ کا چمن مشرکوں کے جور و تعدی کے خس و خاشاک سے پاک ہو چکا ہے بادشاہوں کا بادشاہ عبادت الٰہی کے مراتب طے کرنے

میں مصروف ہے تمام رعایا و برایا کے دل الطاف و توجہات شاہانہ سے معمور و مسرور رہیں؛

بادشاہزادہ عالیجاہ محمد اعظم شاہ کو مرض استسقا عارض ہوگیا تھا اسلئے حضور سے پالکی آئینہ مرحمت ہوئی اور ارشاد ہوا کہ سواری کے وقت میں کافی حفاظت و احتیاط کے ساتھ پالکی پر آیا کریں بعد میں فرمان مبارک صادر ہوا کہ سوا اس شخص کے جسکو حضور شاہی سے پالکی عطا ہوئی کوئی دوسرا حاضر دربار خواہ وہ بادشاہزادہ یا شہزادہ یا امیر پالکی سوار کلاں بار میں حاضر نہیں ہوسکتا؛

چند روز کے بعد جمدۃ الملک اسد خاں اور مقرب الخدمت ملتفت خاں کو سوار آنے کی اجازت عطا ہوئی؛

رانی بدہنور کے وکیل نے رانی کی عرضداشت پیش کش درگاہ معلی میں پیش کی اور تین سو ہون کی نذر گزرانی؛

بادشاہزادہ محمد کام بخش کا ایک کدورت افزا ناگہانی واقعہ

دنیائے فانی خیر و شر کی نیرنگیوں اور رنج و راحت کے کرشموں کا تعجب انگیز مجموعہ ہے اور اسکے جیب و دامن طرح طرح کے تغیرات و انقلابات سے ہر وقت معمور رہتے ہیں۔ اگر کسی فرد کے حلق میں شیرینی کا ایک لقمہ پہنچتا ہے تو اسمیں زہر کے سو تلخیاں بھی شامل ہوتی ہیں جس شخص کے دامن سے صبح عیش طلوع ہوتی ہے اسکے افق سے شام کدورت بھی اپنا بھیانک چہرہ دکھاتی ہے؛

اس نفرت آمیز تمہید کی تشریح یہ ہے کہ جمدۃ الملک نے قلعہ نند یال فتح کرنے کے بعد کھڑپہ میں جو کرناٹک حیدرآباد کی سرحد ہے چھاونی ڈالی بادشاہزادہ کام بخش کو حضور پرنور سے قلعہ واکن کیرا سر کرنے کی رخصت عطا ہوئی۔ بادشاہزادہ بخشی الملک بہرہ مند خاں کے ساتھ اس مہم کی تیاری میں مشغول ہوئے؛

بعد میں بخشی الملک روح اللہ خاں اس مہم کے انصرام پر مامور ہوا اور بادشاہزادہ نے فرمان مبارک کی تعمیل میں جمدۃ الملک کو کمک پہنچانے پر توجہ کی اسی دوران میں قبلہ عالم کی سواری کھڑپہ پہنچی اور ارشاد ہوا کہ بادشاہزادہ مذکور جمدۃ الملک کے ہمراہ ذوالفقار خاں بہادر نصرت جنگ کے مدد کو روانہ ہوں نصرت جنگ اس زمانہ میں قلعہ جنجی کے محاصرہ میں مصروف اور رسد کے سدباب اور غنیم کے ہجوم کے وجہ سے سخت ترین مشکلات میں گرفتار تھا

بادشاہزادہ نے تجربہ کار اشخاص کی نصیحت پر عمل نہ کیا اور جوانی کے قوت اور خوشامد دوستی کے فریب میں آکر ابتدائے سفر سے آخر تک جسمیں بہت بڑی مسافت منزل بمنزل طے ہوئی اور اسی سلسلہ میں سیر وشکار بھی ہوتا رہا برابر گھوڑے پر سوار رہے۔ بہرہ مندخان مختلف تذکرے چھیڑتا اور خوشامد و نرمی سے گفتگو کرتا تھا اس امیر نے مرشدزادہ کی خوشنودی حاصل کرکے حسب اجازت بارگاہ شاہی کی راہ لی۔ اگرچہ جمدۃ الملک نے باوجود ضعف قوی و پیرانہ سالی کے آداب شاہی کو ملحوظ رکھا اور تمام راہ سواری کی تکلیف برداشت کرتا رہا۔ مگر سفر میں تکلیف و ناخوشی کا احساس اسکے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتا رہا۔

چونکہ شکوہ وشکایت کی گرہ زمین الفت میں رنج وکدورت کا بیج بن جاتی ہے اور مخالفت کا انجام عذاب و ندامت ہے اس لئے دل ہی دلمیں کینہ نے پرورش پائی اور بداندیش افراد کے واسطے سے طرفین کی ناخوشگواری و بدمزگی میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ افواج شاہی چنجی کے نواح میں پہنچیں اور خان نصرت جنگ نے استقبال کے مراسم ادا کرکے شرف حضوری حاصل کیا۔ بادشاہزادہ دیوان خانہ میں رونق افروز ہوئے اور جمدۃ الملک، نصرت جنگ سرفراز خاں نے بیٹھنے کی اجازت پائی۔ سید لشکر خاں پسر سید خاں جہان بارہہ نصرت جنگ کا ہم پایہ امیر تھا اس لئے وہ بھی اسی اعزاز کی توقع رکھتا تھا لیکن صورت حال امید کے خلاف نظر آئی اور یہ امیر رنجیدہ ہوکر دیوان خانہ سے نکلا اور پھر نہ حاضر ہوا۔

بعض حاضرین نے اس واقعہ کو، ہر دو پدر و پسر کی چغلخوری کے ساتھ بادشاہزادہ سے بیان کیا ادھر اسی قسم کے دیگر افراد نے بادشاہزادہ کی بےتوجہی سید لشکر خاں کے دلنشین کی غصہ رنجش و بدخواہی کے اسباب جمع ہوگئے۔ اور ان تمام امور نے تندخو بادشاہزادہ کی بے دماغی و آشفتہ مزاجی میں اضافہ کردیا۔

اسی اثنا میں بادشاہزادہ کے بعض ناعاقبت اندیش جہال کے واسطے سے رانائے قلعہ نشین سے مخفی طور پر مراسلت جاری ہوئی ان اسباب نزاع کے پیدا ہوجانے سے بدکیش مخالفوں کا دلی مدعا بر آیا۔ فتنہ انگیزی و چاپلوسی

کا بول بالا و اغوا و فریب کا بازار گرم ہوا۔

نصرت جنگ ہر طرف سے قطعاً باخبر تھا۔ یہ امیر حالات معلوم کرنے کی غرض سے اندرون قلعہ کے جاسوسوں کو ہزار روپیہ یومیہ معاوضہ دیتا تھا۔ سید لشکر خان و سید خان جہاں ہر دو پدر و پسر نے اس واقعے راز و نیاز سے آگاہ ہو کر تمام کیفیت بارگاہ شاہی میں گزارش کی اور درخواست کر کے اجازت حاصل کر لی کہ راؤ دلپت بوندیلہ بادشاہزادہ کے دولت خانہ پر شبانہ و روز پاسبانی کرے اور بغیر اجازت جمدۃ الملک سواری و دربار نہ کریں اور ہر دبیگانہ کی آمد و رفت نہ ہونے پائے۔

ان حالات سے باہمی رنجشیں آشکارا ہو گئیں۔ ادھر قلعہ کے جاسوسوں سے بہ تحقیق معلوم ہوا کہ بادشاہزادہ جمدۃ الملک اور نصرت جنگ سے موافقت نہ ہونے کی وجہ سے اپنے بد اندیش ملازمین کے ہمراہ تاریک شب میں قلعہ کے اندر جانے پر آمادہ ہے۔ باپ بیٹے بادشاہ کے رعب و ہراس کے غلبہ سے پریشان ہو گئے۔ اور روسائے لشکر سے مشورہ کر کے باتفاق باہمی بادشاہزادہ کے دروازوں پر چوکی و نگرانی کا سختی سے انتظام کیا اور قلعہ کے گرد کے تھانیداروں کو طلب کر لیا۔

قلعہ کے نواح کی فوج اپنے مقام سے ہٹی اور غنیم حالات سے اطلاع پاتے ہی اپنی جمعیت لے کر مقابلہ میں آ گیا اور میدان کارزار فوراً گرم ہوا۔ جمدۃ الملک کو بنگاہ میں بادشاہزادہ کی حفاظت کی فکر تھی اور نصرت جنگ کو مورچال میں بڑی بڑی توپیں اور سامان قلعہ گیری اٹھانے کا اندیشہ گھیرے ہوئے تھا۔ اسی کشمکش میں دونوں کو اتنا موقع نہ ملا کہ تھانیداروں کی مدد کر سکے ہر ممکنہ تدبیر سے کام لیا گیا اور جس مقام پر حسن انتظام نہ ہو سکا وہاں خون کی ندیاں بہنے لگیں۔

اسمٰعیل خاں مکھا مشہور سردار تھا نہ قلعہ کے پیچھے واقع تھا خان مذکور میدان جنگ میں جم گیا مگر حریف کے ہجوم اور بدبخت ستا کی کوشش و جانفشانی سے زخمی ہوا اسمٰعیل خاں کے ملازم اس کو میدان سے اٹھا کر

لے گئے۔ اس سانحہ سے لشکر شاہی کو بیحد نقصان پہنچا۔
نصرت جنگ نے مورچال اٹھانے میں تعجیل سے کام لیا اور بڑی توپوں میں میخیں ٹھونک کر انھیں بیکار کیا اور خود مضبوط و قوی دل ہو کر موجودہ جمعیت کو ترتیب دیکر تمام سامان جنگ ایک ساتھ میدان سے اٹھوایا اور بنگاہ میں پہنچا دیا۔

اس وقفہ میں غنیم اطراف کے حملوں سے خاطر جمع ہو کر شاداں و فرحاں فخر و غرور کے ساتھ ایک لاکھ سوار و پیادہ فوج لئے ہوئے نصرت جنگ کے پڑاو پر پہنچا بنگاہ اس جگہ سے دو کوس کے فاصلہ پر واقع تھی اور قلعہ کی دیوار پاؤ کوس حریف کی شوخی حد سے بڑھ گئی اور مسلمانوں کو موت کا چہرہ سامنے نظر آنے لگا۔

اس وقت خان بہادر نصرت جنگ اور تمام سرداروں کے ساتھ دو ہزار سوار سے زیادہ فوج نہ تھی۔ امرائے شاہی حافظ و ناصر حقیقی کے مددیر بھروسہ اور پیر و مرشد دارین کا تصور کر کے سرکشوں سے معرکہ آرا ہوئے نبرد آزما سواروں کی طرف سے مردانہ حملے ہوئے اور سخت کشمکش کے بعد تین ہزار پیادے غازیان اسلام کے گھوڑوں سے پامال اور تین سو سوار قتل ہوئے خان بہادر سواری کا ہاتھی بڑھا کر قلعہ کے دروازے تک پہنچا۔ اگرچہ اہل قلعہ نے دروازہ بند کر لیا لیکن اس موقع پر بھی ایک ہزار غیر مسلم ضائع ہوئے۔ بہادران لشکر نے اقبال شاہی پر تکیہ کر کے دو دستی تلوار چلائی اور دشمن کے خون سے چہرہ پر فتح کا گلگونہ لگایا۔ بدباطن غنیم نے عار فرار گوارا کر کے میدان کارزار سے منہ موڑا۔

دشمنوں کے متروکہ سامان میں ایکہزار گھوڑیاں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں جنھیں وہ چھوڑ کر قلعہ میں گھس گئے تھے۔ فاتح بہادروں کے چار سو گھوڑے اور چار ہاتھی گولۂ زنبورک سے کام آئے۔ اسی قدر سپاہی جلوادر دوسری جماعتوں کے بھی درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ شاہی لشکر میں مشکل سے ایسے افراد تھے جنھوں نے کوئی زخم نہ کھایا ہو۔

خدا کی عنایت و کرم سے ایسی نمایاں فتح حاصل کر کے خان بہادر دن کے آخری حصہ میں بنگاہ پر پہنچا اور جمدۃ الملک سے ملا۔ چونکہ بادشاہ زادہ اور اُس کے مصلحت اندیشوں کے مشورہ سے علم ہو چکا تھا کہ ان ہر دو پدر و پسر کے دیوان خانہ میں داخل ہوتے ہی ان کو قرار واقعی سزا دیجائیگی اس لئے دونوں امیر سوار ہو کر کے دولت خانہ میں گستاخانہ گھس گئے اس لئے ان لوگوں نے پیر و مرشد کی غمخواری و خیر اندیشی کے لحاظ سے مرشد زادہ کو اپنی حراست میں لے لیا۔

دوسرے روز خان بہادر نے لشکر کے ہر خرد و بزرگ کو تسلی و دلاسا دیکر اسپ و فیل و خلعت و نقد وغیرہ انعام سے دل شاد کیا پھر اس فوج کو مطمئن کر کے خان مذکور نے بار ہا غنیم سے معرکے کر کے فتوحات حاصل کئے۔ اس درمیان میں غلے کا ذخیرہ نہ رہا اور سپاہ میں ثابت قدمی کی مجال نہ رہی تو دشمن سے خان بہادر ایک قسم کی صلح کر کے کوچ کرتا ہوا بادشاہی حدود سلطنت میں مقیم ہوا۔

اس مدت میں فرمان مبارک صادر ہوا کہ بادشاہزادہ کو ہمرم خان کے ہمراہ حضور میں پہنچا دیا جائے۔ جمدۃ الملک نے تو درگاہ معلی کی راہ لی اور خان بہادر نے چار ماہ گزار کر باردگر قلعہ کا محاصرہ کیا اور اہل حصار پر دنیا تنگ کر دی تسخیر قلعہ کے واقعات اور راما کے سفتا کے ہمراہ فرار ہونے کے حالات کسی دوسرے مقام پر ہدیہ ناظرین کئے جائینگے۔

۱۰ شوال کو بادشاہزادہ محمد کام بخش عنایت و حمایت شاہی کے زیر سایہ اور خدا کی حفاظت و پناہ میں جینجی سے حضور پر نور میں پہنچے۔ اور محل سرا میں نواب قدسیہ زینت النسا بیگم کے واسطے سے قبلہ عالم کی ملازمت حاصل کی ایکہزار مہر نذر اور ایک ہزار روپیہ بطور نچھاور نظر انور میں پیش ہوئی۔

اسی زمانے میں فرمان واجب الاذعان نافذ ہوا کہ جس امیر کو جواہر کا سرپیچ مرحمت ہوا ہو وہ اسے سوائے یکشنبہ کے مبارک دن کے اور کسی روز نہ باندھے اور اسی عطیہ پر اکتفا کرے خود دوسرا سرپیچ نہ بنائے اور اس معاملے میں سرتابی نہ کرے۔

۱۲ ذوالحجہ کو خان جہان بہادر ظفر جنگ کوکلتاش خان ناظم معزول دار السلطنت لاہور بارگاہ اقدس میں باریابی سے مشرف ہوئے۔ ان کا فرزند ہمت خاں بہادر صوبہ دار معزول الہ آباد بھی آستان بوس ہوا، اس امیر کو حکم ہوا کہ شاہزادہ محمد معزالدین کے متعلقین کو ان کے پاس برنالا میں پہنچائے ۔

حمید الدین خاں غنیم کی سرکوبی کے لئے گیا ہوا تھا۔ ۱۶ صفر کو آستانہ والا پر حاضر ہوا۔ یہ امیر پیشتر کٹہرہ (کٹھرہ) کے باہر کھڑا ہوتا تھا اب اس کی عزت افزائی فرمائی گئی اور اس کو اندر کھڑے ہونے کی اجازت عطا ہوئی ۔

عنایت اللہ خاں ملا محمد طاہر اپنے خالو کی تعزیت میں بالابند شال کا انعام پاکر ہمسروں میں سرخرو ہوا ۔

۲۰ ربیع الاول کو عمدۃ الملک خان جہاں بہادر نے بارگاہ والا میں عرض کی کہ ہمت خاں کا سنتا سے تین دن تک مقابلہ رہا۔ بعد کشمکش و سخت کوشش کے بعد غیر مسلم سردار مغلوب ہوا اور ہمت خاں کو فتح حاصل ہوئی ۔

راجہ انوپ سنگھ نصرت آباد سکر کی فوجداری پر اور رعد انداز خاں امتیاز گڈھ ادونی کے قلعہ داری پر سرزا وار خاں محمد آباد بیدر کی قلعہ داری پر اور معمور خاں بیر دسو گانو کے فوجداری پر مقرر ہوئے اور ہر ایک حسب حیثیت انعام و اضافہ حاصل کر کے سربلند ہوا ۔

عالیجاہ کا حضور پر نور میں پہنچنا

بادشاہ زادہ عالیجاہ مرض لاحق ہونے کے وجہ سے حضور میں طلب کئے گئے تھے ۲ ربیع الاول کو بادشاہزادہ محمد بیدار بخت اور شاہزادہ محمد والاجاہ نے سعادت ملازمت حاصل کر کے شفائے کامل سے فیضیاب ہوئے ہنوز شاہزادہ والا جاہ کا علاج و پرہیز جاری ہے۔ چونکہ ابھی صحت کلی حاصل نہ ہوئی تھی اور حضرت خود چاہتے تھے کہ اس لئے گلال بار کے درمیان دیوان خاص کے قریب انکے

قیام کے لئے خیمہ نصب کیا گیا اور محافظت کے لئے ایوان اور دو حجرے تعمیر کئے والا جاہ نے اس فرودگاہ پر قیام فرمایا۔

۱۶ تاریخ بادشاہزادہ کو ہفت ہزاری دو ہزار سوار منصب اور علم و نقارہ عطا ہوا۔ خان زماں فتح جنگ جو بادشاہزادہ کی فوج میں متعین تھا حضور پرنور میں بار یاب ہوا۔

حکیم الملک جو حضور سے علاج کے لئے اور فضائل خاں، میر ہادی میر منشی تسلی مدارات کے لئے بادشاہزادہ کی خدمت میں روانہ کئے گئے موصوف کے ہمرکاب ملازمت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت اقدس روزانہ ایک بار بادشاہزادہ کو دیکھنے کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ پھر خود اور نواب قدسیہ زینت النسا بیگم بادشاہزادہ کے ساتھ پرہیزی کھانا بھی تناول فرماتے تھے۔ بادشاہزادہ کی خاطر داری اور شفقت کی وجہ سے جب تک بیماری دور نہ ہوگئی قبلۂ عالم و بیگم صاحبہ نے اسی کھانے پر اکتفا فرمایا۔ شافی مطلق کا شکر و احسان ہے کہ اس نے مشفق دلی نعمت کی برکت توجہ سے بادشاہزادے کو ایسے مہلک مرض سے نجات عطا فرما کر حیات تازہ بخشی۔

بادشاہزادے کے نوکروں میں سے محمد سالم اسلم نے خلوص و عقیدت کے ساتھ تاریخ صحت نظم کی۔

۵ شفائے شہ دعائے پادشہ بود

یہ تاریخ حضرت اقدس کے گوش مبارک تک بھی پہنچی، اور حضرت کی خوشنودی اور تاریخ گو کی تحسین یابی کا باعث ہوئی۔

۵ رجمادی الاول کو بادشاہزادہ خوش و خرم ایوان خاص میں آکر حضور اقدس کے قریب بیٹھے اور حضرت کے صفحۂ خاطر سے غبار کدورت صاف ہو گیا۔ حکیم الملک جس نے علاج میں بے حد کامیابی حاصل کی تھی ہزاری ذات کے اضافے سے مع اصل و اضافہ چار ہزاری امیر ہو کر اپنے ہمچشموں میں سربلند ہوا۔

شاہ عالی جاہ اپنے مرض کی کیفیت خود اس طرح بیان فرماتے تھے جو یہاں انھیں کے الفاظ میں درج کی جاتی ہے؛

"حکیم معصوم خاں نے استسقا ہونے سے تین سال پہلے ملاقات کے وقت کنایۃً اور پھر بذریعہ پیام صراحتہً عرض کیا تھا کہ "مجھے آپ میں استسقا کے آثار و علامات نظر آتے ہیں۔ میں حتی الامکان کوشش کرونگا کہ مرض دفع ہو جائے اور صحت محفوظ رہے۔ اگرچند روز دوا و غذا اور ایسی چیزوں سے پرہیز کیا جائے جو اس مرض کا باعث ہی تو کسی طرح کا خطرہ نہ باقی رہیگا" میں نے حکیم مرحوم کی تشخیص پر توجہ نہ کی اور ان کے انتقال کے دو سال بعد جب میں پنجمی کے جانب مقیم تھا تو یہ مرض نمودار ہوا ہرچند حکیم محمد شفیع، حکیم محمد رضا اور حکیم محمد امین ساوجی نے کوشش کی مگر مرض میں شدت پیدا ہوتی گئی۔ اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ آستین کا دور چودہ گرہ تک پہنچکر تنگ ہوگیا اور پائجامہ کے دور میں ایک گز چھ گرہ تک اضافہ کرنا پڑا۔ پرہیز برابر جاری تھا۔ پانی کے بجائے عرق کاسنی و مکو کا استعمال تھا مگر حکما اپنے کو بری ثابت کرنے کے لئے یہی کہتے تھے کہ بادشاہزادہ پرہیز نہیں کرتے۔ آخر کو یہ حالت ہوئی کہ تمام اشخاص مایوس ہوکر کھال پھٹنے کا انتظار کرنے لگے بیگم اور محمد بیدار بخت گیتی آرا و بخت النسا اور حرم کی چند عورات پلنگ کے آس پاس ہالا کئے ہوئے بیٹھی تھیں۔ میں خواب بیداری کی درمیانی حالت میں تھا کہ میرے پاس ایک نورانی شخص جن کی محاسن شریف (ڈاڑھی) گندمی و سفید تھی نظر آئے ان بزرگ نے میرے قریب تشریف لاکر فصیح زبان میں مجھ سے فرمایا کہ "ابھی تجھ نہیں گیا ہے توبہ صادق کر حق تعالے جلد شفا عطا فرمائیگا" میں نے عرض کیا جس طرح ارشاد ہو توبہ کروں۔ انشاء اللہ تعالیٰ توبہ شکنی نہ کرونگا" میں نے ان کامل بزرگ کے ہدایت کے مطابق توبہ کی اور اسی وقت میرے قلب کو اطمینان محسوس ہوا اور وہ بزرگ نظر سے غائب ہو گئے" میں نے بیگم اور دوسرے متعلقین کو اس واقعہ کی اطلاع دیکر صحت کی خوشخبری سنائی۔ اسی وقت مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی اور اس قدر ادرار ہوا کہ ایک مرتبہ میں دو بڑے

طشت بھر گئے پیشاب کے ہوتے ہی فوراً تخفیف و فرحت کا اثر محسوس ہوا آفتاب نکلنے تک پانچ بار اسی طرح پیشاب ہوا۔ اور سات حصہ ورم اتر گیا۔ اکثر اشخاص مجھ سے سوال کرتے تھے کہ جن بزرگ نے شافی مطلق کے حکم سے توجہ فرمائی تھی وہ کون تھے " میں نے یہی جواب دیا مجھے نہ معلوم ہوسکا کہ وہ کون تھے اور ان کا کیا نام تھا، مگر دوسرے روز اودنی سے جو میرے قیام گاہ سے چالیس کوس پر واقع تھی۔ شیخ عبد الرحمن درویش نے مجھ کو لکھا کہ آج تین گھڑی شب باقی رہنے پر حضرت امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج میں نے بادشاہ زادہ کو توبہ کی تعلیم کر کے اس کی شفا کے لئے حق تعالیٰ سے دعا کی۔ انشاء اللہ جلد شفا ہوگی ہرگز خوف نہ کریں۔ صحت کے بعد میرے نوکروں میں مصطفےٰ کاسی و دیگر افراد نے اپنے پاس سے خاصی رقمیں نقد فقرا و مساکین کو تقسیم کیں میر زین العابدین نے بارہ ہزار روپیہ مستحقوں کو دیا۔ ہدایت خاں نے غسل صحت کے بعد ایک ہفتہ تک جشن کر کے پندرہ ہزار روپے کے صرف سے لوگوں کی دعوتیں کیں۔ بیگم نے مبلغ ساٹھ ہزار روپیہ نذر کے طور پر نجف اشرف و کربلائے معلیٰ روانہ کیا ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ مکۂ معظمہ، مدینۂ منورہ، اور مقامات متبرکہ کے مستحقین کے لئے حضور پرنور سے ارسال ہوا۔ بیگمات اور شاہزادوں نے معتد بہ رقمیں اہل استحقاق کو تقسیم کیں۔ جس وقت حکیم الملک اور فضائل خاں، حضور پرنور کے حکم سے میرے پاس پہنچے اس وقت تھوڑا ورم چہرہ اور ہاتھوں پر تھا۔ حکیم نے معجون الذہب دی۔ جس کے استعمال سے ورم میں کچھ اضافہ ہوا۔ مگر معالج نے عرض کیا کہ کوئی خوف کی بات نہیں ہے ورم قطعاً زائل ہو جائیگا اس کے بعد میں حضور میں روانہ ہوا حکیم کو دو ہزار اشرفی، خلعت و فیل لبطور انعام عطا کئے اور فضائل خاں بھی نوازش و مراعات سے سرفرازہ ہوا۔"

(بادشاہ زادہ کا بیان ختم ہوا)

فتح جنگ کا فرزند منور خاں پانصدی اضافہ کے ساتھ سہ ہزارو

پانصدی دو ہزار سوار کے منصب پر فائز ہوا۔ علی مردان خاں حیدرآبادی بد انجام غنیم کے قید میں گرفتار ہوگیا تھا اور یہ امیر آزاد ہوا اور غائبانہ پنجہزاری پنجہزار کے منصب پر فائز ہوکر شادکام ہوا۔ جمدۃ الملک جو حجی سے پلٹ کر علم اقدس کے مطابق نصرت آباد سکر میں مقیم تھا حسب طلب درگاہ معلی میں حاضر ہوا۔

بادشاہزادہ محمد کام بخش کے واقعہ کدورت خیز سے جمدۃ الملک کے دل میں بے شمار توہمات گھر کر گئے تھے۔ جس روز سے باریابی کی عزت ملی اور وہ سلام گاہ پر پہنچا تو ملتفت خاں نے جو داروغہ خواصاں کی حیثیت سے تخت مبارک کے قریب کھڑا تھا آہستہ یہ مصرع پڑھا ے در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست۔ بادشاہ جرم بخش و خدام نواز نے فرمایا۔ کہ یہ مصرع موقع پر پڑھا گیا اور اس کے بعد نظر توجہ اس ممتاز و برگزیدہ سردار پر ڈال کر قدمبوسی کا ایما فرمایا اور اپنے ہاتھوں سے اس کا سر اٹھا کر تسلی دی۔

سپہدار خاں پسر کوکلتاش خاں ظفر جنگ، بزرگ امید خاں کے انتقال کی وجہ سے سے آل آباد کا ناظم ہوگیا تھا۔ علاوہ اس خدمت کے جونپور کی فوجداری پر بھی فائز ہوا۔ پیشتر سہ ہزاری دو ہزار و پانصد سوار کا منصبدار تھا اب پانصد سوار کا اضافہ اور ایک کروڑ دام بطور انعام کے عطیات سے سرفراز ہوا۔

خانہ زاد خاں جو کرہ نمونہ کی سمت راہداری کے لئے روانہ ہوا تھا ۲۲ جمادی الآخر کو حضور پرنور میں پہنچا۔ شاہزادہ بیدار بخت بہادر دشمن کی سرکوبی کے لئے رخصت ہوئے دستہ ماہی کا خنجر مع علاقہ مروارید قیمتی دس ہزار مرحمت ہوا۔ خان فتح جنگ اور اس کے فرزند و اقربا و دیگر اشخاص جو ہمرکابی پر مامور ہوئے۔ سب کو خلعت اضافہ منصب، جواہرات واسپ و فیل مرحمت ہوئے۔

۱۲ رجب کو شاہزادہ محمد معزالدین پرنالہ کا محاصرہ ترک کر کے حضور میں حاضر ہوئے اور خلوت میں اپنے فرزند اعزالدین کے ہمراہ آستانہ قدس

پر سر جھکایا ؎

مختار خاں میر آتشی کی خدمت پر ممتاز ہوا۔ نوازش خاں رومی نے چکلہ مراد آباد کی حراست (محافظت) کی خدمت حاصل کر کے دل کی مراد حاصل کی ؎

سادات بارہہ کا ایک سید منصبدار سرکار والا کا ملازم تھا اور امان اللہ شاہ عالیجاہ کا معتبر خادم تھا۔ ان ہر دو افراد کی ایک دوسرے سے ملاقات تھی۔ ایک روز ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ جب وقت آجاتا ہے تو ایک بات پر رسم دوستی پر پانی پھر جاتا ہے موافقت نے مخالفت کی جگہ پائی اور جھگڑا اتنا بڑھا کہ امان اللہ نے سید پر جمدھر کا ایک ہاتھ چھوڑا۔ ضرب کاری لگی۔ سید بے دم ہوگیا۔ سادات نے متفق ہو شاہ عالیجاہ کے فرودگاہ میں امان اللہ کے دائرہ پر ہجوم کیا اس طرف سے بھی بے شمار افراد جمع ہوگئے اور ہنگامہ برپا ہوگیا ؎

قبلۂ عالم کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اور مختار خاں میر آتش کو حکم ہوا کہ موقع پر پہنچکر جہاں تک ممکن ہو مصالحت کی سعی کرے۔ خان مذکور نے ارشاد عالی کے مطابق لڑائی رک جانے کی کوشش کی لیکن سادات جنگ سے باز نہ آئے مختار خاں نے حقیقت واقعی کا معروضہ پیش کیا اور حضرت نے عرضی پر دستخط مبارک سے یہ آیۃ کریمہ ثبت فرمائی ؛

وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فان بغت احدٰھما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٓئ الی امر اللہ۔

(ترجمہ۔ اگر مومنین کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان دونوں کے درمیان صلح کرا دو۔ اور اگر ان میں سے کوئی دوسرے پر زیادتی کرے تو اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کا حکم مان لے)

خدا خدا کر کے وہ روز گزرا اور دوسرے دن سادات کی ایک جماعت دیوان عدالت میں باہر کی جانب آکر کھڑی ہوگئی۔ حکم ہوا کہ قاضی القضات سے رجوع کریں تاکہ شریعت کا جو حکم ہو اس کے مطابق عمل کیا

جائے۔ اس بے خبر جماعت کی زبان سے نکلا کہ "ہمکو قاضی سے کیا سروکار ہم خود اپنے حریف سے سمجھ لینگے" یہ امر خاطر اقدس پر گراں گزرا اور حضرت نے آستین الٹ کر فرمایا کہ جس گروہ نے ہمیشہ میرے ہاتھ سے ضرب کھائی اور زک اٹھائی ہے وہ معاملات شرعی میں اسطرح کی بدزبانی و گستاخی سے کام لیتا ہے یہ تمام افراد جمع ہو کر حاضر ہوں" پھر حکم ہوا کہ سادات میں جو اشخاص خاص چوکی اور جلو قدیم کے ملازم ہیں سب برطرف کئے جائیں اور دروازہ غسل خانہ کے سامنے والے خیمہ پر جو افراد مقرر تھے وہ بھی علیحدہ ہو جائیں"۔ اب ان میں کون ایسا مرد تھا جو دم مار سکتا۔

سیف خاں، سید خاں وغیرہ سردار مقرب و صاحب اقتدار ارکان کے مکانات پر حاضر ہوئے اور ہزار طرح پر کہا کہ ہم نافرمان گروہ میں شامل نہ تھے لیکن ان کا عذر مسموع نہ ہوا اور ایک زمانہ تک معتوب و برطرف رہے۔ ایک مدت کے بعد مقربان دولت کی سفارش اور اپنی التماس و نیازمندی سے خدمات پر بحال ہوئے اس واقعے کے بعد ان اشخاص نے باردگر ایسی حرکت نہ کی اور ہمیشہ ادب کے ساتھ اپنے خدمات انجام دیتے رہے۔

اسی زمانہ میں چند خون گرفتہ (اجل رسیدہ) یعنی شاہزادہ محمد معزالدین کے بیس نفر ملازم افضل علیخاں دیوان سرکار سے بے ادبانہ پیش آئے ان کی سفلہ مزاجی نے فساد کو اس درجہ طول دیا کہ کسی کی نصیحت نے کام نہ کیا جس نے سمجھایا وہ رسوا ہوا یہ شکایت سمع مبارک تک پہنچی اور چونکہ اسی زمانہ میں سادات کا نفرت انگیز واقعہ پیش آچکا تھا فرمان والا صادر ہوا کہ حمیدالدین خاں اس جماعت کو اس کے اعمال کی سزا دے۔

حمیدالدین خاں موقع پر پہنچا اور اہل فساد نے اپنی جگہ سے قدم پیچھے نہ ہٹایا بلکہ وہ جلتی آگ میں گر پڑے اور دیدہ دلیری سے مقابلہ کیا۔ ظاہر ہے کہ پروانہ کی بساط ہی کیا۔ اگر ہزار جمع ہوں تو بھی ایک مشت

خاک کے برابر ہیں۔ مگر چونکہ یہ چند نفر جان دینے پر تلے ہوئے تھے اس لئے جب ایک ہزار شاہی سواروں پر حملہ کرتے تھے تو ہر طرف اہل لشکر کے قدم ڈگمگاتے نظر آتے اور سوائے فرار کے کسی امر پر قرار نہ ہوتا تھا۔ اسی اثنا میں ہجوم شور و غل کی وجہ سے خان بہادر کی سواری کا ہاتھی بھڑک کر معرکے سے نکلا اور گنج بادشاہی کی طرف ایک کوس تک چلا گیا۔ بڑے بڑے کھلیان جن میں غلہ کا ڈھیر لگا لیتے ہیں خان بہادر کو نظر آئے جیسے ہی ہاتھی ان کے برابر سے گزرا خان بہادر نے اپنے آپ کو تول کر حوضہ سے جست کی اور کھلیان پر جا رہا۔ ملازمین نے ہاتھی کا پیچھا کر کے اسے قابو میں کیا اور خان بہادر دوسری سواری پر سوار ہو کر پھر میدان میں پہنچا۔ آخر کو یہ بدبخت گروہ خود اپنی ہی جلائی ہوئی آگ میں جلکر راہی عدم ہوا۔

سنہ ۳۸ جلوس عالم گیری مطابق سنہ ۱۱۰۵ھ

رمضان المبارک کے متبرک چاند نے دور سے اپنی جھلک دکھا کر اسلامی دنیا کو اپنی آمد کے برکات و مسرت سے معمور کر دیا۔ قالب عدل و داد کی جان یعنی بادشاہ اسلام روز و شب کی اطاعت و عبادت سے ثواب و سعادت حاصل کرنے میں مصروف ہوئے قبلۂ عالم نے اپنے واقعات و حالات کو روحانی مسرتوں اور خیر و ثواب کی برکتوں سے زینت دی۔

مخبروں کے نوشتے سے جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ امیر الامرا شائستہ خاں ناظم اکبر آباد نے وفات پائی۔ اس برگزیدۂ امرا عالیشان سردار کے اخلاق و محاسن اس سے زیادہ اور کیا ہونگے کہ تمام عالم میں اس کے جود و احسان کی شہرت ہے اور مسافر خانے اور پلوں کی قسم کے نیک آثار و عمارات جن میں لاکھوں روپیہ صرف ہوا تھا ہندوستان میں ہر چہار طرف اسکی یادگار موجود ہیں۔

مرحوم کے انتقال کے بعد صالح خاں پسر اعظم خاں کوکہ باپ کے خطاب فدائی خاں سے مخاطب ہوا اور اس کو گوالیار کی فوجداری کے بجائے اکبر آباد کے صاحب صوبہ کا عہدۂ جلیل مرحمت ہوا۔ بخشی الملک بہرہ مند خاں چہار ہزاری دو ہزار و پانصد سوار تھا ۱۸ ذی الحجہ کو ایک ہزاری سے کے

اضافہ سے پنجہزاری کے منصب پر فائز ہوا ؛

ذوالفقار خاں بہادر چار ہزاری تیس ہزار سوار کا منصب دار تھا اسے بھی ایک ہزاری ذات کی نمایاں ترقی عطا ہوئی بخشی الملک مخلص خاں دو ہزار و پانصدی شش صد سوار تھا پانصدی یک صد سوار کے اضافہ سے سہ ہزاری ہفت صد سوار کے عہدہ پر سرفراز ہوا ؛

فاضل خاں خانساماں پانصدی اضافہ پاکر دو ہزار و پانصدی پانصد سوار کا منصب دار قرار پایا۔ ۲۷ صفر کو اسمٰعیل خاں لکھا غنیم کے ہاتھ سے رہا ہوکر حضور میں پہنچا ایندی سے مرتضیٰ آباد تک کی راہداری پر مقرر ہوا۔ پہلے پنجہزاری پنجہزار سوار تھا ہزاری ذات کے اضافہ سے بہرہ مند ہوا ؛

خانہ زاد خاں خدام چوکی خاص کا داروغہ مقرر ہوا۔ عسکری خاں حیدرآبادی صوبہ اودہ (کے انتظام) پر مقرر ہوا۔ راجہ بھیم سنگھ پنجہزاری نے انتقال کیا۔ اعتقاد خاں اور ابوالمعالی امیر الامرا کے بیٹے اور مرلی دھر دیوان علاقہ مرحوم ۱۷ جمادی الاول کو حضور میں باریاب ہوکر ماتمی خلعت کے عطیہ سے سرفراز ہوئے ؛

اخلاص کیش مولف حضور کے ایما سے بعض معاملات کے تصفیے کیلئے اجین گیا ہوا تھا اپنے خدمات کو انجام دینے کے بعد حاضر بارگاہ ہوکر آستان بوس ہوا۔ ۸ رجب کو بزرگ امید خاں ناظم صوبہ بہار نے دنیا کو خیرباد کہا۔ اعتقاد خاں اور ابوالمعالی کو بھائی کے ماتم میں خلعت عطا ہوئے ؛

بزرگ امید خاں کے بجائے فدائی خاں بہار کا صوبہ دار مقرر ہوا اور اس کے تغیر سے صوبہ اکبر آباد کی نظامت پر مختار خاں کا تقرر عمل میں آیا۔ مختار خاں کی خدمت پر خانہ زاد خاں میر آتش کے عہدے پر سرفراز ہوا یہ امیر پیشتر دو ہزار و پانصدی کا منصبدار تھا اب پانصدی اضافہ سے دل شاد ہوا ؛

فرمان مبارک صادر ہوا کہ کوکب سپہر عظمت بادشاہزادہ محمد معظم کا منصب چہل ہزاری چہل ہزار سوار سیاہہ میں درج کیا جائے ؛

دربار عالی و نیز صوبجات میں فرمان ہوا کہ سوائے فرقہ راجپوت کے دیگر

اقوام کے ہندو ہتھیار نہ لگائیں اور ہاتھی، پالکی اور عراقی و عربی گھوڑے پر سوار نہ ہوں؛

۲۶ شعبان کو قطب آباد سے کوچ ہوا اور ۲۸ کو پانچویں مرتبہ نواح بیجاپور سمت نورس پور دافضل پور کو فرودگاہ والا بننے کا شرف حاصل ہوا؛

جلوس عالم گیری کا انتالیسواں سال

ماہ رمضان کا بابرکت خیر و سعادت انگیز چاند طالع ہوا جہاں پناہ نے اس مقدس مہینہ کو بھی خواہانِ ملک کو سرفراز اور اعدائے سلطنت کو تباہ کرنے میں صرف کیا۔ قبلۂ عالم نے ماہ مبارک میں دینی و دنیوی سعادتوں کے حاصل کرنے میں خیر و سعادت کے مدارج طے فرمائے چونکہ مقام برہمن پوری ایسے مبارک زمانہ کے بسر کرنے کے لئے موزوں نہ تھا لہذا جہاں پناہ نے اس مقدس مہینہ میں خیر و احسان فرما کر اس قیام کی تلافی فرمائی؛

خان جہاں بہادر ظفر جنگ نے عدالت پناہ کے حضور میں چینی کا ایک چھوٹا اور مدور آفتابہ پیش کیا اور کہا کہ یہ لوٹا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تبرکات میں سے ہے جہاں پناہ نے اس پر ایک نگاہ ڈال کر آفتابہ شاہزادہ معز الدین و محمد عظیم کو عنایت فرمایا دو سطروں کا ایک نقش خط کے طور پر اس آفتابہ پر کندہ تھا شاہزادوں نے فرمایا کہ غالباً یہ خط عبرانی ہوگا خان جہاں بہادر نے انداز گفتگو کو پہچانا اور عرض کیا کہ میں عبرانی نہیں جانتا جس نے فروخت کیا ہے اس کا بیان ہے کہ آفتابہ چینی کا ہے جہاں پناہ نے فرمایا کہ عبرانی ایک خط ہے آفتابہ کی چینی خراب نہیں ہے۔ خان مذکور کے بیشمار عجیب و غریب روایات افواہاً مشہور ہیں جو قطعاً قیاس سے باہر ہیں چونکہ لطیفۂ مذکور راقم الحروف نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے اس لئے حوالۂ قلم کر دیا؛

عنایات جہاں پناہی کی خوشگوار ہوا چلی اور حکم ہوا کہ خدمتگار خاں خواجہ منظور کے ہمراہ حضرت قطب عزت بادشاہ زادہ محمد معظم کو خلعت خاصہ پہنچائے شاہزادۂ مذکور تسبیح خانہ میں آداب بجالائے اور جہاں پناہ کے ہمراہ دیوان عدالت میں آکر شرف قدمبوسی سے سرفراز ہوئے عدالت پناہ نے شاہزادہ کے پیشانی

کو بوسہ دیا اور آداب و بندگی بجا لانے کے بعد سرپیچ الماس قیمتی ایک لاکھ دشمشیر اور دو گھوڑے مع ساز مینا و طلا اور ایک ہاتھی مع سامان نقرہ مرحمت فرمایا اور ارشاد ہوا کہ اپنے مکان کو واپس جائیں۔ خدابندہ خاں پسر امیر الامرا اپنے باپ کی وفات کے بعد بہرائچ کی فوجداری سے حضور میں حاضر ہوا اور خلعت ماتمی کے عطیہ سے سرفراز ہوا۔ حمید خاں کے منصب میں ایک صد سوار کا اضافہ ہوا اور امیر مذکور ہزار و پانصدی پانصد سوار کے گروہ امرا میں داخل ہوا۔

شاہی دربار کا دستور تھا کہ شاہزادہ محمد معظم ہمیشہ جہاں پناہ کے دست راست بیٹھتے تھے۔ شاہزادۂ مذکور کی گوشہ نشینی کے زمانہ میں شاہزادۂ عالیجاہ کو یہ عزت عطا ہوئی شہزادہ معظم نے جہاں پناہ کے حضور میں معروضہ پیش کیا کہ عید کے روز فدوی کو کیا حکم ہوتا ہے فرمان خداوندی صادر ہوا کہ سواری کے آگے عید گاہ چلیں اور دست راست کی طرف نشست اختیار کریں۔ شاہی حکم کے مطابق عمل در آمد ہوا۔ سواری مبارک زینہ پر پہنچی اور شاہزادہ محمد معظم نے شرف مجرہ و قدمبوسی سے مشرف ہوئے حضرت نے ان سے معانقہ فرمایا اور ان کا بایاں ہاتھ اپنے دست راست سے پکڑ کر جانب مصلیٰ تشریف لائے اور شاہزادہ مذکور کو داہنی جانب بیٹھنے کی اجازت عطا فرمائی شاہزادہ مذکور جہاں پناہ سے بالکل ملکر بیٹھے شاہزادہ عالیجاہ ان کے عقب میں آرہے تھے اور شمشیر خاصہ ان کے ہاتھ میں تھی عالیجاہ نے اپنے بھائی کا بازو پکڑ کر اپنے لئے جگہ نکال کر جہاں پناہ کے داہنی جانب بیٹھنے کا ارادہ کیا حضرت نے ان کا ہاتھ پکڑ جانب چپ بٹھلا دیا ظاہر ہے کہ حکم جہاں پناہی کے باوجود کس کو تقدیم و تاخیر کی طاقت ہو سکتی ہے نماز کے بعد خطیب نے حضرت کا نام نامی لیا اور جہاں پناہ شاہزادہ عالیجاہ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھے اور شاہزادہ محمد معظم کو سوار ہو کر واپس جانے کی اجازت دی شاہزادۂ محمد معظم مع فرزندوں کے تیسرے دروازے سے برآمد اور جہاں پناہ دروازۂ دوم سے باہر تشریف لائے۔

زبیتہ النسا اور صفیتہ النسا محمد اکبر کی دونوں بیٹیاں جہاں پناہ کے حکم

کے مطابق حاضر بارگاہ ہو جائیں اور ان کا نکاح شاہزادۂ رفیع القدر اور خجستہ اختر سے کر دیا گیا۔
شاہزادہ محمد معظم ۵ ہر شوال ۳۹ ہر پنجشنبہ کے روز تسبیح خانے میں تشریف لائے اور بعد ادائے آداب ان کو اکبر آباد جانے کی اجازت مرحمت ہوئی شاہزادے کو خلعت رخصت عطا ہوا جو خواجہ منظور کے ہمراہ ان کے لئے روانہ کیا گیا۔
شاہزادہ محمد معظم جہاں پناہ کے ساتھ دیوان عدالت میں تشریف لائے اور شرف قدمبوسی حاصل کر کے معزز و مکرم ہوئے جہاں پناہ نے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فاتحۂ خیر پڑھ کر شاہزادہ کو رخصت فرمایا۔ رفیع القدر اور خجستہ اختر کو محمد معظم کے ہمراہ جانے کی اجازت مرحمت ہوئی اور معز الدین اور محمد عظیم کو حکم ہوا حضور شاہی میں مقیم رہیں اور حکم ہوا کہ شاہزادہ محمد معظم کو دائرہ تک پہنچا کر واپس آئیں۔

بادشاہ کا بیجاپور سے موضع برہم پوری کو واپس آنا

۷ ہر شوال کو نورس پور سے کوچ ہوا اور قبلۂ عالم موضع برہم پوری میں وارد ہوئے یہ موضع دریائے بھیرا کے کنارہ آباد ہے شاہی حکم کے مطابق تمام بادشاہزادے اور نیز اعیان مملکت تسلیمات مبارک باد بجا لائے۔ قبلۂ عالم دولت خانہ کو تشریف لاتے ہوئے شاہ عالی جاہ کے خیمہ کی طرف سے گذرے معلوم ہوا کہ شاہزادہ مذکور کے دائرہ کا دور بیحد زیادہ ہے جہاں پناہ نے حکم دیا کہ جریب کش دایرۂ مذکور کی پیمائش کرے اور نیز یہ کہ عالیجاہ کے خیمہ کا احاطہ جہاں پناہ کے احاطہ سے جو قبل جلوس تھا زیادہ نہ ہو۔ روح اللہ خاں کی دختر کے بطن سے شاہزادہ محمد عظیم کے محل میں بیٹا پیدا ہوا جہاں پناہ کے حضور میں پانسو اشرفیاں نظر کی پیش ہوئیں قبلۂ عالم نے مولود کو روح القدس کے نام سے موسوم فرمایا۔

۲۲ ہر محرم کو مختار خاں کی دختر کی بطن سے شاہزادہ بیدار بخت کے محل میں لڑکا پیدا ہوا شاہزادۂ عالی جاہ نے حاضر حضور ہو کر بعد ادائے آداب پانچ سو اشرفیاں بہ طور نذر پیش کیں نوزائیدہ فرزند فیروز بخت کے نام سے موسوم کیا گیا۔

۲۲ ہر صفر کو محمد معز الدین و محمد عظیم رخصت کے وقت تخت گاہ اکبر آباد

ہیں شاہ عالیجاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے شاہزادہ کو خلعت و بالابند
یا نیمہ آستین وطرہ و بالائے مروارید عطا ہوئے ؃
خدا بندہ خاں کا جمدۃ الملک کی دختر سے عقد ہوا اور نامبردہ کو خلعت
عطا فرمایا گیا۔ ذوالفقار خاں بہادر اصل و اضافہ کے اعتبار سے پنجہزاری
چہار ہزار سوار کا منصب دار مقرر ہوا۔ بخشی الملک بہرہ مند خاں آستانہ شاہی
پر حاضر ہوا قبلۂ عالم نے امیر مذکور کو پنجہزاری سہ ہزار سوار کا منصب دار بلا شرط عطا
فرمایا ؃

بخشی الملک مخلص خاں کو سہ ہزار سوار کا منصب عطا ہوا۔ حمید الدین خاں
اصل و اضافہ کے اعتبار سے دو ہزاری منصب داروں میں شمار کیا گیا ؃

قاسم خاں و خانہ زاد خاں کا قضائے الہی سے گرفتار بلا ہونا

قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ مسمی سنتا پریشان و تباہ حال اپنے ملک
کو واپس جا رہا ہے اور شاہی لشکر سے اسی کوس کے فاصلہ سے
اس کا گزر ہوگا جہاں پناہ نے محمد قاسم خاں کے نام فرمان صادر
فرمایا کہ خانہ زاد خاں و صف شکن خاں و سید اصالت خاں
و محمد مراد خاں وغیرہ سرداران فوج کے ہمراہ جلوداران خاصہ
و خاص چوکی و ہفت چوکی و توپخانہ کی جمعیت کے ساتھ جو اس مہم پر نامزد کی
گئی ہیں سنتا کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو۔ قاسم خاں کو جو ملک سرا کا ناظم و
بیجد معزز و کارگزار امیر تھا ادونی میں فرمان مبارک ملا ۲۳ جمادی الآخر کو
غنیم کی گزرگاہ سے چھ کوس کے فاصلہ پر خانہ زاد خاں قاسم خاں سے جا ملا
قاسم خاں کا تمام ساز و سامان ادونی میں تھا لیکن اس کو منظور نہ ہوا کہ خانہ زاد
خاں وغیرہ امراء کی دعوت کرے۔ قاسم خاں نے طلائی و مسی و چینی کے برتن قلعہ
سے نکال کر اپنے و نیز دیگر امراء کے پیش خانہ کی ہمراہ تین کوس کے فاصلہ سے
روانہ کئے ؃

قاسم خاں کی اس کارروائی سے غنیم آگاہ ہوا اور اس نے اپنی جمعیت
کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ حریف نے ایک گروہ کو توپخانہ کی غارتگری کیلئے
روانہ کیا اور ایک حصہ کو اہل لشکر کے مقابلہ کے لئے نامزد کرکے تیسرے

گروہ کو محفوظ رکھا۔ دشمن کی ایک جماعت نے جو پیش خانہ پر حملہ آور ہونے کیلئے
متعین کی گئی تھی چار گھڑی دن گزرنے پر دھاوا کیا اور بے شمار افراد کو قتل
وزخمی کرکے تمام موجودہ مال واسباب کو تاراج کیا قاسم خاں کو دفعۃً اس واقعہ
کی خبر ہوئی اس امیر نے خانہ زاد خاں کو بیدار نہ کیا اور خود مقابلے کیلئے بہ تعجیل
روانہ ہوگیا قاسم خاں نے ہنوز ایک کوس کی مسافت طے کی تھی کہ دشمن کی
فوج جو مقابلے کیلئے آمادہ تھی سامنے نمودار ہوئی اور میدان کارزار گرم ہوا خانہ زاد
خاں سو کر اٹھا اور اس خبر کو سنتے ہی بہیر وبنگاہ اور خیموں اور اسباب کو
اسی جگہ چھوڑ کر بہت جلد میدان جنگ کی طرف روانہ ہوگیا خانہ زاد خاں کو
معلوم تھا کہ دشمن کے ہمراہ کالا پیادہ یعنی بندوقچی بیشمار ہیں اور ان کے علاوہ
دیگر جمعیت وسوار بھی بے انتہا موجود ہیں فریقین میں سخت وعظیم الشان جنگ
ہوئی اور طرفین سے بے شمار افراد کام آئے باوجود لشکر اور سرداروں کی ثابت
قدمی وقائمی اور غنیم کے سپاہ کے قتل وزخمی ہونے کے دشمن ایک قدم پیچھے
نہ ہٹا اور غنیم کے استقلال میں خلل واقع نہ ہوا اسی اثناء میں ایک جماعت نے
جسے سنتا نے علیحدہ محفوظ رکھا تھا بہیر وبنگاہ پر جسے قاسم خاں وغیرہ نے عقب
میں چھوڑ دیا تھا حملہ کیا اور تمام افراد کو قتل کرکے جملہ سامان واسباب کو
تاخت وتاراج کیا۔ معرکہ کارزار خوب گرم تھا کہ قاسم خاں وخانہ زاد خاں کو
اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اور ان کی ثابت قدمی میں فرق آنے لگا ہر دو اشخاص
نے باہم یہ صلاح کی کہ چونکہ جس مقام پر پیش خانہ روانہ کیا گیا ہے وہ قلعہ دیر ندی
سے قریب ہے اور اس کے سامنے تالاب بھی واقع ہوا ہے اس لئے ہم کو
اس مقام پر پہنچکر قیام کرنا چاہئے قاسم خاں وخانہ زاد خاں نے ایک کوس
راہ جنگ کناں طے کی اور شام کو تالاب کے قریب پہنچے دشمن نے اس
جماعت کو قیام پذیر ہونے دیا اور خود بھی ایک جانب مقیم ہوگیا بادشاہی
لشکر جو قلعہ کے اندر تھا اس نے قلعہ میں داخل ہونے کی راہیں دشمن پر مسدود
کردیں قاسم خاں اور دیگر سرداروں نے جو کھانا کہ ان کے ہمراہ تھا دیگر افراد پر
تقسیم کرکے کھالیا اور تمام لشکر نے صرف تالاب کا پانی پیکر بسر کی دانہ اور گھاس

کا نام تک لینا محال نظر آتا تھا شب کے وقت روسیاہ دشمن نے ان کو
چہار جانب سے گھیر لیا بادشاہی لشکر نے بھی کمر ہمت وجان نثاری مضبوط
باندھی اور دشمن کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہو گئے لیکن دشمن تین روز تک
سامنے آتا مگر جنگ نہ کرتا تھا یہاں تک کہ ہزار پیادہ اس بومی کی جانب
(جبلدرک) جو قاسم خاں سے عاجزانہ امان طلب کر چکے تھے قابو پاکر مخاصمت کیلئے
پہنچ گئے چوتھے دن سپیدۂ صبح نمودار نہ ہوا تھا کہ پیادہ کالہ پہلے سے دہ چند
زیادہ جنگل میں آکر کھڑے ہو گئے اور لڑائی شروع ہو گئی چونکہ شاہی توپخانے
کا مصالحہ زیادہ مقدار میں تباہ وبرباد ہو چکا اور جو ہمراہ تھا وہ صرف ہو چکا
تھا چند ساعت تک دوڑ دھوپ اور ہاے ہوئے کرکے عاجزی کے ساتھ خاموش
بیٹھ گئے اور سنتا کی جانب سے بندوق کی گولیوں کی بارش مثل اولوں کے
ہو رہی تھی غرضکہ بیشمار سپاہی اس جگہ بھی کام آئے اور باقی ماندہ لشکر نے چہار
جانب سے راہ فرار مسدود دیکھ کر مجبوراً قلعہ میں پناہ لی معتبر اشخاص جو اس قیامت خیز
معرکہ میں بذات خود شریک تھے اور جن افراد نے جنگ میں حصہ لیا تھا ان کا بیان
ہے کہ تیسرا حصہ جنگی سپاہ کا اور ہر دو پیشخانہ راہ میں اور لب تالاب ضائع ہوا غنیم
نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور یہ خیال کرکے کہ اہل قلعہ بھوک کی وجہ سے مرجائیں گے
قطعاً مطمئن ہو گیا۔

بادشاہی لشکر قلعہ میں داخل ہوا اور اول روز تو قلعہ کے ذخیرہ سے باجرہ
اور جوار کی روٹی تمام خورد وبزرگ کو دستیاب ہو گئی اور نئے و پرانے چھپر کی
گھانس جانوروں کے کام آئی لیکن دوسرے دن نہ آدمیوں کو غذا میسر ہو سکتی ہے
اور نہ گھوڑوں کو چارہ غرضکہ اس لشکر کا یہی خیال تھا کہ اگر اس بے درمان درد
کی وجہ سے جان جائے تو بہتر ہے قاسم خاں چونکہ افیون کا عادی تھا اور اس
کی زندگی اسی پر منحصر تھی افیون کے نہ ہونے سے ہلاک ہوا قاسم خاں نے
تیسرے دن وفات پائی اور اس طرح دشمن کے ہاتھوں سے اپنی جان بچا
لے گیا سنتا اس خبر کے مشہور ہونے سے زیادہ دلیر اور اہل قلعہ بیحد پریشان
وبدحواس ہوئے شجاع و بہادر افراد نے ہر چند کہا کہ بھوک کی تکلیف اٹھانا

اور اس خرابی سے جان دینا بیحد ناگوار ہے ہمارا فریضہ ہے کہ ایک ہی مرتبہ ہم سب حریف پر حملہ کریں تاکہ یا شہادت نصیب ہو یا فتح ہر دو حالت میں ہمکو عذاب سے نجات ہوتی ہے اور ہم ثواب کے مستحق قرار پاتے ہیں لیکن روسا نے اس امر کو قبول نہ کیا جس وجہ سے بے شمار افراد بھوک کی وجہ سے مر گئے چارہ نہ ملنے سے گھوڑوں کی یہ حالت تھی کہ ایک دوسرے کی دم بجائے گھانس کے چباتے تھے اسی اثنا میں دشمن نے ایک برج کو بنیاد سے اڑا دیا اور لڑائی ہر طرف شروع ہو گئی خانہ زاد خاں نے مجبوراً پناہ جوئی کی تدبیر اختیار کی اور اس شرط پر صلح قرار پائی کہ قاسم خاں کے نقد و جنس و جواہر و اسپ و فیل سنتا کے حوالے کیے جائیں اور بیس لاکھ روپیہ اور سنتا کا فرزند مسمی بال کشن جو حسب اعتماد منشی اور اپنے پدر کے کارخانہ جات کا مختار کامل ہے خانہ زاد خاں کے ہمراہ رہے غرضکہ ان شرائط پر عمل کیا گیا اور سنتا نے یہ پیام بھیجا کہ تمام اشخاص بلا خوف و خطر قلعہ کے باہر آئیں اور رات کے وقت دروازہ قلعہ پر قیام کریں جس شخص کے پاس جو چیز ہے وہ اس کی ملک ہے ہماری جانب سے کوئی مزاحمت نہ ہو گی اور جس شخص کو جس چیز کی ضرورت ہو اس کو میرے لشکر سے خرید کر سکتا ہے بادشاہی لشکر تیرہ روز کے بعد قلعہ سے باہر آیا سنتا کے ملازمین سپاہیوں کو ایک جانب سے روٹی اور دوسری جانب سے پانی تقسیم کرتے تھے بادشاہی لشکر نے دو راتیں قلعہ کے دروازہ پر بسر کیں اور تیسرے دن خانہ زاد خاں مع اپنے رفقا کے دشمن کی رہنمائی سے شاہی بارگاہ کی طرف روانہ ہوا حمید الدین خاں بہادر حضرت کے حضور سے اور رستم دل خاں حیدر آباد سے محصورین کے امداد کی اجازت پاکر روانہ ہوئے تھے ادونی کے متصل ان امیروں اور خانہ زاد خاں وغیرہ سے ملاقات ہوئی ان ہر دو امیر نے خیمہ و پوشاک و نقد وغیرہ سے امداد کی بعد انداز خاں قلعدار نے اپنی حیثیت سے زیادہ مدد دینے میں کوشش کی اور تمام ضروری اشیا حاجت سے زاید ہر شخص کے مکان و اطراف و جوانب سے فراہم ہو گئیں ۱۱ سنتا بعد حاصل ہونے ایسی غنیمت کے اپنے گھر کی طرف

روانہ ہوا اس کا خیال تھا کہ ہمت خاں بہادر سے جو کمی لشکر کے خیال سے
باوجود صادر ہونے حکم کے بسواپٹن میں فروکش تھا جنگ کرے؛

ہمت خاں کی وفات

ہمت خاں بہادر جس کے ہمراہ ایکہزار سوار سے زیادہ جمعیت نہ تھی
سنتا کے مقابلہ کے لئے پہنچا اور قریب تھا کہ اسکے اعمال کی سزا دے
کہ دفعۃً ایک گولی بندوق کی اسکے کلیجہ پر لگی اور امیر فوراً فوت ہوگیا
فیلبان نے ارادہ کیا کہ ہاتھی کو پھیرے باقی بیگ سپہ دار خاں فوراً وہاں پہنچ گیا
اور فیلبان سے کہا کہ خاں زندہ ہے ہاتھی کو آگے بڑھا تاکہ میں دشمن کو اپنے
سامنے سے بھگادوں باقی بیگ نے مقابلہ کیا اور بحد ثابت قدمی کے ساتھ
جنگ آزمائی کرتا رہا لیکن ظاہر ہے بلا سردار کے کیونکر لڑ سکتا تھا اس امیر کے
پاؤں بھی اکھڑ گئے اور چونکہ قلعہ نزدیک تھا داخل ہوگیا دشمن کی فوج نے خیمہ گاہ کو لوٹ لیا
اور قلعہ کا چند روز تک محاصرہ کیا لیکن لہنی اس حرکت کو بے سود خیال کر کے
محاصرہ سے دست بردار ہوا باقی بیگ موقعہ پاکر قبلۂ عالم کے حضور میں حاضر ہوا
حضرت نے حکم صادر فرمایا کہ خانہ زاد خاں بنظامت صوبہ ظفرآباد و صف شکن
خاں دہامونی کی فوجداری اور سید اصالت خاں رن تن بہور کی قلعداری اور
محمد مراد خاں دوحد اور کورودہ کی فوجداری پر روانہ ہوں اور بقیہ لشکر اردوئے معلی
میں شامل ہوجائے قبلۂ عالم نے خان جہاں بہادر اور اس کے فرزندوں کو خلعت
ہاتھی عطا فرما کر ان کو رنج سے آزاد فرمایا اور کلمات تسلی آمیز سے ان کے
دل کی تشفی فرمائی جہاں پناہ نے چند کہروبی اپنے دست مبارک سے خاں
جہاں کو عطا فرمائیں اور زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ بہت عرصہ گذرا
کہ میں بجائے پان کے اسی کو کھاتا ہوں باقی بیگ کو پانصدی کا منصب عنایت
ہوا قبلۂ عالم نے صف شکن خاں کے تغیر سے خدمت آختہ بیگی پر اور خدمت
داروغگی خاص چوکی پر خانہ زاد خاں کے تغیر سے لطف اللہ خاں کو نامزد فرمایا
محمد کاظم خاں کے تغیر سے اخلاص کیش امین جزیہ صوبہ بیدر خدمت امانت
اور فوجداری سرکنہ اندور کی خدمت امانت و فوجداری پر مامور ہوا اخلاص کیش
کا منصب چہار صدی پنجاہ سوار سہ سو سواروں کا اضافہ مرحمت ہوا؛

شاہ عالیجاہ بہادر گڈھ کی طرف روانہ ہوئے جہاں پناہ نے بادشاہزادہ مذکور کو خلعت مع نیمہ آستین و بالابند و تکیہ زمرد نگیں لعل مرحمت ہوا شہزادہ والاجاہ کو خلعت و آرسی اور جہاں زیب بانو بیگم گلو آویز لعل کے عطیات مرحمت ہوئے ملتفت خاں دارو غہ خواصاں مع اصل و اضافہ منصب ہزار و پانصدی دوسو سوار پر فائز ہوا۔

سنہ ۴۳ جلوس عالمگیری مطابق سنہ ۱۱۱۰ الہ

اس پر بہار زمانے میں خالق اکبر نے پیشتر ماہ رمضان کی آمد سے دین داروں کے دل باغ باغ کئے پھر عبادت صوم کے مقدس چمن میں بڑی آب و تاب کے ساتھ عید کے پھول کھلا کر عالم کو معطر فرمایا خاقان عالم پناہ نے خدا پرستی و انجام بینی کا احترام کر کے اعمال خیر و عبادت سے دین و دنیا کی سعادت حاصل کی۔ پہلے روزے کی نگہداشت، نماز جمعہ کی تیاری و اعتکاف و نماز عید الفطر ادا کرنے کی غرض سے قبلۂ عالم یکم رمضان کو اسلام پوری سے شولاپور کی جانب روانہ ہوئے۔ تمام ماہ عبادات و حصول حسنات میں اس مقام پر بسر ہوا۔

سلطان محی السنۃ پسر بادشاہزادہ محمد کام بخش نے شرف ملازمت حاصل کیا شاہزادہ مذکور کو یومیہ عطا ہوا جو احباب کی خوشی کا باعث ہوا شیر افگن خاں پسر شاہ وردی خاں کو نور کی فوجداری عطا ہوئی اور اصل و اضافہ کے اعتبار سے ہزار و پانصدی یک ہزار و ہفت صد سوار کا منصب دار قرار پایا۔

ارسلان خاں یکہزاری امیر تھا اسکو پانصدی کا اضافہ عطا ہوا۔ تربیت خاں دو صد سوار کا اضافہ پا کر دو ہزاری ہزار و دو صد سوار کا منصب دار رہا۔ بخشی الملک مخلص خاں نے صائب کا دیوان پیش کیا جس میں ایک لاکھ اشعار تھے چونکہ اسکے اکثر اشعار پند و فوائد پر مبنی ہیں اس لئے حضرت اقدس نے دیوان پسند فرمایا۔ صائب کی ایک غزل جس کا مطلع و بیت الغزل اور مقطع یہاں درج کیا جاتا ہے ایک مدت تک محفل مقدس میں پڑھی اور دلچسپی سے سنی گئی۔ موزوں طبع حضرات اکثر اس کا تتبع کرتے تھے۔

ع خم چو گردید قد افراختہ می باید رفت
پل بریں آب چو شد ساختہ می باید رفت
ہر چہ در کار بود ساختنش خود ساز یست
گو مشو کار جہاں ساختہ می باید رفت
ایں سفر ہیچ سفر ہائے دگر صائب نیست
رخت ہستی ز خود انداختہ می باید رفت

تربیت خاں جو سرکشوں کی تنبیہ کے لئے کوہ مہادیو کی جانب روانہ ہوا تھا۔ ملازمت سے مشرف ہوا اور خلعت کے عطیہ سے سربلند ہوا اعتقاد خاں پسر امیر الامرا مرحوم فوجداری اسلام آباد کی خدمت پر، بجائے راجہ بشن سنگھ کے مامور ہوا۔

رام چند تھانہ دار کھتانوں اصل و اضافہ کے ساتھ دو ہزاری ہزار پانصد سوار دو اسپہ کی عزت افزائی سے سرفراز ہوا۔ دوندی رائو تربیت خاں کا آوردہ ہزار و پانصدی منصب اور کوہ مہادیو کی تھانیداری پر مقرر ہوا۔ راجہ کلیان سنگھ زمیندار بھدادر جو آستانۂ مبارک پر حاضر ہوا تھا اسے واپسی کی اجازت عطا ہوئی۔ پیشتر ہفت صدی چار صد سوار کا امیر تھا اب اس کو دو صدی دو صد سوار کا اضافہ مرحمت ہوا۔

مرید خاں کے بجائے خدابندہ خاں احدیوں کا میر بخشی اول مقرر ہوا۔

بارگاہ اقدس میں معروضہ پیش ہوا کہ بادشاہزادہ محمد معظم ۲۲ ذی الحجہ کو حسب فرمان والا سوار ہو کر دارالامان ملتان کے عزم سے روانہ ہو گئے۔ ارادت خاں ابن ارادت خاں ابن اعظم خاں عرف مبارک اللہ نواح خجستہ بنیاد (اکبر آباد آگرہ) کی فوجداری پر فائز ہوا اور مع اصل و اضافہ ہفت صدی ہزار سوار کے منصب پر ممتاز ہوا۔

حمید الدین خاں بہادر جو سنتا سے جنگ کرنے اور گڈھی دودھیری کا محاصرہ اٹھانے کے لئے گیا ہوا تھا حضور پرنور میں پہنچکر تحسین و آفریں کا مستحق قرار پایا اور بہادر کے خطاب سے معزز ہوا۔ اس کی التماس کے مطابق

رستم دل خاں اور دوسرے مامورین مناسب اضافوں سے سرفراز ہوئے ؛
شجاعت خاں محمد بیگ ناظم احمد آباد کو چار ہزاری چار ہزار سوار کے منصب پر ترقی عطا ہوئی۔ پیشگاہ والا میں معروضہ پیش ہوا کہ عاقل خاں ناظم صوبہ دارالخلافہ نے سفر آخرت اختیار کیا۔ یہ شخص فقر و آزادی و استغنا اور استقلال مزاج کے عمدہ اوصاف سے متصف تھا فخر و ناز کے ساتھ ملازمت کرتا اور ہمسروں کے درمیان متکبرانہ زندگی بسر کرتا تھا ؛
مہابت خاں ابراہیم کو صوبہ دارالسلطنت لاہور کی نظامت کا عہدہ عطا ہوا اس امیر سے بارگاہ اقدس میں گزارش کی کہ قلعہ اور دولت خانہ دارالملک کے عمارات کی سیر کرنا چاہتا ہوں عاقل خاں کے نام مہابت خاں کی درخواست منظور ہونے کا فرمان صادر ہوا عاقل خاں نے جواب میں لکھا کہ میں اس کو بعض موانع کے سبب طلب کرنا مناسب نہیں خیال کرتا اول تو اس قسم کے لوگ اس قابل نہیں ہوتے کہ بادشاہی عمارات کو سیر و تماشا کی نظر سے دیکھیں دوسرے یہ کہ تمام عمارات کے دروازے ہاتھ لگنے اور خراب ہو جانیکے خیال سے ہر وقت بند رہتے ہیں نیز یہ کہ محلات میں فرش نہیں ہے اور تماشا دیکھنے والا اس قابل نہیں کہ اس کے لئے صفائی کرکے اور فرش بچھائے جائیں۔ اس کے علاوہ ملاقات کے وقت یہ شخص جس سلوک کی وجہ سے توقع رکھتا ہے وہ میری طرف سے ظاہر نہ ہوگا۔ پس ان تمام وجوہ سے اس کو بار نہ ملنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مہابت خاں نے دارالحکومت پہنچنے کے بعد جب یہ پیام سنا تو سیر و تماشا کے خیال سے باز رہا اور صبر و خاموشی اختیار کی یہاں تک کہ عاقل خاں نے سفر آخرت اختیار کیا اور یہ امیر اپنے مقاصد میں کامیاب ہوا ؛
قدرداں بادشاہ بھی عاقل خاں کے خدمات، دیانت داری و اخلاص کی وجہ سے اس کی خود رائی و خود آرائی سے چشم پوشی فرماتے اور عمدہ و اہم خدمات اس کے حوالے فرماتے تھے۔ عاقل خاں کمال ظاہری سے بھی خالی نہ تھا۔ رازی تخلص کرتا۔ ایک دیوان اور ایک مثنوی اس کی یادگار ہے

مثنوی مولانا روم کے دقائق حل کرنے میں اپنے آپ کو یکتا خیال کرتا تھا۔
صاحب خیر و توفیق و نیز پسندیدہ خصائل کا مجموعہ تھا۔
محمد یار خاں جو حضور پر نور سے دار الحکومت پہنچا تھا اور بیکاری میں بسر کر رہا تھا عاقل خاں کے انتقال کی وجہ سے صوبہ داری پر فائز ہوا۔ دو ہزار پانصدی دو ہزار و پانصد سوار کا امیر تھا پانصدی پانصد سوار کے اضافہ سے معزز ہوا صدر الدین خاں ہزار و پانصدی کا منصبدار تھا۔ اسے پانصدی اضافہ کی عزت عطا ہوئی عبد الصمد خاں کے بجائے یکہ تاز خاں پسر یکہ تاز خاں احمد آباد گھورہ متعلقہ صوبہ آلہ باد کی فوجداری پر سرفراز ہوا۔ تہور خاں پسر صلابت خاں کو سہارنپور کی فوجداری عطا ہوئی۔ ستر سال جو لطف اللہ خاں کی فوج میں مامور تھا سرفراز خاں کے تغیر سے نصرت آباد سکھر کا قلعہ دار مقرر ہوا۔
خان عالم ولد خان زماں فتح جنگ شش ہزاری چار ہزار سوار کا امیر تھا اس کو ایکہزار سوار کا۔ اور اس کے بھائی منور خاں چار ہزاری دو ہزار سوار کو پانصد سوار کا اضافہ۔ اور فتح اللہ خاں دو ہزاری پانصد سوار کو دو صد سوار کے اضافے مرحمت ہوئے۔
خانہ زاد خاں جو صوبۂ ظفر آباد کے عہدۂ نظامت پر مامور تھا آستانۂ اقدس پر حاضر ہو کر زمیں بوسی سے مشرف ہوا۔

۳۱ سنہ جلوس عالمگیری مطابق ۱۰۹۸ھ

آسمان فیض کے بدر، دیوان خیر کے صدر ماہ رمضان نے اس مبارک زمانے میں پردۂ اخفا سے سر نکالکر مسلمانوں کے سر و دوش پر خیر و حسنات کا سایہ ڈالا۔ بادشاہ جہاں پناہ عبادات کے التزام کے لئے اسلام پوری سے شولاپور تشریف لائے اور اپنے ورود مسعود سے اس سرزمین کو نورانی فرمایا۔ پھر دوگانہ عید ادا کرنے کے بعد درگاہ کو مراجعت فرمائی۔
بادشاہزادہ محمد کام بخش، جمدۃ الملک و دیگر خرد و بزرگ امرا جو نگاہ میں تھے پیشکش گزرانے اور شرف ملازمت حاصل کرنیکے اعزاز سے سربلند ہوئے۔

بخشی الملک مخلص خاں نے بتقریب تولد پسر مناسب نذر ملاحظہ میں پیش کی مولود محمد حسن کے نام سے نامور ہوا۔ عبدالرحیم پسر فاضل خاں خانساماں دار الحکومت سے حاضر ہو کر آستاں بوس ہوا۔ اس کے بدلے چند چینی و خطائی پارچہ جات خوش وضع ملاحظۂ والا میں پیش کئے اور تحسین و خوشنودی سے سرفراز ہوا۔

رشید خاں کے انتقال کی وجہ سے کفایت خاں میر احمد دیوان معزول صوبۂ بنگالہ، رشید خاں کے دفتر خالصہ کا پیش دست مقرر ہوا۔ ہدایت اللہ پسر عنایت اللہ خاں پیش دست تن خان مذکور کے بجائے نواب قدسیہ زینت النسا کا میر ساماں مقرر ہوا۔

سبحان وردی پسر ملنگتوش خاں نے تولد پسر کی نذر پیش کی اس کے لڑکے کا نام رحمن وردی رکھا گیا۔ فاضل خاں خانساماں کی خدمت سے مستعفی ہو کر ابو نصر خاں کی بجائے صوبہ کشمیر کے نظامت پر مقرر ہوا۔ خانساماں کے خدمت خانہ زاد خاں کو بعطائے خطاب روح اللہ خاں عطا ہوئی۔

ابو نصر خاں مکرم خاں کے بجائے لاہور کا صوبہ دار مقرر ہوا اور مکرم خاں حضور میں طلب کر لیا گیا۔ خدا بندہ خاں بیوتات حضرت کی خدمت پر فائز ہوا۔

سروپ سنگھ ولد راجہ اودت سنگھ نے باپ کے سامنے رخصت پائی۔ پیشتر ہفت صدی پانصد سوار کا امیر تھا۔ اب تین صدی اضافہ سے سرفراز ہوا۔ وجیہ الدین خاں کو غنیم کی گوشمالی کے لئے اننداپور کی جانب رخصت عطا فرمائی گئی۔

قلیچ خاں بہادر پسر خان فیروز جنگ باپ سے رنجیدہ ہو کر عازم بارگاہ اقدس ہوئے امیر موصوف لشکر معلی کے قریب ایک ماہ تک مقیم رہے اس کے بعد بارگاہ اقدس میں باریابی کی عزت مرحمت ہوئی۔

اخلاص کیش مولف روح اللہ خاں خانساماں کی پیش دستی پر مقرر ہوا شاہزادہ بیدار بخت بہادر کو ارشاد ہوا کہ بہادر گڑھ میں شاہ عالیجاہ کے

پاس حاضر ہوں شاہزادہ مذکور کو خلعت و اسپ عراقی مع ساز طلا مرحمت ہوا۔

مطلب خاں ہزاری چار صد سوار کا منصبدار تھا پانصدی صد سوار کے اضافہ سے سربلند ہوا۔ اہتمام خاں الہ یار نامی شخص تیمار داری وانتظام کے ساتھ طبعی مناسبت رکھنے کی وجہ سے لطف اللہ خاں کی بجائے آختہ بیگی مقرر ہوا۔

تہور خاں پسر صلابت خاں فوجداری سہارنپور کی خدمت سے تبدیل ہو کر حضور میں حاضر ہوا اور داروغہ قورخانہ مقرر فرمایا گیا۔ شاہزادہ محمد عظیم صوبہ بنگالہ کی شاندار نظامت اور کوچ بہار کی فوجداری پر بجائے ابراہیم خاں کے مامور ہوئے ابراہیم خاں سپہدار خاں کے بجائے الہ آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا اور اس کے بیٹے یعقوب خاں کو جونپور کی فوجداری عطا ہوئی۔

دستور کے مطابق امسال بھی بادشاہزادہ شاہزادہ سلاطین، امرائے عظام اور حضور و صوبہ جات کے ہر خرد و بزرگ کو بارانی خلعت مرحمت ہوئے معتقد خاں لشکر خاں شاہجہانی کا پوتا بجائے عنایت خاں پسر سعداللہ خاں مرحوم صوبۂ برہان پور کا ناظم مقرر ہوا۔

ذوالفقار بیگ پسر داراب بیگ گرز بردار ہونہار ثابت ہوا جس کو اصطبل کی مشرفی سے دیوان خاص کی مشرفی پر ترقی عطا ہوئی۔

ملتفت خاں اور عنایت اللہ خاں کو یاقوت زرد کے نگینہ کی انگشتری عطا کر کے شرف امتیاز بخشا گیا۔

اسمٰعیل خاں مکھا بجائے عبدالرزاق خاں لاری اسلام گڈھ عرف راہیری کا فوجدار مقرر ہوا۔ عبدالرزاق خاں کو کن عادل خانی کی فوجداری پر مامور کیا گیا۔

دریائے جھیرا کی طغیانی

یوم عاشور کی صبح کو دریائے جھیرا میں طغیانی کا حادثہ گویا دنیا میں طوفان نوح کا بار دگر رونما ہونا تھا۔ زمانہ کی کرشمہ سازی سے جو عجیب واقعات پیش آتے رہتے ہیں ان میں یہ حادثہ بھی کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا

دور دراز مقامات پر بکثرت بارش ہوئی اور پانی جمع ہو کر دریائے بھیمرا میں ایسی حیرت افزا و روح فرسا طغیانی ہوئی کہ اسکے ہیبت ناک اور بھیانک نظارہ سے دیکھنے والوں کی جان نکلتی تھی کسی شخص کی مجال نہ تھی کہ اس کی طرف تیز نگاہ سے دیکھ سکے دریا کے جوش و خروش اور روانی و طغیانی میں ساعت بہ ساعت ترقی ہوتی تھی اگر کسی کی نگاہ پانی پر جا پڑتی تھی تو خوف و خطر سے زیر لب یہ شعر پڑھتا تھا؎

دجلہ را اسال رفتارے عجب مستانہ است

پائے در زنجیر و کف برلب مگر دیوانہ است

بہادرگڑھ سے تیس کوس کے فاصلے پر شاہ عالیجاہ کا معرکہ (لشکر گاہ) تھا گھاس کی گنجیاں اور چوب بتی جسے بیوپاریوں اور سوداگروں نے جمع کیا تھا سب اکٹھا اور جمع بہتی چلی آرہی تھیں۔ اکثر دیہات کو سیلاب کی تیز روانی نے بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا۔ انسان و حیوان دریا کی سطح پر چھپروں پر سوار مجبور و بے بس دوڑتے چلے جارہے تھے۔ جو جاندار ایک دوسرے کے فطری دشمن تھے وہ بھی اس وقت باہم رفیق طریق نظر آتے تھے۔ بلی، چوہا، کتا اور خرگوش ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے مگر اپنی جان کے خوف سے دم نہ مارتے اور اپنی حالت پر خاموش و صابر تھے؎

پانی پھیل کر جنگلوں میں بڑھا اور عمدۃ الملک اسد خاں مخلص خاں و دیگر اہل ثروت کے دلکش و دلچسپ مکانات اور تفریح گاہیں جو کثیر روپیہ صرف کر کے دریا کے کنارے تعمیر کی گئی تھیں سیلاب کی زد میں آکر تباہ ہو گئیں۔ جن اشخاص کو استطاعت تھی وہ کشتی پر سوار گرتے پڑتے دریا کے کنارے سلامت پہنچ گئے لیکن مجبور خلقت کی جان و مال در بابر دہوا؎

؎ دل بستگی خلق بعمر گزراں چیست

استادگی نفس برین آب رواں چیست

پشتۂ کوہ پر سلطنت خانہ والاشکوہ و شاہ عالیجاہ و بادشاہزادہ محمد کام بخش اور اغنیا و غربا کے خیمے برپا تھے۔ یہ پشتہ جو زمین سے ہ۱ گز کم و بیش بلند تھا طغیانی کی شدت میں پانی کی سطح سے صرف تین چار گز بلند رہ گیا۔ پشتہ پر جو لوگ

مقیم تھے وہ شبانہ روز متعدد سواریاں اور کشتیاں ہتھیار رکھتے تھے۔
اس پریشانی سے متاثر ہوکر حضرت ظل اللہ جن کا قلب معارف الٰہی کا قلزم ہے بارگاہ خداوندی میں سربسجدہ ہوکر عجز و زاری کے ساتھ مصروف دعا ہوئے تیسری شب کو نصف رات گزرنے کے بعد بحر رحمت الٰہی جوش میں آیا اور پانی کا زور کم ہونا شروع ہوا۔ خدا کی مخلوق قید الماء اشد من قید الحدید (پانی کی قید لوہے کی زنجیروں کی قید سے زیادہ سخت ہے) کی قید سے رہا ہوئی اور جامۂ حیات نے غرقابی سے نجات پائی۔ ہر چند دریائے معرفت کے پیراک اور بحر حقیقت کے ساحل نشینوں نے سنایا کہ

بہ نشیں برلب جوے و گزر عمر بہ بیں
کیں حکایت ز جہان گزران ما را بس

لیکن کسی نے نہ سنا السلام علی من سلک الصراط السدید
(اس پر سلام ہو جو سیدھے راستہ پر چلے)

اسی زمانے میں خان جہاں بہادر ظفر جنگ کے مرض نے سختی اختیار کی اور حضرت اقدس و اعلیٰ نے شولاپور سے بنگاہ واپس ہوتے وقت ۲۶ ر جمادی الاول کو خان مذکور کے مکان تشریف لیجا کر عزت بخشی اور اس کے مکان کو مخزن انوار بنا دیا۔ خان موصوف صاحب فراش تھے بستر سے نہ اٹھ سکے۔ حضرت مسند پر بیٹھ گئے۔ اور ظفر جنگ نے زار زار رو کر عرض کیا کہ قدمبوسی کی عزت حاصل کرنے سے محروم ہوں میری دلی آرزو تو یہ ہے کہ میں کسی معرکے میں جان نثار کرتا اور حضرت پر تصدق ہوکر سعادت دارین حاصل کرتا۔ حضرت نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ تمام عمر بندگی و اخلاص کی راہ میں جان نثار کر چکے ہو مگر ابھی اس کی آرزو باقی ہے۔ سبحان اللہ فدوی با اخلاص کے خلوص عقیدت اور آقائے ولی نعمت کی قدر افزائی کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے۔ ۹ ار تاریخ مذکور کو خان بہادر ظفر جنگ مرحوم نے وفات پائی۔

خان موصوف عالیشان امیر تھا۔ خیر و احسان کا جامع اور عظیم المرتبہ سپہدار تھا۔ اس کی محفل کی شان اس درجہ بلند تھی کہ اس کے سوا کوئی کم بات

کر سکتا تھا۔ خود وہ جو کچھ چاہتا کہتا تھا حاضرین سوائے "درست" کچھ نہ کہہ سکتے تھے زیادہ گوئی اسے پسند نہ تھی اسکی مجلس میں اکثر نظم و نثر، شمشیر، جواہر، گھوڑا ہاتھی، اور مشتہی ادویہ کے تذکرے رہتے تھے۔ بڑے بڑے مشکل اور اہم کام اور شجاعت ولاوری کے کارنامے اس سرگروہ بہادران کے ہاتھوں ظاہر ہوئے۔ یہ کارنامے اس قدر کثیر ہیں کہ ان کا تھوڑا ذکر بھی بہت ہے اسلئے انھیں بیان و تعریف سے بے نیاز خیال کرنا چاہئے۔

۲۰ جمادی الآخر کو بادشاہزادہ محمد کام بخش کو صوبہ برار کا انتظام تفویض ہوا بادشاہزادہ مذکور بست ہزاری ہفت ہزار سوار کے منصب پر فائز تھے اب سہ ہزار سوار کا اضافہ حاصل کر کے دلشاد ہوئے۔ میرک حسین دیوان سرکار ان کا نائب مقرر ہوا۔

چونکہ جمدۃ الملک مرض کی وجہ سے دستخط کرنے میں تساہل کرتے تھے اس لئے ہرج کار کے خیال سے فرمان والا صادر ہوا کہ عنایت اللہ خاں دستخط کرتے رہیں۔

جمدۃ الملک نے ذوالفقار خاں بہادر نصرت جنگ کی عرضداشت ملاحظۂ اقدس میں پیش کی جس سے قلعۂ جنجی کے حسب ذیل حالات معلوم ہوئے۔

"قلعۂ جنجی بلند پہاڑوں پر تعمیر کیا گیا ہے اور دار الجہاد کرناٹک کے تمام اضلاع و اقطاع کے قلعوں پر بلندی و کثرت آلات و ذخائر کے لحاظ سے فوقیت رکھتا ہے کارساز مطلق کا شکر ہے کہ اس کی امداد سے غازیان دین و مجاہدان اسلام نہایت جرات و دلاوری کے ساتھ اس قلعے پر چڑھ گئے اور غلبہ و فتح و نصرت کا جھنڈا بلند کر کے دشمنوں کی جماعتوں کو فرش خاک پر سلا دیا۔ راما جس نے اس مضبوط قلعے کو اپنا مامن و ملجا سمجھ کر بیجا غرور کے ساتھ یہاں قیام کیا تھا فتحمند لشکروں کے صولت و دبدبہ و کامیابی کا حال دیکھ کر رعب و خوف سے مغلوب ہو گیا اور بے دم دبے حواس ہو کر عیال و اطفال اور مال و اسباب کو قلعے میں چھوڑا اور ہزار ذلت و رسوائی رنج و بے قراری کے ساتھ سنتا کے ہمراہ فراری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے

۷ ہ شعبان کو یہ محفوظ و مضبوط قلعہ جس کے اندر سات قلعے اور بھی ہیں جبراً و قہراً مفتوح ہو کر اولیائے دولت کے ضبط و تصرف میں آگیا۔ مفرور کی چار بیویاں تین بیٹے دو لڑکیاں اور بے شمار دیگر متعلقین و یار و مددگار قید میں گرفتار ہوئے اس کے علاوہ سو دیگر حصار جن سے ملک کرناٹک مراد ہے مع فرنگیوں کے کسی بندرگاہوں کے ممالک محروسہ میں شامل ہو گئے۔ شوریدہ سر و سرکش زمینداروں نے اطاعت قبول کر کے مناسب و شائستہ نذرانے مرتب کئے اور خان بہادر کے واسطہ سے آستانۂ اقدس پر روانہ کئے ؛

جمدۃ الملک کو بصلۂ حسن خدمات ہزار سوار کے اضافہ سے ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب عطا ہوا۔ نصرت جنگ ہزار سوار کے اضافہ سے پنج ہزاری پنج ہزار سوار کا امیر مقرر ہوا اور اس عزت افزائی سے اس کی شان و شوکت میں نمایاں اضافہ ہوا اور دلپت سنگھ نے بھی جو نصرت جنگ کے ہمراہ مامور تھا اس معرکہ میں بیحد محنت و مشقت اٹھائی تھی اس لئے اس کو بھی پانصدی دو صد سوار کا اضافہ مرحمت ہوا۔ پیشتر دو ہزار و پانصدی ہزار و سہ صد سوار تھا۔ مفتوحہ حصار نصرت گڑھ کے نام سے موسوم کیا گیا ؛

اعتقاد خاں جو مختار خاں کے بجائے صوبۂ دار الحکومت اکبر آباد کے عہدۂ (نظامت) پر مامور ہوا تھا اس امیر کو پانصد سوار مشروط عطا کئے گئے تھے اب ان سواروں کو بلا شرط قرار دیکر اعتقاد خاں کو نقارہ بھی عنایت ہوا ؛

سیادت خاں مرض وبائی میں دنیا سے رخصت ہوا ، اس کا فرزند باپ کے خطاب سے سر بلند ہوا اور جانشین فرزند و مرحوم کے دیگر اقربا کو ماتمی خلعت اور اضافہ مرحمت فرما کر مسرور فرمایا۔ دیوان خاص کی داروغگی مرحوم کے انتقال کی وجہ سے روح اللہ خاں کو تفویض ہوئی اور ارشاد ہوا کہ خانسامانی کے فرائض کے ساتھ یہ خدمت بھی انجام دے خدمت صدارت کا خلعت قاضی عبداللہ کو عطا ہوا ؛

۴۲ سنہ جلوس عالمگیری مطابق ۱۰۹۱ھ

رمضان کا مبارک مہینہ آیا اور بادشاہ حق آگاہ نے حق پرستی و حق رسانی پر بیش از بیش توجہ فرمائی قبلۂ عالم نے سال گزشتہ کی طرح اس سال بھی شولاپور میں قیام فرمایا۔ تمام ماہ طاعات و عبادات میں ختم ہوا۔ ختم صیام کے بعد حضرت نے دوگانۂ عید ادا فرما کر اہل عالم کو کامیاب و دلشاد فرمایا۔

شاہزادہ بیدار بخت بہادر بہادر گڈھ سے حضور میں طلب ہوئے تھے اور دلوگانوں میں مقیم تھے بخشی الملک بہرہ مند خاں اور منصور خاں میر تزک شاہزادہ کا استقبال کر کے موصوف کو حضور میں لائے شاہزادہ نے دیوان میں تشریف لانے سے پہلے مسجد میں سعادت ملازمت حاصل کی۔ قبلۂ عالم نے شاہزادہ کو برنالا جانے کا حکم دیا اور خلعت مع سرپیچ لعل و زمرد و پہونچی مرصع واسپ و فیل کے عطیات سے سرفراز فرمایا۔ شاہزادہ کے ہمرکاب جو اشخاص مقرر تھے وہ بھی عنایات لائقہ سے سربلند فرمائے گئے۔

بھاکو بنجارہ جو بیشتر آستانۂ معلی پر پنج ہزاری چار ہزار سوار کے منصب سے سرفراز ہوا تھا اور پھر دشمنوں کے گروہ میں شامل ہو گیا تھا اب بار دگر خدمت والا میں حاضر ہوا اور بعد زمیں بوسی سابقہ منصب و خلعت واسپ و فیل کے عطیات حاصل کر کے ممتاز ہوا۔

این درگہ ما درگہ نومیدی نیست ؛ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

قاضی عبد اللہ نے مرض فالج میں دنیا کو خیرباد کہا۔ ان کے بجائے محمد اکرم جو دارالحکومت کے موروثی مفتی تھے اردوئے معلی کی خدمت قضا پر حضور پرنور میں طلب فرمائے گئے۔ عنایت اللہ خاں کو حکم ہوا کہ چونکہ دفتر صدارت دفتر دیوانی کا ایک جزو ہے اس لئے کسی دوسرے شخص کے مقرر ہونے تک خان مذکور یہ خدمت بھی بطور نائب انجام دے۔ امیر مذکور منصب صدی ہفتاد سوار کا منصبدار تھا اب ایک صدی سی سوار کے اضافہ سے اس پر مزید عنایت فرمائی گئی۔

محبت خدادوستی و شفقت بندہ نوازی کے لحاظ سے شیخ الاسلام

کے نام ایک اشتیاق آمیز فرمان ان کے برادر نور الحق کے ہمراہ ارسال ہوا فرمان مبارک کا مضمون یہ تھا کہ شغل قضا سے مستعفی ہونے اور سفر حجاز سے واپس ہونے کے بعد ایک بار بھی حضور میں نہیں آئے اگر اس طرف توجہ کریں تو مناسب ہے۔ شیخ الاسلام اس وقت احمد آباد میں مقیم تھے حضرت کا منشا یہ تھا کہ اگر شیخ مذکور حضور میں آجائیں اور صدارت کی خدمت اختیار کریں تو یہ عہدہ جلیلہ ان کو تفویض فرمایا جائے۔ شیخ کا ارادہ تھا کہ طواف کعبہ کا احرام باندھیں کہ دفعتاً مرض نے شدت اختیار کی اور مرحوم کو سفر آخرت طے کرنا پڑا اللہ مغفرت کرے؛

محمد امین خاں کے نام حکم والاشرف صدور لایا کہ خان فیروز جنگ کی فوج سے جائزہ دیکر حاضر حضور ہو اور اس عہدۂ جلیلہ کے خدمات انجام دے؛

ارشد خاں ابو العلا، امانت خاں کا داماد کابل کے کسی عہدہ سے معزول ہو کر حضور میں آیا ہوا تھا اسے کفایت خاں کے انتقال کی وجہ سے دیوانی خالصہ کی خدمت مرحمت ہوئی؛

بارگاہ والا میں معروضہ پیش ہوا کہ امیر خاں ناظم دار الملک کابل نے ۲۷ شوال کو وفات پائی۔ امیر مذکور صاحب خیر و عالی شان رئیس و فدویان دولت کے گروہ میں حد درجہ مخلص و آقا پرست و نیز کار دانوں میں نہایت ممتاز و سرفراز تھا۔ صوبۂ کابل کے ابتر انتظامات میں جس قدر نمایاں کامیابی اس نے حاصل کی اور جو اہم خدمات انجام دیں حضور پرنور کی نگاہ میں بیحد قابل قدر تھیں، اور حضرت امیر مرحوم پر کامل اعتماد رکھتے تھے مرحوم چونکہ حضرت کا خانہ زاد بھتیجا تھا، اور اس کی خدمات شاندار ہونے کی وجہ سے اس عہد میں اس کی ذات کو نمایاں حیثیت حاصل تھی اسلئے اس کے انتقال سے حضرت کو صدمہ ہوا؛

شاہزادہ محمد معظم کے نام فرمان کرامت عنوان صادر ہوا کہ صوبہ کابل کی نگہداشت کے لئے روانہ ہوں۔ فرمان کے ہمراہ سرپیچ قیمتی پچاس ہزار

روپیہ بھی ارسال ہوا۔
۲۰ ذیقعدہ کو درگا داس راٹھور محمد اکبر کے بیٹے بلند اختر کو (جو محمد اکبر
کی آوارگی کے زمانہ میں راٹھوروں کے ملک میں پیدا ہوا تھا اور محمد اکبر نے
فراری ہو کر لڑکے کو وہیں چھوڑ دیا تھا اور جس کی راجپوت جنگ و صلح کے مصالح
آئندہ کے خیال سے حفاظت کرتے تھے) اپنے لئے عفو جرائم کا ذریعہ بنا کر
شجاعت خاں ناظم صوبہ احمد آباد کے سفارش نامہ کے ہمراہ حضور میں لایا۔
درگا داس باریابی کے وقت دست بستہ حاضر ہوا تھا حکم ہوا کہ اس کے
ہاتھ کھول دیئے جائیں جمدھر مرصع اور خلعت عطا کرنے کے بعد اسے سہ ہزاری
دو ہزار پانصد سوار کا منصب عطا ہوا۔ بلند اختر نے خلوت میں سعادت
ملازمت حاصل کی، اسے خلعت و سرپیچ عنایت ہوا اور قیام کیلئے گلال بار
میں ایک دائرہ مقرر فرما دیا گیا۔

ابوالفتح خاں پسر خان جہاں مرحوم کو کتخدائی کی تقریب میں خلعت و
اسپ عطا ہوا اور اکبر آباد جانے کی اجازت مرحمت ہوئی۔ نیک نام خاں
پسر ہمت خاں ابن اسلام خاں شاہزادہ بیدار بخت کی فوج میں بخشی گری و
وقائع نگاری کی خدمت پر مامور ہوا اور اس کو ایک صدی دو صد سوار
کے اضافہ سے ہزاری سی صد سوار کے منصب پر ترقی عطا ہوئی۔

چین قلیچ خاں بہادر بیجاپور کی سمت ناگواری مفسدوں کی سرکوبی کرنے
کے بعد آستانہ بوس ہوئے۔ ستقور و غلیہ منعم خاں کے واسطہ سے زمین بوس خدمت
ہوا اسے شش ہزاری پنج ہزار سوار کے منصب و نقارہ عطا فرمایا گیا۔

بخشی الملک مخلص خاں کا منصب اصل و اضافے کے اعتبار سے سہ ہزاری دو صد سوار قرار پایا۔

تربیت خاں میر آتش غنیم کی چھاونی اٹھالنے کے لئے برار کی جانب رخصت فرمایا
گیا اور دو ہزار و پانصدی ہزار و دو صد سوار کے رتبہ پر فائز ہوا اس منصب (میر آتش)
پر روح اللہ خاں خانساماں کو سرفرازی عطا ہوئی۔

محتشم خاں پسر شیخ میر مرحوم برطرفی کے بعد دو ہزاری ہزار سوار کے
منصب پر بحال ہوا۔ قلیچ خاں بہادر دشمن کی سرزنش کے لئے کوٹہ کی طرف

رخصت ہوئے۔ اور موصوف کو کمر خنجر انعام میں مرحمت ہوا؛
ہدایت کیش بھولا ناتھ نومسلم پسر چھتر مل اپنے باپ کے مرنے کے بعد وقائع نگاری کل کی خدمت پر فائز ہوا۔ فضل علی خاں (مرشد قلی خاں) صوبۂ ملتان کا دیوان مقرر ہوا؛
ملا ابوالقاسم اکبر آباد میں والدہ شاہ عالیجاہ کے روضہ پر درس دینے کی شرط پر ایک روپیہ یومیہ کا ملازم تھا۔ قسمت کی یاوری سے دکن کے جدید منصبداروں میں شامل ہوکر فضیلت کے نام (سے) مشہور رہے) سے بادشاہزادہ محمد کام بخش کا بخشی اول ہوا اور پھر بیجاپور کی دیوانی تک ترقی کرکے درایت خاں کے خطاب سے سرفراز ہوا۔ ملائے مذکور کا قول تھا کہ میری طبیعت موزون بھی ہے۔ یہ شخص تیز ہوش تخلص کرتا تھا؛
حمید الدین خاں بہادر جو بیجاپور کا بت خانہ منہدم کرنے اور مسجد تعمیر کرنے کے لئے گیا تھا۔ حکم حضور کے مطابق اپنا فرض ادا کرکے واپس آیا اس کی کارگزاری پسند فرمائی گئی اور داروغگی غسل خانہ کے تقرب افزا خدمت پر سرفرازی عطا ہوی؛
عسکر علیخاں حیدر آبادی، بادشاہزادہ محمد کام بخش کے وکلائے تغیر کی وجہ سے برار کی صوبہ داری پر مامور ہوا؛
محمد امین خاں حضور پرنور میں حاضر ہوکر ہندستان کی صدارت کلی کے عہدۂ جلیلہ پر مقرر ہوا اور اس نے انعام میں چاندی کی تین زمردی نگ کی مینا کی ہوئی انگوٹھیاں حاصل کرکے سعادت و برکت حاصل کی؛
محمد اکرم اکبر آباد سے ہم رکاب اقدس داخل حاضر ہوا اور اردوئے معلی کی خدمت قضا پر مامور ہوکر سر بلند ہوا۔ ہیبت اللہ عرب حیدر آباد سے قابل ملاحظہ سامان لیکر حاضر ہوا اور ملاحظۂ عالی میں پیش کیا۔ اس مال میں ایک جلد نہایہ کی بھی تھی جو ملا عبداللہ طباخ کی لکھی ہوئی تھی۔ اس کی پہلی جلد سرکار میں پہنچ چکی تھی حضرت کو دوسری جلد درکار تھی۔ عرب مذکور کو ایک زنجیر فیل و پنجاہی اضافہ ہزاری منصب اور ایک ہزار روپیہ بطور انعام مرحمت ہوا

قطب الدین سفیر بخارا کو آستانہ بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ سفیر کو خلعت دس ہزار روپیہ ایک مہر دو صد مہری اور ایک روپیہ دو صد روپیہ کا باریابی کے روز اور واپسی کے دن ایک ماده فیل اور پندرہ ہزار روپیہ عنایت ہوا؛
زبردست خاں ناظم صوبہ اودھ سہ ہزاری دو ہزار و پانصد سوار کے منصب پر ممتاز ہوا۔ فتح اللہ خاں نواح پربندہ کے دورہ پر مامور ہوا اور خلعت و مینا کار خنجر بطور انعام حاصل کرکے معزز و مکرم ہوا؛

یاقوت خواجہ سرا کے تیر لگنا اور پاداش عمل میں مجرم کا اپنی سزا کو پہنچنا

خواجہ یاقوت ناظر بادشاہزادہ محمد کام بخش جب کبھی درست اعتقادی اور دولت خواہی کی راہ سے سخت اور سچی بات بادشاہزادہ سے عرض کرتا تھا تو وہ بعض مقرب اوباشوں کے جگر میں پیوست ہو کر کھٹکتی تھی اور یہ بدباطن افراد جو حق کے دشمن اور باطل کے دوست تھے اس فکر میں رہتے تھے کہ کسی موقع پر خواجہ یاقوت کا قدم درمیان سے اٹھا دیں؛
اتفاقاً ۸ اجمادی الآخر کو رات کے وقت یاقوت بادشاہزادہ کے دولت خانہ سے اپنے گھر جا رہا تھا کہ راستہ میں کسی بد اندیش نے موقع پا کر ایک دو زبان تیر نیزہ کی طرح اس کی طرف پھینکا۔ چونکہ ابھی اس کی حیات باقی تھی اسلئے وہ تیر پردۂ شکم تک نہ پہنچ سکا اور خواجہ کا ہاتھ پیرزن گیا تیر ایسا جانسوز و پرکالۂ آتش بنا تھا کہ اگر لوہے کے لگتا تو اس سے دھواں اٹھنے لگتا اور پتھر پر پڑتا تو اس کی رگوں سے خون جاری ہو جاتا۔ بہرحال ے

دشمن اگر قوی ست نگہباں قوی ترست

یہ خبر حضرت اقدس واعلیٰ کے سمع مبارک میں پہنچی اور قبلۂ عالم نے خدام نوازی و بندہ پروری کے تقاضے سے مقدمہ کی تحقیق و تفتیش کی طرف سختی سے توجہ فرمائی حکم محکم صادر ہوا کہ کوتوال اردوئے معلی بادشاہزادہ کے ممتاز نوکروں کے جمعداروں سے پانچ آدمیوں کو نظر بند کرے اور تیر زن کی تحقیق و تلاش میں جد و جہد سے کام لے۔ کوتوال نے چار اشخاص کو حراست میں لیا جو اپنی خوشی سے ہاتھ آگئے اور اطلاع دی کہ بادشاہزادہ کا کوکہ سرکشی کی فکر میں ہے۔ حضرت نے حکم

دیا کہ خواجہ محمد بادشاہ زادہ کا بخشی کوکہ کو حضور میں حاضر کرے۔ بخشی موصوف نے
اپنی چرب زبانی سے کوکہ کو ہموار کیا اور اپنے ساتھ دولتخانۂ بادشاہی تک لے آیا
لیکن کوکہ اپنے طالع کی بدنصیبی سے چند اوباشوں کے دام مکر میں گرفتار ہو کر واپس
گیا خواجہ محمد نے خدمت والا میں عرض کیا کہ ملازم حاضری سے انکار کرتا ہے اور
سرکشی و بغاوت پر آمادہ ہے" ارشاد ہوا کہ بادشاہزادہ اس کو اپنے لشکر سے
نکال دیں۔

بادشاہزادہ نے کوکہ کو اپنے پاس طلب کرکے دو سو اشرفی و خیمہ
وسامان باربرداری عنایت کیا اور اس کو رخصت فرما دیا مگر اس کے جانے سے
بیحد رنجیدہ ہوئے۔ ابھی اس نے دریا کو عبور بھی نہ کیا تھا کہ معلوم ہوا کہ جہاں پناہ
کی غرض یہ ہے کہ بادشاہزادہ اسے اپنے ہمراہ لائیں اور اس کی عفو تقصیر و جسارت
کے لئے سفارش کریں۔ بادشاہزادہ حسب ایمائے اقدس اسے طلب کرکے اپنے
ہمراہ دربار میں لے گئے۔ حاضری کی اطلاع ہوئی اور ارشاد ہوا کہ بادشاہزادہ خود
حضور میں آئیں اور کوکہ کو دیوان خاص میں رہنے دیں۔ مگر بادشاہزادہ نے کہا
ہم اور یہ ایک ساتھ مجرا کرینگے۔ یہ کہہ کر اپنا بالا بند کھول کر اپنی اور اس کی کمر میں
مضبوط باندھ دیا۔ ان ناپسندیدہ امور کے پیش آنے کے بعد حکم ہوا کہ بادشاہزادہ
عدالت گاہ میں حکم سلطانی کا انتظار کریں۔

اس کے بعد بخشی الملک مخلص خاں نے حسب فرمان خسروی بادشاہزادہ
کو منشائے اقدس سے مطلع کیا۔ چونکہ اس زمانہ میں بادشاہزادہ سے نصیحت
پذیری کی توفیق سلب کر لی گئی تھی اس لئے طبیعت خیر کی جانب مایل نہ ہوئی اس
واقعہ کے بعد سید الدین خاں بہادر کو حکم ہوا کہ اس بد مصاحب کو بادشاہزادہ سے
جدا کردے خان مذکور نے تعمیل ارشاد کا ارادہ کیا اور بادشاہزادہ نے کمر سے
اپنی کٹار کھولی خان مذکور نے ہاتھ پکڑ کے چاہا کہ کٹار چھین لے اس کوشش میں خان
کے زخم آگیا۔ بادشاہزادہ خدا کی حمایت سے محفوظ رہے اور اس سے بدمعاش
ہمنشین پر جو کچھ گزرنا تھی گزر گئی۔

یہ حادثہ پیش آنے کے بعد حکم ہوا کہ جواہر خانہ کے قریب خیمہ نصب کرکے

بادشاہزادہ کو لبطور تادیب نگرانی میں رکھا جائے۔ اور کوکہ کو قید خانہ پہنچا یا جائے بادشاہزادہ منصب سے برطرف ہوئے۔ اور ان کا مال اسباب اثاثہ و سواری وغیرہ ضبط ہو گیا۔ لعض بادشاہزادہ کے ممتاز نوکر حسب ارشاد والا ملاحظہ میں پیش ہوئے۔ اوران کو خلعت عنایت فرماکر سرکار ابد قرار کے خدمات پر مامور کئے گئے ؛

اسی مبارک زمانہ میں غازی الدین خاں فیروز جنگ کی کارگزاری کا نتیجہ برآمد ہوا اور سنتا بد انجام کا سر آستانۂ اقدس پر پہنچا قبلۂ عالم نے قہر و عتاب کے اظہار عام کی غرض سے دکن کے بڑے اور مشہور شہروں میں اسکی تشہیر کرائی۔ سنتا کے لبعض حالات اکثر مواقع پر درج ہو چکے ہیں لقبیہ واقعات حسب ذیل ہیں ؛

دودھیری کے واقعہ اور ہمت خاں بہادر کی شہادت کے بعد سنتا نے جنجی کی طرف رخ کیا۔ حمید الدین خاں بہادر اس کے تعاقب پر مامور ہوے اور روح اللہ خاں کی رفاقت ترک کرکے جلد اس کے سر پر جا پہنچے حریف سے دو ایک معرکے ہوے اور حمید الدین خاں بہادر نے قاسم خاں کے چند ہاتھی سنتا سے چھین لئے ؛

اسی اثنا میں حمید الدین خاں بہادر کے نام دوسرا حکم صادر ہوا شاہزادہ بیدار بخت کو اس کے تعاقب کا حکم ہوا ہے اپنی فوج کے لبعض اشخاص کو جو شاہزادۂ موصوف کے ہمرکابی پر مامور ہوے ہیں وہیں چھوڑکر خود حضور میں حاضر ہو ؛

شاہزادہ بیدار بخت کے ساتھ بھی سنتا نے سخت معرکہ آرائی کی سنتا پر متعدد سخت حملے ہوئے مگر وہ ہر مرتبہ سلامت نکل گیا۔ سنتا جنجی کے مسافت طے کر رہا تھا کہ راہ میں اس دھنا جادو سے دوچار ہوا یہ شخص سنتا کا دشمن تھا اور رس وقت راما کو جنجی لے جا رہا تھا۔ اس مقابلہ میں سنتا غالب آگیا اور امرت راؤ کے برادر مانکوجی کو جو دھنا کا رفیق و مددگار تھا زندہ گرفتار کرکے ہاتھی کے پاؤں سے کچلوا دیا۔ اور راما کو قید کرلیا دھنا کسی طرح جان

بچا لے گیا؛
اس واقعہ کے دوسرے روز سنتا ہاتھ باندھ کر راما کے سامنے کھڑا ہوا
اور کہا کہ میں وہی خادم ہوں گستاخی اس وجہ سے واقع ہوئی کہ آپ دہنا کو مجھ
پر فوقیت دیکر اس کی اعانت سے اپنے آپ کو چنجی پہنچانے کے خواہاں تھے
اب جس خدمت کا حکم ہو میں اسے انجام دوں۔ سنتا نے راما کو رہا کرکے اس
کو تو چنجی پہنچایا۔ اور خود ذوالفقار خاں بہادر کے مقابلے کو روانہ ہوا یہاں
اس کی مکاری سے بادشاہ زادہ محمد کام بخش کے برگشتہ کرنے سے معاملات
تسخیر قلعہ کے خراب ہوئے اور اس کے ہاتھوں اسمٰعیل خاں مکا کے اسیر ہونے
کے جو واقعات پیش آئے ان معاملات میں شریک غالب یہی سنتا ثابت
ہوا؛

قلعہ چنجی فتح ہوا اور سنتا راما کے ساتھ قلعے سے نکل کر دہنا سے لڑنے
کے لئے اس مقام پر پہنچا جہاں دہنا مقیم تھا فریقین میں مقابلہ ہوا مگر اس مرتبہ
قسمت نے اس کا ساتھ نہ دیا اور شکست فاحش کھا کر بحال تباہ چند اشخاص
کے ساتھ میدان سے بھاگا اور مانکوجی کی زمینداری میں پہنچکر اس کے دامن
میں پناہ گزیں ہوا؛

مانکوجی مروت سے پیش آیا لیکن مانکوجی کی بیوی نے جس کے بھائی کو
سنتا نے مار ڈالا تھا اپنے شوہر اور دوسرے بھائی کو ابھارا کہ اب اسے زندہ
نہ چھوڑنا چاہئے مگر مانکوجی نے اس کی دلدہی کرکے سنتا کو رخصت کر دیا۔ لیکن
مانکوجی کا دوسرا بھائی اپنے ارادہ سے باز نہ آیا اور موقع تلاش کرتا ہوا اس
کے تعاقب میں روانہ ہوا؛

اسی زمانے میں خان فیروز جنگ کے نام سنتا کے تعاقب کا حکم صادر ہوا
اور شاہزادہ اور حمید الدین خاں کی متعینہ جمعیت ان کے ہمراہ مقرر کی گئی
مطلب خاں سزادہی پر مامور تھا۔ اس نے سنتا کے متعلق یہ خبریں
سنیں اور موقع پر جا پہنچا غرضکہ باختلاف روایات سنتا خاں فیروز جنگ کے ہاتھوں
اسیر ہوا یا یہ کہ مانکوجی کے سالے کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مختصر یہ کہ اس کا سر

فیروز جنگ کے سپاہیوں کے ہاتھ آگیا جو بعد میں درگاہ والا میں روانہ کر دیا گیا۔

ع بہر نقش پائے مور باہستگی خرام
زنجیر فیل مست مکافات پارہ ایست

اس کارگذاری کے صلے میں علاوہ تحسین و آفریں کے عنایات خسروی بھی خان فیروز جنگ کے شامل حال ہوئے۔ مطلب خاں بھی پانصدی کے اضافہ سے سرفراز ہوا۔

۴۳ جلوس عالمگیری مطابق سنہ ۱۱۱۰ھ

ورود ماہ رمضان کی وجہ سے جمعہ و عید کی نمازیں ادا کرنے اور اعتکاف میں بیٹھنے کے لئے حضرت اقدس واعلیٰ نے شولاپور میں قیام فرمایا۔ منصور خاں کو حکم ہوا کہ بادشاہزادہ محمد کام بخش کے محل کو فرودگاہ سے لائے۔

آتش خاں کے انتقال کی وجہ سے معمور خاں کو کرناٹک کی فوجداری مرحمت ہوئی۔ حمید الدین خاں بہادر خواجہ محرم علی مردان خانی یعنی محرم خاں کے انتقال کے بعد جواہر خانہ دوم کا داروغہ مقرر ہوا۔ رستم بیگ خاں جو کس جو رستم خاں بہادر شاہجہانی کا عزیز قریب اور بندگان دولت کے زمرہ میں حال ہی میں شامل ہوا تھا۔ یحییٰ خاں کے بجائے منگل بیدار کا قلعہ دار مقرر ہوا۔

بادشاہزادہ محمد کام بخش کے نسبت فرمان شفقت عنوان صادر ہوا کہ نماز ظہر دولت خانہ حسن باری کے مسجد میں اور نماز عصر ہمارے ساتھ پڑھا کریں محمد امین نائب سربراہ خاں کو توال کو حکم ہوا کہ بادشاہزادہ کا دیوان و نائب معزول میرک حسین خزانہ بادشاہی کی ایک کثیر رقم پر متصرف ہوا ہے۔ اہل دیوان جو تحریر تمھارے حوالہ کریں اس کے مطابق میرک حسین کو چبوترہ میں بٹھا کر اس سے رقم وصول کرو۔

مولف اور میرک مرحوم کے درمیان دوستانہ تعلقات تھے یہ شخص عمدہ عادت سے متصف تھا مگر ملازمت کا سلیقہ نہ رکھتا تھا۔ اس کی مشہور غلطیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے زبردست ملازموں اور مصاحبوں میں

مرحوم کے دو تین کمینہ خیال عزیز بھی تھے جن کے ساتھ وہ اپنی کارگذاری و تدبر کے باوجود نباہ رہا تھا مگر ظاہر ہے کہ اس طرح کب تک نباہ ہو سکتا ہے۔ میرک کے نیابت میں اس کے ناخلف فرزند واعزہ نے جو نہایت تباہ کار و اوباش تھے اور چالاک فقرائے جنکی محبت میں میرک گرفتار تھا غریب کو غافل و ناتجربہ کار سمجھ کر بادشاہ اور بادشاہزادہ کا مال غبن کیا غرضکہ میرک بیچارہ کو گرفتار کر کے چبوترۂ کوتوالی پر پہنچایا گیا اور اُس کے بد باطن حاشیہ نشین وطن چلدئے بیچارہ میرک مصیبت و تہیدستی کی تکلیف میں گرفتار تنہا رہ گیا۔ آخر کو صاحب خیر و احسان ارکان و بزرگان دولت مثلاً مخلص خاں، ملتفت خاں اور عنایت اللہ خاں مرحوم نے اس سید کے حال پر رحم کھا کر امداد کی اور حضور پر نور میں بھی بالاتفاق کلمۂ خیر سے سفارش کی ان امیروں کی سفارش سے غریب سید کو قید سے نجات ہوئی لیکن اس کے بعد پھر کسی خدمت پر مامور نہ ہو سکا۔

قبلۂ عالم کے حکم کے مطابق خدابندہ خاں بنگاہ کے حفاظت کے لئے روانہ ہوا اور جمدۃ الملک نماز عید ادا کرنے کے لئے حضور میں حاضر ہوا۔ عید کے روز بادشاہزادہ محمد کام بخش رکاب سعادت میں سوار و خوش تھے۔ حاضرین کے پیشکش اور نذریں نظر الانور سے گذریں۔ جو اس احتیاج عنایت و رعایت کے منتظر تھے وہ اپنے دلی مدعا میں کامیاب ہوئے۔

سلطان بلند اختر نے مبارکباد عید کی تسلیمات عرض کر کے شرف قدمبوسی حاصل کیا روح اللہ خاں داروغگی دیوان خاص پر تبدیل ہو کر اضافہ سے سرفراز ہوا۔ اصل منصب دو ہزاری پانصدی تھا پانصدی اضافہ عطا ہوا

ہدایت اللہ خاں نے تولد پسر کی نذر پیش کی۔

منصور خاں داروغۂ توپ خانۂ دکن نے معروضہ پیش کیا کہ میرے بھائی محمد یوسف خاں قلعہ دار قمر نگر نے ایک شخص کو گرفتار کر کے حضور میں روانہ کیا ہے جو اپنے آپ کو اکبر باغی ظاہر کرتا تھا۔ حکم ہوا کہ مجرم حمید الدین خاں کے حوالہ کر دیا جائے۔

۲۹ شوال کو بادشاہزادہ محمد کام بخش اس خیمہ میں تشریف لے گئے جو

گلال بار کے باہر ایک جریب کے فاصلہ پر نصب کیا گیا تھا۔ ۲۶ ذیقعدہ کو رانا امر سنگھ کے فرستادہ افراد آستان بوسی سے سرفراز ہوئے قاصدوں نے ایک فیل دو اسپ و ۹ قبضۂ شمشیر اور ۹ چرمی پائجامہ ملاحظۂ عالی میں پیش کئے
کامگار خاں اور راجہ مان سنگھ ولد روپ سنگھ دو ہزار و پانصدی امیر تھے ان میں سے ہر ایک کو پانصدی اضافہ مرحمت ہوا۔ عبدالرحیم خاں برادر خان فیروز جنگ ایکہزاری امیر تھا پانصدی اضافہ پاکر مسرور ہوا۔ ۱۰ ذی الحجہ کو بادشاہزادہ محمد کام بخش سواری والا کی آمد و رفت سے پہلے عیدگاہ گئے اور واپس آئے۔ ۲۹ مرکو بست ہزاری منصب پر بحال ہو کر تسلیمات نوازش بجالائے
۱۶ محرم کو چین قلیچ خاں کوٹہ سے غنیم کی مہم سر کر کے درگاہ اقدس میں حاضر ہوئے امیر موصوف کی عزت افزائی کے خیال سے حکم ہوا کہ بخشی الملک مخلص خاں قلعۂ اسلام پوری تک استقبال کر کے ہمارے حضور میں لائے۔ ملازمت کے وقت چین قلیچ خاں بہادر پانصدی دو صد سوار کا اضافہ حاصل کر کے سہ ہزار و پانصدی سہ ہزار سوار کے منصبدار قرار پائے ؛
۲۲ محرم کو محمد ابراہیم ولد نجابت خاں مرحوم جس کا خطاب خان عالم تھا قید سے رہا ہو کر غائبانہ سہ ہزاری دو ہزار سوار منصب پر فائز ہو کر فوجداری جونپور کی خدمت پر مامور ہوا۔ اندر سنگھ و بہادر سنگھ پسران رانا راج سنگھ میں سے اول الذکر کو دو ہزاری ہزار سوار اور دوم کو ہزاری پانصد سوار کے مناصب عنایت ہوئے ؛
محمد امین خاں نے حسب تحریر خان فیروز جنگ حضور پر نور میں یہ خبر گزارش کی کہ اسلام گڑھ کا بدبخت زمیندار افواج اسلام پور کے غلبہ سے شکست کھا کر فرار ہوا اور اسلام گڑھ پر اولیائے دولت کا قبضہ ہو گیا گزبردار سے بلند اختر جعلی کو جس نے نواح الہ آباد میں اپنے آپ کو شجاع کا فرزند ظاہر کیا تھا گوالیار پہنچایا اور قلعہ دار کی مہری رسید حاصل کی ؛
کسی تقریب میں سنگ مریم کا ایک پیالہ جو شجاعت خاں نے ملتفت خاں کے پاس روانہ کیا تھا نظر انور سے گزرا چونکہ خالدار تھا اس لئے پسند آیا۔

ملتفت خاں کو حکم ہوا کہ شجاعت خاں کو لکھدو کہ اس وضع کے پیالہ ورکابی
طیار کر کے حضور میں روانہ کرے شجاعت خاں نے حکم کی تعمیل کی اور ظروف کے
ساتھ تخت و حوض چوکی بے جوڑ و سنگ فرش نہایت عمدہ و خوش تراش کر
بھیجدئے گئے۔

وحید خاں جلکتائے مشہور کا پوتا غوربند کی تھانہ داری پر مقرر ہوا سی
صدی سی صد سوار کا امیر تھا۔ اس کو چار صدی چار صد سوار اضافہ عطا ہوا۔
ستوا دفلیہ جو درگاہ والا میں حاضر ہو چکا تھا برگشتہ بختی سے منحرف ہو کر لشکر سے
بھاگ گیا۔ زبردست خاں میر آتش، سید خاں، شکر اللہ خاں کا شغری و دیگر
امرا کو حکم ہوا کہ اس کا تعاقب کر کے سزا دیں۔

حاجی خانم ہمشیرہ خان جہاں بہادر بھائی کے انتقال کے بعد دار الحکومت
سے حضور میں حاضر ہوئی۔ خانم مذکور کو پانچہزار روپیہ کے جواہرات، نیم آستین
دوشالہ اور دو ہزار روپیہ نقد مرحمت ہوئے۔ نصرت خاں پسر خان جہاں
بہادر، نہصدی پانصد سوار کا امیر تھا ایک صدی کے اضافہ سے اور
خان جہاں بہادر کا چھوٹا بیٹا ابو الفتح خاں ہفت صدی سہ صد سوار کا منصبدار
تھا سہ صدی یک صد سوار کے اضافہ سے سرفراز ہوا۔

ضیاء اللہ پسر عنایت اللہ خاں نے فرزند کے تولد کی تقریب میں
شاہانہ پیشکش گزرانی۔ مخلص خاں نے عمدۃ التجار ایران محمد تقی کو ملازمت
اقدس میں پیش کیا۔ محمد تقی نے مصحف مجید (قران شریف) لنگری غوری
۲۷ تھان زربفت اور عطر فتنہ ملاحظۂ عالی میں پیش کئے۔

ذو الفقار خاں بہادر کے بجائے روح اللہ خاں داروغہ جلو کی خدمت
پر مامور ہوا۔ سیادت خاں کو عبد الرحمن خاں کی جگہ داروغہ عرض مکرر کا عہدہ
عطا ہوا۔ یہ امیر پیشتر ہزاری دو صد سوار کا منصبدار تھا اب پانصدی اضافہ
عنایت ہوا۔ صف شکن خاں بادشاہزادہ محمد معظم ولی عہد سلطنت کا وکیل
مقرر ہوا۔

فرمان مبارک صادر ہوا کہ سروپ سنگھ ولد انوپ سنگھ راناکے متعلقین کو ذو الفقار خاں

بہادر کے پاس سے حضور میں لائے اور حمید الدین خاں سیوا کے متعلقین کو جو جمدۃ الملک کے دایرے میں مقیم ہیں راجہ ساہو کے پاس گلال بار میں پہنچائے۔
حفظ اللہ خاں پسر سعد اللہ خاں ناظم صوبہ ٹھٹھہ و فوجدار سیوستان کو جو پیشتر دو ہزاری ہفت صد سوار کا امیر تھا شاہزادہ محمد معز الدین کی التماس پر سہ صد سوار کا اضافہ عنایت ہوا حمید الدین خاں بہادر دو ہزاری ایک ہزار و چار صد سوار کا منصبدار پانصدی اضافہ کی عنایت سے شاد کام ہوا۔
ملتفت خاں ہزار و پانصدی دو صد سوار کے امیر کو یک صد سوار اضافہ مرحمت ہوا شیخ سعد اللہ مشرفی خواصان کی خدمت سے تبدیل کیا گیا۔ یہ خدمت علاوہ خدمات سابقہ کے مولف کو تفویض فرما کر عزت افزائی فرمائی گئی۔
خان نصرت جنگ نے سعادت باریابی حاصل کی خلعت و اسپ و فیل و خنجر مرصع کے عطیات سے سرفراز ہوا۔

حضرت دین پناہ کا دشمنوں کے قلعے سر کرنے کا عزم فرمانا اور قلعہ لبنت گڈھ کا فتح ہونا

کارکنان قضا و قدر نے نظام عالم کو حضرت بادشاہ دین پناہ کی رائے سے اس لئے وابستہ کر رکھا ہے کہ حضرت کے ہر شگون میں ایک سکون دفال نیک ہے اور ہر حرکت میں خیر و برکت کے آثار نمایاں ہیں۔
قبلۂ عالم نے اسلام پوری میں چار سال قیام فرمایا اس مدت میں خلق خدا نے بیحد امن و امان و آسائش کے ساتھ زندگی بسر کی اور مخلوق خدا پر طرح طرح کے الطاف و احسانات شاہی مبذول ہوتے رہے۔ اگرچہ اس دوران میں بھی جرار لشکر بادشاہی نے باغیوں کے گروہ کو دم لینے کی مہلت نہ دی اور ان کو قتل و اسیر کرنے میں برابر سرگرم رہے لیکن پھر بھی اکثر صاحب دل عارفوں کی بشارت، القائے طبیعت اور مصلحت ملک گیری کے تقاضے سے جہاں پناہ کی دلی آرزو یہی رہی کہ ثواب جہاد کو حاصل کرنے کے لئے خود بدولت توجہ فرمائیں، چونکہ حضرت مخبر صادق علیہ الصلوۃ والسلام نے

فرمایا ہے کہ رباط ساعۃ خیرٌ من عبادۃ ستین سنۃ (جہاد کے لئے ایک ساعت کمربستہ ہونا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے) اس لئے حضرت کا قلبی منشا یہ تھا کہ اشخاص حربی غیر مسلم کے ذیل میں آئیں ان کے شہر اور قلعے سمند اقبال سے پامال فرمائیں۔ قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ اس چھوٹے مضبوط قلعہ کے ہر چہار طرف جو ایک سال قبل دائرۂ دولت کے گرد گچ اور پتھر سے بنایا گیا ہے ایک خام قلعہ جس میں ڈھائی کوس کا رقبہ ہو تیار کیا جائے فرمان والا کے مطابق تعمیر شروع ہوئی اور جو کام عقلاً سال میں پورا ہوتا سربراہ کار منتظموں کی کوشش سے پندرہ دن میں تکمیل کو پہنچ گیا حضرت نے نواب قدسیہ زینت النسا بیگم اور بادشاہ زادہ کی والدہ و دیگر خدام محل و متعلقان خلائق کو اس بنگاہ میں امن و امان کے ساتھ منتقل فرمایا اور جدۃ الملک اسد خاں مدار المہام کو فوج مناسب کے ہمراہ حفاظت کے لئے مقرر فرما کر ۵ ہجمادی الاول کو مبارک و مسعود ساعت میں آفتاب کی طرح جو لبساط عالم پر جہاں گردی کے لئے نکلتا ہے خود بدولت و اقبال جہانگیری کے عزم سے روانہ ہوئے۔

مولف کے قلم میں یہ قدرت کہاں کہ تمام منزلوں کے سفر و قیام کا روزنامچہ معرض تحریر میں لائے مختصر یہ ہے کہ قبلۂ عالم (۲۰) روز میں راستہ طے کر کے مرتضی آباد عرف مرچ میں رونق افروز ہوئے اور حضرت کے ورود سے شہر کی برکت و خوشحالی کا کچھ دوسرا ہی عالم ہو گیا۔

بادشاہزادہ عالیجاہ محمد اعظم شاہ جو پید گانوں سے حضور پر نور میں طلب ہوئے تھے۔ حاضر ہوئے اور اسی منزل میں قدمبوسی کی سعادت حاصل کر کے بے شمار عنایات و الطاف شاہی سے سرفراز ہوئے۔ جہاں پناہ نے عالیجاہ کو خلعت خاصہ و دھگدھگی مرصع و اسپ مع ساز مینا کار بطور انعام مرحمت فرمایا۔

مخبروں کی اطلاع سے معلوم ہوا کہ راما بدبخت برار کی طرف فرار ہو چکا ہے اور جہاں پناہ نے شاہزادہ والاتبار محمد بیدار بخت کو مامور فرمایا کہ اپنی

بنگاہ کو مرتضیٰ آباد میں چھوڑ کر اس کے تعاقب میں روانہ ہوں ؀
روح اللہ خاں کو خلعت و شمشیر اور حمید الدین خاں بہادر کو خلعت اور کٹار
بہ طور انعام عنایت ہوئے اور ارشاد ہوا کہ پرنالہ گڈھ سے ستارہ گڈھ تک تمام
حصۂ ملک اس طرح تاراج و تباہ کیا جائے کہ گھوڑوں کے سموں سے پامال
کردیں آبادی کا نام و نشان نہ باقی رہے ؀
قبلۂ عالم سفر کی منزلیں طے کرتے ہوئے نواح پرگنہ کرمیں رونق افروز
ہوئے اور معروضہ پیش ہوا کہ اس مقام پر ایک بادشاہی تھانہ قائم تھا۔ جس
کو بدانجام دشمن نے تباہ کردیا ہے اس کے علاوہ ایک مسجد بھی اسلاف کی تعمیر کردہ
دیادگار ہے اور وہ بھی اس زمانہ میں غیرمسلم حریف کے دل کی طرح بے نور ہے۔
اس اطلاع پر حضرت دو کوس مسافت طے کرکے نشاندادہ مسجد میں تشریف
لے گئے اور دوگانۂ شکر ادا فرمایا۔ قبلۂ عالم نے اس مکان خیر کو آباد رکھنے اور
تھانہ قائم کرنے کے لئے فرمان صادر فرمایا حضرت کے ورود کے بعد مفرور
رعایا امان و انعام سے مطمئن ہوکر بار دگر آباد ہوگئی اور ایک جمعیت اس حصہ کی
حفاظت کے لئے مقرر ہوگئی ؀
جہاں پناہ نے اس مقام سے کوچ کرکے دوسرے تھانہ سواری نام میں
جو اسلامی لشکروں کی چھاونی ہے قیام فرمایا۔ اس کے سامنے تین کوس کی
مسافت پر پہاڑوں کے درمیان ایک مضبوط قلعہ واقع اور بسنت گڈھ کے
نام سے مشہور ہے یہ قلعہ دشمن کے تصرف میں تھا اور مضبوطی و استحکام کے اعتبار
سے دنیا میں مشہور و معروف تھا اس میں وسعت اتنی زیادہ تھی کہ پائے خیال
کو اس کی سیر شاق گذرتی تھی۔ بادشاہ دین پناہ کے کمال اقبال کا کرشمہ ملاحظہ
ہو کہ جدھر حضرت نے توجہ فرمائی اقبال خود قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا۔ دشمن اگر
سرتاپا آہن ہوا تو بھی بادشاہ کے آفتاب قہر کی تاب سے موم ہوگیا۔ فرمان مبارک
نافذ ہوا کہ تربیت خاں میر آتش اس پہاڑ پر پہنچکر قلعہ سے بدباطن افراد کو نکالنے
کی کارروائی شروع کرے ؀
تربیت خاں نے دو سال تک اس قلعہ کو سر کرنے کے لئے جانفشانی

کی اس امیر نے توپ خانہ کے عملہ کو دیوار قلعہ کے نیچے تک پہنچا دیا اور آتشبار توپ قلعہ کے مقابل نصب کر کے یہ امیر نے دشمن سوزی میں مشغول ہوا۔ مگر قلعہ نشین دشمن کی توپ اندازی ختم نہ ہوئی اور برابر آگ برسائے جاتا تھا۔ یہ خبر قبلۂ عالم تک پہنچی ارشاد ہوا کہ دولت خانہ دریائے کشنا کے کنارے جو قلعہ کے نیچے ایک کوس تک بہتا ہے نصب کیا جائے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس حرکت بابرکت سے مقصود یہ ہے کہ جہاد کر کے خدا و رسول کے خوشنودی حاصل کی جائے انشاءاللہ صبح کو رکاب میں پانوں رکھ کر غیر مسلم اشرار کی تیغ و خنجر سے خبر لی جائیگی۔

دولت خانہ نصب ہوئے اور حضرت اقدس و اعلیٰ کے تشریف آوری کی خبر مشتہر ہونے سے باطل پرست دشمن کی جو پیشتر مطمئن و قوی دل تھا کمر بالکل ٹوٹ گئی اور اس لئے اُسی روز فریاد و زاری کر کے پناہ و امان طلب کی اور اپنی آبرو و اہل و عیال کو سلامت نکال لیجانا ہی غنیمت خیال کیا۔ چونکہ قبلۂ عالم کی بارگاہ عاجز نواز اور بیکسوں کی جائے پناہ ہے فرمان مبارک صادر ہوا کہ محصور ہتھیار ڈال کر خالی ہاتھ نکل جائیں اور ان پر تلوار نہ اٹھائی جائے۔ رات کے وقت روسیاہ دشمن قلعہ سے نکلے اور صبح کو بروز یکشنبہ بتاریخ ۲ ار جمادی الآخر قلعہ پر شاہی قبضہ ہو گیا۔

یہ قلعہ بعد میں کلید فتح کے نام سے موسوم ہوا۔

اس قلعہ سے دفینے اور بے شمار ذخائر و اسلحہ عمال سرکار کے قبضہ میں آئے مسرت و شادمانی کے نعرے بلند ہوئے اہل زمین کی یہ مبارک باد کہ یہ فتح آئندہ فتوحات کا مقدمہ ہے اہل آسمان کے کانوں تک پہنچی غازیان لشکر بے حساب عطیات و انعامات سے بہرہ مند ہوئے۔ ایک تاریخ گو نے کو کفر شکست سے اس فتح کا مادہ تاریخ نکالا اور اُس کو اس قدر انعام عطا فرمایا گیا کہ دولت دنیا سے بے نیاز ہو گیا۔

۲۴ جمادی الآخر کو سمع مبارک تک یہ خبر پہنچی کہ شاہزادہ محمد بیدار بخت کا دریائے نربدا کے دوسرے ساحل پر راما سے مقابلہ ہوا فریقین میں سخت لڑائی ہوئی اور رخان عالم وسعد الرزاق خاں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے راما بجال تباہ خیمہ و خرگاہ وغیرہ تمام سامان غازیان لشکر کیلئے چھوڑ کر خود فرار ہو گیا۔

شاہزادہ و دیگر کارگزار خدام کو بے حساب انعامات مرحمت ہوئے اور ان کے فخر و اعزاز میں اضافہ فرمایا گیا۔ خان بہادر کو حکم ہوا کہ شاہزادہ کے ہمرکاب راما کا تعاقب کریں اور جہاں کہیں وہ سر اٹھائے کافی سرکوبی کر کے فتنہ و فساد کو فرو کریں ؛

محمد اکبر کے دو نفر ملازم عرضداشت عفو جرائم و صندوقچۂ عطر لیکر قندھار سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوئے۔ ان اشخاص کے ہمراہ خلعت و فرمان محمد اکبر کے نام روانہ کیا گیا جس میں ہدایت تھی کہ جب تک اپنے آپ کو سرحد تک نہ پہنچاؤ گے خطائیں معاف نہ ہونگی۔ ملک بادشاہی میں داخل ہونے کے بعد صوبہ داری بنگالہ کا فرمان مرحمت ہوگا اور اس کے علاوہ دیگر عنایات و مراحم خسروانہ سے سرفراز ہوگے

امانت خاں متصدی بندر سورت نے وفات پائی اس کا بڑا بھائی دیانت خاں اس کی خدمت پر مقرر ہوا۔ سیف الدین خاں صفوی شولاپور کا قلعہ دار ہو کر مطمئن و دلشاد ہوا ؛

لطف اللہ خاں صوبہ بیجاپور کا ناظم مقرر ہوا۔ دو ہزاری پانصدی یکہزار و چار صد سوار کا امیر تھا اب پانصدی سہ صد سوار کے اضافہ سے سرفراز ہوا اور اپنے فرائض کو حسن و خوبی سے انجام دیکر نیک نام و معروف ہوا ؛

تسخیر قلعہ ستارا اور بادشاہ دین پناہ کے اقبال روز افزوں کی جلوہ نمائی

دقیقہ سنج اختر شناس و روشن ضمیر حضرات کو معلوم ہے کہ زمین و آسمان کو زینت دینے والے اور حمد و ثنا سے بے نیاز قادر مطلق صانع باکمال نے ہر مصنوع میں ایک سعادت و برکت اور ایک مصلحت و کمال ودیعت فرمایا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مصنوع اپنی صنف کے اور دیگر مخلوقات میں خاص شرف و امتیاز حاصل کرتا ہے ؛

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ستارہ نام ایک قلعہ نہایت بلند پہاڑ کے پشتے پر واقع ہے جس کی رفعت و بلندی کی نسبت یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ؎

سہ بالائے سرش ز ارجمندی ؛ تابندہ ستارۂ بلندی
بر پشت وے آسمان نمودے ؛ چوں بر شترے جل کبودے

اس پہاڑ کو آسمان اور قلعے کو ستارہ کہنا ہرگز مبالغہ نہیں ہے۔ قلعہ کیا ہے ایک دنیا ہے جس کے طول وعرض کو دیکھ کر اہل عالم حیران ہیں۔ اس کی وسعت حد قیاس سے باہر ہے حصار نہایت درجہ محفوظ و مضبوط ہے۔ اس ستارے کی پیشانی میں یہ نوشتہ درخشاں تھا کہ آفتاب عالمتاب یعنی بادشاہ دین پناہ حضرت عالمگیر اس حصار کو دشمن کے قبضے سے نکالنے کے لئے شہاب ثاقب کی طرح بنفس نفیس توجہ فرمائیں اور اسے مسخر فرما کر اس کی خوش قسمتی میں چار چاند لگادیں۔

۲۵ جمادی الاخر ۴۳ ؁ جلوس کو قبلۂ عالم نے قلعے کے نیچے نصف کوس کے فاصلے پر قیام فرمایا اور اس کی دوسری جانب بادشاہزادہ عالم محمد اعظم شاہ کا خیمہ نصب ہوا لشکر ظفر موج قرب وجوار میں فروکش ہوا۔

حسب فرمان اقدس و اعلیٰ تربیت خاں میر آتش نے قلعہ گیری کی طیاری کی غرض سے مورچال بندی شروع کی۔ بہادران لشکر کوہ تک پہنچکر چند روز میں اپنی کوشش سے اس قابل ہوگئے کہ زبردست و مہیب توپیں پہاڑ پر پہنچا دیں۔ بے مبالغہ ان توپوں کی آواز سے پتہ پانی ہوتا ہے اور ان کی ضرب نہایت روح فرسا و فیصلہ کن ہے۔ دیوار حصار کی یہ کیفیت ہے کہ وہ دیکھنے میں تو دیوار نظر آتی ہے مگر یکسر پہاڑ ہے جس کی بلندی تیس گز ہے اور اس کے اوپر چھ گز تک گچ اور پتھر سے سنگین فرش بنا دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ چونکہ حصار ایک جنگجو دشمن کا مستقر و مرکز ہے اس لئے استحکام و حفاظت کے تمام اسباب یعنی توپ خانہ ذخیرہ وغیرہ سے معمور ہے قلعہ میں پانی کی بھی افراط ہے جس کے لئے عین موسم گرما میں بھی چشمے جاری رہتے ہیں علاوہ بریں جاں نثار سواروں کی کثیر تعداد انتظام و حفاظت کے لئے مقرر ہے۔

دشمن کی طرف سے روز و شب بان، تفنگ (بندوق) حقہ، چادر کستک اور متوالہ کی مسلسل بارش ہوتی رہتی تھی اور اس کی بے شمار بیرونی فوجیں رسد پر دھاوا کر کے حملہ آور ہوتی تھیں۔ قرب وجوار میں بیس کوس کے فاصلے تک گھاس کا جس پر جانوروں کی زندگی کا مدار ہے نام و نشان نہ تھا غنیم بارہا جسارت و بے حیائی کے ساتھ اردوئے معلی کے قریب تک آپہنچا اگر اس گستاخی کی سزا

پاکر بے نیل مرام مفرور ہوا۔ غلہ اور گھاس کی گرانی انتہا کو پہنچ گئی؛
ان حالات کو دیکھ کر ظاہر پرستوں کا یہ خیال ہو گیا کہ اس قلعے کا فتح ہونا محال ہے۔ مگر بادشاہ دین پناہ جن کو خدا کی طرف سے توفیق حاصل ہے اور جو راہ خدا کے مجاہد ہیں اسی طرح مستقل و ثابت قدم تھے قبلۂ عالم کا دل قوی و عزم راسخ تھا۔ اسی استقلال کا نتیجہ تھا کہ دیوار قلعہ سے تیس ہاتھ کے فاصلہ پر برج کے مقابل ایک دمدمہ قائم کیا گیا دمدمہ کے قیام و انتظام کی وجہ سے تیس چالیس کوس کے گرد درخت کا نام و نشان نہ رہا؛

پھر بادشاہزادے کی طرف سے ہر مورچال قلعے کے نیچے تک بڑھائی گئی اور حکم ہوا کہ چابکدست نقب زن، نقب لگانے کی کارروائی شروع کریں چنانچہ اسی دمدمے کے نزدیک چند روز کے اندر چوبیس[24] گز کے سنگ خارا کو جس کا نام برج ہے خالی کر دیا۔ پھر وہ پیادہ قوم طلب ہوئی جو پادیہ کے نام سے مشہور اور قلعہ گیری میں کمال رکھتی ہے حسب الحکم دو ہزار نفر حاضر ہوئے۔ تین سال کی پیشگی تنخواہ یعنی ایک لاکھ چھبیس ہزار روپے ان اشخاص کو مرحمت ہوئے قلعے پر چڑھنے کا اسباب زینہ دوال اور چرمی کپڑے وغیرہ ضروریات کا انتظام کیا گیا؛

دست اگر در کمر راہبر دل زدۂ؛ بے تکلف بمیان و اسن منزل زدۂ

چونکہ تجربہ کار افراد کی نظر میں یہ تمام سامان قلعہ گیری کے لئے مفید و کافی نہ تھا اس لئے تربیت خاں نے اسی دمدمہ کے نیچے زینہ لگایا جو چوبیس گز اونچا تیار کیا گیا۔ اس تمام کارروائی میں ہزار کجاوے اور ٹاٹ کے تھیلے، جو کمیابی کی وجہ سے روپے کے چار گز بھی نہ ملتے تھے اور جنگل کی لکڑی صرف ہوئی پھر خاکریزی کے بعد نقب قلعے کے نیچے پہنچائی گئی اور قلعہ کے اوپر چوبی زینے نصب کئے گئے۔ لیکن اس اہتمام سے اس سے زیادہ نتیجہ نہ نکلا کہ تربیت خاں نے پہلے دمدمہ کے راستے بند کر دئے جس کی وجہ سے محصور دیوار قلعہ سے سر نہ اٹھا سکے۔ اور انھیں بندوق چلانے کی مجال نہ باقی رہی چونکہ حریف اب ایک چور دیوار کے نیچے بیٹھ کر پتھر برساتے تھے

اس لئے بہادران لشکر یورش کر کے دیوار پر چڑھنے میں کامیاب نہ ہوتے تھے۔

فرمان مبارک صادر ہوا کہ بہادر فتح اللہ خاں روح اللہ خاں کے اہتمام میں ایک اور مورچال قلعے کے دروازے کی طرف سے بڑھائیں۔ ۵ شوال سنہ ۴۴ جلوس کو خان مذکور نے اپنی بہادرانہ فکر و تدبر سے ایک ماہ کی مدت میں الونی قلعے کے نیچے تک مورچال پہنچائی۔

تربیت خاں نے اپنی سست کارگزاری کی تلافی میں جو زینہ نصب کرنے میں ظاہر ہوئی تھی قلعہ کے سنگ چین میں ایک طاق کھودا جس کی وجہ سے ایک طرف سے چودہ گز اور دوسری جانب سے دس گز دیوار خالی ہوگئی۔ اس قلعہ اور ان بہادران لشکر کے درمیان جو اس طاق میں پہرہ دیتے تھے ایک پردہ سے زائد حجاب نہ باقی رہا۔ لیکن طرفین میں کسی شخص کو جرات نہ ہوتی تھی کہ اس ہاتھ بھر زمین کو طے کرلے۔ آخر یہ قرار پایا کہ اس تمام جوف (طاق) کو باروت سے بھر کر دیوار اڑا دی جائے تاکہ راہ نکل آئے اہل یورش قلعے کے اندر آسانی سے داخل ہوسکیں جہاں پناہ نے حکم دیا کہ علاوہ پیادہ وسوار اور توپ خانہ و خاص چوکی و افغان و ککھر و دیگر مامورین اور کرناٹک کی فوجوں کے سوا جو شب و روز وہاں حاضر رہتی ہیں، بخشی الملک مخلص خاں، اور حمید الدین خاں بہادر بھی چند ہزار سواروں کے ہمراہ موقع کے منتظر رہیں تاکہ جب نقب اڑائی جائے اور سرفروش جماعت قلعے میں داخل ہو تو اس کی امداد کریں۔

ماہ ذیقعدہ کی پانچویں تاریخ صبح کو جو اپنی ہول و دہشت کی وجہ سے شام کا حکم رکھتی تھی پہلے فتیلہ کو آگ دی گئی جس کی وجہ سے قلعے کی اندرونی دیوار گری اور اہل قلعہ کثیر تعداد میں نذر آتش ہو گئے شاہی لشکر نے اس خیال سے کہ یہ دیوار بھی اندر کی جانب گرے گی ان فوجی دستوں کو خبر نہ کی جو یورش کے منتظر تھے، دیوار زمین پر آئی اور انھیں ہٹنے کا موقع نہ ملا اور فتیلہ سلگتے ہی دیوار بجائے اُس طرف کے اس جانب گری۔ چند ہزار اشخاص پر پتھر اور مٹی

کا پہاڑ ٹوٹ پڑا اور جو لوگ زمین کے نیچے خندقوں میں پناہ گزیں تھے وہ وہیں دفن ہو کر رہ گئے۔ اس قیامت خیز سانحے سے ایسا زلزلہ برپا ہوا کہ تقریباً دو ہزار بہادر ایسے پامال ہوئے کہ اُن کے پوست و استخوان ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

اب موقع اس قدر خطرناک ہو گیا تھا کہ اگرچہ اس وقت شاہی لشکر کے حصار میں داخل ہونے کی کافی گنجائش خود بخود نکل آئی تھی اور معقول و وسیع راہ پیدا ہو گئی تھی اور بعض پیادے دوڑ کر اوپر چڑھ بھی گئے اور کہہ رہے تھے کہ بلا خوف و خطر حصار میں داخل ہو جاؤ دشمن اس مقام پر نہیں ہے لیکن اہل مورچال پر اس قدر خوف و ہیبت طاری تھی کہ کسی کو اس راہ میں قدم رکھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بنا بنایا کام بگڑ گیا اور انتظام میں ابتری پیدا ہو گئی چند ساعت گزرنے کے بعد موقع ہاتھ سے جاتا رہا اور جب محصورین نے دیکھا کہ بادشاہی فوج کا کوئی شخص بھی ادھر نظر نہیں آتا تو دیوار پر چڑھ کر بندوق زنی شروع کی دمدمے اور توپیں گر چکی تھیں اور کارگزاروں نے کام سے ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ دشمن کے مقابلہ پر کوئی نہ تھا اور ایسے نازک وقت میں صرف قبلۂ عالم کا مقدس وجود اپنی روحانیت سے سپاہ کے افسردہ دلوں میں حرارت پیدا کر رہا تھا اور وہ ہمت پا کر کشتوں کے پشتوں پر سے گزرتے ہوئے قلعے میں داخل ہوتے رہے۔ سچ ہے کہ جب تک کوئی کام بننے والا نہ ہو۔ تمام کام خراب ہو جاتے ہیں اور بغیر سردار کے زبردست بہادروں کے قلوب کمزور ہو جاتے ہیں۔ اگر زبردست سوار تعداد میں ایک لاکھ بھی ہوں تو بھی بغیر سردار کے انکا عدم و وجود برابر ہے اور سردار اگر تن تنہا میدان میں آجائے تو ان ایک لاکھ کی مدد کا محتاج نہیں ہوتا۔

~ آفتابے بباید انجم سوز ❋ از چراغ تو شب نگردد روز

اسی مصلحت کی بنا پر جہاں پناہ نے پیش بینی عاقبت اندیشی کے اصول پر عمل فرما کر حکم دیا تھا کہ وسط کوہ میں ایک خیمہ نصب کیا جائے تاکہ خود بدولت و بادشاہزادہ اس میں مقیم ہو کر بنفس نفیس کارفرمائی فرمائیں۔ مگر چونکہ تقدیر کا منشا کچھ اور ہی تھا اس لئے تمام مدبران سلطنت نے بالاتفاق منت و سماجت

کے ساتھ قبلۂ عالم کو اس ارادہ سے باز رکھا۔

اس روز بھی سواری مبارک تیار تھی۔ لیکن ظاہر ہے کہ کام ابتر ہو جانے کے بعد سعی و کوشش سے فائدہ نہیں ہوتا۔ قبلۂ عالم نہایت عزم و استقلال و وقار اور حوصلے کے ساتھ بار بار جرات دلا رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ یالیتنی کنت معھم فافوز فوزا عظیما (کاش میں ان کے ساتھ ہوتا تو بیحد کامیابی حاصل کرتا) جہاں پناہ نے افسردہ دل سپاہیوں کو پیام بھیجا کہ کیوں تم نے اپنے آپ کو اسقدر وہم و اضطراب میں گرفتار کیا ہے ظاہر ہے کہ تم پر کوئی چھاپہ نہیں مارا بلکہ ہمیں نے ایک تدبیر کی تھی جو کارگر نہ ہوئی۔ چھت کے گرنے سے ایک جماعت کا اس طرح ہلاک ہونا کوئی پریشان کن و تعجب انگیز واقعہ نہیں ہے قبلۂ عالم نے پھر اسی روز سید سرفراز خاں، مناجی اور بخشی الملک بہرہ مند خاں کی جمعیت کو حکم دیا کہ موقع پر پہنچکر تربیت خاں کی رفاقت میں مورچہ قائم رکھیں۔

جو اشخاص زمین میں دب کر مر گئے ان کے بعض وارثوں کو وقت پر پہنچ جانے کی وجہ سے لاشوں اور زخمیوں کے اٹھا لانے کا موقع مل گیا۔ ان غریبوں کے ورثہ نے مردہ اجسام کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا اور زخمیوں کے علاج و تیمار داری میں مشغول ہوئے۔ جن تباہ حال کے سر پر کوئی مددگار نہ پہنچ سکا وہ زبان حال سے یہ کہہ کر وہیں ختم ہو گئے۔

بے گم گشتگی ستارۂ ماست ؎ بال عنقا کلید چارۂ ماست

تعجب انگیز امر یہ ہے کہ بہلیسہ یادول نے جو اپنے برادر و فرزند و اعزہ و احباب کے دب جانے کی وجہ سے ملول و مغموم ہو گئے تھے اور میر آتش سے خار کھائے بیٹھے تھے، یہ معلوم کر کے کہ پتھروں اور زمین کے نیچے سے مردوں کا لانا دشوار ہے اور لاشوں کا جلانا ان کے دین و آئین میں واجب ہے، دفعۃً ہنگامہ آرائی کی اور اسی رات کو خفیہ طریقہ پر اس مورچال میں آگ لگا دی جو سر سے پاؤں تک لکڑی سے تیار کی گئی تھی۔ یہ آگ سات دن تک متواتر روشن رہی۔ اتنا پانی وہاں موجود نہ تھا جو اس آگ کے جنگل کو افسردہ کرتا۔ تمام ہندو اور مسلمان جن کو نکلنے کا موقع نہ مل سکا وہیں جل کر خاک ہو گئے۔ سبحان اللہ دنیا کا

آتش کدہ تھا بھی عجیب مقام ہے جس کے تباہ کن شعلے دوست دشمن کسی کے بھی رعایت نہیں کرتے اور اس کے کرشموں پر کسی فرد کو زبان کھولنے کی ہمت نہیں ہوتی ہے

ے این مرحلہ گرچہ دل نشین است ٭ ہندار کہ بادش آتشین است

ان سرداروں نے شکم سیری کی امید اور جان کے خوف سے جو ملازمین کو بادشاہوں کی خدمت سے وابستہ کرتی ہیں، قلعے کی تسخیر کیلئے چند ایسی کوششیں بھی کیں جن کے تصور سے وہم قاصر ہے مگر یہ کلیہ مسلمہ ہے کہ جب تک وقت نہیں آتا کوئی کام درست نہیں ہوتا اور پیش از وقت اور تقدیر کے مقابلہ میں تمام تدبیریں بے سود و بیکار ثابت ہوتی ہیں ہ

اللہ اللہ اقبال شاہنشاہی اور قبلۂ عالم کے طالع بیدار رفعت و بلندی کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے کہ پچاسی سال متواتر جس طرف توجہ فرمائی اقبال ہمرکاب رہا اور فتح وظفر نے ہر مقام پر سعادت قدمبوسی حاصل کی ہ

۲۵ رمضان ۱۱۱۱ھ جلوس کو پرچہ نویسوں نے اطلاع دی کہ راما بدبخت جو اس زمانے میں برار کی سمت آوارہ وطن تھا ناکام و نامراد دنیا سے رخصت ہوا۔ ۱۰ شوال کو معلوم ہوا کہ راما کی جمعیت نے اس کے جس پنجسالہ فرزند کو اپنا سردار مقرر کیا تھا اس نے بھی متوفی باپ کی رفاقت حاصل کی ہ

اس غیبی تائید اور آسمانی امداد کو دیکھکر اقبال بادشاہی کی ہیبت اور اپنے انجام کے خوف سے پرسرام جو راما کا مختار تھا قلعۂ ستارہ سے نکل کر روح اللہ خاں کے توسط سے عفو جرائم کے لئے بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا ہ

سو بھان قلعۂ ستارہ کا نگہبان جید ہوشیار و خوش نصیب تھا جب اس نے دیکھا کہ دیگر اشخاص التجا و کار برآری کرنے میں سبقت لیجائینگے قلعے کی دیوار تربیت خاں کے مورچال کی طرف سے نصف برج تک ۰۷ گز کے قریب گرچکی ہے، بے شمار جمعیت کڑک بجلی اور بے مروت کے گولوں سے تباہ ہوچکی ہے خصوصاً ملک صنیط دنام توپ، جو بادشاہزادہ کے مورچال کے عقب میں پشتہ کوہ پر لگائی گئی ہے قلعے کی عمارت کو منہدم کر رہی ہے، چار سو آدمی نقب کی آگ سے

جل کر خاک سیاہ ہو چکے ہیں۔ اور فتح اللہ خاں مور چال کو قلعے کے دروازے تک پہنچا کر ارادہ کر رہا ہے کہ پنجۂ آہنی کی ایک ضرب سے دروازے کو اکھاڑ پھینکے اور ایک زبردست حملے سے دیوار قلعہ کو زمین کے برابر کر دے تو بجز اس کے کوئی تدبیر اس کی سمجھ میں نہ آئی کہ جہاں پناہ کے آستانۂ اقدس پر حاضر ہو کر عجز و نیاز مندی کی نذر پیش کرے۔

یہ خیال کر کے سوبھان نے اپنا ایک قاصد رحم و پناہ جوئی کے التماس کے لئے بادشاہزادہ جم جاہ محمد اعظم شاہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ بادشاہزادہ نے قلعے کے کئی ہزار مرد و عورت کی جانوں پر رحم کیا اور اس گرفتۂ دشمن کی سفارش حضرت اقدس کی بارگاہ میں کی۔ خدا کا شکر ہے کہ شاہزادہ جمشید نشان کی استدعا قبول ہوئی اور فرمان مبارک شرف صدور لایا کہ محصور کو امن و امان کے ساتھ قلعے سے نکل جانے کا موقع دیا جائے۔

۱۳ ذی قعدہ سنہ مذکور کو فتح و نصرت کے علم قلعے کے برج و فصیل پر نصب ہو گئے۔ اور نوبت و نقارہ کی آواز سے آسمان تک گونج اٹھا۔ کمال تو یہ ہے کہ یہ قلعہ پہلے بے نور ستارہ تھا، اب بادشاہ دین پناہ کی نظر تسخیر اثر سے منور ہو کر آفتاب ہو گیا۔ قلعے کی خوش نصیبی ملاحظہ ہو کہ پہلے ایک ویرانہ تھا جسمیں بوم صفت اشخاص آباد تھے اب قبلۂ عالم کی معدلت گستری کی بدولت ممالک محروسہ میں شامل ہو کر آباد و معمور ہوا۔ اہل عالم نے اثر پذیر یا ندا زبیان میں بادشاہ عالم و عالمیان کے حضور میں گزارش کی۔

اے روے تو برق عالم افروز مہتاب شب و ستارۂ روز

اے چشم تو در دم نظارہ برق افگن خرمن ستارہ

اور مقبول طرز میں خدا سے دعا مانگی کہ دست حق پرست اشرار کے قلعے منہدم کرنے اور فاسقوں اور بدکاروں کے شہر برباد کرنے میں ہمیشہ تائید یافتۂ غیب رہے۔

چونکہ حصار مذکور بادشاہزادہ عالیجاہ محمد اعظم شاہ کے توسط سے سر ہوا تھا اس لئے قلعہ اعظم تارا کے نام سے موسوم فرمایا گیا دوسرے روز بادشاہزادہ

عالیجاہ سوبھان کو ہاتھ اور گردن باندھے ہوئے بارگاہ اقدس میں لائے حکم ہوا
کہ اس کے بندکھول دئیے جائیں اور اس کے سر نیاز کو درگاہ والا کی بندگی سے
سرفرازی بخشی جائے۔ قبلۂ عالم نے سوبھان کو منصب پنج ہزاری دو ہزار سوار
اور خلعت وکٹار و اسپ و فیل و علم و طوغ و نقارہ اور بیس ہزار روپیہ نقد مرحمت
فرماکر سر بلند و ممتاز فرمایا۔ سوبھان نے بکمال عقیدت اپنی زبان میں عرض کیا۔

ریاض بخت بخندید ازیں ترانۂ شکر ٭ کہ نقش سجدہ ام آخر بجوئے شاہ نشست

تسخیر قلعہ کی کارروائی ۲۵ جمادی الاخر ۴۳ جلوس کو شروع ہوئی اور
۱۳ ذیقعدہ ۴۴ کو یعنی ۴ ماہ ۱۸ دن میں ختم ہوئی۔ چونکہ مولف انھی واقعات
کے جمع و ترتیب میں متوجہ رہا اس لئے دیگر مسلسل واقعات موقع پر قلمبند
نہ ہو سکے خاکسار مولف اب تسلسل قائم کرکے وہ واقعات ہدیۂ ناظرین کرتا ہے
جو اس مدت میں پیش آئے ٭

۲۳ جمادی الاخر ۴۳ جلوس کو جمدۃ الملک نے قلعہ کلید فتح کی
تہنیت میں چار سو اشرفیاں پیش کیں جو نظر انور سے گزریں۔ بخشی الملک مخلص
خاں نے حسب فرمان والا بادشاہزادہ محمد کام بخش کو شاہ عالیجاہ (محمد اعظم) کی
خدمت میں حاضر کیا۔ شاہ عالیجاہ کے التماس پر حکم ہوا کہ بادشاہزادے دیوان
کے وقت بھی آتے رہیں ٭

شیخ فرید پسر حمید خاں خانی کے خطاب سے سرفراز ہوا۔ ۱۴ رجب کو
شاہزادہ محمد بیدار بخت بہادر راما کی سرکوبی سے واپس ہو کر سعادت ملازمت
سے مشرف ہوئے۔ نصرت جنگ نے آستانہ بوسی کی عزت حاصل کی اور
بے شمار عطیات سے مسرور ہوا ٭

۲۵ رجب کو اخلاص خاں المخاطب بہ اہتمام خاں گشت و طلایہ کیلئے
روانہ ہوا تھا۔ اردوئے معلی سے ایک کوس کے فاصلے پر دشمن کی جمعیت
نمودار ہوئی۔ اور فریقین میں سخت مقابلہ ہوا۔ اخلاص خاں اپنے اور نجابت خاں
مرحوم کے فرزند کے ہمراہ شہید ہوا اور دیگر بے شمار ہمراہی بھی قتل و زخمی ہوئے
اخلاص خاں کی خدمت حمید الدین خاں کو تفویض ہوئی۔ اور اس امیر

کو خلعت خاص مع کمر مرصع مرحمت ہوا۔

جہاں پناہ کے حضور میں معروضہ پیش ہوا کہ اردوئے معلیٰ سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر محمد امین خاں غنیم سے مقابلہ کر رہا ہے اگر خان مذکور کو مدد پہنچے تو دشمن مغلوب ہو سکتا ہے۔ حکم ہوا کہ حمید الدین خاں بہادر امداد کو روانہ ہو۔

بخشی الملک بہرہ مند خاں اور حمید الدین خاں بہادر کھتانوں کی طرف رسد لانے کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ اس اثنا میں انھیں جس مقام پر دشمنوں سے سابقہ پڑا ان امیروں نے قتل کیا اور بکثرت رسد مہیا کر کے اردوئے معلیٰ میں پہنچائی۔ امرا ملازمت سے مشرف ہوئے اور ان کی کارگزاری پر تحسین فرمائی گئی بہرہ مند خاں کو زمرد کا جڑاؤ تکیہ اور حمید الدین خاں کو سرپیچ بطور انعام مرحمت ہوا۔

راجہ چند رخفانہ دار کھتانوں اصل واضافے کے ساتھ دوہزاری سہ ہزار سوار کے منصب پر ممتاز ہوا۔ ۲۰ شعبان کو بادشاہزادہ محمد معظم معین پور خلافت ابراہیم خاں کے بجائے دار السلطنۃ لاہور کے ناظم مقرر ہو کر عنایات شاہی سے سرفراز ہوئے جہاں پناہ نے بلند اختر کو شمشیر و خنجر و سپر ترکش و کمان و قربان بلند اختر کو مرحمت فرمائیں اور شاہزادہ مذکور خلوت میں تسلیمات بجالائے۔

۴۴ھ جلوس عالمگیری مطابق ۱۱۱۱ھ	اس مبارک زمانہ میں جب کہ حضرت بادشاہ دیں پناہ کے شرف انتساب سے حال کو ماضی پر بزرگی برتری حاصل ہے اور فرش زمین کا پایہ حضرت کی معدلت فرمائی و کام بخشی کے برکات سے آسمان کی طرح بلند ہے " ماہ رمضان کی

مبارک آمد دنیا کی مزید مسرت و فرحت کا باعث ہوئی حضرت ظل اللہ نے اپنے اوقات خیر آیات کو حسنات و برکات کے مشاغل میں صرف فرمائے اور تمام ماہ انھی مبارک مسعود اعمال میں مشغول رہے تمام خلق خدا حضرت کے جود و احسان سے مستفید ہوئی۔

فاضل خاں ناظم صوبۂ کشمیر ماموہوا کہ ولیعہد بہادر (جہیں پور خلافت) کی نیابت بیں صوبہ دار السلطنت کے نظم ونسق میں شریک کار رہے یہ امیر پیشتر دو ہزار و پانصدی۔ ہزار و دو صد سوار کا منصبدار تھا۔ اس موقع پر پانصدی دو صد سوار کے اضافہ سے سرفراز ہوا۔

بجے سنگھ ساکن آنبیر اپنے باپ کے انتقال کے بعد راجہ جے سنگھ کے نام سے اور اس کا بھائی بجے سنگھ کے نام سے نامور ہوا۔ یہ راجہ پیشتر ہزاری ہشت صد سوار کا امیر تھا۔ اب پانصدی ہزار و دو صد سوار کے اضافہ سے معزز و ممتاز ہوا۔

چین قلیچ خاں بہادر کے منصب میں پانصدی کی کمی ہوگئی تھی قبلۂ عالم نے منصب کو بحال فرما کر چار ہزاری سہ ہزار سوار کے منصب پر ممتاز فرمایا ستر سال بوندیلہ حصار اعظم تارا کا قلعہ دار مقرر ہوا۔

۱۴ ذیقعدہ کو قلعہ بادشاہ اسلام پناہ کے قدوم مبارک سے سرفراز ہوا۔ حضرت اقدس و اعلیٰ نے بہمنی سلاطین کی بنائی ہوئی مسجد میں جس پر حکم اقدس کے مطابق سفید کاری ہو چکی تھی، دو گانہ شکر ادا فرمایا بادشاہ کے دین و دولت کی ترقی عمر و اقبال کی دعائیں مانگی گئیں اور مسلمانوں کے قلوب جذبات عقیدت و خلوص سے معمور و پر نور ہوئے۔

بہادران لشکر کی کوشش اور بادشاہ کے حسن تدبیر سے قلعہ پرلی کی تسخیر

جب تائید الٰہی نے بادشاہ عالمگیر کی امداد فرمائی اور قلعہ اعظم تارا فتح کر کے حضرت کو اطمینان حاصل ہوا حصار کی حفاظت کے لئے قلعہ دار و فوجدار وغیرہ بھی مقرر فرما دیے گئے اب جہاں پناہ نے قلعہ پرلی گڈھ کی تسخیر پر توجہ فرمائی۔

فتح اللہ خاں کو حکم ہوا کہ فوراً روانہ ہو اور قلعہ کے محاصرہ کی کارروائی شروع کرے۔ فتح اللہ خاں مذکور اسی روز قلعے کے پاس پہنچا اور ایک برج کو جس کے نیچے قلعہ کی ایک کھڑکی واقع ہے مورچہ قائم کرنے کے لئے تجویز کر کے کام شروع کر دیا لشکر نے حکم عالی کے مطابق قلعہ گیری کے وہ تمام سامان جو قلعہ ستارہ کے لئے مہیا کئے گئے تھے ایک دم قلعہ پرلی کے پاس بادشاہی لشکر

کے پڑاؤ پر پہنچا دے ⸫

۲۲ ۔ ذیقعدہ کو حضرت بادشاہ عالم پناہ تین دن کی مسافت طے فرما کر موقع پر تشریف فرما ہوئے اور دروازۂ قلعہ کے سامنے دو تھان کے خیمے نصب ہوئے اور دولت خانہ بادشاہی کے مقابل بادشاہزادہ کا خیمہ لگایا گیا اس مہم میں روح اللہ خاں میر مورچال مقرر فرمایا گیا۔

چین قلیچ خاں بہادر، بادشاہی خدام و لشکر ظفر پیکر کے سپاہیوں نے قلعہ کو چند کوس کے گرد میں مرکز کی طرح گھیر لیا۔ یہ قلعہ، قلعہ ستارا سے بھی اہم تھا روح اللہ خاں نے قلعہ کے استحکام وغیرہ و دیگر خیالات کو نظر انداز کر کے مورچال بچائے اور پشتہ کو اوپر توپیں چڑھانے میں ایسی کارگزاری کی کہ برسوں کا کام دنوں میں ختم ہو گیا لیکن بارش کی کثرت اور غلا اور گھاس کی کمی کا حال ناگفتہ بہ ہے جسکی ہیبت سے دوات و قلم کا زہرہ آب ہوا جاتا ہے۔ ابر سیاہ یتیموں کے اشک کی طرح شبانہ روز برس رہا تھا اور ایسے دست بیداد سے جن لوگوں کے مکانات پانی سے تباہ ہو گئے تھے وہ نالہ وزاری میں معروف تھے ⸫

غرض دریاؤں کی طغیانی اور اطراف سے رسد نہ پہنچنے کی وجہ سے قحط نے روز افزوں ترقی کی۔ اور عیش و آرام کا تصور وغیرہ روز شمار کے ساوی نظر آتا تھا۔ مگر بادشاہ دین پناہ کے ضبط و استقلال پر نثار کرنا چاہیے کہ ان پریشانیوں اور تکلیفوں سے مطلق ہراساں نہ ہوئے اور بہادران لشکر کی زر پاشی کر کے تالیف قلوب فرمائی قبلۂ عالم نے اس ثابت قدمی سے لشکر کی ہمت افزائی کی کہ فتح اللہ خاں نے ایک نہایت طویل و عریض پتھر کے نیچے تک مورچہ پہنچا دیا اس پتھر کی لمبائی ایک طرف پندرہ گز اور دوسری جانب سے دس گز ہے اور دریچہ قلعہ کے محاذ میں واقع ہے۔ اگرچہ اس پتھر پر چڑھنا نہایت دشوار تھا لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم تھا کہ اگر اس پر قبضہ ہو جائے تو قلعہ کا سر ہونا نہایت آسان ہے ⸫

۲۷ ۔ ذی الحجہ کو چند زینے پتھر کے اس جانب جس طرف اسکا طول ۱۰ گز تھا نصب کئے گئے اور فتح اللہ خاں نے بہادروں کو نکلنے کا اشارہ کیا شاہی سواروں کا نکلنا تھا کہ غنیم کے سپاہی ان پر جھپٹے اور لڑائی ہونے لگی۔ فتح اللہ خاں موقع پا کر دوسرے مخفی زینے سے دلاوروں کی ایک جماعت کے ساتھ پتھر پر چڑھ گیا۔ اور اس میدان میں جو دریچہ تک واقع ہے دشمنوں پر حملہ آور ہو کر شمشیر زنی سے انکو مجبور کر دیا۔ غنیم مقابلہ کی تاب نہ لا سکا اور اپنی فوج لیکر قلعہ میں داخل ہو گیا حریف کے عقب میں مغلوں کی فوج تعاقب کرتی ہوئی پہنچی لو

چونکہ خاں موصوف اس وقت قلعہ میں داخل ہونا نہ چاہتا تھا۔ صرف پتھر پر چڑھ کر اپنے سپاہیوں کو قائم کرنا اور ایک توپ نصب کر کے دیوار کو گرانا مدنظر تھا اس لئے بذات خود متوجہ ہوا کہ گھاس لکڑی کے پشتاروں کی آڑ میں اوپر پہنچ کر جائے پناہ تجویز کرے اس ہنگامے میں تین چار نفر مغل اور ایک نفر بہلیہ دشمن کے ہمراہ دریچہ میں گھس آئے دوسروں کا بھی یہی ارادہ تھا کہ اتفاقاً ایک گولی ایک مغل کے لگی یہ دیکھ کر بہلیہ اس بُری طرح بھاگا کہ دوسرے بھی اسکے شریک کار ہوئے اس اثنا میں دشمنوں نے دریچہ کو مضبوط کر لیا اور دیوار کے اوپر سے حقہ ریزی اور گولیوں کی بارش شروع کی اس روز سپاہ قلعہ میں داخل ہونیکے راستہ میں جو باروت بچھائی تھی اسمیں آگ دی گئی۔ فقیر اللہ خاں فتح اللہ خاں کا پوتا اور ساٹھ ستر دیگر سوار اس حادثے کی نذر ہو گئے اور بے شمار اشخاص زخمی بھی ہوئے ؛

باقی ملازم جو پتھر پر چڑھے ہوئے تھے۔ اس مقام کی بے پناہی کی وجہ سے جو ہر سہ طرف سے دشمن کی زد پر واقع ہے پتھر پر قائم نہ رہ سکے اور نیچے اُتر آئے اور سابقہ مقام پر ٹھہر گئے لیکن یورش کے اس دبدبہ سے کفار پر ہیبت چھا گئی مارے ہیبت کے نیمجان ہو گئے۔ یہ دن گزار کر دوسری صبح کو اہل قلعہ نے ان دو آدمیوں کو جو قلعہ والوں کے ساتھ دریچہ میں در آئے تھے اس دروازہ سے جو بادشاہی لشکر کی طرف تھا قلعہ سے نکلنے کا راستہ دیا اور "الامان" "الامان" کی فریاد بلند کر کے بادشاہزادہ کی دہائی دی اور ہزار عجز و نیاز کے ساتھ سفارش کی امید میں بادشاہزادہ سے امداد طلب کی ؛

چونکہ بادشاہزادہ کی رائے سلیم کے مطابق بے شمار امور ملک گیری کا حل خدا کی طرف سے وابستہ ہو چکا ہے اس لئے اس موقع پر بھی انھی کے واسطہ سے کشود کار ہوا ۳ محرم الحرام کو بادشاہزادہ کے ملازمین نے محصورین کو بغیر اسلحہ و ساز و سامان، قلعہ سے نکال دیا۔ اور وہ دار السلام (قلعہ) جو سیواجی کی مکاریوں سے، بیجاپوریوں کے قبضہ سے نکل کر دار الحرب بن گیا تھا اسلام آباد ہوا اور اولیائے دولت کے قبضہ میں آگیا۔ قدیم مساجد آباد اور جدید مندر ویران ہوئے ؛

یہ قلعہ ۱۰۳۵ھ میں ابراہیم عادل خاں نے تعمیر کرایا تھا۔ چونکہ اس فرمانروا کی عادت تھی کہ ہر نو ساختہ چیز کو لفظ "نورس" سے موسوم کرتا تھا

(ملا ظہوری کی کتاب کا نام، شہر کا نام نورس ابراہیم اور دام کا نام نورس ہے۔ اس لئے اسی مناسبت سے اس قلعہ کا نام نورس تارا رکھا گیا۔ اور الفاظ "ھذا نصر اللّٰہ" سے اس فتح مبین کی تاریخ نکالی گئی)

بھوسان گڈھ کی طرف کوچ

نورس تارا کی تسخیر کے بعد قبلۂ عالم نے بھوسان گڈھ کی طرف کوچ کا عزم فرمایا۔ اگرچہ اس قدر شدید محنت برداشت کرنے کے بعد ایسے مکان تکلیف نشان سے قدم نکالنا امرا و غربا تمام افراد کے لئے بیحد غنیمت تھا مگر چونکہ ارضی و سماوی حوادث کے سبب سے اردوئے معلیٰ میں بار برداری کا نشان تک نہ تھا اور اہل لشکر جانوروں کے لئے اس درجہ ترس گئے تھے کہ پہاڑوں نے اس خوف سے کہ کہیں ہماری بربادی کی شہرت سے ہمیں اونٹ سمجھ کر بیگار میں نہ لے لیں اپنے آپ کو زمین پر عاجزی کے ساتھ گرا دیا تھا اور گردن اٹھائے زبان حال سے فریاد کر رہے تھے۔ اسلئے اہل لشکر اس مقام پر ٹھہرنا اپنے لئے کمال عیش خیال کرتے تھے اور کوچ و سفر کی جانفرسا محنت برداشت کرنے پر تیار نہ تھے ؎

لیکن جہاں پناہ کی رائے مبارک رعایا و مخلوق کے آرام کی کفیل ہے اگر خدام بارگاہ مرضی مبارک کے خلاف عمل کرلیتے تو ایک متنفس بھی اس مہلکہ سے نہ بچ سکتا۔ غرض ۵ ا محرم کو کوچ کا جھنڈا بلند ہوا اور اہل لشکر مجبوراً خود سامان اٹھا کر چلے سفر میں ایک کوچ اور دو مقام ہوتے تھے۔ بہرطور ان بے سر و سامان اشخاص کو منزل پہنچانا تھا اکثر لشکریوں نے پانچ کوس کی مسافت تین منزل میں قطع کی اور دریائے کشنا کے کنارے پہنچے ؎

اس وقت دریا طغیانی پر تھا اس لئے عبور میں بھی کئی دن گزر گئے۔

غرض بیحد پریشانی کے بعد لشکر شاہی سابت گڈھی اور اطراف قلعہ کے دوسرے مواضع میں پہنچا۔ ۱۹ صفر کو بھوسان گڈھ کے میدان میں حضرت جہاں پناہ کے خیام اقبال نصب ہوئے۔ بارش موقوف ہوئی اور ہمراہیوں کو اطمینان میسر ہوا نالوں اور دریاؤں کا شور ختم ہوا اور اہل دنیا کو آرام و سکون نصیب ہوا۔

پادشاہزادہ جہجاہ کو حکم ہوا کہ خاندیس پہنچکر برہانپور میں قیام کریں تاکہ اُن کا لشکر بھی آرام حاصل کرے۔ اسی طرح اور خستہ حال لشکروں کو ملک قدیم کے اطراف و نواح میں جانے کی اجازت مرحمت ہوئی صوبہ جات کے عمّال کو فرمان روانہ ہوے کہ تازہ دم لشکر، فوج ظفر موج میں شرکت کیلئے روانہ کریں ؛

شاہزادہ بیدار بخت جو افواج متعینہ کے ساتھ لشکر گاہ کی حفاظت کے لئے مقیم تھے حضور میں طلب ہوے۔ باریابی کے بعد ہراول کے طور پر قلعہ پرنالا کی تسخیر کے لئے روانہ کئے گئے۔ ذوالفقار خاں بہادر نصرت جنگ ہمراہی فوج کے علاوہ ان کے ساتھ رہنے پر مامور ہوے۔ کچھ مدت کے بعد تربیت خاں میر آتش بھی اس مہم پر روانہ ہوے ؛

چونکہ قبلۂ عالم کی ہمت ہمیشہ خلق خدا کے آرام کے لئے وقف رہتی ہے اس لئے حضرت کے قلب روشن پر القا ہوا کہ خواص پور سے بنگاہ تک ایک روز کی راہ ہے لہذا اس جگہ قیام کرلنے سے ہمرکاب لشکر کو بھی فائدہ ہوگا قبلۂ عالم ۲۱ ربیع الاول کو مع لشکر اس جانب روانہ ہوئے۔ حضرت اس مقام پر رونق افروز ہوئے اور خیال کے مطابق اہل لشکر کو اکثر ضروریات اور غلہ اور گھاس کی ارزانی سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہوا اور اہل لشکر نے حضرت پادشاہ حق آگاہ کے ازدیاد عمر و اقبال کے لئے دعائیں کیں ؛

چونکہ ہر فن دنیا کا ظاہر و باطن یکساں نہیں ہے اس لئے یہاں خدام بارگاہ کو اطمینان حاصل نہ ہوا اور گھڑی بھر بھی خوشی کے ساتھ نہ گزار نے پائے دنیا اپنی ہی تزئین و آرائش میں مصروف رہتی ہے اور اہل دنیا کی فکر و خیال پرورش سے بے نیاز ہے۔

؎ دنیا شکستہ کشتی بحر حوادث است ؛ در کشتی شکستہ کسے آرمیدہ نیست

اکثر امرا اور اہل لشکر خشک دریا میں اس کے دونوں کناروں پر اور وسط میں خیمے نصب کئے ہوئے مقیم تھے اور اس کا گمان بھی نہ تھا کہ قیامت تک کوئی قطرۂ بارش خلاف موسم دریا میں رواں ہوگا طوفان نوح

نمودار ہوا یعنی ماہ ربیع الثانی کی اٹھائیسویں شب کو سخت بارش ہوئی اور اس کے ساتھ ہی پہاڑوں کا پانی بہہ نکلا اور دریا کی طرف رواں ہوا لوگ خواب غفلت میں خراٹے لے رہے تھے۔ ناعاقبت بینی کا نشہ ان کے ہوش و حواس اڑا چکا تھا کہ دفعۃً ان کی آنکھیں کھلیں اور بستر سے سر اٹھاتے ہی دیکھا کہ دریا کے ہر ساحل سے پانی ابل رہا ہے۔ اور جنگل میں اس کے پھیل جانے سے تمام افراد جانور ان آبی ہو گئے ہیں۔ خیمے حباب کی طرح تیرنے لگے انسان و حیوان کی ایک دنیا بحر فنا میں ڈوب گئی۔ جو لوگ بچ گئے وہ قید الماء اشد من قید الحدید (پانی کی قید لوہے کی قید سے زیادہ سخت ہے) کے اسیر ہو گئے

اگر تھوڑی رات اور باقی رہتی تو طغیانی کو دن کی چار پانچ گھڑی تک اور طول ہوتا اور ایک متنفس بھی جانبر نہ ہوتا۔ مگر خدا نے فضل کیا۔ صبح ہوئی اور مردوں کی جان میں جان آئی تمام افراد الحمد للہ الذی احیانا بعدما اماتنا (اس خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں مردہ کرنے کے بعد جلایا) پڑھ کر اٹھے اور اپنے گھر تلاش کرنا شروع کئے۔ اہل شہر مکانات ڈھونڈتے تھے مگر پتہ نہ ملتا تھا اور مال و متاع سے ہاتھ دھو کر روتے پیٹتے ہر طرف دوڑتے تھے۔ عجیب بات ہے کہ بعض خیموں میں جو دور کے بلند پشتوں پر نصب تھے ذرا بھی خبر نہ ہوئی کہ اہل لشکر پر کیا بلا نازل ہوئی ہے

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ دولتخانۂ بادشاہی اس قدر بلند جگہ واقع تھا کہ اس حادثہ کا کوئی اثر وہاں تک نہ پہنچا ؎

زہے چشم دوراں بروے تو باز ہا سر سر فرازان گردن فراز
غم از گردش ناپسندت مباد ہاز دوران گیتی گزندت مباد

چونکہ ابتداء ۴۴ سنہ جلوس کے بعض سوانح معرض تحریر میں نہیں آئے اور واقعات کا ربط قائم رکھنا وقائع نگار کا فرض ہے اس لئے آخر شعبان سنہ مذکور تک کے حوادث یہاں درج کئے جاتے ہیں ؎

ذوالفقار خاں بہادر نصرت جنگ نے جو بے حیا دھنا جادو کے سرکوبی

کے لئے مامور ہوا تھا اس ملعون کا قصہ پاک کیا اور آستانۂ اقدس پر حاضر ہو کر داؤد خاں دلپت، رام سنگھ اور دوسرے ہمراہیوں کے ساتھ انعام تحسین وآفریں اور عطائے خلعت وجواہر واضافہ واعزاز سے سرفراز فرمایا گیا۔

شاہزادہ محمد معز الدین ناظم ملتان نے دوکرہ کے ناہنجار زمیندار کے قبضہ سے قلعہ دھاؤ ہر چھین لیا اس صلہ میں دو ہزاری ہزار سوار کا اضافہ پا کر دوازدہ ہزاری شش ہزار سوار دو اسپہ کے گراں قدر منصب پر سرفراز ہوئے۔

شاہزادہ محمد عظیم ناظم بنگالہ نے ہزار سوار کمی کی بابت پائے حفظ اللہ خاں ناظم ٹھٹھہ دو ہزاری دو ہزار سوار تھا شاہزادہ کی التماس پر پانصدی اضافہ پا کر مسرور ہوا۔

فاضل خاں ناظم کشمیر نے صوبہ داری لاہور کی نیابت قبول نہیں کی تھی اور حضور میں حاضر ہونے کی استدعا کی تھی۔ چونکہ یہ شرط تھی کہ نیابت قبول نہ کرنے پر منصب میں دو سو سواروں کی کمی کردی جائے۔ یہ استدعا منظور ہوئی اور فاضل خاں کم منصب کے ساتھ آستانہ پر حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوا جب وہ مسافت طے کرتا ہوا برہانپور پہنچا تو سفر دنیا سے کنارہ کش ہو کر اس نے سفر آخرت اختیار کیا۔ یہ امیر بڑا صاحب کمال، مہذب، باوقار اور پسندیدہ اخلاق شخص تھا۔

عنایت اللہ خاں کو حکم ہوا کہ تین ہزار سوار کی جاگیر سے بادشاہزادہ محمد کام بخش کو تنخواہ دے، یادداشت جدید کی زحمت نہ دے۔ خدابندہ خاں بیوتات صوبہ محمد آباد کی نظامت پر عمدہ گر خاں کے بجائے مامور ہوا اور پانصدی پانصد سوار کا اضافہ پا کر اس سے عزت حاصل کی۔

فضائل خاں میر منشی داروغۂ کتاب خانہ خدابندہ کی جگہ بیوتات کی خدمت پر مقرر ہوا۔ عنایت اللہ خاں اپنی یاوری بخت سے شاہزادہ محمد بیدار بخت بہادر کے خدمت دیوانی پر مامور ہوا۔

چند اشخاص نے حضور میں گزارش کی کہ ہندو قید کے زمانہ میں کھانا

نہیں کھاتے اسی لئے سنبھا کا بیٹا راجہ ساہو کھانے کے بجائے مٹھائی، میوہ اور پکوان کھاتا ہے۔ حمید الدین خاں کی زبانی اس کو پیام پہنچایا گیا کہ "تم قید میں نہیں ہو اپنے گھر میں بیٹھے ہو کھانا کھاتے رہو"۔

نواب زینت النساء بیگم بنگاہ سے حضور میں طلب ہوئی تھیں ۱۸ جمادی الاول کو چودول کی سواری میں تشریف لائیں۔ بادشاہزادہ محمد کام بخش و سلطان بلند اختر نے استقبال کی سعادت حاصل کی۔

فدائی خاں صوبہ دار بہار کو ترہت و دربھنگہ کی فوجداری عطا ہوئی۔ پہلے دو ہزار و پانصدی دو ہزار و پانصد سوار تھا اب اسے پانصدی اضافہ بلا شرط عطا ہوا۔

بکبارس خاں حاکم کاشغر فوت ہوا اور اس خطہ کے بندوبست میں خلل پیدا ہوا۔ ارسلان خاں پسر شاہ خاں ابن عم خان متوفی کو جو اس واقعہ سے قبل بھی آستانۂ اقدس پر حاضر ہو چکا تھا اس خدمت پر مقرر فرمانے کا مژدہ سنایا گیا اور حکم ہوا کہ خان مذکور وطن جائے اور اس ملک پر قبضہ حاصل کرے۔ سردار خاں متعینہ خدمت حضرت شاہ عالم بہادر کو اس کی اعانت کی اجازت ملی۔ صدر الدین محمد خاں معتقد خاں کے بجائے خاندیس کا صوبہ دار ہوا۔ پانصد سوار کا اضافہ دیکر اس کا منصب دو ہزاری دو ہزار سوار مقرر فرمایا گیا۔

قلعۂ پرنالا کی تسخیر کے لئے موکب والا کی روانگی

۱۶ رجب کو اردوئے معلی قصبۂ مرتضی آباد عرج کی جانب روانہ ہوا۔ ۲۴ شعبان کو یہ مقام نزول اجلال سے سجدہ گاہ خلائق بنا۔

بخشی الملک مخلص خاں ابن صف شکن خاں ابن قوام الدین خاں صدر ایران نے جو خلیفہ سلطان کا بھتیجا تھا سخت امراض میں مبتلا ہو کر ۲۸ شعبان کو دنیا کو خیرباد کہا۔ مرحوم زبدۃ العرفا سید شمس الدین کے روضے واقع قصبۂ عرج میں دفن کیا گیا۔ یہ شخص اکتسابی کمالات کے علاوہ ذاتی شرافت و عظمت سے ممتاز تھا۔ استغنا و آزادی اس کی فطرت میں داخل تھی۔ اس شخص کے متعلق کئی مرتبہ حضرت اقدس و اعلی نے ارشاد فرمایا کہ "ہمارے پاس جوان خلیفہ

سلطان ہے۔

اس کے انتقال کے بعد روح اللہ خاں بخشی گیری دوم کی خدمت پر مقرر ہوا روح اللہ خاں کے بجائے صف شکن خاں توپخانہ اور احدیوں کا بخشی ہوا جلوس مبارک کا پینتالیسواں سال اسی قصبہ کے دوران قیام میں شروع ہوا اور رمضان المبارک کے وجہ سے اسی مقام پر توقف فرمایا گیا۔

۴۵ سنہ جلوس عالمگیری مطابق سنہ ۱۱۱۲ھ

ماہ رمضان المبارک ختم ہونے کے بعد قبلۂ عالم نے ۴ شوال کو قلعہ پرنالا و قلعہ پون گڈھ سر کرنے کے لئے کوچ فرمایا قلعہ پون گڈھ بھی مضبوطی و بلندی میں پرنالا سے کم نہیں ہے۔

۱۰ شوال کو جہاں پناہ نے دروازہ قلعہ کے سامنے اس دریا کے کنارے جو قلعے کے نیچے ایک توپ کی ضرب کے فاصل پر بہتا ہے قیام فرمایا۔ اسی مبارک دن میں نے حضرت لسان الغیب حافظ شیرازی کے دیوان سے فال نکالی تو یہ مطلع نکلا۔

دلے کہ غیب نمایست جام جم دارد
زخاتمے کہ دمے گم شود چہ غم دارد

فی الواقع اقبال وسعادت کی اس انگشتری[1] پر ہمیشہ سلاطین اسلام کا نام نقش رہا۔ سیواجی نے اسے عادل خانی حکام سے چھین لیا۔ اس کے بعد جب تمام ملک دکن کفر و شرک اور فسق و فجور کے تسلط سے پاک ہوا تو بادشاہزادہ عالیجاہ محمد اعظم شاہ کی سعی و کارگزاری سے اس پر بھی بادشاہ اسلام کا قبضہ ہو گیا مگر سنبھا بدبخت کی مکاری اور محافظوں اور قلعہ دار کی غفلت و بزدلی سے حصار مذکور بار دیگر سنبھا کے تصرف میں آگیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب پھر خدام بارگاہ نے سر کیا۔

القصہ خان نصرت جنگ کو حکم ہوا کہ جہاں کہیں چوروں کو سر اٹھائیں فوراً تعاقب کر کے ان کا قصہ پاک کر دیا جائے شاہزادہ والاتبار اور دوسرے جرار لشکر آگے بڑھے۔ بعض لشکروں کو حکم ہوا کہ اپنے خیمے قلعہ کے اس جانب لگائیں

---

[1] مراد قلعہ زیر بحث

بقیہ افواج نے دونوں قلعوں کے دور کو جو سات کوس کے اندر ہے ہر طرف
سے گھیر لیا۔

تربیت خاں کے اہتمام سے سامنے کی طرف سے، جو چال لگائی گئی۔ اور
بجلیاں برسانے والی توپیں دمدموں پر آفت ڈھانے لگیں تھوڑے سے ہی زمانے
میں قلعہ کے پانچ برج نصف سے زیادہ گر گئے۔ پھر اس کارگزار امیر نے زمین کو
چیرنے اور پہاڑ کے اندر گلی بنانے میں ایسی ہوشیاری دکھائی کہ لوگوں کو حیرت
ہو گئی۔ چند جریب زمین کے اندر سرنگ بنائی اور اس میں اتنا راستہ نکالا کہ
تین مسلح جوان ایک قد و قامت کے باہم ساتھ گزر سکیں۔ چند قدم کے فاصلہ پر ایک
کمین گاہ تیار کی جس میں بیس آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ اس کے ہر طرف ہوا اور آفتاب
کی روشنی آنے کے لئے کھڑکیاں بنا دیں۔ ان دمدموں میں توپ خانے کے آدمیوں
کو بٹھا دیا تاکہ وہ گولیوں کی بارش سے محصوروں کو دیوار پر سے سر اٹھانے کا موقع نہ دیں
پھر اس سرنگ کو اس برج کے نیچے تک پہنچایا جو توپ کی زد میں تھا۔ اس کی بنیاد کو
اتنا خالی کر دیا کہ اس کے اندر بہادروں کے ایک جمعیت ہو کر دے سکے۔ دشمن کے
حقہ و منقال سے انھیں کوئی نقصان یا خطرہ نہ تھا۔ آخر کو سرنگ کی انتہائی راہ اور
برج کی فصیل کے نیچے کر کے اسے قلعہ کے اندر تک پہنچا دیا۔

مگر باوجود ان انتظامات کے کام کے انصرام میں توقف ہوا اور برسات
سر پر آگئی۔ بارش اور چند دشوار گزار دریاؤں کے حائل ہونے اور رسد میں
دشواریاں پیدا ہونے کی وجہ سے یہ سرزمین ایک دوسری دنیا بنی لشکر ظفر اثر
کے قیام کے قابل نظر نہ آئی اس لئے فتح اللہ خاں جو اپنے شکستہ دل ساتھیوں
کی تسلی کے لئے اورنگ آباد گیا ہوا تھا مامور ہوا کہ بادشاہزادہ کے لشکر کی
طرف سے ان کی سیادت اور منعم خاں کی رفاقت میں دوسری سمت چال لگائے

فتح اللہ خاں نے ایک ماہ کی مدت میں اس فلک رتبہ پہاڑ کی زمین
کو ملی سے زیادہ آسانی کے ساتھ تراش کر دیوار تک راستہ نکال دیا۔ اس
زبردست کارگزاری نے ناظرین کی عقل و قیاس کو حیران کیا۔ اہل قلعہ کا یہ
حال تھا کہ ان دونوں حصاروں میں آتش جنگ سے اپنے آپ کو جلاتے اور

اسی عالم تباہی میں زندگی بسر کرتے تھے۔ مگر جب انھوں نے نظر غور سے ان حیرت ناک
کارگزاریوں کو دیکھا جو حریف کی توجہ سے ان کے خلاف عمل میں آئی تھیں تو انھیں
اپنے انجام بد کا یقین آگیا۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک طرف سے تربیت خاں
زمین کا طبقہ اڑا دینا چاہتا ہے اور دوسری طرف سے فتح اللہ خاں ان کی بنیاد
اکھاڑ پھینکنے کی فکر میں ہے۔ محمد مراد خاں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اور خواجہ
محمد بخشی لشکر بادشاہزادہ محمد کام بخش کے ساتھ پون گڈھ کے برج و فصیل کو
برباد کرنا چاہتے ہیں اور محاصرہ کرنے والے لشکر نے ہمارے فرار کے تمام
راستے روک رکھے ہیں خدام کے علاوہ خود بادشاہ کا یہ حال ہے کہ برسات
کی شدت اور دوسرے حوادث سے اس کے عزم میں کوئی خلل پیدا نہیں
ہوتا بادشاہ کی ہمت نے لشکر میں وہ استقلال پیدا کر دیا ہے کہ جب تک
اپنا کام نہیں کر لیتا قدم پیچھے نہیں ہٹاتا۔

؎ نگرداند عقیق از کاوش الماس روے خود ٭ دم شمشیر باد عید باشد نام جویاں را

غرضکہ ان تمام امور پر غور کرنے کے بعد دشمن کے قلوب مرعوب ہوئے
اور اپنی عزت و ابرو کو ڈر سے سوائے عاجزی کے انھیں کوئی مفر نظر نہ آیا
اور تربیت خاں کے واسطہ سے پناہ جوئی کے لئے بادشاہزادہ اور شاہزادہ
کے خیموں میں گھس آئے ٭

رحم و کرم کے ان دونوں مجسموں نے کئی ہزار اجل گرفتہ افراد کی
جان پر رحم کیا اور نہایت ادب کے ساتھ قبلۂ عالم کی بارگاہ میں سفارش کی
شکر ہے کہ ان کی التماس قبول ہوئی بارگاہ شاہی سے خطا کاروں کی
جاں بخشی ہوئی اور تربنک محافظ قلعہ کو جان و مال کی امان دیکر حصار خالی کرنے
کی اجازت عطا ہوئی محرم کی پہلی تاریخ یہ دونوں قلعے یعنی پون گڈھ اور پرنالا
ممالک محروسہ میں داخل ہو کر مورد برکت ہوئے ٭

قلعہ پرنالا اس قدر بلند ہے کہ خیال کو اس تک رسائی پانا دشوار ہے
قلعۂ اعظم تارا اس کے مقابلہ میں اتنا چھوٹا ہے کہ اس کی ایک دیوار کے
مقابلہ میں سر نہیں اٹھا سکتا۔ نورس تارا اگر اس حصار کی آستانہ بوسی کرنا چاہے تو

قاصر رہ جائے مگر بادشاہ کشور کشا کے کمال تسخیر پر ناز کرنا چاہیئے کہ اس قدر آسانی
اپنے ارادہ اول ہی میں ایسے بلند قلعہ کو سر کر لیا اور باوجود کثیر فتوحات کے
اپنی نصرت کی عزت بخش کر حصار کو تمام قلعوں پر فضیلت دی قبلۂ عالم نے
اسی وجہ سے اس قلعہ کو بنی شاہ درگ کے نام سے موسوم کر کے اس حصار کو
سب قلعوں سے زیادہ مشہور و معروف کیا۔

اب اس سال کے بعض حالات ماضی و حال ہدیۂ ناظرین کیے جاتے
ہیں۔ واضح ہو کہ شیر زمان خاں قلعہ دار قلعہ ارک کو ایلچ ناصر خاں کے بجائے
نیابت صوبہ کی خدمت پر مقرر ہوا۔ اور ناصر خاں کے منصب میں پانصدی
شش صد سوار کی کمی کر کے اس پر عتاب فرمایا گیا۔ صدر الدین محمد خاں
صفوی کے نام کے ساتھ لفظ "میرزا" کا اضافہ منظور فرما کر اس کی عزت
افزائی فرمائی گئی۔

بارگاہ شاہی میں معروضہ پیش ہوا کہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ
حکم والا کے مطابق بنگلہ کی حفاظت کیلئے حاضر ہو گئے ہیں اور انکے فرزند ارجمند چین قلیچ خاں
بہادر باپ سے آزردہ ہونے کے وجہ سے حسب فرمان والا فیروز جنگ سے
علیحدہ ہو کر اورنگ آباد روانہ ہوئے ہیں۔

جہاں سپار خاں بن مختار خاں ناظم صوبہ اورنگ آباد نے اجل جاں گیر کو شکار
کی۔ اس منتخب صوبے کی نظامت بادشاہزادہ محمد کام بخش کے وکالتاً تفویض
ہوئی۔ خان مرحوم کا بیٹا رستم دل خاں خدمت نیابت پر مقرر ہوا۔ پہلے ہزاری
پانصد سوار تھا اب پانصدی پانصد سوار کا اضافہ مرحمت ہوا۔

بوبہادر حسن خاں بنگلہ و مرتضیٰ آباد (مرچ) کی حفاظت پر مقرر ہوا۔ یہ ہزاری
و پانصدی پانصد سوار کا منصب دار تھا اب پانصدی یکصد سوار کے اضافہ
سے سرفراز ہوا۔ داؤد خاں کو نصرت جنگ کی نیابت عطا ہوئی اور اس کے
ساتھ کرناٹک بیجاپور کی فوجداری بھی اس امیر کو تفویض ہوئی۔

چونکہ شدت نزول کے سبب سے دوگانہ عید الفطر ادا کرنے کے لئے
سواری مبارک عیدگاہ نہ جاسکی اس لئے بادشاہزادہ محمد کام بخش اپنے

فرزندوں اور سلطان بلند اختر تسلیمات مبارک باد ادا کرنے کے لئے حاضر ہوئے اور شاہزادگان موصوف نے شرف قبول حاصل کیا ؟
حکم ہوا کہ جو پیش کش بادشاہزادے گزرانیں اس کو بجائے لفظ "نذر" کے نیاز کے اور جواہر اپیش کریں اسے نثار کے الفاظ سے تعبیر کیا جائے ؟
قطب الدین ایلچی توران جو حضور سے واپسی کی اجازت حاصل کر چکا تھا۔ کابل پہنچا تو اس نے بادشاہزادہ محمد معظم کی خدمت میں بندگی درگاہ (شاہی ملازمت) کی استدعا کی اس کی درخواست منظور ہوئی اور ہزاری دوصد سوار کے منصب پر تقرر منظور ہوا ؟
۲۱ ذیقعدہ کو دیوان خاص کے صحن میں بجلی گری۔ آبدار خانہ کے کہار کو نقصان پہنچا۔ دوسرے اشخاص محفوظ رہے۔ بادشاہزادوں، سلطانوں اور حضور وصوبہ جات کے امیروں نے بارگاہ جہاں پناہ میں تصدق کیلئے رقوم پیش کر کے عزت حاصل کی ؟
حفظ اللہ خاں ولد سعد اللہ خاں مرحوم صوبہ دار ٹھٹہ کا پیمانہ زندگی لبریز ہوا خاں مرحوم کے بیٹوں میں حفظ اللہ خاں بھی جوہر قابلیت سے خالی نہ تھا۔
شاہزادہ محمد معز الدین کی التماس پر خانہ زاد خاں پسر سعید خاں بہادر شاہجہانی صوبہ ٹھٹہ کی نظامت اور سیوستان کی فوجداری پر مقرر ہوا، یہ امیر دو ہزاری ہزار سوار کا منصبدار تھا پانصدی ہشت صد سوار کے اضافہ سے بہرہ اندوز ہوا ؟
ملتفت خاں کو خانہ زاد خاں کا خطاب مرحمت ہوا اسمٰعیل خاں مکھا بنی شاہ دورک کا فوجدار مقرر ہوا۔ اصل پنجہزاری چار ہزار سوار کا منصبدار تھا ہزار سوار کا اضافہ ملا۔ محتشم خاں ولد شیخ میر دو ہزاری ذات کا منصب بحال ہو چکا تھا۔ کمی کی بابت ہزار سوار مزید عطا ہوئے ؟
حمید الدین خاں بہادر نے خلعت و کمر پٹکا (جڑاؤ) اور تربیت خاں میر آتش نے خلعت و سرپیچ کے عطیات سے اعزاز حاصل کیا۔ خیر اندیش خاں کنبوہ فوجدار اٹاوا کو سات لاکھ دام انعام کے علاوہ اٹاوہ کے سواد ہاموں نی

کی فوجداری بھی مرحمت ہوئی ؛

چین قلیچ خاں بہادر معمور خاں کے بجائے کرناٹک بیجاپور کے فوجدار مقرر ہوئے۔ امیر موصوف چار ہزاری سہ ہزار سوار کے منصبدار تھے ششصد سوار کے اضافہ سے سرفراز ہوئے ؛

صوبۂ احمد آباد کے سلسلۂ واقعات میں قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ شجاعت خاں محمد بیگ ناظم نے وفات پائی۔ یہ امیر بیحد اقبال مند تھا جس نے ادنی درجہ سے امارت کے اعلی مرتبہ تک غائبانہ ترقی کی۔ پیشگاہ معلی میں اس کی راست بازی، درست کرداری سپہ گری اور عملداری کی ہمیشہ قدر ہوئی شجاعت خاں سے کبھی کوئی لغزش نہیں ہوئی یہ امیر اکثر اخلاق کریمہ سے متصف تھا ؛

ارشد خاں دیوان خالصہ نے وفات پائی ؛

دیوانی تن و خالصہ پر عنایت اللہ خاں کا تقرر

ارشد خاں کے بجائے عنایت اللہ خاں کو دیوانی تن کے علاوہ خالصہ کی خدمت دیوانی بھی سپرد ہوئی۔ ہزار و پانصدی صد و پنجاہ سوار کا منصبدار تھا صد سوار کے اضافہ سے سربلند ہوا۔ جمدۃ الملک اسد خاں جو بنگاہ سے حضور میں طلب کیا گیا تھا ۴ ربیع الثانی کو حصول ملازمت سے سرفراز ہوا ؛

لطف اللہ خاں بیجاپور سے معزول ہو کر صوبۂ اورنگ آباد کا ناظم مقرر ہوا اور اب اس کا منصب پانصد سوار کے اضافے کے ساتھ سہ ہزاری دو ہزار و پانصد سوار قرار پایا۔ ابو نصر خاں شائستہ خاں کا دو ہزار پانصدی ہزار سوار منصب بحال ہوا اور مختار خاں کے بجائے مالوہ کا صوبہ دار مقرر ہو کر پانصدی ہزار و پانصد سوار کے اضافہ سے بہرہ اندوز ہوا ؛

پیشگاہ معلی سے شاہ عالیجاہ کے نام فرمان صادر ہوا کہ صوبۂ احمد آباد کے نظم و نسق کے لئے سفر کریں، اس وقت شاہ عالیجاہ قصبۂ دھار صوبہ مالوہ میں مقیم تھے ؛

مولف چونکہ تمام سال کے مجمل حالات معرض تحریر میں لا چکا ہے اسلئے اب جہاں پناہ نے قلعۂ بنی شاہ درک سے کھتانوں کی جانب توجہ مبذول

فرمانے کے واقعات ہدیۂ ناظرین کرتا ہے؛

فتح صادق گڈھ و نام گیر و مفتاح و مفتوح

چونکہ دنیا کے تمام کاروبار کا خدا کی طرف سے اہل عالم کے آرام وسکوں کے لئے عمل درآمد ہوتا رہتا ہے اس لئے قبلہ عالم کو بھی کبھی رعایا کی تربیت کے لئے حرکت کا حکم ہوتا ہے اور کبھی بینش بینی کے طور پر مقاصد خلق کی تربیت کے لئے سکون کا ایما ہوتا ہے؛

جہاں پناہ جب بسلسلۂ تسخیر قلعہ پرنالا (بنی شاہ درک) تھوڑے دن اس نواح میں قیام فرما چکے تو کوچ کا عزم فرمایا۔ کھتانوں جہاں چارہ گھاس رسد وغیرہ بھی بہ کثرت ملتی ہے اور خلق خدا بھی آرام سے رہتی ہے اور اس کے سلسلہ میں قلعہ جات درواں گڈھ، نام گیر، چندن اور مندن بھی دشمنوں کے قبضہ سے نکالنا مقصود تھے، مرکز توجہ قرار پایا؛

اس ارادۂ خیر کے ساتھ ماہ محرم کی دوسری تاریخ کو کوچ کیلئے لشکر ظفر پیکر کے پرچم کھلے اور بادشاہ کشور کشا کا دامن خدا کی طرف سے گوہر مدعا سے پر ہوا فتح اللہ خاں خاں جیسے حسن خدمات کے صلہ میں بہادری کے خطاب سے فخر واعتبار حاصل ہے مامور ہوا کہ فوج ہراول لیکر جائے اور تمکراموں اور سرکشوں کی سرکوبی کرے فتح اللہ خاں نے تیار ہوکر چاروں قلعوں کے کوہ نشینوں پر حملہ کیا اور دشمنوں کی ایک جماعت کو تہ تیغ کیا۔ بے شمار مویشی اور بے حساب قیدی ہاتھ آئے۔ اولیائے دولت کا یہ زور وقوت بازو دیکھ کر اور حضرت اقدس کے شوکت جلال کی آمد سنکر درواں گڈھ کے باشندوں نے جان سلامت لے جانا غنیمت خیال کیا؛

دسویں محرم کو دشمن یہ قلعہ خالی کرکے فراری ہوے اور ایسا زبردست حصار بادشاہ زمانہ کے ایک اشارہ سے سر ہوگیا چونکہ یہ قلعہ فتح اللہ خاں کے سرداری میں تسخیر ہوا تھا اور اس کا نام محمد صادق ہے اسلئے قلعہ کا نام اسی مناسبت سے صادق گڈھ رکھا گیا؛

اب جہاں پناہ نے ۲۷ محرم کو بیرون قلعہ کے شہر میں جو کھتانوں سے

دو کوس پر واقع ہے بارگاہ اقبال نصب فرمادی اور اردوئے معلی کی چھاؤنی بھی یہیں رہی۔ یہاں سے خان بہادر (فتح اللہ خاں) کو بے شمار لشکر کے ہمراہ بخشی الملک بہرہ مند خاں کی سرداری میں نانگیر و چندن و مندن کی تسخیر کے لیے روانگی کی اجازت مرحمت ہوئی۔

دس بارہ دن کے اندر قلعہ دار نانگیر نے اپنی جان پر رحم کیا اور قلعہ کی کنجی خان بہادر کے سپرد کی۔ اس قلعہ کا نام نام گیر قرار پایا۔ یہاں سے مسلمانوں کا لشکر چندن و مندن کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ ان دونوں قلعوں کا نام بعد میں مفتاح و مفتوح رکھا گیا۔ پہلے قلعہ چندن کا محاصرہ ہوا اور تھوڑے ہی دنوں میں محصوروں کے امان مانگنے پر قبضہ میں آگیا۔ پھر قلعہ مندن جو شمار کے اعتبار سے چہارم اور مرتبہ کے لحاظ سے اول ہے بندگان دولت کے تصرف میں آیا۔ قلعہ کے باشندوں نے اپنے آپ کو ہر طرح خطرہ میں دیکھ کر پناہ جوئی کے سوا چارہ نہ دیکھا اور ۲۴ جمادی الاول کو قلعہ سے نکل گئے۔

اگرچہ اس قلعہ کا نام بھی ان قلعوں کے ساتھ لیا اور لکھا جاتا ہے جن میں سے ہر ایک بلندی و پائداری میں مشہور ہے لیکن اگر مندن اپنی فوقیت و اہمیت کی داد لینا چاہے تو ستارا اور پرنالا کو اس کا دعویٰ تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے اور اس کے آگے ان کا وجود حقیر نظر آئے۔ حضرت اقدس و اعلیٰ بادشاہ جہانگیر کے بلندی اقبال و بیداری بخت کا کیا کہنا ہے کہ ایسے چار قلعے جو زمانہ میں ہر طرح منتخب و قابل رشک تھے چار ماہ تو درکنار تائید غیبی سے چار دن میں مسخر ہو گئے۔ اے خدا جب تک دنیا کا چمن سرسبز و شاداب رہے اس بادشاہ جہاں پناہ کی دوست نوازی و دشمن گدازی کی شہرت چاردانگ عالم میں گونجتی رہے۔ آمین۔

انہی ایام میں جمدۃ الملک مدارلمہام اسد خاں حکم محکم کے مطابق بنگاہ سے حاضر ہو کر آستان بوس ہوئے۔ غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ برآرے آکر بنگاہ کی حفاظت پر مامور ہوئے۔

مکرم خاں گوشہ نشین وظیفہ یاب سعادت قدمبوسی حاصل کرنے کے شوق میں دارالخلافت سے آکر فائز المرام ہوا۔ چند روز کے بعد مراحم والطاف سے بہرہ مند

ہو کر پھر اپنے گوشۂ عافیت کو واپس ہوا۔

تسخیر کھیلنا کے واقعات اور دوسرے حالات

کھیلنا کے حالات پر قلم اٹھانا بازیچۂ طفل نہیں ہے کہ ہر کج مج بیان اس کا دعویٰ کر بیٹھے، ہر کم حوصلہ اپنی سعی ناقص سے عرش کا پایہ نہیں پکڑ سکتا۔ اور نہ معمولی کمند سے اس قلعے کی بلندیوں پر رسائی ممکن ہے، سچ ہے کہ یہ مدعا تو اسی شخص کو حاصل ہو سکتا ہے جو قلم کی طرح سر سے کھیلے اور خیال کی طرح فلک پر دوڑے۔

قلعہ کھیلنا لفظ دشواری کا مفہوم۔ اور ارادۂ تسخیر و قہرمانی کی جان ہے پہاڑ اس کے آستانہ کا خاک نشیں، آسمان اس کی رفعت و قدرت کا گداگر، اس کی تسخیر کا تصور دیرینہ مواد فاسد کے اخراج کی طرح سخت مشکل، اس سے بآسانی فائدہ اٹھانے کی تصدیق اشکال غرضکہ یہ حصار بے انتہا مضبوط و مستحکم اور بظاہر ناقابل تسخیر و بلند ہے یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ قلعہ کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔

ظاہر ہے کہ ہر بند دروازہ کے لئے کشایش اور محنت کے بعد آسائش، ہر معمے کی ایک تفسیر اور ہر رمز کی ایک تعبیر ہوا کرتی ہے حلال مشکلات جل جلالہ نے قبلۂ عالم کی ذات گرامی کو عقدہ کشائی اور حل مشکلات کے لئے خلق فرمایا ہے جہاں پناہ کی توجہ کا یہ حال ہے کہیں کوئی مشکل آسان اور عقدہ حل نہ ہوتا ہو قبلۂ عالم اشارۂ ناخن سے اس کو کھول دیں اور جب کوئی ناقابل تسخیر طلسم نظر آئے تو اپنی حقیقت شناس رائے اور حکمت انگیز فکر سے اس کے چہرہ سے نقاب اٹھا دیں اگر کسی مشکل کا خیال سنگ راہ ہو تو حکم قاطع سے رفع کر دیں اور راستے میں حائل ہونے والی چیزوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینک دیں، اگر محنت و تکلیف کی دشوار گزار گھاٹیوں سے سابقہ پڑے تو ان کے ہموار کرنے کو ایک پیش پا افتادہ حقیقت جانیں، مشرق و مغرب کا بعد مسافت حصول مقاصد سے روکے تو تیز اقبال کی سرعت رفتار سے مراحل طے کر یں۔ ان تمام ازلی ہدایات کا مدعا یہ تھا کہ جہاں پناہ کی بدولت مخلوق کو حوادث و سوانح سے امن و امان حاصل ہو اور گردن کشوں کے سر سمند اقبال سے پامال ہوں۔

چنانچہ قبلۂ عالم نے اس سر بفلک قلعہ کو سر کرنے کے لئے توجہ فرمائی اور

اس مبارک ارادہ کے ساتھ ۱۶ ر جمادی الآخر ۱۰۵ھ جلوس کو بیرون قلعہ صادق گڈھ سے لشکر ظفر پیکر سے کوچ کیا۔ بارہ منزلیں طے کر کے ملکاپور کے میدان میں خیام خیر انجام نصب ہوے۔ اس مقام سے آنبہ گھاٹ تک راستوں کے دشوار گزار ہونے گھاٹیاں اور نشیب و فراز ہموار کرنے میں سات دن کا توقف ہوا۔ شاہزادہ بیدار بخت بہادر جو بنی شاہ درگ سے واپسی کے وقت، ہوکری دکو کاک وغیرہ کی حدود میں بارش کا موسم گزارنے کے لئے مرخص ہوے تھے اور تھوڑی مدت میں کئی قلعے کفار سے چھین چکے تھے، فرمان واجب الاذعان کے مطابق بور گانوں کے راستہ سے کھیلنا کے ملاحظہ کے لئے چلے اور غنیم کے قصبات و دیہات میں آگ لگاتے ہوے اسی منزل میں جہاں پناہ کی ملازمت کا شرف حاصل کیا۔

غیر موسمی بارش کی وجہ سے اس مقام میں کئی روز تکلیف سے بسر ہوئے یہاں تک کہ فتح اللہ خاں بہادر کی کوشش سے راستہ صاف ہونے کا مژدہ سنائی دیا اور یہ چار کوس کی مسافت جس کے دشواری سے طے ہونے کے شہرت سے لشکر میں تہلکہ پڑ گیا تھا بے حد آسانی کے ساتھ طے ہوگئی اور اردوئے معلی اپنے اسباب و ذخائر کے ساتھ باطمینان گزر گیا۔

۱۶ ر رجب کو ایک پہاڑ کے دامن میں مناسب و موزوں جگہ دیکھکر پڑاؤ ڈالا گیا۔ یہاں سے کھیلنا ساڑھے تین کوس کے فاصلے پر واقع ہے چونکہ اس نواح میں سوائے دو تین مرتبہ کے بادشاہی فوجیں اتنی بے حساب و بے شمار سپاہ اور بے حد ذخائر کے ساتھ نہیں گزری تھیں اس لئے ان اطراف کے باشندے بیحد مغرور تھے اور ان کی سرکوبی ضروری تھی۔

اس مہم کے خطرات اور جاں کاہ مصائب کا بیان اندازہ سے باہر ہے اس تمام پہاڑی راستہ میں دشوار گزار کچھار میں اور خار دار جنگل کثرت سے واقع ہیں درختوں کے جھنڈ ایسے ہیں کہ آفتاب تک اپنی کرنیں ڈالنے سے قاصر رہتا ہے اور ان کی شاخیں باہم اتنی گتھی ہوئی اور پیوستہ ہیں کہ چیونٹی بھی مشکل سے گزر سکتی ہے اگر کہیں تھوڑا راستہ ہے بھی تو اس سے پیادہ کا گزرنا بھی

دشوار ہے۔ ان حالات کے بنا پر خان بہادر (فتح اللہ خاں) کو حکم ہوا کہ ان موانع اور دشواریوں کو راستہ سے ہٹائیں۔ خان بہادر کی سعی و اہتمام سے ہوشیار بیلدار، رنبردار اور سنگ تراش فراہم کئے گئے اور ان خدام نے ایک ہفتہ کے مدت میں ایسا حیرت انگیز کام کر دکھایا کہ عقل اس کا اندازہ کرنے سے قاصر رہ گئی مزدوروں نے اگر پہاڑ بھی سامنے آیا تو ہٹا دیا اور تمام نشیب و فراز دور کر کے راستہ برابر کر دیا۔ جو درخت راستہ میں حائل ہوئے انھیں خس و خاشاک کی طرح صاف کر دیا اس انتظام سے راستہ نہایت صاف وہموار ہو گیا اور اسمیں اتنی بھی گنجائش نکل آئی کہ سو سوار بآسانی دوش بدوش چل سکیں۔

اب خان بہادر روز دشمنوں پر حملہ آور ہوتا اور ان کے خون سے زمین کو رنگین کرتا اور راستہ کو افواج کے گزرنے کے لئے ہر قسم کی ممانعت و مزاحمت سے پاک کرتا۔ ۳ ہر شعبان کو قبلۂ عالم نے خان بہادر کو ترکش خاصہ عنایت فرما کر مامور فرمایا کہ اپنے لشکروں کو جمدۃ الملک مدار المہام اسد خاں کی سرکردگی اور حمید الدین خاں بہادر، منعم خاں، اخلاص خاں اور راجہ جے سنگھ کی رفاقت میں لے جائے اور قلعے کا محاصرہ کرلے۔

۱۷ ہر شعبان کو جمدۃ الملک خطاب امیر الامرا، قبضہ خنجر مرصع اور چار ہزار اشرفی کا انعام پا کر قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ اور خان بہادر اسی مبارک دن کو پیر و مرشد کی ہدایت اور اقبال عالمگیری پر تکیہ کر کے سپیدۂ صبح نمودار ہونے سے پہلے حمید الدین خاں بہادر، منعم خاں اور چند دلاور و بلند حوصلہ سرداروں کے ساتھ درے میں داخل ہوا۔

چونکہ بدانجام دشمن نے قلعہ کے اس پشتہ پر جہاں خان بہادر توپ قائم کرنا چاہتا تھا برجوں کی دیواریں مضبوط کر کے اس کو مصائب کے وقت پناہ لینے کا سہارا بنا رکھا تھا اور اب اپنی خانماں بربادی کے منتظر تھے اس لئے یہ فوج ان کے سامنے آراستہ کی گئی۔ خان بہادر نے حمید الدین خاں بہادر کو بائیں ضلع کی کمینگاہ کا محافظ مقرر کیا اور خود دائیں ضلع پر مقیم ہوا۔

بہادروں کے پہاڑ کی ایک جگہ قائم و استوار ہو جانے سے پہلے ہی دن

غنیم کی آتش بار ہی سرد ہوگئی۔ پھر یہ بے شمار جماعت جس میں تیرہ چودہ آدمی اپنی اپنی جگہ بہتیرن تھے شہاب ثاقب کی طرح شیطانوں کے سر پر ٹوٹی اور کدو کی طرح ان کے سر اڑانا اور لاشوں کے پشتے لگانا شروع کر دیا۔ غنیم یہ غیبی امداد اور یقینی تائید دیکھ کر بے حواس ہوگیا اور اسے بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ اس کے سپاہی اونچے اونچے ٹیلوں سے کود قلعے کی طرف بھاگنا چاہتے تھے مگر پناہ نہ ملتی تھی۔

خان بہادر نے اپنے سوار ہونے سے پہلے بندوقچیوں کو دشمن کشی کے لئے قلعے کے راستے پر ٹھہرا دیا تھا غنیم کی فوج فرار کے وقت ادھر کا راستہ بھی اپنے لئے بند دیکھ کر جنگل کی طرف بھاگی اور درختوں اور جھاڑیوں میں چھپ کر پناہ لی اس وقفہ میں اور بادشاہی فوجیں بھی آپہنچیں اور انھوں نے منتشر ہوکر دشمن کے اکثر سپاہیوں کو زندہ گرفتار کیا۔ جنھیں خان بہادر نے کمر میں پتھر باندھ کر غاروں میں پھینکدیا۔

اسی نمایاں فتح کے بعد، حقیقت نہ سمجھنے والے خیال کرتے تھے کہ موانع رفع ہونے کے بعد مدتوں میں میسر ہوگی خدا کے فضل اور اقبال عالمگیری کی بدولت چند ساعت میں میسر ہوگئی، خان بہادر نے اسی پشتے پر قدم جمانے کو نشان فتح تصور کیا اور اسی مکان نصرت نشان میں بارگاہ اقبال اور خیام لشکر نصب ہو گئے۔

آخر دن یہ خوشخبری سمع مبارک تک پہنچی اور خان بہادر فتح اللہ کو دو صد سوار اور علم و خنجر مرصع، حمید الدین خان بہادر کو کٹارا و منعم خاں کو عربی گھوڑا مع ساز طلا کار اور الوش خاصہ عطا فرما کر سرفرازی بخشی اور خان بہادر کے برادری کے تمام جانبازوں پر عام طور پر اضافہ کے عطیہ سے ممتاز فرمائے گئے۔

خان بہادر نے تمام رات مورچال کے انتظام میں گزاری۔ دوسرے دن دوسرے پشتہ پر قبضہ کیا اور اس مقام سے قلعہ کے اندر تک تیر و بندوق کی زد پہنچتی تھی۔ اب ان پشتوں پر آتشبار توپیں چڑھائیں تاکہ دشمنوں کے مکانات اور ان کی جانوں پر آفت ڈھائے۔ پھر زیر زمین راستہ نکالکر اندر ہی اندر فوجل

کے در آنے کی گنجائش پیدا کردی۔ تھوڑی مدت میں ایسی سعی وکوشش کی کہ تازی گھوڑوں کی آمد ورفت کا راستہ پیدا ہوگیا اس کارنمایاں سے قبلۂ عالم بہت مسرور ہوے اور اسی مہینہ کی ۲۲ ہر تاریخ کو اس حصار بیدر کے ملاحظہ کے لئے تشریف لائے۔ اور مورچال آگے بڑھانے کا حکم صادر فرمایا۔

بعد ازاں حضرت اقدس واعلیٰ پیش رو لشکر کی ہمت افزائی اور کام کو ترقی دینے کے لئے موجودہ منزل سے اٹھ کر اسی میدان میں پہنچے جو قلعہ سے نصف کوس کے فاصلے پر ہے اور ستائیسویں تاریخ کو یہی میدان اردوے معلی کی فرودگاہ قرار پایا۔

سنہ ۳۶ جلوس عالمگیری مطابق سنہ ۱۱۰۳ھ

شاہزادہ محمد بیدار بخت بہادر جو نواح بنگاہ اور اس طرف کی حدود میں گشت کرنے کے لئے روانہ کئے گئے تھے مامور ہوے کہ واپس ہوکر بنی شاہ درک کے اطراف میں قیام کریں۔

محمد امین خاں صدر الصدور کو دو صد سوار کا اضافہ اور علم عطا فرماکر اجازت مرحمت ہوئی کہ کتل انبہ گھاٹ سے تل کوکن میں وارد ہوکر تمام سرزمین کوکھیلنا کی جانب دیگر سے دروازہ تاک تاخت وتاراج کرے اور اہل قلعہ پر آمد ورفت کا راستہ بند کردے۔

تربیت خاں حکم کے مطابق انبہ گھاٹ کے دروازہ پر بیٹھ گیا محمد امین خاں نے اس نواح کے قریوں اور پرگنوں کو تباہ وبرباد کیا اور مویشی اور قیدی وہاں سے جمع کرکے کوکنی دروازہ کے انسداد میں مصروف ہوا۔

اب مولف پھر خان بہادر (فتح اللہ خاں) کے بقیہ کارنامے ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔

خان بہادر نے توپیں اور بندوقیں لیجاکر اپنی ہمت وجوانمردی سے اس غار تنگ زیر زمین راستہ پیدا کردیا جو قلعے کی دیوار میں حائل ہے اس وقت یہ عالم تھا کہ اہل قلعہ بھی روز وشب برابر توپ اور بندوق سر کرنے اور ہر طبقہ کے اجل رسیدہ کارگزاروں کی جانیں لے رہے تھے بہادران لشکر مضبوط دل

اور اٹل ارادہ کے ساتھ اپنے کام میں تھے، انھیں موافق ومخالف کے گھوڑوں کی خریداری ایک جو کے عوض بھی گوارا نہ تھی۔ اس وقت انھیں پناہ لینے کے بجائے موت کے منہ میں جانا خوشی سے منظور تھا۔

اب دشمن قلعہ کے دروازہ سے ایک پوشیدہ راستہ نکالکر زینہ پر تھوڑی دیر کو بیٹھے مگر جب دیکھا کہ وہ شہسوار ڈھالے باندھ کر مقابل آپہنچا اور زینہ پر قدم رکھنا چاہتا ہے تو ان کے ہوش وحواس رخصت ہوگئے اور سکتہ کے عالم میں شاہی ابہر کی ہمت خیز کارروائی کا معائنہ کر رہے تھے۔

حریف نے مجبوراً ان زینوں کو جنھیں غار کے اندر سے دیوار کے نیچے سطح زمین تک لگایا تھا اپنی خام خیالی سے منقطع کر دیا۔ یہ دیکھکر بہادروں نے گجادے سے زینے بنائے اور ان پر ڈھالے باندھ کر اسی رفتار سے آگے قدم بڑھانے لگے۔

پھر محمد امین خاں نے جو کوتنی دروازہ کی روک تھام کے لئے گیا تھا ہمت کر کے کوہ ماچال کو طے کیا اور کھیلنا کی جڑ میں دروازہ قلعہ کے سامنے والے ایک پشتہ تک جا پہنچا۔ یہ دروازہ ریونی کی کھڑکی کے مقابل کا تھا۔ چونکہ اس پشتے پر دشمن مضبوط وسنگین دیواریں اٹھائے اور گہری خندقوں کو راہ میں حائل کئے جمے ہوئے تھے۔ اس لئے یہاں مقصد حاصل ہونے میں تاخیر ہوئی آخر ۱۵ شوال کو محمد امین خاں نے جان پرکھیل کر جاں باز بہادروں کے ہمراہ زبردست حملہ کیا اس پشتہ پر پہنچکر ان بدبختوں کو ریونی تک مار بھگایا۔ امین خاں نے اس درو دیوار کو دشمنوں سے خالی کر کے کشتوں کے پشتے لگادئے اور قلعہ والوں پر راستہ بند کر کے مسلمان فاتحوں کے لئے فتح کی گنجائش نکال دی۔

قبلۂ عالم نے محمد امین کی شجاعت ودلیری کا یہ کارنامہ سنکر اس کو بہادر کے خطاب عطا فرمایا اور دھوپ کا انعام اور خلعت وفرمان بھیجکر سرفرازی عطا فرمائی۔ محمد امین خاں کے ہمراہی جاں نثاروں کو بھی منصب

کے اضافے اور شمشیر کمر و فیل و اسپ اور خلعت عنایت فرمائے اور انھیں ہمچشموں میں امتیازانہ عطا فرمایا۔

چونکہ جہاں پناہ کی نظر خیر اثر معاملات کا انجام دیکھنے اور نتائج سمجھنے میں تمام اہل نظر و عاقبت اندیش افراد سے زیادہ دوربین دیگر اشخاص جو کچھ بغور دیکھکر سمجھتے ہیں قبلۂ عالم بادی النظر میں (پہلی نظر میں) اس پر عبور کر جاتے ہیں" اور جس مرحلہ کو صاحبان عزم کدو کاوش کے بعد طے کرتے ہیں ویسے ہزار مرحلے پہلے قدم میں طے فرماتے ہیں اس لئے رائے مبارک یہ ہوئی کہ شاہزادہ بیدار بخت بنی شاہ درگ سے آکر شرف ملازمت حاصل کریں اور ہمراہی لشکر، راجہ جے سنگھ محافظ مورچال فتح اللہ خاں بہادر، اور یاقوت خاں متصدی وندار اجیوری کے فرستادہ کئی ہزار پیادوں کے ساتھ کوتنی دروازے کی طرف سے قلعے کی تسخیر کے لئے قدم بڑھائیں۔ فرمان اقدس کے مطابق عمل ہوا۔ غرضکہ مورچال بڑھی اور آتشبار توپوں سے گر لے مار مار کر برج وفصیل کو گرانے کی کوشش شروع ہوئی۔

محمد امین خاں بہادر علالت کی وجہ سے حضور میں طلب کر لیا گیا فتح اللہ خاں بہادر نے اپنی طرف کے پہاڑ پر ڈھالے باندھ کر برج کے وسط تک رسائی حاصل کی اور ہر دروازہ سے راستے نکالے لیکن کسی صورت سے کام نہ چلا اور باوجود اس کے کہ مہیب توپیں شیر و ہاں اور کڑک بجلی دم بدم گولے برسا رہی تھیں اور ان کی زد اس قیامت کی تھی کہ اگر پہاڑ پر گولہ پڑے تو اس کی بنیاد ہل جائے مگر اس برج سے صرف چند پتھر نیچے گرے۔ اور دشمن کا یہ حال تھا کہ سو سو دو دو سو من کے پتھر برسانے سے ایک لمحہ کیلئے بھی باز نہ آتا تھا۔ غنیم نے چند شب باہر نکل کر بھی حملہ کیا اور خان بہادر نے بذات خود مدافعت کی۔

ایک دن خان بہادر دھابہ باندھنے میں مزدوروں کے ساتھ کام میں مصروف تھا کہ ایک پتھر چار طسوج چوڑے تختہ پر اوپر سے گرا وہ تختہ ٹوٹ کر خان بہادر کے سر پر گرا اس کے صدمہ سے خان بہادر لوٹتا پوٹتا کجاوہ تک پہنچا

اور اس طرح اس کی جان بچی مگر کمر اور دوسرے اعضا میں اس قدر سخت چوٹ آئی کہ ایک ماہ کے بعد بستر سے اٹھنے کے قابل ہوا تندرستی کے بعد حضور میں حاضر ہوا اور سر پیچ خاصہ انعام میں پاکر بار دگر خدمت انجام دینے کے لئے روانہ ہوگیا۔

خان بہادر اس فکر میں تھا کہ دوسرے برج کی طرف سے یورش کرے کہ اس اثنا میں شاہزادہ کی حسن سعی سے قلعہ گی ریونی جن کی تسخیر گویا قلعہ کھیلنا کی تسخیر ہے ۱۰ ذی الحجہ کو عمل میں آئی۔

اس یورش میں راجہ اور اس کے ملازمین نے بڑے بڑے سربستہ کام انجام دیئے اور سب کی متفقہ کوشش اور تائید الٰہی و اقبال بادشاہی سے یہ ایسی عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی جس کو باقی تمام فتوحات کا مقدمہ کہنا چاہیئے۔ اس شکست سے غنیم کے حوصلے پست ہو گئے آپس میں تفرقہ پڑ گیا بددلی پھیل گئی اس نمایاں کامیابی کے اتنا زبردست قلعہ بالکل مسخر نظر آنے لگا۔ بادشاہ حق آگاہ کے اس اقبال کو دیکھکر چشم فلک حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئی۔

شاہزادہ سرپیچ مرصع کے انعام سے سرفراز ہوا، راجہ پانصدی دوہزار سوار کے اضافہ سے اور دوسرے بہادر بھی اضافہ اور نمایاں عنایتوں سے دل شاد ہوئے۔ اسد اللہ پسر سیف اللہ خاں جو معرکوں میں ہمیشہ پیش قدمی کرتا اور خبریں لاتا تھا اپنے باپ کے خطاب سے مشرف ہوا۔

اب شاہزادے کا حکم صادر ہوا کہ توپیں آگے بڑھائیں اور قلعے کی دیوار کو جو بلندی و مضبوطی اور دوسری خصوصیتوں میں فتح اللہ خاں والی دیوار کے مثل نہیں ہے گولہ اندازی سے منہدم کریں۔ مگر بارش کی ناگہانی کثرت و تسلسل کا یہ عالم تھا کہ دس دس بیس بیس دن برابر پانی برسے جاتا تھا اور دم نہ لیتا تھا۔ تاہم دونوں مورچوں کے کارکن آندھی کے طرح کام میں لگے ہوئے تھے اور نہ دشمن سے ڈرتے نہ بارش کی پرواکرتے تھے۔ فتح اللہ خاں نے باوجود اس کے کہ یورش کا راستہ تیار نہ تھا اور بند جو بندھائے ڈھابے گر چکے تھے اور تمام کام ابتر ہو چکا تھا۔ یہ تہیہ کر لیا تھا کہ خواہ اڑنے ہی کی ضرورت کیوں نہ پیش

آئے ایک مرتبہ تو جس طرح بن پڑے دیوار پر آفت ڈھانا لازمی و ضروری ہے ؟
پرسرام بد انجام نے جب یہ تباہ کن تیاریاں دیکھیں تو بعض معروضات کی درخواست اور تفویض قلعہ کے اقرار کے ساتھ برہمنوں کو فتح نصیب بادشاہزادہ کے وکلا کے پاس بھیجا۔ چند روز تک بخشی الملک روح اللہ خاں اور فضائل خاں خان بیوتات کے واسطے سے پیام و کلام ہوتا رہا اور یہ لوگ حضور پر نور کی طرف سے جاتے رہے مگر نتیجے میں پرسرام کی کوئی التماس اس کے سوا قبول نہیں ہوئی کہ محصوروں کے ساتھ خود بھی جان سلامت لے جائے۔ ۱۹ محرم کو پرسرام نے شاہزادہ اور بخشی الملک کے نشان اپنے ہاتھ سے بیجا کر قلعہ پر نصب کئے اور ۲۲ محرم کو اندھیری رات میں حصار سے نکل گیا۔ کریم و رحیم بادشاہ کے حکم سے کوئی فرد اس سے مزاحم نہیں ہوا جاء الحق وزھق الباطل[1] کے نعرے آسمان تک پہنچے بدکار دشمنان خدا اسو سنوں کے ساتھ اللہ کا وعدہ سچ ہوتے دیکھکر شرم سے زمین میں گڑ گئے ؟

سخنوران دربار نے بے شمار تاریخیں کہہ کر ملاحظہ اقدس میں گزرانیں مگر قبلۂ عالم نے بکمال نکتہ سنجی صرف اس بے ساختہ تاریخ کو شرف قبول عطا فرمایا
فتح شد قلعہ کھیلنا

جہاں پناہ نے خود قرآن مجید سے اس فتح کی تاریخ فال نکالی تو یہ آیتہ برآمد ہوئی الحمد للہ الذی سخر لنا ھذا[2] اس لئے اس قلعے کا نام سخر لنا تجویز فرمایا اور خبر فتح کے منتظروں کو خوشخبری پہنچائی ؟

اس سرزمین اور اس پہاڑ کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ جدھر نگاہ پڑتی ہے سبزہ و گل کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ صنعت الٰہی کے شیدائیوں کے لئے اس کوہ و دشت سے بہتر کوئی باغ نہیں۔ اس میں کوئی درخت ایسا نہیں جس سے نفع نہ اٹھایا جا سکتا ہو، کوئی پھول ایسا نہیں جس کی خوشبو سے دماغ نہ مہکتا ہو،

---

[1] حق آیا اور باطل بھاگا۔
[2] اس خدا کا شکر واجب ہے جس نے ہمارے لئے یہ مسخر کیا ؟

اس کا ایک ایک دانہ اپنے اندر جتنے پھل اور جڑی بوٹیاں لئے ہوئے ہے ان سے شہروں کا خراج ادا ہو سکتا ہے۔ وہاں کی ہر جگہ کی خاک دامنگیر و دلاویز ہے۔ غرض یہ تمام برکات بادشاہ کے جاوید نشان اقبال کے کرشمے ہیں کہ ایسے ایسے صنائع و بدائع سے معمور دشت و چمن ان کی تفریح و گلگشت کے لئے مخصوص فرمائے گئے اور خار و گل وغیرہ پر بھی حضرت کا حکم نافذ ہوا۔

۲۵ محرم کو قبلۂ عالم فتح اللہ خاں بہادر کے مورچال کے راستے سے قلعہ دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ضابط خاں قلعہ داری کے مناسب ذخائر کے ساتھ قلعہ دار مقرر کیا گیا۔ یہ قلعہ باہر سے مضبوطی و خوشنمائی میں بے مثل ہے لیکن اندرونی عمارات اور باغوں اور حوضوں کے لحاظ سے دوسرے قلعوں پر کوئی فوقیت نہیں رکھتا۔ نہ اس کی فضا دلچسپ ہے۔ چونکہ سرحدی قلعہ ہے اور بالاگھاٹ و پائیں گھاٹ تلکوکن کا وسیع ملک اس کے مسخر ہونے سے ممالک محروسہ میں شامل ہو گیا، اور اس کے علاوہ بادشاہوں کی ہزاروں مصلحتیں ہر معاملہ میں مضمر ہوتی ہیں اس لئے اس قلعہ کی تسخیر کو خیر خواہان دولت زبردست فتوح میں شامل کرتے ہیں۔

دوسرے دن حضرت اقدس و اعلیٰ نے اس بے اندازہ خوشی میں شاہزادہ کو ایک لاکھ روپیہ انعام دیکر مسرور فرمایا اور بہر کرہی و راے باغ کی طرف چھاونی ڈالنے کے لئے رخصت عطا کی۔

فتح اللہ خاں بہادر کو جیغۂ مرصع انعام میں دیا اور اس کے خطاب میں لفظ عالمگیر شاہی کا اضافہ منظور فرما کر امتیاز خاص عطا فرمایا۔ روح اللہ خاں اور حمید الدین خاں بہادر میں سے ہر ایک کو دو سو سوار دیکر ان کی عزت افزائی فرمائی۔

مقرب الخدمت خانہ زاد خاں دو ہزاری چار صد سوار کا امیر تھا پانصدی کے اضافے اور ہاتھی کے عطیے سے بہرہ اندوز ہوا۔ منعم خاں فیل خانہ کا داروغہ مقرر ہوا اور ذات و سوار کے ہزاری سہ صد سوار اضافے سے ہمچشموں میں سرخرو ہوا۔

عبید اللہ خاں برادر خواجہ لطف اللہ قدیمی والاشاہی معزول قلعہ دار اکبر آباد بعض عوارض کی وجہ سے دو ہزاری ہزار سوار کے منصب سے برطرف فرمایا گیا میر ابوالوفا نبیرۂ (پوتا) ضیاء الدین خاں مرحوم برادر کلاں خانہ زاد خاں کو ملازم قدیم فتح محمد قول کے انتقال کی وجہ سے، خدمات سابقہ کے ساتھ جانماز خانہ کی دارو غگی بھی تفویض ہوئی۔

میر ابوالوفا کی فطرت میں فہم و فراست اور ادراک و شعور کا جو لطیف جوہر ودیعت تھا بادشاہ جوہر شناس کی درگاہ میں قلیل مدت میں اس کا اظہار ہوگیا۔ مولف پیشتر اس کی فراست کا ایک واقعہ ہدیۂ ناظرین کرتا ہے۔

بادشاہزادہ محمد معظم بہادر شاہ کی ایک عرضداشت خط رمز میں لکھی ہوئی ملاحظۂ اقدس میں گزری۔ چونکہ رمز سمجھ میں نہ آتا تھا اس لئے حضرت نے بیاض خاص میر موصوف کے حوالہ فرمائی کہ بہنے اس نوشتہ کے دو تین رمز ناواضح چھوڑ دئے ہیں ان کو اس بیاض سے مطابق کرکے مطلب نکالو۔ میر موصوف نے اپنی باریک بینی و فکر صحیح سے ان رموز کو حل کیا اور عرضداشت کے مضمون کو مفصل لکھکر ملاحظۂ اقدس میں پیش کیا۔ میر موصوف کی فراست خاطر اقدس کو پسند آئی اور اسی وقت سے اس کی استعداد و قابلیت کی قدر ہونے لگی۔ حضرت نے صلہ میں ایک مہر پچاس مہر کے وزن کی اور پانصد روپیہ اور بیس سوار کا اضافہ جس سے اس کا منصب چار صدی سی سوار ہوگیا ابوالوفا کو مرحمت فرمایا جس سے اس کی ترقی کے راستے کھل گئے۔

یکم شوال کو وابستگان دامن دولت عید الفطر کی تسلیمات تہنیت ادا کرنے کے لئے حاضر بارگاہ ہوئے۔ چونکہ امیر الامرا کا مزاج ناساز تھا اسلئے ازراہ عنایت حکم صادر ہوا کہ دیوان عدالت کی اندرونی جانب جسے آجکل حسب الحکم دیوان مظالم لکھتے ہیں برآمدے کے راستے آکر کٹھرے میں، زینہ مجرہ سے ایک ہاتھ کے فاصلے پر نشست اختیار کرے۔ تین روز تک امیر الامرا اس طرح بیٹھا بعد از اں دستور قدیم کے مطابق کھڑے ہوکر مراسم بندگی بجالائے۔

عنایت اللہ خاں کو ہاتھی مرحمت فرماکر اس کا مرتبہ بلند فرمایا گیا۔
مختار خاں ناظم اکبرآباد اصل دوہزاری و پانصدی تھا، اسے پانصدی اضافہ عطا ہوا۔ دیانت خاں متصدی بندر سورت پانصدی اضافہ پاکر دوہزاری یکصد وپنجاہ سوار کے منصب پر فائز ہوا۔
بادشاہزادہ اور سلاطین عیدالضحیٰ کے تسلیمات مبارک باد بجالائے
بارھویں ربیع الثانی کو آثار مبارک کے خیمے کے ساتھ سراپردے لگائے گئے قبلۂ عالم نے وہیں زیارت کی سعادت اور شب زندہ داری کی برکت حاصل کی ایک موقع پر ایک شخص کے گلال بار میں پالکی سوار آنے کا مقدمہ بارگاہ معلیٰ میں پیش آیا حکم ہوا کہ، امیر الامرا، بہرہ مند خاں، روح اللہ خاں، خانہ زاد خاں اور حمید الدین خاں بہادر کے سوا کوئی شخص پالکی سوار نہ آیا کرے۔
عزیز اللہ خاں قوربیگی سزاوار خاں کے بجائے قندھار کا قلعہ دار ہوا ہزار و پانصدی ہشت صد سوار کا امیر تھا اب دو صد سوار اضافہ عطا ہوا۔ شاہزادہ بیدار بخت خجستہ بنیاد کی حفاظت پر مامور ہوے۔ اور وہاں کا ناظم لطف اللہ خاں خان فیروز جنگ کی نیابت میں برار کی صوبہ داری پر روانہ فرمایا گیا مستقر پر پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ راہی عدم ہوا یہ امیر شجاعت کے تمام فضل وکمال سے موصوف تھا۔ بڑے بڑے کام اس کے ہاتھ سے انجام پاچکے تھے۔ اس لئے عمر کا اکثر حصہ قبلۂ عالم کی عمدہ خدمات اور بیرونی افواج کی سپہداری میں بسر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے۔
۲۵ جمادی الثانی کو بہرہ مند خاں میر بخشی برادر زادہ جعفر خاں داماد امیر الامرا نے فالج کے عارضہ میں وفات پائی۔ فرمان والا کے مطابق بادشاہزادہ محمد کام بخش امیر الامرا کو قید ماتم سے آزاد کرنے حضور مرحمت ظہور میں لائے جہاں پناہ کے کلمات تسلی نے اس کے دل مجروح پر مرہم رکھا اور خلعت خاصہ اور سرپیچ مرصع مرحمت فرماکر ماتمی لباس اتروایا۔ بہرہ مند خاں مرحوم ایک بڑا باوقار و حیادار اور غیر تمند امیر تھا طبیعت پاکیزہ اور طینت دلنشیں پائی تھی۔

ذوالفقار خاں بہادر نصرت جنگ بہرہ مند خاں مرحوم کے بجائے بخشی مقرر ہوا خدابندہ خاں چین قلیچ خاں کے بجائے بدستور سابق کرناٹک بیجاپور کی فوجداری پر بحال ہوا۔ محمد یار خاں ناظم دارالخلافتہ سے مرادآباد کی فوجداری پر گیا۔ پانصدی پانصد سوار کے اضافہ کے ساتھ سہ ہزار و پانصدی سہ ہزار سوار کا منصب، اور نقارہ مرحمت ہوا۔

منعم خاں سے چونکہ محمد امین خاں کے پاس کمک پہنچانے میں غفلت ہوئی تھی اس لئے معتوب ہوا اور اس کے منصب میں دو صدی پنجاہ سوار کی کمی کردی گئی اور فیلخانے کی خدمت سے ہٹا دیا گیا۔ اسکے بجائے حمید الدین خاں بہادر اس خدمت پر مقرر ہوا۔ یہ امیر دو ہزاری پانصدی ہشت صد و پنجاہ سوار کا منصب دار تھا پانصدی دو صد و پنجاہ سوار کے اضافہ سے سربلند ہوا۔

مولف کو باوجود اس کے کہ متعدد خدمتیں تفویض تھیں، اور ضروری و مخفی احکام لکھنے پر مامور تھا لیکن اب انشاے نظارت کی خدمت پر بھی مامور ہوا۔ مولف کے بجائے پسر مولف حافظ محمد محسن وقائع نگار مقرر ہوا۔

دارالخلافتہ کے عرائض سے معلوم ہوا کہ نواب تقدس قباب زیب النسا بیگم نے دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ دختر نیک اختر کے دائمی مفارقت کے صدمہ سے قلب مبارک پر اندوہ و الم کے بادل چھا گئے اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوئے لیکن حضرت نے صبر فرمایا اور سید امجد خاں، شیخ عطاء اللہ اور حافظ خاں کے نام خیرات و صدقات جاری کرنے اور مرحومہ کا روضہ تعمیر کرانے کے احکام جاری فرمائے ملکہ مرحومہ صاحبتہ الزمانی کے باغ سی ہزاری میں پیوند خاک کی گئیں۔

قلعۂ سخرلنا سے بہادر گڑھ کو روانگی اور بعض دوسرے واقعات	۲۵ محرم کو جہاں پناہ کی سواری فتح و نصرت کے ساتھ بہادر گڑھ کی جانب روانہ ہوئی۔

ظاہر ہے کہ جس بلند وناہموار زمین کو اردوئے معلی نے خشک موسم میں ایک مدت میں طے کیا ہو تو مسلسل بارش کے زمانہ میں اس کے طے کرنے میں کتنے دن صرف ہوگئے۔ باربرداری کے جانوروں کا یہ حال تھا کہ اونٹ نے تو والی الابل کیف خلقت کی قسم کھائی تھی کہ اگر قیامت تک میری عمر وفا کرے اور اس وقت تک زندہ رہوں کہ سوئی کے ناکے سے نکل سکوں، مجھے عوج بن عنق کی قوت وقامت ملجائے اور موسیٰ کے سے حضرات ہزاروں ڈنڈے میرے سر اور چہرہ پر ماریں تو بھی میں کبھی اس راستہ میں قدم نہ رکھونگا؛

اگرچہ ہاتھی اپنے تن وتوش کے نشہ میں مست وبیہوش اردو کے اسباب وسامان کا بار گراں اٹھاکر چلا لیکن زمانہ کی جھڑکیوں کے اتنے آنکس کھائے اور وہ وہ ضربیں پڑیں کہ آخر کو گدھے کی طرح کیچڑ میں پھنس کر رہ گیا۔ جب یہ بار امانت آسمان سے بھی نہ اٹھ سکا تو ظالم وجاہل انسان کے نام قرعہ پڑا۔ بیچارہ پر جو کچھ گزرنا تھی گزری اور جس طرح بن پڑی دنیائے لشکر کا تمام بوجھ مزدوروں نے سر پہ اٹھایا راحت وآسائش کے خوگر دولتمندوں نے بہ ہزار دقت وپریشانی اپنے آپ کو اس کُتَل دگھاٹی۔ بلند زمین کے نیچے پہنچایا جہاں پہلا قیام تھا کارخانہ جات نہ آنے کی وجہ سے قبلہ عالم نے بھی توقف فرمایا پھر حکم ہوا کہ تمام سامان اور کارخانے قلعہ دار سنحر لنا کے نگرانی میں دے دیئے جائیں؛ سات روز کے بعد آگے بڑھنے کے لئے کوچ کا نقارہ بجا۔ اس منزل میں جو نالا پڑتا تھا اس نے حضرت کی سواری کو تو راستہ دے دیا اور دوسرے اشخاص کو عبور کرنے سے باز رکھا۔ اس مقام پہ ایک مدت تک قیام کرنا پڑا۔ جو ڈوبنے والا تھا ڈوب گیا۔ جس کی قسمت نے زور لگایا بچ گیا۔ جب دوسری منزل پر غمناک نقارہ کی آواز پہنچی اور یہاں سے لشکر آگے بڑھا تو پھر وہی نالا سامنے آیا۔ عجب مکار وفریبی نالا تھا کہ اس نے اپنی حیلہ گری سے پہلے منشی خانہ بادشاہی اور دوسرے پیش خانہ داروں کو گزر جانے دیا اس کے بعد تو ایسی بے ڈھب دوڑ لگائی کہ سب کو عاجز کر دیا۔ اصحاب الفیل دیا تھی والے

اور ایک تعریض کا پہلو بھی نکلتا ہے یعنی بد انجام ظالم (دولتمند) نے تو ہاتھیوں کی بدولت ہزار منت وسماجت سے اپنا مسروقہ مال واپس لے لیا اور دوسرے اشخاص کف افسوس ملتے رہ گئے۔

آخر کار ایک کوس کے تفاوت سے قبلۂ عالم بائیں جانب کا راستہ اختیار کر کے ملکاپور تشریف لائے۔ اس منزل میں تو نالے نے ایسی کجروی سے راستہ روکا کہ کسی کے نالے پر اس کو رحم نہ آیا۔ رات دن میں کسی وقت اس کا زور نہ ٹوٹتا تھا۔ اس قیامت خیز ہنگامے میں غلہ ختم ہو چکا تھا گھاس اور ایندھن ناپید تھا۔ بارش کے تیر بے نواؤں کی جانوں میں چھد رہے تھے۔ باد صرصر کے جھونکے انسانوں اور چوپایوں کے قالب تہی کئے دیتے تھے۔ خلائق اپنا اثاث البیت سب ختم کر کے فراغت کے ساتھ وقت گزار رہی تھی اور اپنی سخت جانی پر حیران تھی۔

ایک دن مظفر نام جلوئے خاص کے ایک منصبدار نے سواری کے وقت مجرئی کیا۔ حضرت دولتخانۂ اقدس میں تشریف لائے اور حمید الدین خاں بہادر کو طلب فرمایا۔ دلارام نام ایک قدیم الخدمت پرستار نے اپنی بیٹی کو اسی شخص کے نکاح میں دیدیا تھا۔

حمید الدین خاں بہادر حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا کہ تم یہ شعر ؎

دلارامے کہ داری دل درو بند ٭ دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

اور یہ مصرعہ ؎ بیگانہ شوی گر یگانہ شوی

جلی قلم سے لکھوا کر ایک پتھر پر کندہ کر کے لے آؤ۔ خاں موصوف نے چند روز میں پتھر حضور میں حاضر کیا ارشاد ہوا کہ اسے مظفر کے حوالہ کر دو کہ دار الخلافت پہنچکر دلارام مرحومہ کی قبر پر نصب کر دے۔ پھر پانچ سو روپیہ انعام کا اسے مرحمت ہوا اور دار الخلافہ کے متصدیوں (پیشکاروں) کے نام حکم جاری ہو گیا کہ صوبہ کے خزانے سے اس کی (مظفر کی) ایک سال کی تنخواہ ادا کر دیں۔ اس واقعے کے دو سال گزرنے کے بعد جب مظفر رکاب سعادت میں حاضر ہوا تو تمام وکمال تنخواہ اور بنجاہی اضافہ پاکر شاد ہوا۔

۱۹ صفر کو قبلۂ عالم نالے سے گزر کر ایک کوس کے فاصلہ پر قیام فرما ہوئے۔

یہاں میدان اور خیموں کی اس قدر تنگی تھی کہ حضرت کو حجرۂ عدالت میں بیٹھنے کی جگہ ملی دیگر اشخاص کو اپنے خیموں میں کھڑے ہونے کی جگہ بھی نہ تھی حضرت کی بے مثل بردباری اور حوصلہ کی وسعت دیکھئے کہ اکثر زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے وہ تھوڑا پانی برس جاتا ہے کچھ ہوا چل جاتی ہے لوگ کیوں بدحواس ہوئے جاتے ہیں" اور آیۃ ولنبلونکم بشیٍٔ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون[1] پڑھ کر تسلی دیتے تھے خدا خدا کرکے اس منزل میں ے

سحر چوں خسرو خاور علم بر کوہساراں زد ٭ بدست مرحمت یارب در امیدواراں زد

آفتاب عالمتاب نے اپنا پر انوار چہرہ دکھایا۔ تمام کائنات کی افسردگی تازگی سے بدل گئی نیجانوں کی جان میں آئی۔ سب خوش خوش زبان حال سے کہہ رہے تھے ے

دریاب کہ صبح عیش رخ بنمود است ٭ خورشید در بذل نور بکشود است

بنگر بسپیدہ دم کہ پیشانی صبح ٭ در سجدۂ خورشید غبار آلود است

بارھویں ربیع الاول تک اردوئے معلی چودہ کوس مسافت ایک ماہ سترہ یوم میں طے کرکے قلعہ بنی شاہ درک تک پہنچا اس زمانہ میں آفتاب نور افشانی کرنے لگا اور روزی طلب کرنے والے ہاتھ پاؤں چلانے لگے۔ حرص و ہوس کے ہنگامے گرم ہوئے، دلوں کی افسردگی رخصت ہوئی بوجھ اٹھانے والے مزدور ہر چہار طرف سے آئے اور لشکر والوں کے سر و گردن کے بوجھے خود اٹھائے ے نفست اژدہا است ایں کہ مردہ است ٭ از غم بے آلتی افسردہ است

جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے وہ بیچارے نہایت تباہ حالت میں آہستہ آہستہ

---

[1] بیشک ہم تم کو کچھ خوف، بھوک اور جان و مال و منافع کے نقصان سے آزمائینگے (اے محمدؐ) (تم) ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری پہنچا دو جن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کے طرف رجوع ہونگے۔

آرہے تھے اور آپس میں کہتے تھے ۔

چوں سایہ ہمرہیم بہ ہر سو رواں شوی تا شاید کہ رفتہ رفتہ بما مہرباں شوی

۱۵ ماہ مذکور کو برگانوں کی سرزمین فرودگاہ قرار پائی یہاں ایک ماہ بیس روز قیام فرما کر ۲۴ ماہ ربیع الآخر کو بہادر گڈھ کی جانب کوچ فرمایا گیا۔ اگرچہ بارش کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا اور دریائے کشنا کی طغیانی کی خبریں آرہی تھیں مگر موانع بادشاہی عزم کے مقابلہ میں کچھ نہ تھے۔ دریا کے کنارے تک ۹ کوس کی مسافت ۱۶ کوچ و مقام میں طے کر کے تمام لشکر ساحل پر آگیا۔ دریا کی طغیانی اور طوفان سیلاب کی کوئی حد نہ تھی حکم والا کے مطابق لشکر نے کشتیوں پر دریا کو عبور کرنا شروع کیا ۔

کشتی نہ کہ دوزخ فسردہ تا یک تابوت و ہزار مردہ

بے شمار و بے حساب فوج بحال خراب دس روز میں تقریباً نصف دریا کے پار گئی قبلہ عالم نے دریا کے دوسرے کنارے پر جانے کا قصد فرمایا اور کشتی پر سوار ہو کر چلے تو دریا کا جوش و خروش بیحد بڑھ گیا اس لئے بیس روز اور اسی کنارے پر توقف فرمایا۔ یہاں تک کہ تمام لشکر بادشاہ بحر و بر کے توجہات سے صحیح و سلامت دریا کو عبور کر گیا ۔

چہ باک از موج بحر آن را کہ باشد نوح کشتیباں

اس مقام سے کوچ ہوا اور ملک کے مختلف حصوں سے گزرتے ہوئے اسعد نگر تک پہنچے چند روز اس مقام میں بسر کرنے کے بعد خطۂ بہادر گڈھ کو نزول اجلال نے رونق بخشی حضرت نے جریبی مسافت کے حساب سے بہ چار کوس کا ل منزل طے فرمایا اور ابتدا سے انتہا تک دو طرفہ غازی الدین بہادر فیروز جنگ کے شاندار لشکر کا منظر ملاحظہ فرمایا خان موصوف نے فرودگاہ کو اسلام پوری کی ہنگاہ سے اس مقام تک بڑے اہتمام و انتظام کے ساتھ تمام راستہ آراستہ کیا تھا اور عظیم الشان امرا کی حیثیت سے زیادہ تیاری کی تھی اور سرداران سپاہ کے مقدور سے بڑھکر توپ خانہ رکھا تھا امیر ممدوح نے ہر جنس کی پیشکش بکثرت فراہم کر کے ارسال کی تھی۔ ان سب میں ایک نیمچہ کو شرف قبول عطا ہوا، غازی بچہ اس کا نام رکھا گیا اکثر توپ خانہ بحق سرکار والا ضبط ہو گیا اور فرمان

نافذ ہوا کہ امراء اس سے زیادہ توپ خانہ نہ رکھا کریں ؛

دستخط خاص سے جو فقرہ ثبت فرمایا تھا اور جس کی بنا پر شاہزادہ بیدار بخت کو اطلاع دی گئی تھی اس کا ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے ؛

خان فیروز جنگ نے جو ہفت ہزاری امیر ہے اپنے قیام گاہ سے فرودگاہ کا جو انتظام کیا ہے اور توپ، گجنال، شتر نال، گھوڑ نال اور تمام ضروری بلکہ غیر ضروری چیزیں اس سامان کے علاوہ جو سرکار سے اسے تفویض ہے اپنے ساتھ رکھی ہیں۔ تم کہ اگرچہ اس سے دو چند رقم پاتے ہو لیکن روپیہ ضائع کر لیتے اور بے موقع صرف کرتے ہو۔

؎ آنچہ در کار بود ساختنش خود سازی است

؎ اند کے ماند و خواجہ غرہ ہنوز

ہیچکس نیست کہ در فکر دل خود باشد ؛ عمر مردم ہمہ در فکر شکم می گزرد

تسخیر قلعہ کنڈانہ

۲۴ رجب ۴۶ جلوس کو تسخیر قلعہ کنڈانہ کے لئے لشکر ظفر پیکر نے قدم بڑھائے۔ ۱۸ شعبان کو سرزمین قلعہ میں حضرت نے نزول اجلال فرمایا ؛

۴۷ جلوس عالمگیری مطابق ۱۱۱۴ھ

رمضان المبارک کا چاند خدا کے دیندار بندوں کے لئے مژدۂ برکت لایا۔ دنیا خیر و ثواب اور غیبی برکات سے معمور ہوئی قبلہ عالم نے زیادہ اہتمام کے ساتھ تمام ماہ بذل احسان اور خیرات و صدقات میں گزار دیا امیدواران عنایت میں سے ہر ایک کو حسب رتبہ و مقام انعام و عطیات سے مستفید فرمایا ؛

شاہزادہ محمد عظیم شمشیر خاں کے بجائے علاوہ سابقہ خدمات کے صوبہ بہار کے ناظم بھی مقرر ہوئے۔ شمشیر خاں معظم آباد اودھ کی صوبہ داری پر مفتخر ہوا نجابت خاں ناظم صوبہ برہانپور و فوجدار بگلانہ جس کا منصب دو ہزاری ہزار و پانصد سوار تھا، شیو سنگھ قلعدار راہیری جو ہزاری ہزار سوار کا امیر تھا، اور سر انداز خاں نائب صوبہ برار متعلق خاں فیروز جنگ جو ہزار و پانصدی پانصد سوار تھا ان میں سے ہر ایک کو پانصدی اضافہ بلا شرط، مرحمت ہوا ؛

قاسم خاں کے بجائے محتشم خاں نلدرک کا قلعہ دار مقرر ہوا۔ شاہزادہ بیدار بخت بہادر ناظم صوبہ خجستہ بنیاد خاندیس کے صاحب صوبہ مقرر ہوئے۔ پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار اصل منصب تھا اب دو ہزار سوار کے اضافہ سے ممتاز ہوئے۔

خاں نصرت جنگ کو مقہوروں کی تنبیہ کے لئے برہانپور کی جانب روانہ فرمایا گیا اس امیر کو تکیہ مرصع اور چار زنجیر فیل بطور انعام عطا ہوئے۔

سلطان محی السنۃ پسر بادشاہزادہ محمد کام بخش ہفت ہزاری دو ہزار سوار کا منصب اور علم و نقارہ پاکر اپنے احباب کی مسرت افزائی کا باعث ہوئے شاہزادہ محمد معز الدین صوبہ دار ملتان و تھٹہ کے پاس فرمان و خلعت و جمدہر مرصع بختیار مفسد کے استیصال کے صلہ میں ارسال ہوا اور تحسین و آفریں فرمائی گئی۔ یہ دوازدہ ہزاری ہشت ہزار سوار کا منصب رکھتے تھے، دو ہزار سوار کے اضافہ اور دس لاکھ دام کے انعام سے سرفراز ہوئے۔

چین قلیچ خاں بہادر کو حکم نظامت صوبہ بیجاپور اور عطیہ سرپیچ و اسپ اور ان کے فرزند کو ہاتھی اور گھوڑا بطور انعام مرحمت ہوئے۔ بادشاہزادہ محمد کام بخش کو سرپیچ مرصع اور خلعت عطا فرماکر حکم ہوا کہ نواب قدسیہ زینت النسا بیگم کو اسلام پوری سے بہادر گڈھ لے آئیں۔ صدر الصدور محمد امین خاں ان کے ہمرکاب مقرر ہوئے۔

۲۰ ذی قعدہ کو فضائل خاں گوشہ نشین پسر وزیر خاں میر حاجی میر منشی بیوتات و نائب خانساماں نے وفات پائی۔ یہ شخص اپنے زمانے کا بڑا افاضل و کامل شخص تھا۔ وہ اپنے متعلق کہا کرتا تھا "مرد حاضر ہے، کام کہاں ہے" اور حضرت اس کی نسبت فرمایا کرتے تھے اس نے نیابت خانسامانی اس طرح انجام دی گویا گھر کو روشن کردیا۔

خان مرحوم کا بیٹا عبدالرحیم باپ کے انتقال کے بعد آستان بوسی کیلئے حاضر ہوا تو بیوتاتی کی خدمت، خانی کا خطاب اور اضافہ منصب مرحمت فرماکر اس کی عزت افزائی فرمائی گئی اور زبان گوہر فشاں سے فرمایا کہ

ود فاضل خاں علاء الملک اور فاضل خاں برہان الدین کے حقوق درگاہ معلیٰ پر بہت ہیں، میں اس خانہ زاد کو نوازش و تربیت کی عزت بخشتا ہوں۔ حقیقت اس میں بھی قابلیت و استعداد موجود تھی لیکن افسوس کہ عین جوانی میں چند روز کے بعد یہ بھی راہی عدم ہوا۔

اب چونکہ اس خاندان میں ضیاء الدین برادرزادہ و داماد فاضل خاں برہان الدین کے سوا کوئی نہ رہا تھا اس لئے قبلہ عالم نے ضیاء الدین کو بیجاپور کی دیوانی سے حضور پرنور میں طلب فرمایا اور منصب کے اضافے، خانی کے خطاب اور بیوتات کی خدمت سے سرفرازی عطا کی۔

قلعوں کی تسخیر اور دشمنوں کے استیصال میں فتح اللہ خاں بہادر کی کارگزاریاں ایسی نہیں ہیں کہ انھیں دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت ہو۔ خان موصوف کابل پر تعیناتی کا بہت دلدادہ تھا اور اکثر اس کے لئے التماس کرچکا تھا ۲۲۔ محرم سنہ رواں کو اس کی استدعا منظور ہوئی۔ پہلے دو ہزار و پانصدی ہزار سوار کا امیر تھا پانصدی اضافہ پاکر مسرور و شادکام کابل کی طرف روانہ ہوا۔

محمد قلی کو ولایت سے آتے ہی ہزار و صد سوار و خطاب خانی و خلعت اور دو ہزار روپے عطا ہوئے۔ خواجہ محمد جس کا خطاب امانت خاں تھا سنگمنیر کی فوجداری کے علاوہ بیجاپور کا بھی فوجدار ہوا اور ہاتھی کے عطیے سے ہمچشموں میں ممتاز ہوا۔

عبد الخالق عرب امام حضور کی بیوی کو پانچ اشیا جواہر کی مرحمت ہوئیں۔ ارادت خاں قلعہ دار گلبرگہ ہزاری ہفت صد سوار تھا سی صد سوار کے اضافہ سے ممتاز ہوا۔ بخشی الملک روح اللہ خاں کو سنگ یشب کی دوات مرحمت ہوئی۔

ضیاء اللہ خاں پسر عنایت اللہ خاں کو اکبرآباد کی دیوانی مرحمت ہوئی۔ بخشی الملک مرزا صدرالدین محمد خاں ہاتھی گھوڑا اور خلعت کے عطیہ سے سرفراز ہوکر بنگاہ بہادر گڈھ کی حفاظت کے لئے روانہ فرمایا گیا۔ دو ہزار و

پانصدی ہشت صد سوار کا امیر تھا، اب پانصدی دو صد وپنجاہ سوار کے اضافہ سے مستفید ہوا۔

راجہ ساہو پسر سنبھاجی کو اربسی نگین یاقوت، پہونچی طلائی مرصع الماس پانچ انگوٹھیاں مرصع، اور گھوڑا مع ساز طلا عطا ہوا۔ فتح دولت قول (عہدہ) راجہ ساہو کو حکم کے مطابق بادشاہزادہ محمد کام بخش کے پاس لے گیا بادشاہزادے نے بھی خلعت وار بسی عطا کیا پھر حسب فرمان اقدس واعلیٰ راجہ ساہو کا خیمہ بادشاہزادہ کی دولت سرا کے قریب نصب کیا گیا۔

حمید الدین خاں بہادر داروغۂ دیوان خاص نے چوبی بنگلہ دیوان مظالم میں نشست کے قابل پیش کش گزرانا۔ باظہار خوشنودی اس کے سہ ہزاری ہزار و ہفت صد سوار کے منصب میں پانصدی سی صد سوار کا اضافہ منظور فرمایا گیا۔

میر خاں ابن امیر خاں متوفی بہرہ مند خاں کی لڑکی سے شادی کرنے کے لئے خجستہ بنیاد گیا ہوا تھا۔ میر خاں نے بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر مرصع قیمتی اشیا نذر گزرانیں اور خلعت سے سرفراز ہوا۔

مدن سنگھ برادر راجہ ساہو نے حسب الحکم بنگاہ سے حاضر ہو کر آستاں بوسی کی عزت سے پیشانی روشن کی۔ بادشاہزادہ عالیجاہ احمد آباد کی صوبہ داری کے ساتھ دار الخیر اجمیر کے بھی صوبہ دار مقرر ہوئے۔ چہل ہزاری سی ہزار سوار منصب پاتے تھے دس ہزار کا اضافہ پاکر مسرور و شاداں ہوئے۔

اودے سنگھ قلعہ دار سحر لنا سہ ہزاری ہزار و دو صد سوار کا امیر تھا اسے اضافہ مشروط و بلا شرط پانصدی سی صد سوار عطا ہوا۔ سیادت خاں ابن سیادت خاں اوغلان دو ہزاری دو صد سوار کا امیر تھا اس کا پانصدی پانصد سوار اضافہ مقرر ہوا۔

غالب خاں پسر رستم خاں شرزہ بیجاپوری سہ ہزار و پانصدی سہ ہزار سوار کا منصبدار تھا اسے پانصدی پانصد سوار اضافہ مرحمت ہوا۔ الہ داد خاں خویشگی، رحمن داد خاں کے بجائے مندلہ کی فوجداری پر مقرر ہوا۔ ہزاری پانصد

سوار کا منصب ارتقا یا نصدی یانصد سوار اضافہ ملا۔
چین قلیج خاں بہادر صوبہ دار بیجاپور تلکوکن عادل خانی اور اعظم نگر بلگانوں کی فوجداری اور سانپ گانوں کی تھانہ داری پر سیف خاں کی بجائے مامور ہوئے۔ چار ہزاری سہ ہزار سوار کے امیر تھے۔ ہزار سوار اضافہ اور ایک کروڑ دام انعام عطا ہوا نیاز خاں خان مذکور کا نائب مقرر ہوا۔ پانصدی سہ صد سوار کا امیر تھا پانصد سوار کا اضافہ عطا ہوا۔ مقرب الخدمت خانہ زاد خاں نفط میر کے اضافہ سے صدر نشین امرا کے زمرہ میں شامل ہوگیا۔
چونکہ مولف اس سال کے بعض مقدمات درج کر کے فارغ ہو چکا ہے اس لئے اب تسخیر کنداآنہ اور دوسری مہمات کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔
فرمان والا صادر ہوا کہ قلعہ گیر دشمن شکن بہادر، شجاعت آثار تربیت خاں میر آتش کی سرکردگی میں پہاڑ پر جائیں اور مقہوروں کو آتش قہر و غضب سے جلائیں یا سطوت و شکوہ کے ذروں سے مار کر ہنکادیں۔ خان موصوف نے دشمن سوز توپیں ایک ایسے پشتہ کی بلندی پر چڑھا دیں جو برج حصار کے مقابل تھا۔ اور چند یوم آتش باری کر کے اس کا لانعام بل ہم اضل (چوپائے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ) گروہ کو مار مار کر ان کے مسکن سے نکال دیا۔ ۲ ذی الحجہ کو یہ بلند و بالا قلعہ مع دوسرے قلعوں کے مسخر ہوگیا اور بخشندہ بخش کے نام سے موسوم ہوا حقیقت میں یہ قلعہ اس قدر مضبوط تھا کہ اگر خدائے بخشندہ توفیق نہ دے کسی کی کوشش سے اس میں کامیابی نہ ہو سکتی تھی۔
اب چونکہ موسم برسات آگیا تھا۔ اور بے شمار مقامات سے عبور کرنا دشوار تھا اس لئے اس خیال سے کہ ہمت مبارک قلعہ راجگڈھ کی تسخیر کا عزم فرما چکی ہے بارش کا موسم محی آباد پونا میں بسر کرنا طے پایا تاکہ منزل مقصود تک آسانی سے پہنچ سکیں۔ چنانچہ اٹھارھویں ذی الحجہ کو اسی مقام کی طرف مراجعت فرمائی اور ۲۵ ذی الحجہ کو محی آباد میں بارگاہ اقبال نصب ہوگئی۔
اس موقع پر قبلہ عالم کی خانہ زاد نوازی و پاس مراسم فرمانروائی اور قدردانی کا قدرے حال ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ جب حضرت کی

بارگاہ عالی اور تمام امرا و عساکر کے خیمے نصب ہونے لگے تو اتفاق سے امیرالامرا کا دائرہ ایک پست زمین میں اور عنایت اللہ خاں ناظم امور خالصہ و تن کا خیمہ ایک بلند مقام پر نصب ہوا چند روز کے بعد جب خاں موصوف نے محل سرا کے سراپردوں کی جگہ احاطہ بھی بنا لیا تو امیرالامرا کے خواجہ سرا بسنت نے کہا کہ "تم اس جگہ سے اٹھ جاؤ کیونکہ یہاں نواب کا خیمہ نصب ہوگا" خاں نے کہا کہ بہتر ہے میں یہ مقام خالی کردوں گا لیکن جب تک ایسی ہی کوئی دوسری جگہ جو قیام کے لئے ضروری ہے نہ دستیاب ہو جائے اس وقت تک مہلت ملتی ضروری ہے۔ خواجہ سرا نے ذرا تیز لہجہ میں جواب دیا اور مجبوراً خاں نے وہیں کسی دوسری جگہ قریب میں خیمہ منتقل کر لیا اور امیرالامرا کے خیمے اس جگہ نصب ہو گئے قبلہ عالم کو یہ واقعہ کچہری دیوانی کے مخلص واقعہ نویسوں کی عرضداشت سے معلوم ہوا۔ اسی وقت حمیدالدین خاں بہادر کو حکم ہوا کہ امیرالامرا کے پاس جا کر کہو کہ مناسب یہ ہے کہ تم اپنی قدیم جگہ یا کسی اور جگہ خیمہ نصب کرو جو شخص یہاں پیشتر مقیم تھا وہی اس مقام پر اپنا خیمہ نصب کرے امیرالامرا نے اس امر کو قبول کرنے میں تامل کیا۔ خاں بہادر وہاں سے اٹھ کر ازراہ خلوص عنایت اللہ خاں کے پاس پہنچا اور سرگزشت بیان کر کے کہا کہ بہتر ہے کہ تم امیرالامرا کے پاس جاؤ اور کہو کہ مجھکو دوسرا مقام مل گیا ہے اب میری خوشی یہی ہے کہ آپ مکان تبدیل نہ کریں۔

عنایت اللہ خاں نے کہا آپ جہاں پناہ کے حکم سے امیرالامرا کے پاس گئے تھے میں بلا حکم کیونکر جرأت کر سکتا ہوں۔ خاں بہادر نے یہ تمام واقعات حضرت کی خدمت میں گزارش کئے۔ دوسرے دن جب دیوان کے وقت امیرالامرا حضور میں آئے تو اہتمام خاں قول کو حکم ہوا کہ امیرالامرا کو عنایت اللہ خاں کے یہاں لیجائے تاکہ جو واقعہ ہو گیا ہے اس کی معذرت کرلیں۔ اب اسد خاں امیرالامرا کی کیا مجال تھی کہ فرمان مبارک کے خلاف کرتے "دوبسر و چشم" کہتے ہوئے تعمیل کو باہر نکل آئے۔ امیر خاں نے مولف کو یہ پیام عنایت اللہ خاں تک پہنچانے

کے لئے بھیجا کہ ایسا حکم صادر ہوا ہے مگر مناسب یہ ہے کہ تم جلد ایسی عرضداشت پیش کر دو کہ ان کا آنا ملتوی ہو جائے۔ دوپہر کو مجھ کو عنایت اللہ خاں کے گھر جانا تھا کہ اتفاق سے امیر الامرا ابھی اسی وقت آپہنچے۔ اور مجھ کو کچھ کہنے کا موقع نہ ملا، اتفاق سے اس وقت عنایت اللہ خاں حمام میں تھا۔ ابھی دیوان خانہ کا فرش تک درست نہ تھا امیر الامرا وہیں آکر بیٹھ گئے۔ یہ حال سنکر خان حمام سے جلد نکلا اور ملاقات کی امیر الامرا نے اس کا ہاتھ پکڑا اور سوار ہوکر اسے اپنے گھر لے آئے۔ بیٹھتے ہی ایک تھان قیمتی کپڑے کا بطور تواضع خان کو پیش کیا۔ اور اس وقت سے جب تک ساتھ رہا کبھی کسی قسم کی شکایت یا بے دماغی کا اظہار نہیں کیا اور مہربانی و دلجوئی میں اضافہ ہی کرتا رہا۔

پروردگار تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے ایسے بندے بھی پیدا فرمائے ہیں جو ان پسندیدہ اطوار کے ساتھ عمر بسر کرتے ہیں۔

یہاں ۶ ماہ اٹھارہ دن قیام رہا۔ مگر خشک سالی کی وجہ سے سخت قحط نمودار ہوا۔ غربا کی جان پر آبنی اور ضعیف و ناتواں افراد نے آہ وزاری شروع کی۔ چنا گیہوں اور چاول تمام غلہ بہ دشواری و بدقت دستیاب ہوتا تھا۔ شاہ گنج گداؤں اور غریبوں کی فریاد و فغاں کی وجہ سے درد و رنج سے معمور ہوگیا تھا لیکن باوجود اس سعیبت کے قبلۂ عالم کے عزم صمیم میں کسی طرح کا فرق نہ آیا۔

بارھویں رجب کو تسخیر راج گڈھ کی غرض سے اردوے معلیٰ کا کوچ

اس قلعے سے چار کوس پر ایک نہایت بلند گھاٹی ہے جو بلندی میں آسمان سے باتیں کرتی ہے اور نشیب میں تحت الثریٰ کی مدمقابل ہے ہر چند کارگزار خدام دو مہینے سے نشیب و فراز دور کرنے میں مصروف تھے مگر اہل زمین کی آسمان تک اور اہل آسمان کی زمین تک رسائی کیونکر ممکن ہے با سخت دشواری کے بعد سات روز کے اندر لشکر ظفر پیکر اس مرحلہ کو عبور کرسکا بعد ازاں ایک منزل اور طے ہوئی اور ہلال شعبان کے نمودار ہونے کے بعد اسی روز قلعے کے نیچے کامیدان فرودگاہ قرار پایا۔

قلعہ راجگڈھ نہایت زبردست اور بلند پہاڑی قلعہ ہے، جسکی مضبوطی وسنگینی کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ قلعے کا دور تقریباً بارہ کوس اور اس کی بلندی اندازہ و قیاس سے باہر ہے۔ اس کے دشوار گزار خارزاروں اور ہیبت ناک غاروں میں ہوا کے سوا نہ کسی کا گزر ہے اور نہ پانی کے سوا کسی کی رسائی ہے۔ زمانہ سلف میں عادل خانی حکام اس پر متصرف تھے سیواجی نے اپنے غلبہ کے بعد، اس قلعہ کے اردگرد بیرونی جانب تین مضبوط قلعے اور بنا دیے جو اس سے نیچے تھے۔ سہیلی دپدماوت بالاکن کی طرف واقع ہیں اور سہ جوبی تلکوکن کی جانب۔

۴ شعبان کو فرمان مبارک شرف صدور لایا کہ حمید الدینخاں بہادر کے اہتمام اور تربیت خاں میر آتش کی سربراہی میں لشکر ظفر پیکر دشمنوں کے استیصال کیلیئے روانہ ہو۔ ہردو ہوشمند و بہادر مخلص قلعۂ پدماوت کیطرف سے دو مضبوط دیواریں بنا کر اس مقام پر پہنچ گئے جو قلعہ کی کھڑکی سے پشتہ کے آخر تک زاویۂ مثلث کی صورت میں واقع ہے زاویۂ مثلث کو ہندی میں سوندہ کہتے ہیں۔ اسکے دونوں ضلعوں کے نیچے راستہ ہے اور بائیں جانب اتنے غار ہیں کہ پیادہ چلنا محال ہے۔ جس جگہ دیواریں ملکر زاویہ مثلث بناتی ہیں وہاں ان امیروں نے ایک نہایت مستحکم برج بنایا اور پشتہ کی پشت پر اس کے محاذ میں قیام کر کے اسباب جنگ و قلعہ گیری کے سامان فراہم کیئے؛

چونکہ برج کا کرہ پورے تیس گز بلند ہے اس لئے پہاڑ کی بلندی پر اس کے مقابل ایک دمدمہ اور باندھا اور سنگچیں تک پہنچایا۔ اس مدت میں محصوروں نے ہرچند دمدمے برپا کئے مگر کسی سے کچھ نہ بنا سکے خانہ برانداز توپیں لے جو کئی طرف برج اور دیواریں گرانے کے لئے نصب کی گئی تھیں اکثر جگہ قلعہ کی مضبوط بنیادیں ہلادیں؛

۴۸ سنہ جلوس عالمگیری مطابق ۱۱۱۵ھ	رمضان کا مبارک مہینہ آیا اور اہل عالم کی آرزوئیں بر آئیں ہدایت اللہ خاں پسر عنایت اللہ خاں کی شادی محمد افضل پسر فیض اللہ خاں مرحوم کی لڑکی سے مقرر ہوئی، نوشہ کو

خلعت اور گھوڑا عطا ہوا۔ آغر خاں کے پوتے شمشیر بیگ کی شادی راما کی بیٹی سے ہوئی۔ تین جڑاؤ انگوٹھیاں اور خلعت اس کو مرحمت ہوا۔

تقی خاں نبیرۂ بہرہ مند خاں، شائستہ خاں کی لڑکی سے بیاہا گیا اسے پانچ ہزار کا زیور عطا ہوا۔ شائستہ خاں نوازش خاں پسر اسلام خاں رومی کی جگہ مانڈو کی فوجداری و قلعہ داری پر مقرر ہوا۔ میر احمد خاں دیوان سرکار شاہزادہ بیدار بخت بہادر خاندیس کا نائب صوبہ دار بنایا گیا۔

رستم خاں شرزہ بیجاپوری جو صوبہ برار میں خاں فیروز جنگ کی طرف سے نائب صوبہ تھا نیما کے مقابلہ میں قید ہو گیا تھا۔ خان مذکور رہا ہو کر فیروز جنگ بہادر کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے منصب ہزاری ہفت ہزار سوار میں ہزار سوار کی کمی کا حکم ہوا۔

بادشاہزادہ، سلاطین اور امرائے عظام مبارک باد عید الفطر کی تسلیمات عرض کر کے سربلند ہوئے۔ راجہ نیکنام کی شادی راما کی ایک بیٹی سے مقرر ہوئی اور اس کو خلعت عنایت ہوا۔ پدرجی تھانہ دار بودہ پانچگاؤں سیواجی کا چچا زاد بھائی دو ہزاروپانصدی، ہزار و پانصد سوار کا امیر تھا پانصدی اضافہ سے ہمچشموں میں ممتاز ہوا۔

سرفراز خاں کسی تقصیر کی بنا پر منصب سے برطرف ہو گیا تھا بادشاہزادہ محمد کام بخش کے التماس سے شش ہزاری پنجہزار سوار منصب پر بحال فرمایا گیا۔ سیف خاں ابن سیف خاں فقیر اللہ معزول قلعہ دار بلگاؤں بجبعا خیج خان صوبہ دار بیجاپور کا نائب مقرر ہوا۔

مخلص خاں جو پیشتر معتقد خاں مشہور تھا۔ اکبر آباد کی قلعہ داری پر مامور ہوا خاں فیروز جنگ کو نیما مفسد کی سرکوبی کے صلہ میں سپہ سالاری کا خطاب کرور دام انعام اور دو ہزار سواروں کا اضافہ مرحمت ہوا اب خاں موصوف کا منصب اصل و اضافہ کے ساتھ ہفت ہزاری دہ ہزار سوار قرار پایا۔

محمد امین خان بہادر سہ ہزاری ہزار سوار کا امیر تھا پانصدی دو صد سوار کے اضافہ سے سرفراز ہوا۔ دلیر خاں ستینہ فوج خان فیروز جنگ

ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کو پانصد سوار کا اضافہ عطا ہوا۔ سپہدار خاں ناظم الہ آباد چار ہزاری سہ ہزار سوار کو مہابت باشندہ جونپور کی تنبیہ کے صلے میں پانصد سوار کا اضافہ مرحمت ہوا؛

حامد خاں بہادر برادر خان فیروز جنگ دو ہزار پانصدی ہزار و پانصد سوار اصل کو پانصدی دو صد سوار کا اضافہ عطا ہوا۔ راجہ اندر سنگھ سہ ہزاری دو ہزار سوار تھا اسے بھی اضافہ منصب سے عزت بخشی گئی۔ رحیم الدین خاں بہادر برادر خاں فیروز جنگ ہزاری دو صد و پنجاہ سوار کا منصبدار تھا پانصدی صد سوار کا اضافہ مرحمت ہوا؛

سید حسین سجادہ نشین قدوۃ العرفا میر سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ہاتھی اور دس ہزار روپیہ نقد عطا ہوئے۔ محمد امین خاں بہادر کو بہادر گڈھ کی بنگاہ کی حفاظت کے لئے روانگی کی اجازت مرحمت ہوئی اس امیر کو خنجر مرصع اور گھوڑا معہ ساز طلا بطور اعزاز مرحمت ہوا؛

خدمت گار خاں خوجہ ناظر دولت سرائے بنگاہ میں عارضہ فالج میں ایک مدت تک مبتلا رہ کر حال ہی میں وفات پائی۔ یہ شخص شاہنواز خانی اور حضرت کا قدیم الخدمت نیک نیت و مبارک ہمت جہیزی تھا؛

مرحمت خاں پسر امیر خاں مرحوم ہزاری نے دو صد و پنجاہ سوار اضافہ حاصل کیا کامگار خاں معزول ناظم صوبہ اودیسہ نے آستانہ بوسی کی سعادت سے پیشانی روشن کی۔ حمید الدین خاں بہادر کو قدوۃ الاصفیا میاں عبداللطیف قدس سرہ کی ٹوپی بطور تبرک عنایت ہوئی۔ تربیت خاں کو خنجر مرحمت ہوا اور دشمن کی تنبیہ کے لئے دریائے کھور کی جانب روانگی کی اجازت عطا ہوئی؛

منعم خاں جو محمد اسلم خاں کے بجائے سرکار بہادر شاہی کا دیوان ہو گیا تھا اب خاں موصوف کی جگہ صوبہ کابل کا دیوان مقرر ہوا اور محمد اسلم خاں سید میرک خاں کے تغیر سے دار السلطنت لاہور کا دیوان ہوا۔ بادشاہزادہ محمد کام بخش ہشت ہزاری دہ ہزار سوار کے منصب پر بحال ہو گئے تھے

منصب میں پنج ہزار سوار کی کمی ہوئی تھی اب اس کی بحالی کا بھی حکم صادر ہوا۔

علی نقی نواسۂ شاہ عباس فرمانروائے ایران کی یاوری قسمت نے اس کو آستانہ اقدس کا راستہ دکھایا۔ بندر سورت کے خزانہ سے پانچ ہزار روپیہ خرچ راہ کے لئے مرحمت ہوئے علی نقی بارگاہ میں حاضر ہوا اور قبلہ عالم نے اس کو سہ ہزاری ہزار سوار کا منصب، خلعت، اسپ و فیل اور جیغہ مرصع عطا فرما کر اغنیا ز بخشا۔

محمد محی الدین پسر سکندر خاں بیجاپوری کی شادی سنبھا کی لڑکی سے قرار پائی۔ سات ہزار روپیہ کا قیمتی زیور عطا ہوا۔ راجہ ساہو پسر سنبھاجی کا بیاہ بہادر جی کی بیٹی سے طے پایا۔ نوشہ کو کمر بند مرصع، سرپیچ مینا اور جیغہ مرصع قیمتی دس ہزار روپیہ مرحمت ہوا۔

عرضداشت مرسلہ شاہزادہ محمد عظیم ملاحظۂ انور سے گزری جس سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ کے محل میں لڑکی پیدا ہوئی۔ قاضی اکرام خاں کو ہاتھی عنایت ہوا۔ تمام بندگاں صوبجات و حضور کو بارانی خلعت مرحمت ہوئے۔ رستم دل خاں صلابت خاں کی بجائے کرناٹک و بیجاپور کا فوجدار مقرر ہوا خاں مذکور ہزار و پانصدی ہزار سوار کا امیر تھا اور ایک کرور دام کا معافی دار تھا۔ پانصدی ہزار سوار کا اضافہ عطا ہوا۔

خواجہ زاہد ایلچی بلخ کو ملازمت کے دن سومہر کی اشرفی اور سو روپیہ کا روپیہ مرحمت ہوا تھا، رخصت کے روز خلعت، خنجر مرصع اور پانچ ہزار روپیہ نقد عطا ہوئے۔

صوبہ مالوہ کی نظامت کا فرمان اور خلعت شاہزادہ بیدار بخت کے نام صادر ہوا۔ داؤد خاں نائب نصرت جنگ مظفر خاں کی بجائے بادشاہزادہ محمد کام بخش کی نیابت کی خدمت پر (حیدرآباد کی صوبہ داری میں) مقرر ہوا پنج ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب دار تھا ہزاری ہزار سوار کا اضافہ مرحمت ہوا۔

مرشد قلیخاں ناظم صوبہ اڑیسہ و دیوان شاہزادہ محمد عظیم کا اصل منصب ہزارہ و پانصدی ہزار سوار تھا اس کو پانصدی یکصد سوار کا اضافہ عطا ہوا حمید الدین خاں بہادر اور تربیت خان جو غنیم کی تنبیہ کے لئے گئے ہوئے تھے۔ حسب طلب حضور میں حاضر ہوئے ؛

۴ر شعبان کو حضور میں پرچہ گزرا کہ خان فیروز جنگ صوبہ برار سے نیما سندھیہ اور ستر سال بوندیلہ کی سرکوبی کے لئے ہندوستان کی جانب روانہ ہوگئے ؛

سرحد ایران کے مخبروں کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ بادشاہزادہ محمد اکبر نے جو طالع کی ناموافقت سے ناکام و آوارہ پھر رہے تھے، وفات پائی۔ قبلہ عالم نے زبان مبارک پر آیۃ انا للہ و انا الیہ راجعون جاری فرمائی اور کہا ”ہندوستان کا فتنۂ عظیم فرو ہوگیا“ ؛

نواب قدسیہ زینت النسا بیگم کو واقعہ کی اطلاع دی گئی اور مرحوم کے بیٹے سلطان بلند اختر کو ماتمی خلعت عنایت ہوا اور تعزیت کے خلعت مرحوم کے فرزند اکبر نکوسیر اور رضیۃ النسا بیگم محل شاہزادہ رفیع القدر و زکیۃ النسا بیگم محل شاہزادہ خجستہ اختر یعنی مرحوم کی بیٹیوں کو اکبر آباد روانہ کئے گئے ؛

اب بقیہ حالات تسخیر قلعہ راجگڈھ کے اس موقع پر حوالہ قلم کئے جاتے ہیں ؛

گیارھویں شوال جانباز بہادر برج پر چڑھ کر دیوار کے اندر آگئے اور دشمن کی مزاحمت کرنے والی جمعیت کو مار پکڑ کے قلعہ کے قید خانہ میں بھگا دیا اور اپنی ثابت قدمی کا جھنڈا وہاں گاڑ دیا۔ قید خانہ والے باوجودیکہ اس حالت میں اطاعت سے معذور تھے مگر توپ و تفنگ کے فیر اور بان اندازی و سنگباری میں کمی نہ کرتے تھے چونکہ کوئی پناہ نہ تھی اس لئے اکثر مجاہد شہید ہوئے ؛

یہ جاں ستانی و جانبازی اور غلبہ و قوت کا یہ زور دیکھکر ان باطل پرستوں کی ہمت انتہٰی مضبوطیوں کے باوجود بھی ٹوٹ گئی۔ اور عجز و التجا کی راہ سے امان طلب کرنے کے لئے اپنے سردار فرعون جی اور ہامان جی کو بخشی الملک

روح اللہ خاں کی خدمت میں روانہ کیا۔ خاں موصوف کی سفارش سے بادشاہ جان بخش جہاں ستاں کا حکم صادر ہوا کہ "تمام اہل قلعہ بغیر وردی و اسلحہ کے نکل جائیں" ۱۲ ماہ شوال کو اہل قلعہ نشان بادشاہی لے گئے اور خود قلعہ کی بلندی پر نصب کر کے ناکام و نامراد نکل گئے۔ زمین و آسمان بادشاہ کی صولت و دبدبہ اور فتح کی آوازوں سے گونج اٹھے ۔

اسی مبارک دن بخشی الملک اور حمید الدین خاں بہادر اور دیگر مجاہدین دروازوں کے راستہ سے قلعہ میں داخل ہوئے ان امیروں نے اس درجہ بلند و مضبوط چار قلعوں کی تسخیر پر خوشی منا کر حکم والا کے مطابق ذلیل بے دینوں کو وہاں سے نکال دیا۔ اور لشکر ظفر پیکر کے داخلہ سے ظالموں کی ہلاکت کے وعدہ کو پورا کیا ۔

حمید الدین خان بہادر جو چند روز پہلے پانصدی سہ صد سوار کے اضافہ سے سہ ہزار و پانصدی دو ہزار سوار ہو گیا تھا اب اس بہادری و کارگزاری کے صلہ میں اسے نشان امتیاز کے طور پر نوبت بجوانے کی اجازت مرحمت ہوئی اور اس قلعہ کی تسخیر کے صلہ میں تربیت خاں پانصدی و صد سوار کا اضافہ پا کر سہ ہزار و پانصدی یکہزار و ہشت صد سوار کا امیر قرار پایا۔ بخشی الملک جو ذات و سوار کے اضافہ سے سہ ہزار و پانصدی یکہزار و پانصد سوار کا منصبدار ہے سرپیچ مرصع کے عطیہ سے سرفراز ہوا ۔

قلعہ راجگڈھ نبی شاہ گڈھ کے نام سے موسوم ہوا ۔

بیان تسخیر قلعۂ تورنا

چونکہ اس مقام سے قلعہ تورنا چار کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اس لئے ۲۸ شوال کو کارپردازان دولت نے قلعہ حصار کے نواح میں خیمے نصب کئے۔ بہادران لشکر کو دستور سابق کے مطابق ایما ہوا کہ کمر سعی باندھ کر نقطہ قلعہ کو پرکار کی طرح درمیان میں لے لیں۔ قلعہ کو نقطہ کہنے میں ایک لطیف نکتہ ہے جس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ آسمان قلعہ کی سطح پر نقطہ کا حکم رکھتا ہے۔ طائر خیال اس کی بلند فضا میں پرواز سے قاصر ہے زبان وہم اس کی

وسعت کی تعریف میں عاجز ہے ؎

تربیت خاں دروازۂ قلعہ کی جانب مورچہ دوانی پر مقرر ہوا اور محمد امین خاں نے حصار کے دوسرے جانب راستہ کو روک لیا۔ دیگر اہل لشکر نے اس کے اضلاع پر گھیرا ڈالا۔ چاوشوں نے یادہ گو اہل قلعہ پر تیر برسانے شروع کئے ؎

نگر لیلائے مطلب کا محمل آسمان جیسے پہاڑ کے ناقہ پر ہے۔ اور طالب قیس کے ہاتھ اتنی بلندی تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔ لیکن خداوند عالم کے فضل وکرم اور قبلۂ عالم کے اقبال کی تعریف محال ہے حضرت کی نگاہ عالم گیر اگر پہاڑ کی طرف دیکھے تو دم بھر میں موم ہو جائے اگر کون و مکان آپ کی عداوت پر کمر بستہ ہوں تو ایک لمحہ میں معدوم ہو جائیں جہاں پناہ کے ایسے ازلی فاتح کے لئے ہر جگہ ظفر ہاتھ باندھے حاضر ہے اب اور کیا کہوں قلعۂ تورنا جیسا عقدۂ لاینحل قبلۂ عالم کی نگاہ توجہ سے ایک آن میں حل ہوگیا ؎

یعنی امان اللہ خاں نبیرۂ اللہ وردی خاں جعفر نے جو اس بہادر قبیلے میں جان نثاری میں نامور ہے، رات کے وقت پندرھویں ذیقعدہ کو کہ یہی دن حضرت اقدس و اعلیٰ کی ہشتاد ونہم (۸۹) سالگرہ کا مبارک روز ہے چند نفر پیادہ ماولبہ کو اکسایا۔ ان میں سے ایک جان پر کھیلکر قلعے کی سنگچین تک پہنچا اور ایک پتھر سے رسّی کو مضبوطی کے ساتھ باندھ کر پچیس نفر اس گروہ کے اوپر چڑھا لئے اور اندر داخل ہوکر شمشیر و خنجر سے کام لینے لگا۔ امان اللہ خاں اور اس کا بھائی عطاء اللہ خاں اور چند جانباز فوراً مدد کو پہنچے ؎

حمید الدین خاں بہادر جو ہر طرف موقع کی تلاش میں پھر رہا تھا۔ یہ خبر سنتے ہی آگے رہنے والوں کی وضع سے کمر میں رسی باندھے ہوئے متعاقب پہنچا اور دشمنوں میں سے جو لوگ مقابلے کو اٹھے انکو تہ تیغ کیا۔ جو لوگ بچ گئے انھوں نے قلعے میں گھس کر دروازہ بند کرلیا۔ اگرچہ

اس دشوار کام کا آسان ہونا بھی کوئی کام نہ تھا مگر دشمن ہمت ہار چکے تھے انھیں بہادروں کے حملہ کی تاب کہاں اور باطل سے الجھے رہنے والوں میں حق کے مقابلے کی تاب کب تک آخر کار حریف سے بے دست و پا ہو کر امان طلب کی۔

قبلۂ عالم کے حکم سے دشمن کو غیر مسلح نکل جانے کی اجازت مل گئی غرضکہ "النصر من اللہ وفتح قریب" کے پردہ سے فتح و ظفر کا چہرہ نمودار ہوا مسرت و کامیابی کے نعروں سے مسلمانوں کا جوش و خروش زیادہ ہوا۔ ہر طرف مبارک سلامت کی صدائیں گونجیں اور قلعہ کا نام فتوح الغیب قرار پایا۔

خان بہادر خلعت اور فتح پیچ اور خاصے کا دو شالہ غیر متوقع نوازش کے طور پر حاصل کر کے ہمچشموں میں سرخرو ہوا۔ امان اللہ خاں کو ہزار و پانصدی ہفت صد سوار کے منصب پر پانصدی دو صد سوار دو دو اسپہ کا اضافہ عطا ہوا۔

جب بادشاہ دین و دولت کی نیک نیتی سے خلق خدا کو بارش کی صعوبتوں سے نجات ملی تو بادشاہ لطف اندیش نے ملک قدیم کی طرف نواح جنیر میں چھاؤنی ڈالنے کے خیال سے شہر جلوس ۴۹ماہ مذکور کو کوچ فرمایا۔

مقرب الخدمت میر خاں اپنے باپ کے موروثی خطاب امیر خاں سے سرفراز ہوا۔ زبان گوہر بار سے ارشاد فرمایا کہ "تمھارے باپ میر خاں نے جو بعد میں امیر خاں ہوگیا ایک الف کے عنایت پر ایک لاکھ روپیہ اعلیٰ حضرت فردوس آشیاں کی بارگاہ میں نذر گزرانا تھا۔ تم کیا کوشش کرتے ہو" اس نے عرض کی کہ ہزار جانیں ذات مقدس پر فدا ہوں جان و مال سب حضرت پر تصدق ہے۔ دوسرے دن کلام مجید خط یاقوت سے لکھا ہوا ملاحظۂ اقدس میں پیش کیا۔ حضرت نے فرمایا "تم نے ایسی چیز ہدیہ کی ہے کہ دنیا و ما فیہا اس کی قیمت نہیں ہوسکتی۔ پھر عنایات بادشاہانہ کے ذیل میں

ایک ہاتھی اور اسے مرحمت فرمایا۔
پندرھویں محرم کو بخشی الملک روح اللہ خاں جوانا مرگ و ناشاد دنیا سے سفر کر گیا۔ ماتمی خلعت اسکے بیٹے خلیل اللہ خاں اور اعتقاد خاں کے مکان پر جو دوبارہ روح اللہ خاں کے خطاب کا مستحق ہوا ارسال ہوے۔ دونوں بیٹے حضور پرنور میں حاضر ہوکر تسلیمات بجالائے اور شرف التفات حاصل کرکے بند غم سے آزاد ہوے۔ مرحوم کی لڑکی بھی حضور میں حاضر ہوئی پانچ ہزار روپیہ کے جواہر اس کو عنایت فرماکر دل شاد فرمایا۔
روح اللہ خاں مرحوم کے بجائے میرزا صدرالدین محمد خاں بخشی دوم مقرر ہوا۔ میر خانہ زاد خاں کو حکم ہوا کہ جب تک صدرالدین محمد خاں بنگاہ سے حضور میں آئے اس کی نیابت میں کام کرے۔ خدا بندہ خاں مرحوم کے انتقال سے خانسامانی کی خدمت پر مامور ہوا۔
۲۳ ذی الحجہ کو میدان موضع کھیڈ میں خیام اقبال نصب ہوے اس موضع میں ساڑھے سات ماہ قیام فرماکر واکن کیرا کی طرف کوچ ہوا یہ موضع سعادت قدوم سے مشرف ہوکر مسعود آباد کے نام سے موسوم ہوا۔

تسخیر واکن کیرا پر توجہ فرمانا

جس فتح نصیب زمانہ میں حضرت بادشاہ دین پناہ نے قلعۂ واکن کیرا کے تسخیر کے لئے اس کے نواح پر سایۂ ہما پایہ ڈالا اور جاں نثار بہادروں نے جانیں فدا کرکے کوشش شروع کی اسی وقت خاکسار مولف نے بھی سر اٹھایا اور ارادہ کیا کہ حضرت عالمگیر کے دشمن کا سر پامال کرے اور اہل ہوش پر بعض واقعات روشن کردے جن میں نصرت آباد سکر کا پام نایک کے ہاتھ سے قبضہ میں آنا اور دیوچھر کا خانہ زاد خاں پسر روح اللہ خاں کے واسطہ سے حیدرآباد میں بارگاہ اقدس پر حاضر ہونا اور تھوڑے دن بعد ہی اپنے اصل ٹھکانے کی راہ لینا بھی داخل ہے۔
جن دنوں روح اللہ خاں پسر خلیل اللہ خاں فتح آباد کورہ گانوں سے ۳۲ سنہ جلوس میں رائچور کی تسخیر پر مامور ہوا تو اس امیر نے

پید یا پام ناٰنک کے بیٹے اور بھتیجے کو جو احمد نگر میں حاضر دربار ہو کر منصب حاصل کر چکا تھا اپنی حراست میں رکھا۔ اور اس کی ہمراہی کو بہت سے مصالح کی بنا پر مفید خیال کرتا تھا۔ جب قلعۂ راٹھور سر ہوگیا تو پیدیا مکار نے روح اللہ خاں سے کہا اگر اجازت ہو تو واکن کیرا میں ایک ہفتہ گزار کر ساز و سامان درست کر آؤں۔ یہ موضع علاقہ سکر میں ایک پہاڑ پر واقع ہے۔ اور پام ناٰنک کے ہاتھ سے سکر نکل جانے کے بعد سے بداندیشوں کا یہی مسکن ہے۔

خان موصوف اس کی مروت سے دھوکے میں آگیا اور اسے اجازت دے دی۔ اس بدباطن نے جائے پناہ پر پہنچکر وعدہ خلافی کی اور مدافعت کے لئے بارہ تیرہ ہزار بندوق زن مہیا کر کے قمرغہ کے طور پر اسکو کام پیدا کیا۔

جب خاں نے زبردستی کی تو اس نے زور و زر کے بل پر اپنے آپ کو بچا لیا۔ چونکہ کینہ پرور زمانہ چاہتا تھا کہ تھوڑے روز اور خبیث کے دماغ میں ریاست کا کانٹا کھٹکے اس لئے روح اللہ خاں حضور میں طلب کر لیا گیا۔ اور پیدیا نے رعیت کے طریقہ پر مالگزاروں کی وضع سے عمر گزارنا شروع کی رفتہ رفتہ مال فراہم کرنے اور مضبوطی کے انتظامات بہم پہنچانے میں مشغول رہا۔ بے شمار جنگی پیادے بھی جمع کر لئے۔ یہی سب چیزیں بعد میں قلعۂ واکن کیرا بن گئیں۔

رفتہ رفتہ شہر کے عمارتیں اور اطراف کے کھیت خاصے بڑھ گئے اور پیدیا قوت، و سطوت حاصل کر کے فتنہ انگیزی و سرکشی دکھانے لگا اور مرہٹوں کا شریک غالب بن گیا۔ پھر اس نے پام ناٰنک کے صلبی بیٹے جکیا زمینداری کے وارث کو بے دخل کر دیا۔ جکیا درگاہ عالم پناہ پر حاضر ہو کر سربلند ہوا۔

پیدیا کی دست اندازی و شرارت کے حالات سمع مبارک تک پہنچے اور بادشاہزادہ عالیجاہ محمد اعظم شاہ کو اس کے استیصال کیلئے

رخصت عطا ہوئی اس وقت پیدیا ملازمت میں حاضر ہوا اور سات لاکھ روپیہ پیشکش گزران کر اس نے طرح طرح کے حیلوں سے اپنی جان بچائی پھر غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ کے تسلط کے زمانہ میں بھی یہی صورت پیش آئی۔ اس وقت اس مکار نے ۹ لاکھ روپیہ ہر طرف سے جمع کر کے پیش کئے اور خطرہ سے محفوظ رہا۔ چونکہ قبلۂ عالم کی توجہ ولایت بیجاپور کے بڑے بڑے قلعوں کی تسخیر پر مبذول تھی اس لئے وہ کوتاہ نظر فرصت غنیمت جانکر خاک اڑانا اور اپنے جلنے کے لئے آگ لگاتا پھرتا تھا۔ جب حضرت یہ مضبوط قلعے اور جنیر کی سمت بے شمار خوشنما و مستحکم حصار فتح کر چکے تو اس سرکش کافر کا وقت آپہنچا۔

۴ رجب ۱۱۱۵ھ جلوس کو بارگاہ عظمت و جلال اس نواح میں نصب ہوئی۔

جلوس عالمگیری کے انچاسویں سال کا آغاز مطابق ۱۱۱۶ھ

ماہ صیام کا بابرکت زمانہ آیا جہاں پناہ احیاء دولت و دین کی نوازش اور شقی اعدا کی تباہی و پامالی کے لئے عبادات میں مشغول ہوئے اور سعادت دارین حاصل فرمائی عزیز اللہ عم روح اللہ خاں مرحوم اورنگ آباد سے بعد فوت ہونے روح اللہ خاں کے بارگاہ سلطانی میں طلب کیا گیا تھا یہ امیر حاضر ہو کر حضرت کی سعادت ملازمت سے بہرہ اندوز ہوا رستم خاں نائب صوبۂ برار کے منصب میں ہزاری سے ہزار سوار کی کمی تھی قبلۂ عالم نے خان فیروز جنگ کے التماس سے اس کمی کو بحال فرمایا میر خاں پسر امیر خاں کا منصب ہزاری پانسو سوار تھا ایک سو سواروں کا اضافہ اس کو بھی مرحمت ہوا تہور خاں پسر صلابت خاں مغفور داروغۂ قورخانہ کو حضرت نے فدائی خاں کا خطاب عطا فرمایا شہزادگان و سلاطین و امرا آداب و تسلیمات و مبارکباد عید الفطر بجالا کر معزز و ممتاز ہوئے سلطان بلند اختر کے خیمہ پر سراپردہ استادہ ہوتا تھا بوجہ ایک لغزش کے جو شاہزادہ موصوف سے ظہور پذیر ہوئی حکم ہوا کہ تمبو مع قلندری احاطۂ قنات نصب کیا

جائے حافظ نور محمد میر سامان سرکار نواب گوہر آرا بیگم کے منتخبات احیاء العلوم کو کتابت اور تصحیح کے بعد پیشگاہ معلی میں ارسال کیا حضرت نے نور محمد کو ہاتھی اور ایک ہزار روپیہ نقد اور حافظ خاں کا خطاب عطا فرمایا رستم دل خاں معزول فوجدار کرناٹک بیجاپوری داؤد خاں کے تغیر سے حیدر آباد کی خدمت نیابت پر نامزد کیا گیا اس کا منصب دو ہزاری ہزار سوار تھا پانصدی پانسو سوار کا اضافہ اس کو عنایت ہوا چین قلیچ خاں بہادر ناظم دار الظفر بیجاپور رستم دل خاں کے تغیر سے کرناٹک کی فوجداری پر مامور ہوئے امیر موصوف کا منصب چہار ہزاری چہار ہزار سوار تھا دو ہزار سوار کا اضافہ اور پانچ لاکھ دام انعام میں مرحمت ہوئے جہاں پناہ کے حضور میں اٹھائیسویں ذیقعدہ کو واقعہ حیدر آباد کا معروضہ پیش ہوا جس سے معلوم ہوا کہ جہاں زیب بانو بیگم محل شاہ عالیجاہ نے وفات پائی معتبر خدام محل سے جو مرحومہ کی خدمت میں باریاب تھیں معلوم ہوا کہ ایک دانہ بقدر مسور مرحومہ کے پستان راست کی بیخ میں نمودار ہوا چند روز تک اس کا علاج کیا گیا لیکن دانہ طویل و دبیز ہوتا گیا اور دانے کے اثر سے کبھی کبھی حرارت سی مرحومہ کے جسم میں پیدا ہو جاتی تھی حکما اس کے علاج میں مشغول رہے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا آخر کار موسی مارتین فرنگی نے کہا کہ ایک حاذقہ میرے عزیزوں میں دار الخلافہ میں ہے اگر وہ بلائی جائے اور وہ اس دانے کو دیکھ کر اس کی اصل حقیقت سے مجھے مطلع کرے تو اس مرض کا بخوبی علاج ہو سکتا ہے اس حاذقہ کے حیدر آباد پہنچنے کے بعد بیگم نے اپنے کوکہ سے فرمایا کہ تو اس کو بلا کر اس سے اس کی عمر اور مےخواری کے بارے میں دریافت کر کوکہ نے تحقیق حالات کے بعد بیگم سے عرض کیا کہ حاذقہ چہل سالہ مےخوار ہے بیگم نے فرمایا کہ یہ امر بخوبی میرے ذہن نشین ہو چکا ہے کہ اس مرض میں روز افزوں شدت پیدا ہوتا جاتا ہے اور امید ہے کہ میری جان اس سے محفوظ نہ رہے گی لہذا میں نہیں چاہتی کہ ایک فاسقہ اپنے ہاتھوں سے میرے جسم کو چھوئے شاہ عالیجاہ نے ہر چند کوشش کی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اور مرض نے دو سال تک طول کھینچا اور

آخر کار حیات کا خاتمہ ہوگیا جملہ مصارف تجہیز وتکفین وخیرات ونقد وطعام اور لاش کی دار الخلافہ میں روانگی اور قطب الدین بختیار قدس سرہ کے روضے میں دفن ہونا وغیرہ جملہ مدات میں دو لاکھ روپیہ صرف ہوئے شاہ عالیجاہ نے نغمۂ رقص وسرود کو جس کے عالم جوانی سے بحد شائق تھے ترک کر دیا ہے شاہ نے مرحومہ کا تمام جواہر خانہ شہزادہ بیدار بخت کے پاس روانہ کر دیا اور دیگر کارخانہ جات مع زر نقد کے بخت النساء بیگم کے حوالہ کر دیئے؛

سید اصالت خاں حضرت شاہ عالم کی فوج میں متعین تھا حسب الطلب بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا بادشاہزادہ اکبر کی التماس سے حضرت نے اس کو پانصدی، دو صد سوار کا اضافہ مرحمت فرمایا جس کی وجہ سے اس نے منصب ہزار و پانصدی اور سات سو سوار تک ترقی حاصل کی یعقوب خاں ابراہیم خاں کی تجویز کے مطابق رحمان داد خاں کے تغیر سے فوجداری پکھلی دھمتور پر نامزد کیا گیا اور ہزار سوار کا اضافہ بھی اس کو عطا ہوا کا نہو جی سرکیا کو جس کا منصب پنجہزاری پانچ ہزار سوار کا تھا ہزاری منصب کا اضافہ مرحمت ہوا ہمت خاں کا فرزند مرید خاں دلیر خاں کے فوت ہونے کے بعد بندر سورت کی قلعداری پر نامزد کیا گیا حامد خاں بہادر خاں فیروز جنگ سے ناراض ہوکر بارگاہ معلی میں حاضر ہوا اصل منصب اس کا دو ہزاری ہزار سوار تھا حضرت نے اس کے منصب میں باعتبار کمی کے پانصدی پانسو سوار کا اضافہ عطا فرمایا بالدبو زمیندار چندن کراجد ید منصب سہ ہزاری پر مع انعام فیل کے فائز ہوا راجہ ساہو حسب الحکم مع جمعیت حمید الدین خاں بہادر کے خان فیروز جنگ کے مکان پر گیا اور واپس آیا شہزادہ محمد کام بخش کی روانگی کی تاریخ جو بائیسویں صفر مقرر ہوئی تھی کسی بنا پر ملتوی ہوگئی چین قلیچ خاں بہادر ناظم دار الظفر خدمات نصرت آباد سکھر و مدکل پر برہان اللہ خاں و کامل خاں کے تغیر سے نامزد کئے گئے اور ممدوح کے تغیر سے خدمات قلعداری و فوجداری اعظم نگر اور تلکوکن کی سیف خاں کے سپرد کی گئیں پانصدی منصب اور ہزار

وتین سو سوار کا اضافہ بھی ان کو مرحمت ہوا میرزا صفوی خاں کی تقریب عقد معظم خاں مرحوم کی دختر کے ساتھ قرار پائی میرزا کو خلعت مع سرپیچ اور بارہ ہزار روپیہ نقد مرحمت ہوا قبلۂ عالم نے بخشی الملک خاں نصرت جنگ کو ایک انگشتری قیمتی پانچ ہزار روپیہ جس پر نگین لعل لقب تھا عطا فرمائی جہاں پناہ نے زوجۂ عنایت اللہ خاں کو موتیوں کی بدھی جس کی قیمت آٹھ ہزار تھی اور دیگر جواہر عنایت فرمائے اور اسی کے بعد ادراج و مرگی مع دو دانہ موتی کے حمید الدین خاں بہادر کی دختر کو عطا فرمایا۔

سپہدار خاں بہادر ناظم الہ آباد جس کا منصب چہار ہزاری چار ہزار سوار تھا ہزاری ذات کے اضافہ سے سرفراز ہوا الہ یار خاں کے تغیر سے فتح اللہ خاں بہادر عالمگیر شاہی دو سو سوار کے اضافہ سے تھانہ داری پر لوہ گڈھ پر فائز ہوا۔ جو بیسویں جمادی الاول کو شاہ عالیجاہ کے نام فرمان طلب صادر ہوا کہ جمادی الآخر کو زبردست خاں کے تغیر سے صوبہ داری پنجاب شاہ عالم بہادر کے وکلا کے سپرد کی گئی جہاں پناہ نے برہانپور اور خجستہ بنیاد کی صوبہ داری شہزادہ بیدار بخت کے تغیر کے بعد شاہ عالیجاہ کو مرحمت فرمائی ابراہیم خاں معزول ناظم کشمیر نظم صوبۂ احمد آباد پر بطور وکلاء شاہ عالیجاہ کے تغیر سے فائز ہوا اس کا اصل منصب پنج ہزاری پانچ ہزار سوار تھا ہزاری ہزار سوار کا اضافہ اس کو مرحمت ہوا ابراہیم خاں کا فرزند زبردست خاں شاہ عالیجاہ کے وکلا کے تغیر سے صوبۂ اجمیر کی نظامت پر نامزد کیا گیا اصل منصب سہ ہزاری پانصد تھا پانصدی ہزار سوار کا اضافہ اس کو بھی عطا ہوا منعم خاں دیوان سرکار شاہ عالم بہادر اور دیوان صوبہ کابل خدمت نظم صوبۂ پنجاب پر نیابتًہ اور جموں کی فوجداری پر اصالتًہ مامور ہوا۔ اس کا منصب ہزاری پانسو سوار تھا پانصدی پانسو سوار کا اضافہ اس کو عنایت ہوا نوازش خاں کشمیر کی صوبہ داری پر فائز ہوا زبردست خاں کے تغیر سے شہزادہ محمد معز الدین ناظم ملتان بھکر کو فوجداری لکھی جنگل مرحمت ہوئی قبلۂ عالم نے حیات اللہ خاں پسر چین قلیچ خاں بہادر کو ہاتھی اور خنجر مرصع عطا فرمایا میرزا صفوی خاں خدمت بخشی گری سوم پر فائز

ہوا تربیت خاں میر آتش نبی شاہ گدہ محی آباد کی قلعداری پر نادر بائے
بھیم انا مزد کیا گیا اور ہزار سوار سہ بندی کا اضافہ اس کو مرحمت ہوا کامگار
خاں کے تغیر سے حمید الدین خاں بہادر کا چچا باقی خاں بن باقی خاں اکبر آباد
کی قلعداری پر مامور ہوا اس کا اصل منصب ہزار و پانصدی تھا پانصدی تین سو
سوار کا اضافہ اس کو عطا ہوا منصور خاں کے تغیر سے تربیت خاں میر آتش
توپ خانہ دکن کی داروغگی پر بھی نامزد ہوا تربیت خاں کا فرزند محمد اسحٰق بھی
اس کی نیابت پر مامور کیا گیا قبلہ عالم نے وزارت خاں عرب مسمی بہ شیخ محمد
کو جو شہزادہ محمد کام بخش کا دیوان تھا حیدرآباد کے نظم و انتظام کے لیے
روانہ ہونے کی اجازت عنایت فرمائی دسویں شعبان کو حضرت نے شہزادہ
بیدار بخت کو صوبہ داری مالوہ پر بدستور سابق بحال فرمایا مختار خاں ناظم
مستقر الخلافتہ نے سنسنی تعلقہ راجا رام جاٹ مفسد دو سری رجب سنہ ۴۹
کو دوبارہ فتح کیا حضرت نے اس کے صلہ میں اصل منصب میں جو سہ ہزاری
تھا پانصدی کا اضافہ مرحمت فرمایا اس واقعہ کے بعد بارگاہ سلطانی میں
معروضہ پیش ہوا کہ درگداس راٹھور جو شاہ عالیجاہ کی فوج سے علیحدہ گیا
تھا واپس آگیا اس کے منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار کی بابت بدستور قدیم
بحالی کا حکم صادر ہوا اب مولف فتح واکن کیرا کے حالات ہدیۂ ناظرین کرتا
ہے۔

واضح ہو کہ یہ مسافت تین ماہ اور چند روز میں طے ہوئی اور چوبیسویں
شوال سنہ ۴۹ کو شاہی لشکر واکن کیرا میں وارد ہوا امارت مرتبت نواب
چین قلیچ خاں بہادر خلف نواب فیروز جنگ ناظم دار الظفر بیجاپور جو اس
مقام کے جاگیردار تھے حسب الحکم ہراول لشکر ہو کر سب سے پیشتر یہاں آئے
تھے امیر محمد رح مع دیگر شجاع اور بہادر امیروں یعنی محمد امین خاں بہادر و زینت
خاں بہادر کے اور عملۂ توپخانہ کے قلعہ کے نیچے پاؤ کوس کے فاصلہ پر مقیم ہوئے
اور ان کا دائرہ ایک کوس کے فاصلہ پر برپا ہوا کوہ نشین اغوا روز باہر
نکلکر شاہی لشکر کے ساتھ جنگ کرتے تھے کہ کئی ہزار تفنگ انداز مستعد اور

سواران تازہ ہند وسلمان اور جن میں زیادہ تر سادات تھے مع دیگر اقوام
وملازمین ایک جانب کو ہیوں کے مقابلہ میں جنگ کر رہے تھے اس لڑائی
میں نمایاں غلبہ بادشاہی لشکر کو حاصل ہوتا تھا اور توپیں سر کوہ پر نصب اور
دشمن کے خرمن حیات جلا رہی تھیں اسی کے ساتھ ہی بان بھی عجیب تیزی
وتندی کے ساتھ غنیم کے سپاہیوں کو ہلاک کر رہے تھے صبح کے وقت چین قلیچ
خاں بہادر اور محمد امین خاں بہادر اور تربیت خاں بہادر اور عزیز خاں بہادر چغتہ
اور اخلاص خاں سیانہ نے ایک پشتہ پر جس کو لال ٹیکری کہتے ہیں قبضہ
کیا اس پشتہ کے سر ہونے سے کوہ نشیں جماعت بے انتہا عاجز ہوگئی اور اہل قلعہ
جو اس واقعہ سے آگاہ ہوگئے تھے اس لئے ہجوم کر کے قابضان پشتہ کو
اپنی بے شمار سنگ باری کی وجہ سے قیام کرنے کا موقع نہ دیتے تھے بادشاہی
لشکر کے بہادروں نے فرصت وقابو حاصل کرنے کی غرض سے پیادہ جنگ
کرلی تھی لیکن اس پر بھی کوئی تدبیر ان بہادروں کی کارگر نہ ہوسکی اور ان
لوگوں کے رخ پھر گئے اور واپس ہوگئے اس واپسی کی نوبت سے پہلے
اس کے کہ حضرت نے شہزادہ محمد کام بخش اور امرا نامیرا کو بادشاہی لشکر
کی پشت پناہی وامداد کی غرض سے روانہ کیا لیکن بہادروں کی کوشش
سے کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوسکا اس وقت فرمان بغرض اصلاح صادر ہوا کہ اس
سمت فتح کرنے کی کوشش سے دست بردار ہوجائیں اور دوسری جانب
سے اپنے غلبہ کے لئے سرگرم کار ہوں اتفاق سے اسی روز چین قلیچ خاں
بہادر اور محمد امین خاں بہادر مقام مورچال متعین کرنے کے غرض سے
مع اپنی جمعیت کے سوار آرہے تھے کہ دفعۃً توپ کا ایک گولہ ان کے
گھوڑوں کے پاؤں کے قریب آگرا اور ایک گھوڑے کے دونوں پاؤں
اور دوسرے گھوڑے کا ایک ہاتھ گولے کی ضرب سے غائب ہوگیا یہ دو بہادر
محفوظ وسلامت زمین پر گرے قبلۂ عالم نے اس خبر کو سنا اور ان ہر دو بہادر
کے لئے دو عربی گھوڑے مع ساز طلائی اور ایک شمامۃ العنبر گراں قیمت
چین قلیچ خاں کے لئے مقرب الحضرت امیر خاں کے ہمراہ روانہ کیا اور

ہر دو امیروں کی بیحد تسلی و تشفی فرمائی آخر کار ان بہادروں نے لال ٹیکری کے درمیان اور اس پشتے سے جو پینٹھ اور دھنڈہ پورہ کے مقابلے میں تھا مورچال قائم کرنے کی تدبیر نکالی محمد امین خاں نے لال ٹیکری کے درمیان اور مکان مورچال میں تھانہ دشمنوں کی مدافعت کے غرض سے قائم کیا سلطان حسین المشہور بملنک مع شہزادہ کے ملازمین کے ایک مدت تک اس پشتۂ مفتوحہ پر ثابت قدم رہا اور اسی طرح روح اللہ خاں کا فرزند باقر خاں بھی ایک دوسرے پشتہ پر بہادرانہ جنگ کرتا رہا اور ہر دو جماعت روزانہ دشمن کے قریب آتی اور مقابلہ کر کے اس کی قوت کو کم کر کے غنیم کو پسپا کر دیتی تھی ؂

دشمن کی افواج کے ہر روزہ ہجوم کر لنے کے باوجود قریب تھا کہ بادشاہی لشکر کامیابی حاصل کرے کہ دفعۃً مرہٹوں کی آمد آمد کی خبر پنڈر کی امداد کی غرض سے مشہور ہوئی ؂

تیئیسویں ذیقعدہ کو دھنا جادو اور ہندو راؤ مع پانچ چھ ہزار سواروں کے بادشاہی لشکر کے نزدیک آپہنچے چونکہ اکثر قبائل اس بوم بد سیرت کے زیر حمایت تھے لہٰذا ان قبائل نے بادشاہی لشکر کو اپنے ساتھ جنگ میں مشغول کر کے مرہٹوں کو پہاڑ کی دوسری جانب سے نکالدیا مرہٹوں نے اس بیہودہ کوشش کو اس امر کی نصیحت کی کہ باوجود اس قدر بے شمار ہجوم اور اس لاانتہا فوج اور سامان کے جو ہماری اور تمھاری یکجائی سے فراہم ہو گیا ہے لیکن اس صورت میں بھی ہم بادشاہی لشکر کے مقابلہ میں قیام کرنے کی طاقت نہیں رکھتے یاد رکھو کہ لشکر شاہی کی جرات کا یہ عالم ہے کہ پہاڑ اگر لوہے کا ہے تو پگھل جائیگا اور قلعہ اگر فولاد کا ہے تو بنیاد سے گر جائیگا تو اپنی زمین آباد کو خراب مت کر اور اپنی حکومت کی بنیاد کو جڑ سے مت گرا اور اپنی بقیہ طاقت اور دولت پر غرور کر کے اپنی حکومت و دولت کو ضائع نہ کر اس خانہ خراب نے مرہٹوں کی جماعت کو اپنا بدخواہ سمجھا اور چند ہزار روپیہ لوسے کے تقرر سے ان کی تسلی کر دی روپیہ اس بدعاقبت کے حیلہ سے گیا اور مرہٹوں کی

گروہ سے کیا کم ہو سکا چند مرتبہ مرہٹے اس کی ترغیب سے لشکر گاہ کے اطراف سے حملہ آور ہونے کا ارادہ کر کے نمودار ہوتے رہے لیکن ہر مرتبہ خستہ اور ہلاک ہو کر پھر پہاڑیں گھس گئے دشمن کے مقابلہ میں بہادران شاہی یعنی محمد امین الدین خاں بہادر و حمید الدین خاں بہادر و امان اللہ اور دیگر بہادر امیروں سے پیش قدمی اور معقول کوششیں ظہور میں آتی رہیں اسی اثناء میں مکار غنیم نے عفو جرائم کے حیلہ سے صلح کی تمہید کی بنا ڈالی اور فتنہ انگیزی کی خاک کو اپنے سر پر ڈالا حریف نے عبد الغنی کشمیری بقال کو جو بد فطرت بجز مکر اور زباں درازی کے کسی امر سے واقف و آگاہ نہ تھا اور اپنے دشمن تک پہنچ چکا تھا اپنا ہم راز بنایا اور امان طلبی کا عریضہ جو دیگر مطالب و ملتمسات پر مشتمل تھا لکھکر عبد الغنی کو دیا۔

چونکہ یہ سیاہ رو کسی معتمد و مقرب امیر سے روشناس نہ تھا ایسے مکار قاصد اس التماس کو ہدایت کیش واقعہ خوان کل کے پاس جس سے کبھی کسی تقریب کی وجہ سے حضرت تکلم فرما لیتے تھے لے آیا عبد الغنی نے ہدایت کیش سے یہ بیان کیا کہ میں سیر کی غرض قلعہ کی جانب گیا اور رشاد شام کی وجہ سے مجھے وہاں عرصہ تک قیام کرنا پڑا اسی درمیان پندارہ کے ملازم آئے اور مجھے باندھ کر لے گئے اس نے دریافت حالات کے بعد اس التماس کو لکھ کر مجھے دیا ہو

ہدایت کیش نے اس مقدمہ کو حضرت کے حضور میں پیش کر دیا

قبلۂ عالم نے اپنی مزید ہوشیاری اور تجربہ کاری اور فدوی کی قدر افزائی کے لحاظ فرما کر ارشاد فرمایا کہ دشمن کا معروضہ قابل قبول ہے حضرت نے شہزادہ کو مامور فرمایا تاکہ شہزادہ اپنے وسیلہ سے ان معاملات کو حضور میں پیش کیا کریں حریف بد باطن بد سیرت نے اپنے بھائی سوم سنگھ کو بارگاہ سلطانی میں بھیجدیا دشمن کی خواہش کے مطابق اسکے برادر کو منصب و زمینداری عطا ہوئی محتشم خاں ابن شیخ میر نے مدیون کشمیری کو جو ہنوز پابند و مبتلائے مصائب تھا اور جس کو ناپاک لعنیم نے اپنی مکاری سے قلعداری

کے لیئے طلب کر رکھا تھا بحالی منصب کے بعد مع چند آدمیوں کے اندر طلب کر لیا۔ اس بدبخت نے مشہور کر لیا کہ بید یا دیوانہ ہو کر باہر نکل گیا اور کشمیری اس کی ماں کی زبانی یہ پیام لایا ہے کہ بد باطن دشمن مرہٹوں کے ساتھ قلعہ کے باہر چلا گیا ہے اب اگر سوم سنگھ قلعہ میں آجائے اور معاملات زمینداری کو انجام دینے کے لئے اجازت پائے تو قلعہ ایک ہفتہ میں خالی ہو جائیگا غرضکہ اسی پر عمل کیا گیا اور کشمیری کو منصب سہ صدی مرحمت ہوا ہدایت کیش کو چند روز کے لئے اضافہ اور ہادی خاں کا خطاب عطا ہوا مور چال کی آگ بجھادی گئی اور بہادر امیر بادشاہ کے حضور میں طلب کئے گئے اس غدار بدکردار نے یہ سمجھ لیا تھا کہ میرے حیلہ وحوالہ کے مطابق حضرت اس مقام سے کوچ فرمائینگے اور میری بیہودہ گوئی وشعبدہ بازی سے کوئی صورت حفاظت پیدا ہو جائیگی اور لیکن جب اس تدبیر سے کوئی نتیجہ نہ نکلا تو قلعہ کے خالی کرنے اور شاہی ملازموں کی آمد ورفت کی وجہ سے اب مجبوراً اس لئے جنگ کا ارادہ کیا اور فتنہ وفساد کا دروازہ اپنے اوپر کھول دیا مکار کو معلوم نہ تھا کہ اس صلح کے ضمن میں بادشاہ صلاح اندیش کس قدر مصالح آیندہ کے لئے اپنی نظر عاقبت بیں میں ملحوظ رکھتا ہے اور چند روز لڑائی کو ملتوی کر دینے سے حصول مقصد کی کس قدر امید پیدا ہو گئی ہے غرض کہ اس مدت میں اخلاص کیش بخشی الممالک ذوالفقار خاں بہادر نصرت جنگ جو کہ برہانپور سے خزانہ کو پہنچانے کے لئے بادشاہ کی حضور میں طلب ہوا تھا مع راؤ دلپت ورام سنگھ اور ایک جرار لشکر کے بہ تعجیل یہاں پہنچا جلادت شعار داؤد خاں جو جنجی میں ذوالفقار خاں کی نیابت میں خدمات بادشاہی کو انجام دیتا تھا بہادر خان اور بے شمار فوج کے ہمراہ بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا یوسف خاں قلعدار قمرنگر اور کامیاب خاں قلعدار گلبرگہ اور دیگر قلعداران وفوجداران مع اپنی افواج کے یہاں پہنچ گئے حکم والا صادر ہوا کہ خان نصرت جنگ قلعہ کی فتح اور دشمن کی گوشمالی میں مشغول ہو ذوالفقار خاں حکم والا بجا لایا اور حصول ملازمت کے دوسرے دن قلعہ کو دیکھنے کے لئے

لشکرۂ سلطان حسین اور باقر خاں کی طرف گیا دشمنوں نے پنٹھ سے باہر
نکلکر بندوقیں چلائیں اور پیشقدمی کی لیکن شاہی لشکر کے بہادروں کی ضرب دست
سے زخمی ہوئے اور اس کی ایک جماعت کثیر کام آئی اور بقیہ فوج دشمن کی
بے بال و پر ہوکر سوراخوں میں گھس گئی اس واقعہ کے بعد حریف نے پنٹھ
کی دیوار کو مستحکم کر دیا اس روز راؤ دلپت رائے کے اکثر ہمراہیوں نے
بہادرانہ جنگ کے بعد اپنی جان دی اور زخمی ہوئے جمشید خاں بیجاپوری
توپ کے گولہ کی ضرب سے فوت ہوا خاں نصرت جنگ تھوڑے
فاصلے پر دیوار سے قائم اور ثابت قدم رہا شاہی حکم کے مطابق حمید الدینخاں
بہادر اور تربیت خاں بہادر اور دیگر امرائے نصرت جنگ کی رفاقت
پر اپنی کمریں باندھیں اور چین قلیچ خاں مورچال اور لال ٹیکری کے درمیان
ان تبہ کار دشمن کی تنبیہ کے لئے مقرر کئے گئے چند روز کے بعد حکم صادر
ہوا کہ نصرت جنگ محمد امین خاں و دیگر مغل سرداروں کے ہمراہ اطراف
قلعہ کی گشت کے لئے روانہ ہوا اور بخشی الملک میرزا صدر الدین محمد خاں
صفوی اس کا جانشین ہو نصرت جنگ نے اس مدت میں چند باولیوں
پر جو پہاڑ کے دامن میں تھیں اور جہاں سے کہ دشمن پانی لیجاتا تھا قبضہ کر کے جرأت
و بہادری کا اظہار کیا اور کنکشہا کو چھوڑ کر سیر پناہوں کو تعمیر کر کے دیوار کے
نزدیک پہنچا نصرت جنگ نے چودھویں محرم کی صبح کو حقاً علینا نصر المومنین
کی امداد پر تکیہ کر کے اور شخص نصر و ظفر پیر و مرشد ملک و ملت یاور و مالک کے
تصور کی تصدیق کر کے ایک جانب شجاعت شعار داؤد خاں کو اس
کے بھائیوں کے سمیت اور دوسری جانب سے یکہ تازان میدان جنگ
حمید الدین خاں بہادر اور تربیت خاں بہادر اور دیگر امرا کو یورش کے لئے
مقرر کیا اور خود ان کی پشت پناہی کے لئے سوار ہوکر کھڑا ہوا عزت و
غیرت کے خریدار پیادہ ہوکر دونوں جانب سے دوڑے اور دشمن نے
شاہی لشکر سے مرعوب ہوکر راہ فرار اختیار کی غنیم نے پنٹھہ کو خالی کر دیا اور
قلعہ کی طرف فرار ہو گیا نصرت نصیب شاہی لشکر نے پہاڑ کے نشیب و فراز

کو جو ایک کوس تھا پیادہ طے کیا اور دشمن کو قتل و زخمی کر کے فتح حاصل کی
بدبخت دشمن اور اُس کے حلیف مرہٹوں نے جب اس حیرت انگیز غلبہ کا
مشاہدہ کیا اور اس باطل کوش و بدکیش نے سمجھ لیا کہ اب بجز فرار ہونے
کے اور کوئی صورت بچنے کی نظر نہیں آتی تو روزانہ تفنگچیوں کو بہادروں
کے سامنے لانا شروع کیا لیکن آخر کار اپنے معین و مددگار مرہٹوں کے
ساتھ پہاڑ کی ایک جانب اتر کر بھاگا اور قریب شام کے اس کی جماعت نے
بھی اپنے گھروں میں آگ دیکر راہ فرار اختیار کی آگ کے شعلوں کے
بلند ہونے اور دشمن کی نمودار ہی میں کمی ہو جانے سے یہ امر روز روشن کی
طرح ظاہر ہو گیا کہ حریف نے راہ فرار اختیار کی داؤد خاں اور منصور خاں
اور دیگر افراد اس کے گھر کی جانب حملہ آور ہوے اور اسکے گھر کو اس کی
قسمت کے مانند خالی پایا دشمن نے اپنی روانگی سے پہلے محتشم خاں کو
ایک مکان میں مضبوطی کے ساتھ بند کر دیا تھا واقعات کے دریافت
ہونے کے بعد دروازہ کھولدیا گیا یہ عظیم الشان فتح قبلۂ عالم کے افضال
و کرم و اقبال سے خان نصرت جنگ کے حصہ میں آئی اور اس نیکنامی سے
اس امیر نے سعادت دارین حاصل کی دوسرے دن جس وقت خان
نصرت جنگ بجا آوری مجرا کے لئے بارگاہ معلی میں حاضر ہوا قبلۂ عالم
نے اس کو شمشیر مرصع اور اسپ با ساز طلا اور فیل مع ساز و سامان
نقرہ انعام میں مرحمت فرمایا داؤد خاں کو اسپ و تلوار اور بہادر
خاں اس کے بھائی کو ایک سو سوار کا اضافہ اور نقارہ اور راؤ دلپت کو
بندیلہ وغیرہ اور نیز رام سنگھ کو اضافہ پانصدی مرحمت ہوا اس کے بعد بہادر
میدان غزا حمید الدین خاں بہادر کو خلعت مع اضافہ تین سو سوار اور
تربیت خاں بہادر کو اضافہ دو سوار اور نوازش نوبت مطلب خاں و
امان اللہ خاں ہر دو کو نوازش نوبت اور اضافہ دو سو سوار کا عطا ہوا حضرت
نے سیف اللہ خاں میر توزک کو جس کا ہاتھ لڑائی کے دن بندوق کی
گولی سے زخمی ہو گیا تھا ایک سو مہر بھی عطا فرمائیں دوسرے روز قبلۂ عالم

نے مقرب الحضرت امیر خاں وبخشی الملک میرزا صدر الدین محمد خاں و
دستور وزارت عنایت اللہ خاں ہر ایک کو اضافہ پانصدی سے مسرور
وخوشدل فرمایا جہاں پناہ نے خواجہ عنبر کو خدمت گار خاں اور خواجہ بختاور
کو خانی کے خطابات مع اضافہ صدی پانچ سوار کے مرحمت فرمائے قاضی
اکرام خاں صدی کے اضافے سے ہزاری منصب پر فائز ہوا چین قلیچ خاں
بہادر اور محمد امین خاں بہادر اطراف ونواح کی گشت کے لئے گئے
ہوئے تھے اور گشت میں ان ہر دو امیر سے کارہائے نمایاں ظہور میں
آگئے تھے اور بعد ازاں دشمن کے تعاقب میں بھی ہر دو امیروں سے
مزید تلاش وکوشش وقوع میں آئی تھی حریف کے فرار ہونے اور جنگل
میں آوارہ ہو جانے کے بعد ہر دو امیر سلطانی بارگاہ میں طلب ہوئے
اولین اضافہ ایک ہزاری ذات مع انعام ایک کرور پچاس لاکھ دام
اور شمشیر میناکار اور ہاتھی مع اصل واضافہ پنجہزاری پنجہزار سوار دوئم
کو شمشیر اور اضافہ پانصدی جو مع اصل واضافہ کے چہار ہزاری یک ہزار
ودوصد سوار ہوتا ہے مرحمت ہوا قبلۂ عالم نے سیہ سر فراز خاں کو پانسو سوار
کی کمی کی بجائی سے منصب شش ہزاری پانچ ہزار سوار اور خلعت خاصہ اور ایکہزار
مہر انعام میں عطا فرمائیں فریدوں خاں وحسن خاں پسران جمشید خاں متوفی
میں اولین کو اضافہ پانصدی تین سو سوار اور دوئم کو اضافہ پانصدی دو سو
سوار جو مع اصل واضافہ ہزار و پانصدی منصب ہوتا ہے بارگاہ سلطانی
سے عطا ہوا جہاں پناہ نے مغلوں اور دیگر ہنود و مسلمین کو جو ان ہر دو
بہادر کی فوج میں متعین تھے اضافہ اور تلوار اور گھوڑے اور خنجر انعام میں
مرحمت فرمائے ۔

اس عظیم فتح کے بعد ایک جشن جس سے حضرت کی خاطر مبارک
کی راحت اور بہادروں کی عزت افزائی وابستہ تھی منعقد ہوا عامہ مسلمین نے
ملبوسات گراں قیمت کو زیب بدن کیا رعایا و براہا اور اشراف او رسادات
نے بدانجام دشمن کے استیصال سے جمعیت خاطر حاصل کی اور قلعۂ رحمن بخش سے

کے نام سے موسوم ہوا۔

شاہی لشکر کا دیوا پور میں ورود

چونکہ بہترین مقصد اس ملک کی تسخیر کا یہ ہے کہ اس کفرستان میں مراسم شرع جاری کئے جائیں جو عام مخلوق کی رفاہیت پر مبنی ہے قبلۂ عالم نے چین قلیچ خاں کو مع ایک جماعت کے اس غرض سے روانہ کیا تاکہ اطراف کا بندوبست کرکے رعایا کی جو خوف کی وجہ سے دور دراز میں آوارہ وطن ہوکر مختفی ہوگئی ہے دلدہی کرے اور اسکو مطمئن کرکے حضرت کا پیام الطاف و رعیت نوازی ان تک پہنچائے تاکہ تمام افراد اپنے قدیم گھروں میں آکر آباد ہوں اسکے علاوہ بعض مغرور افراد سے پیشکش وصول کرے اور اگر یہ اطاعت سے انکار کریں تو ان کی سرتابی کی انکو سزا دے ان امور کی پیش بینی اور رحمن بخش خیرا کی مضطرب الحال رعایا کے واپس آنیکے بعد قلعہ و مسجد تعمیر کرنے اور برسات کے موسم کو بسر کرنے کے خیال سے حکم والا صادر ہوا کہ قرب وجوار میں کوئی ایسا مقام جو اردوئے معلی کی قابلیت رکھتا ہو تلاش کریں حسب الحکم کارپردازان دولت نے قصبۂ دیوا پور جو رحمن بخش خیرا سے تین کوس کے فاصلہ اور دریائے کشنا کے کنارے پر واقع ہے پسند کرکے اختیار کرلیا اور اردوئے معلی ایک ہی کوچ میں اس مقام پر آگیا فی الحقیقت یہ منزل نہایت پاکیزہ تھی تمام افراد کو یہاں امن و آرام حاصل ہوا اور مخلوق خدا کو آسودگی محض حضرت کی ذات اقدس کے طفیل میں جو آرام جہانیاں کی کفیل ہے حاصل ہوئی اس مقام پر پیشکش بھی وصول ہوکر بارگاہ سلطانی میں حاضر کردیا گیا رعایا اپنے مساکن میں واپس آکر آباد ہوگئی اور سرکشوں کی تنبیہ کی گئی خواجہ مسعود کے اہتمام سے ایک مقام پر مستحکم قلعہ اور مسجد تعمیر کی گئی سربراہ کار نے اس کے صلہ میں مسعود خاں کا خطاب حاصل کیا اسی زمانہ میں کہ بخشندہ بخش کنندانہ قلعہ دار کی غفلت اور نابکار دشمن کی حیلہ پردازی سے اشرار کے قبضہ میں چلا گیا تھا لہٰذا قبلۂ عالم نے حمید الدین خاں بہادر و تربیت خاں بہادر کو مع ایک جرار فوج کے اضافۂ منصب و عطائے انعامات و امداد خزانہ سے خوشدل فرماکر اس طرف

روانہ ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی ؛

قبلۂ عالم کی علالت کا حال

چونکہ زمانے کا اقتضا یہی ہے کہ ہر صحت کے بعد مرض اپنا رنگ دکھاتا ہے۔ اور اطمینان کے بعد بے اطمینانی کا دور دورہ ہوتا ہے اس لئے ایسے مبارک و مطمین عہد میں جبکہ خدام بارگاہ ہر طرح سے غم و الم و تردد و فکر سے آزاد تھے زمانے نے کروٹ لی۔ اور دفعتہً قبلۂ عالم کا مزاج ناساز ہو گیا ؛

جہاں پناہ نے ابتدائے مرض میں اپنے فطری ضبط و استقلال و اپنی خلقی عالی ہمتی سے نفس کو مرض سے مغلوب نہ ہونے دیا۔ اور دیوان عدل میں تشریف لاکر مہمات ملکی و مالی کو انجام دیتے رہے۔ اس زمانہ میں اکثر کارہائے سلطنت کی بابتہ معروضہ پیش ہوتا تھا۔ اور قبلۂ عالم جواب باصواب اپنے قلم سے تحریر فرما دیتے تھے ؛

آخر کار مرض نے شدت اختیار کی۔ اور جہاں پناہ پر ضعف کی وجہ سے غشی طاری ہونے لگی۔ حضرت کی علالت سے لشکر میں ایک بے چینی پھیل گئی اور مخلوق خدا نے اس حیات پر موت کو ترجیح دی۔ ہر چہار جانب وحشت ناک خبریں شائع ہوئیں۔ اور عظیم الشان شورش برپا ہو گئی ؛

پست فطرت کم حوصلہ افراد نے یہ خیال کر کے کہ اس سرزمین میں جہاں کہ دشمن ہر طرف سے غارت گری کے لئے آمادہ ہے۔ بادشاہ کی علالت ہماری کامیابی کا بہترین ذریعہ ہے ان تیرہ بختوں نے ارادہ کیا کہ فتنہ و فساد کا بازار گرم کریں۔ لیکن رحمت الٰہی نے مخلوق خدا کی یاوری کی اور دس بارہ روز شدید بیماری کے بعد قبلۂ عالم کی حالت بہتر ہونے لگی۔ جہاں پناہ کا دوبصحت ہونا ممکنۂ ارکان دولت کے لئے حیات تازہ پانے کا وسیلہ ہوا۔ اور بدخواہوں نے خاک مذلت سے اپنا سر غبار آلود کیا ؛

امیر خاں ناقل ہے کہ ایک روز انتہائے ضعف کے عالم میں جہاں پناہ زیر لب ان اشعار کو پڑھ رہے تھے ؛

بہ ہشتاد و نود چوں در رسیدی ؛ بسا سختی کہ از دوراں کشیدی

واز انجا چوں بصد منزل رسانی بود مرگ بصورت زندگانی

میں نے حضرت کے ترنم کو سن کر عرض کیا کہ قبلۂ عالم شیخ گنجہ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ایک شعر کے لئے تمام اشعار نظم کئے ہیں اور وہ بیت یہ ہے۔

پس آں بہتر کہ خود را شاد داری ٭ دراں شادی خدارا یاد داری

جہاں پناہ نے فرمایا کہ اس شعر کو پھر پڑھو۔ میں نے دوبارہ عرض کیا۔ غرض کہ چند مرتبہ اس شعر کی تکرار ہوئی۔ اور حضرت نے فرمایا کہ اس شعر کو لکھ کر مجھ کو دو میں نے ارشاد پر عمل کیا۔ قبلۂ عالم عرصہ تک اس شعر کو پڑھتے رہے یہاں تک کہ خدائے کریم نے ہم ہی خواہان ملک پر رحم فرمایا اور قبلۂ عالم کو فی الجملہ صحت ہوگئی۔ اس واقعے کے دوسرے روز حضرت دیوان عام میں تشریف لائے۔ اور حرہی دارین کو زندہ وسلامت دیکھ کر نمکخواروں کے مردہ جسم میں جان تازہ آگئی قبلۂ عالم نے مجھ سے فرمایا کہ تمھارے شعر نے مجھ کو صحت کامل عطا کی۔ اور میرے ناتوان جسم میں طاقت عود کر آئی ٭

حکیم حاذق خاں نے بےحد دانائی ومستعدی کے ساتھ حضرت کا علاج کیا۔ اور اس میں شبہہ نہیں کہ اس معالجے میں جالینوس و بو علی سینا کا مدمقابل رہا۔ حکیم مذکور کو اس خدمت گزاری کے صلے میں سرپیچ عطا ہوا ٭

جہاں پناہ نے چوب چینی کے استعمال کے بعد جس سے حضرت کو بےحد فائدہ ہوا تھا۔ چین قلیچ خاں بہادر کو جو بیماری کے زمانے میں لشکر شاہی میں حاضر رہتے تھے ان کے متعلقہ صوبے پر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی ٭

سولھویں رجب کو قبلۂ عالم بہادر گڈھ روانہ ہوئے۔ رجب کا نصف مہینہ اور ماہ شعبان مسافت طے کرانے میں گزرا ٭

اثنائے راہ میں قاضی اکرم خاں کا پیمانہ عمر لبریز ہوگیا اور اس نے وفات پائی۔ خان مذکور علم فقہ کا بحر عالم تھا اچھی پایہ شناسی وبندہ نوازی سے قاضی مذکور کو ہمیشہ لفظ اعلم سے یاد فرمایا کرتے تھے ٭

شاہی لشکر کا بہادر گڈھ واپس آنا اور جلوس عالمگیری کے سال پنجاہم کا آغاز مطابق ۱۱۱۶ھ	ماہ رمضان کا مقدس دور شروع ہوا۔ ہلال نوافق آسمان پر نمودار

ہوا اور خیر و برکات کے سر چشمے جاری ہوئے۔ بادشاہ دین پناہ غرۂ رمضان کو بہادر گڑھ میں رونق افروز ہوئے۔ اور متبرک ماہ رمضان کو شباب وصحت کے زمانے کی طرح اس ضعف و پیری کے عالم میں بھی بسر فرمایا۔ قبلۂ عالم نے فرائض وسنن و نوافل وغیرہ کی کامل پابندی فرمائی۔

افسران لشکر جو اپنی متعلقہ مہم پر روانہ کئے گئے تھے ان کو کسی دوسرے مناسب وقت پر موقوف کر کے جلد سے جلد خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔ ذوالفقار خاں بہادر نصرت جنگ جو رحمٰن بخش خیرا کے گرفتار کرنے کے بعد اورنگ آباد روانہ ہوا تھا حسب الحکم بہادر گڈھ میں حاضر ہوا۔ انیس شعبان کو جبکہ جہاں پناہ احمد نگر روانہ ہوئے خان مذکور اپنی متعلقہ مہم پر واپس کیا گیا۔ تربیت خاں بہادر ضلع دار نواح احمد نگر بھی حسب الحکم روانہ ہوا۔

ساہو پسر سنبھا جی مرہٹہ جو اسی زمانہ میں گلال بار میں مقیم تھا بعض مصلحت ملکی کی بنا پر خان نصرت جنگ کی فوج میں تعین فرمایا گیا۔ اور حکم ہوا کہ اس کا خیمہ خان مذکور کے ڈیرے کے قریب برپا کیا جائے۔ قبلۂ عالم نے ساہو کو خلعت خاصہ اور دو اوراج قیمتی عطا فرما کر سرفراز فرمایا۔

قبلۂ عالم بائیس برس کے بعد احمد نگر رونق افروز ہوئے۔ اور خلائق دیدار شاہی سے بہرہ اندوز ہوئی۔

سترھویں ذی الحجہ کو جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ قلعۂ بخشندہ بخش نصرت خاں بہادر کی جرات و مردانگی سے فتح ہو گیا۔ اور امیر مذکور نے حوالہ داران قلعہ کو حصار کے باہر کر دیا۔ بادشاہزادۂ عالیجاہ کو قبلۂ عالم کے انحراف مزاج کی خبر ہو گئی تھی اور حضرت شاہ کو جو محبت والد ماجد سے تھی اس کی بنا پر سعادت ملازمت حاصل کرنے کے لئے بے حد بے قرار تھے۔ بادشاہزادۂ عالیجاہ نے حاضری کی بابت معروضہ پیش کیا تھا قبلۂ عالم نے محبت پدری کے جوش میں فرزند دلبند کو حاضر ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور بادشاہزادے نے اکیسویں ذی الحجہ کو حاضر خدمت ہو کر سعادت قدم بوسی حاصل کی۔

شاہزادۂ والا گہر محمد بیدار بخت ابراہیم خاں ناظم گجرات کے بدیر

پہنچنے کی وجہ سے سرکشوں کی تباہی کے لئے روانہ ہوئے۔ ناظم خاں کشمیر سے گجرات کی صوبہ داری پر مقرر فرمایا گیا تھا۔ بیدار بخت کی بجائے نجابت خاں برہان پور کا اور خان عالم مالوے کا صوبہ دار مقرر ہوا ؛

پائے تخت کے واقعہ نویسوں نے اطلاع دی کہ قبلۂ عالم کی ہمشیرِ خورد نواب گوہر آرا بیگم نے رحلت فرمائی۔ جہاں پناہ بیگم صاحب کی دائمی مفارقت کا بے حد صدمہ ہوا۔ اور گہر زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اعلیحضرت کی اولاد میں صرف میں اور مرحومہ باقی تھیں۔ اب صرف میری ذات باقی رہ گئی ؛

قبلۂ عالم نے بیگم صاحب کی سرکار کے تمام متعلقین و خدام کو خاص شاہانہ نوازش سے سرفراز فرمایا۔ جہاں پناہ نے بیگم صاحب مرحومہ کے میر ساماں حافظ خاں کو بجائے محمد اسلم لاہور کا حاکم دیوانی مقرر فرمایا اور قاضی محمد اسلم اپنے استاد کے پوتے مسمی سید محمد کو لاہور کا قاضی مقرر فرمایا ؛

خواجہ زکریا خواجہ یحییٰ پسران سربلند خاں اور خواجہ موسیٰ ملازمین شاہزادہ محمد معزالدین خدمت والا میں حاضر ہوئے۔ قبلۂ عالم نے ان اشخاص کو خلعت و انعام نقدی سے سرفراز فرمایا۔ شریف خاں بہادر کی دختر کو زیور قیمتی چار ہزار مرحمت ہوئے ؛

یوسف خاں و نیز قدرت اللہ خاں کے تغیر سے چین قلیچ خاں بہادر فیروز نگر و تالیکوٹہ کے فوجدار مقرر فرمائے گئے ؛

بخشی الملک میرزا صفوی خاں کا برادر زادہ محمد محسن ایران سے وارد ہندوستان ہوا اور شرف قدمبوسی سے فیضیاب فرمایا گیا ؛

امۃ الحمید دختر حمید الدین خاں بہادر کو زیور قیمتی دو ہزار مرحمت ہوا سرفراز خاں شش ہزاری پنج ہزار کا امیر تھا۔ پید نایک کے تعاقب کے صلے میں اس کے منصب میں ایک ہزار سواروں کا اضافہ منظور فرمایا گیا ؛

نصرت آباد کا دیس مُکھ مسمی جگیا دو ہزار پانصدی اصل و پانصد سوار کا امیر تھا پانصدی کے اضافے سے سرفراز فرمایا گیا ؛

علامہ حیدر استاد شاہزادۂ محمد عظیم جو دارالحکومت کے قاضی تھے

حضور میں طلب فرمائے گئے۔ اور ان بزرگ کو اارووئے معلیٰ کی خدمت
قضا مرحمت فرمائی گئی ؎

نصرت جنگ کے التماس کے موافق نومیدانہ (موہیدانہ) کی زمینداری
راؤ بدھ سنگھ کے بجائے رام سنگھ ہاڈیہ کو مرحمت ہوئی ؎

حضرت شیخ عبداللطیف رحمتہ اللہ علیہ اپنے کو ابوالفیاض کی کنیت
سے یاد کیا کرتے تھے فرمان مبارک صادر ہوا کہ سرکاری طور پر بھی حضرت
موصوف اسی کنیت سے مخاطب کئے جائیں ؎

خدابندہ خانساماں دو ہزار و پانصدی ہزار سوار کا منصبدار تھا پانصدی
دو صد سوار کا اضافہ منظور فرمایا گیا ؎

بدبخت غنیم جس کو فرمان مبارک کے مطابق لفظ ذوال سے تعبیر
کرتے تھے اس زمانے میں لشکر سے دو کوس کے فاصلے پر نمودار ہوا۔ قبلۂ عالم
نے حکم دیا کہ خان عالم و بخشی الملک صدرالدین و محمد خاں وغیرہ حریف کی تنبیہ
کے لئے روانہ ہوں ؎

یہ امیر سلام رخصت کے لئے حاضر ہوئے۔ اور جہاں پناہ نے حمیدالدین
خاں و مطلب خاں کو تعویذ مرصع مرحمت فرمائے۔ یہ امیر اپنی مہم پر روانہ ہوئے۔
اور دشمن کو پامال کر کے واپس آئے ؎

خان عالم و منور خاں شاہ عالیجاہ کے ہمرکاب روانہ ہوئے۔ اور دونوں
امیروں کو شمشیر مرصع مرحمت فرمائی گئی۔ زمرد کی ایک انگشتری جس پر چین قلیچ
خاں کا نام کندہ تھا موصوف کو مرحمت فرمائی گئی ؎

باقی خاں قلعہ دار آگرہ دو ہزاری ششصد سوار کا امیر تھا پانصدی
کے اضافے سے سرفراز فرمایا گیا ؎

گیتی آرا بیگم و عفت آرا بیگم دختران شاہ عالیجاہ و بخت النساء بیگم دختر
شاہزادہ بیدار بخت خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ جہاں پناہ نے ہر ایک
شاہزادی کو دس سے آٹھ ہزار تک کے زیورات مرحمت فرمائے ؎

خان نصرت جنگ جو چوروں کی سرکوبی کے لئے اورنگ آباد روانہ

ہوا تھا رام سنگھ ہاڈہ کے ہمراہ آستانۂ والا پر حاضر ہوا ؛

ابوالخیر خاں قلعہ دار و فوجدار جن پر پسر عبد العزیز خاں جو اپنے باپ کے خطاب سے سرفراز تھا حضرت شیخ عبد اللطیف قدس سرہ کے روضہ کا جو محلہ دولت میدان شہر برہان پور میں واقع ہے متولی مقرر فرمایا گیا ؛

قمر الدین خاں پسر محمد امین خاں اور محمد حسن پسر مخلص خاں کو سرپیچ مینی وانگشتری مرصع مرحمت فرمائی گئی ؛

سترھویں ربیع الاول کو ایک سربستہ ڈبہ جواہرات کا سلطان داوار بخش و سلطان داور بخش کو ان کے والدین سلطان ایزد بخش و مہر النسا بیگم صبیۂ جہاں پناہ کی تقریب تعزیت میں روانہ فرمایا گیا ؛

انتیسویں ربیع الآخر کو معلوم ہوا کہ سلطان بلند اختر نے وفات پائی قبلۂ عالم نے خواجہ مسعود خاں کو حکم دیا کہ مرحوم کے ہرسہ فرزندوں و دیگر خدام محل کو احمد نگر کے قلعے میں پہنچا وے ؛

مرحوم کی دختر چمنی بیگم اور سلطان فتحا و دیگر بیٹوں کو ماتمی خلعت مرحمت ہوئے ؛

ستودا غلبہ نے جو اسلام پوری میں مقیم تھا وفات پائی ؛

ربیع الاول کی اٹھائیسویں تاریخ نزہت خاں بہادر چوروں کی تنبیہ کے لئے رحمٰن بخش خیرا کی جانب روانہ ہوا ؛

مرزا خاں خان عالم کے انتقال کی وجہ سے ابو نصر شائستہ خاں اودھ کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ سہ ہزاری دو ہزار ذات کا امیر ہوا۔ پانصد سوار کا اضافہ منظور فرمایا گیا۔ لودی خاں و عبد اللہ خاں کے تغیرات سے شبھو سنگھ قلعہ دار و فوجدار راہیری چانکہ و سرول کا حاکم مقرر ہوا۔ ہزار و پانصدی و ہزار سوار کا امیر تھا پانصدی سی صد سوار کے اضافہ سے سرفراز فرمایا گیا ؛

اعز الدین پسر شاہزادہ معز الدین و محمد کریم پسر شاہزادہ محمد عظیم یومیہ دار تھے۔ ہر دو شاہزادوں کو چالیس چالیس لاکھ دام بطور انعام مرحمت ہوئے ؛

شاہزادۂ ولی عہد نے محمد اخلاص کو خدمت وکالت کا خلعت روانہ کیا تھا

یہ اسیر بارگاہ شاہی میں حاضر ہوکر قدم بوسی سے فیضیاب ہوا۔
مہتر مبارک والی بخارا کا سفیر آستانۂ والا پر حاضر ہوا اور اس نے بارہ گھوڑے اور پانچ اونٹ بطور ہدیہ پیش کئے۔
ملک غازی کی فتح کے صلے میں شاہزادۂ معزالدین کو دو خلعت و فیل و اسپ روانہ فرمائے گئے۔
محمد رضا پسر علی مردان خاں حیدرآبادی اپنے باپ کی بجائے قلعہ داری رام گڈھ کی خدمت پر فائز ہوا۔ ہزاری دو صد سوار کا امیر تھا دو صد کے اضافے سے سرفراز ہوا۔ مانداتا پسر راؤ کھانوجو نصرت جنگ بہادر کی فوج میں متعین فرمایا گیا تھا ایک سال کے وعدے پر مہنت گڈھ و پرنجہت گڈھ کے قلعوں کے سر کرنے کے لئے یلین خاں کے ہمراہ روانہ کیا گیا۔
عنایت اللہ خاں حاکم خالصہ کو حکم ہوا کہ معروضے کے وقت کٹہرے کے اندر ایستادہ ہوکر عرض حال کرے۔
مہتر مبارک سفیر بخارا رخصت فرمایا گیا۔ خلعت و خنجر و فیل اور ہزار روپیہ اس کو انعام مرحمت ہوا۔
چین قلیج خاں بہادر کے تغیر سے یوسف خاں قلعہ دار فخر نگر امتیاز گڈھ کا فوجدار و قلعہ دار مقرر ہوا۔ ہزاری ششصد سوار کا امیر تھا۔ پانصد سوار ذات کے اضافہ سے سرفراز فرمایا گیا۔
نواب قدسیہ زینت النسا بیگم نے فصد کھلوائی قبلہ عالم نے دو ہزار شاہزادہ عالی جاہ نے دو ہزار پانچ سو اور شاہزادہ محمد کام بخش نے ایکہزار روپیہ رقم تصدق روانہ فرمائی۔
حمید الدین بہادر نے چند سرپیچ چکن دوز ملاحظۂ عالی میں پیش کئے جن کو شرف قبولیت عطا ہوا۔

رمضان کا مقدس مہینہ شروع ہوا جلوس عالمگیری کے سال پنجاہ و یکم کا آغاز مطابق ۱۱۱۸ھ و اختتام عہد معدلت عالمگیری

اس مبارک زمانے میں حضرت جہاں پناہ نے عبادت و طاعت الٰہی پر کمر باندھی اور مخلوق خدا کو عطایا و انعام سے سرفراز فرمایا۔

محمد امین خاں بہادر سرکشوں کی تنبیہ کے بعد صحیح وسالم اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا۔ قبلۂ عالم نے اس امیر کو چین بہادر کا خطاب مرحمت فرمایا۔

عزیز خاں بہادر روہیلہ کو حکم ہوا کہ اپنے باپ کی طرح چغتائی کا لفظ اپنے نام میں اضافہ کرے۔ مرزا بیگ پسر نصرت خاں جو شاہزادہ محمد معظم کا سامان پیش کش لے کر آستانۂ والا پر حاضر ہوا تھا رخصت فرمایا گیا اور خنجر مرصع کے انعام سے سرفراز ہوا۔

جہاں پناہ نے جمدھر و کلر ہنتکا و پہنچی مرصع قیمتی پچاس ہزار روپیہ میرزا بیگ کے ہمراہ بادشاہزادہ مذکور کے لئے روانہ فرمایا۔

محمد امین خاں کے منصب اصل چہار ہزاری ایکہزار و صد سوار میں سی صد سوار کا اضافہ منظور ہوا۔

عزیز خاں بہادر چغتائی اصل دو ہزار و پانصد سوار کا امیر تھا پانصدی کے اضافے سے سرفراز فرمایا گیا۔

سلیمان خاں ولد خضر خاں تنہی کے اصل ہزار و پانصدی منصب میں پانصدی کا اضافہ ہوا۔

خواجہ خاں برادر زادہ و داماد سیادت خاں اصل ہزاری و پانصدی پانصد سوار کا امیر تھا صد سوار کے اضافے سے سرفراز ہوا۔

امیر خاں مرحوم کی دختر کا عقد سلطان اعزالدین کے ساتھ قرار پایا۔ اور دس ہزار روپیہ کا انعام مرحمت ہوا۔

چین قلیچ خاں بہادر ناظم بیجاپور آستانۂ والا پر حاضر ہوئے تھے مدوح کو واپسی کی اجازت مرحمت ہوئی۔

منعم خاں نائب صوبۂ لاہور ہزاری امیر تھا پانصدی صد سوار کے اضافے سے شاد فرمایا گیا۔

قبلۂ عالم و عالمیاں خدیو شریعت پناہ کی وفات حسرت آیات

ایک وقت وہ آتا ہے جبکہ درگاہ قہر و جلال سے انسان خاکی نژاد کے نام فرمان صادر

ہوتا ہے کہ چندے عیش وسرت کو گوشۂ خاطر سے فراموش کر کے لباس ماتم سے جسم کو سوگ نشان بنائیں۔ اس حالت میں بے بنیاد انسان پر کوہ الم ٹوٹ پڑتا ہے۔ اور یہ دیکھ کر کہ مربی وارین کا مبارک سایہ اس کے سر سے اٹھ گیا ہر فرد کا سینہ زخم ملال سے پر خوں اور ہر شخص کی آنکھ غم مفارقت سے اشکبار نظر آتی ہے؛

اس اجمال کی تفصیل حضرت ظل سبحانی فرمانروائے حق آگاہ وحق بیں تتمۂ خلفائے راشدین خلد مکاں حضرت عالمگیر بادشاہ غازی کی وفات حسرت آیات کا واقعہ ہے۔ جو عبرت خلائق کے لئے ذیل میں مندرج ہے؛

واضح ہو کہ قبلۂ عالم نے دکن کے غیر مسلم افراد سے جنگ کرنے اور ان کو مغلوب کر کے تمام ولایت پر قبضہ کر لینے کے بعد سولھویں شوال سنہ جلوس عالمگیری کو شہر احمد نگر میں قیام فرمایا؛

یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ زمانۂ ناہنجار رنگ بدلتا ہے۔ اور ہر دولت پر زوال طاری ہوتا ہے۔ اور حیات و ممات کے توام ہونے کا منظر آنکھوں کے سامنے نمودار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آخر شوال میں حضرت اقدس کو مرض لاحق ہوا؛

لیکن چونکہ مشیت الہی یہ تھی کہ چند روز اور مخلوق خدا امن وامان کے سائے میں زندگی بسر کرے۔ اور بعض اہم امور جو خلائق کی رفاہ سے متعلق ہیں اس عہد بابرکت میں سرانجام پا جائیں مرض نے خفت اختیار کی۔ اور مزاج مبارک رو بہ صحت ہو گیا؛

اس اثناء میں شاہ عالیجاہ صوبۂ مالوہ گئے اور شاہزادہ محمد کام بخش صوبۂ بیجاپور کے بعض اہم انتظامات کے لئے روانہ ہوئے؛

صحت کے چار پانچ ہی روز کے بعد مرض نے عود کیا اور شدید تپ لاحق ہو گئی؛

جہاں پناہ نے باوجود شدید مرض کے تین روز تو اپنی خلقی ہمت و قوت نفس سے کام لیا۔ اور اپنے کو مرض سے مغلوب نہ ہونے دیا قبلۂ عالم اس زمانۂ ناسازی طبع میں بھی ادائے نماز با جماعت و اوراد و وظائف کے لئے

حسب معمول عدالت گاہ میں تشریف لاتے۔ اور ارکان مقررہ میں سے کسی رکن میں بھی کوتاہی نہ فرماتے ؛

اس زمانے میں یہ شعر اکثر وردِ زبان رہتا ؛

بیک لحظہ بیک ساعت بیک دم ؛ دگرگوں می شود احوالِ عالم

پنجشنبے کے روز عصر کے وقت حمید الدین خاں بہادر کی ایک عرضی اس مضمون کی پیش ہوئی کہ ایک ہاتھی تصدق کے لئے برآمد کیا جائے۔ اور اس کی قیمت مبلغ چار ہزار روپیہ قاضی القضاۃ ملا حیدر کے سپرد کی جائے کہ محتاجوں میں تقسیم کر دیں ؛

معروضے پر صاد فرمایا گیا اور اس حالت مرض میں جس کو عالم نزع سے تعبیر کر سکتے ہیں تحریر فرمایا گیا کہ اس خاکسار کو منزل اول تک جلد پہنچائیں اٹھائیسویں ذیقعدہ ۵۱ جلوس مبارک مطابق ۱۱۱۸ھ جمعے کی صبح کو فجر کی نماز کے لئے برآمد ہو کر خواب گاہ تشریف لے گئے۔ حضرت باوجود غلبۂ بے ہوشی یاد مولیٰ سے غافل نہ تھے۔ اور عین عالم نزع میں کرب و اضطراب کے باوجود تسبیح و تہلیل میں مشغول رہے۔ قبلۂ عالم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اس دارِ فانی سے سفر کرنے کے لئے جمعے کا دن نہایت خوب و مبارک ہے حضرت کی یہ آرزو پوری ہوئی۔ اور اسی روز ایک پہر دن گزرنے کے بعد جب حضرت ماسویٰ سے کنارہ کش و غافل ہو کر یاد الٰہی میں مصروف تھے روح پُرفتوح نے روضۂ جنت کی راہ لی۔ اس جاں گداز حادثے اور غم انگیز واقعے نے تمام عالم وبنی آدم کو آلام و غم میں مبتلا کیا۔ زمانے نے لباس ماتم پہنا اور خورشید فیض نے افق مغرب میں سرنگوں ہو کر بہی خواہان ملک کو شام اندوہ کی مکروہ صورت دکھائی۔ بلا و مصائب کے بادل آسمان پر چھا گئے۔ اور غمخواران دولت کے خرمن شادی و مسرت کو صاعقۂ غم نے جلا کر خاکستر کر دیا۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون ؛

جہاں پناہ کی وصیت کے مطابق قاضی و علما و صالحین تجہیز و تکفین میں مصروف ہوئے۔ اور نمازِ جنازہ ادا کر کے نعش پاک کو خوابگاہ کے اندر لے گئے

اس واقعے کے بعد قبلۂ عالم کی دختر دوم نواب زینت النساء بیگم نے اپنے برادر عزیز بادشاہزادہ محمد اعظم کو اس سانحۂ قیامت خیز سے مطلع کیا۔ شاہزادہ عالیجاہ اردوئے معلی سے پچیس کوس کے فاصلے پر مقیم تھے۔ بادشاہزادہ مذکور شنبے کے روز حاضر ہوئے اور سوگواران عالم کو اپنے وجود سے مطمئن فرمایا۔ بادشاہزادہ مذکور نے اپنے والد ماجد اور خداوند مجازی کی دائمی مفارقت سے بے قرار ہو کر جس قدر گریہ وزاری و ماتم داری کی اس کا معرض بیان میں آنا محال ہے۔ شاید ہی کسی فرد بشر نے اس قسم کے سانحے اور حادثے پر اس درجہ گریہ و بکا کیا ہو جیسا کہ اس فرزند رشید نے اپنے والد بزرگوار کے واقعۂ وفات پر کیا بادشاہزادہ عالیجاہ نے دوشنبے کے روز نعش اقدس کو اپنے کاندھوں پر اٹھایا۔ اور دیوان عدالت تک اسی طرح تشریف لائے۔ جو عالم بے قراری و گریۂ وزاری شاہ عالیجاہ پر طاری تھا خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے۔ بادشاہزادے نے جنازۂ اقدس کو دفن کے لئے روانہ کیا اور خلائق نے مربی دارین کو اس طرح کفن پوش دیکھ کر گریہ وزاری شروع کی۔ ایسے مالک دادگر کے دنیا سے تشریف لے جانے پر ہر فرد مبتلائے مصیبت ہوا۔

ظاہر ہے کہ جب ایسا سلطان دین پناہ جس کا مثل و نظیر پیدا ہونا محال ہو اپنی رعایا کو دیدار سے ہمیشہ کے لئے محروم فرمائے تو نمکخواران دولت کو جو مراحم خسروانہ کے شیفتہ و فریفتہ تھے کیوں کر چین و آرام نصیب ہو۔

حضرت کی وصیت کے مطابق جسم اقدس سرگروہ ارباب یقین حضرت شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرے میں اسی قبر کے اندر جس کو جہاں پناہ نے اپنی زندگی میں تیار فرمایا تھا پیوند خاک کیا گیا۔

قبلۂ عالم کا مدفن خلد آباد کے نام سے موسوم اور نگ آباد سے آٹھ کوس اور دولت آباد سے تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔

قبر مقدس ایک سنگ سرخ کے چبوترے پر واقع ہے۔ چبوترہ تین گز لانبا اور ڈھائی گز چوڑا ہے۔ قبر مبارک چند انگشت بلند ہے۔ اور تعویذ مبارک

مجوف ہے۔ جس میں مٹی بھر کر ریحان کو اس میں بویا گیا ہے ؎
آیۂ کریمہ روح و ریحانٌ جنّت نعیم قبلۂ عالم کے ارتحال کی تاریخ ہے۔ اور خلد مکاں حضرت کا لقب ہے ؎
خاقان جنت آرامگاہ نفس قدسی کے برکات سے اس عالم پر کسی قسم کی بےچینی اور پریشانی ظاہر نہ ہوئی۔ اور جس طرح کہ خدام بارگاہ حضرت خلد مکاں کی حیات میں اطمینان و آرام کے ساتھ ہر بی دارین کے سایۂ عاطفت میں زندگی بسر کرتے تھے اسی طرح حضرت کی رحلت کے بعد بھی عیش و آرام کے ساتھ زندہ و سلامت رہے ؎
خلد مکاں نے اکانوے سال تیرہ یوم کے سن میں رحلت فرمائی۔ اور پچاس سال دو ماہ ستائیس یوم حکمرانی کی ؎
حقیقت یہ ہے کہ مذکورۂ بالا سال و ماہ تو اس حیات کے شمار و اعداد ہیں جس کو ظاہر میں زندگی سے تعبیر کرتے ہیں ورنہ ایسے زندۂ جاوید کی عمر کا جو مقبول بارگاہ ایزدی ہو کر حیات باقی حاصل کرے کیا شمار ہو سکتا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ

ہرگز نمردہ اند و نمیرند اہل دل ؎ حرنیست نام مرگ برایں قوم ترجمان

ہمارے فاضل دوست محمد اخلاص نا قل ہیں کہ شب جمعہ کو جس کی صبح جہاں پناہ نے رحلت فرمائی ہیں اور عنایت اللہ خاں ایک ہی محفل میں جمع اور اس حادثۂ جاں گداز کے وقوع سے بے حد پریشان و ملول تھے۔ حضرت لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا دیوان پاس رکھا ہوا تھا میں نے فال دیکھنے کے لئے دیوان کھولا اور یہ غزل برآمد ہوئی ؎

تا ز میخانہ و مے نام و نشاں خواہد بود ؎ سر من خاک رہ پیر مغان خواہد بود

بر سر تربت ما چوں گذری ہمت خواہ ؎ کہ زیارت گہ رندان جہاں خواہد بود

اس غزل کو پڑھ کر ہم دونوں حقیقتاً مایوس ہو گئے۔ اور یقین ہو گیا کہ حضرت عنقریب عالم جاودانی کو روانہ ہونے والے ہیں۔ ہم خدام بارگاہ نے نہایت اندوہ و ملال کے ساتھ وہ رات بسر کی جمعے کے دن ایک گھڑی گزرنے

کے بعد قضیہ ناگزیر پیش آیا۔ شنبے کی شب کو ملا حیدر قاضی اردوئے معلیٰ بھی مجھ سے اور عنایت اللہ خاں سے ملاقات کے لئے آگئے اور ہم لوگوں نے ان سے اپنی فال کا ذکر کیا۔ ہر چند میں نے کوشش کی لیکن وہ شعر یاد نہ آیا جس نے ہمکو جہاں پناہ کی رحلت کی پیشتر ہی خبر دیدی تھی۔ کتابیں سامان سفر کے ساتھ بندھی ہوئی تھیں۔ شعر مذکور کا کسی طرح بھی خیال نہ آیا۔ یہ مجلس برخاست ہوئی اور میں اپنے بستر پر سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرا گزر ایک قبر پر سے ہوا۔ اور قبلۂ عالم نصف قامت اس قبر سے برآمد ہوئے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو شعر تم بھول گئے ہو وہ یہ ہے ؎

بر سر تربت ما چوں گزری ہمت خواہ ؎ کہ زیارتگہ رنداں جہاں خواہد بود

بادشاہ شریعت پناہ کے خصائل و محاسن و نیز عادات کا ذکر

حضرت خلد مکاں اپنی فطری سعادت اندوزی کی وجہ سے مذہبی معاملات کے بے حد پابند تھے۔ قبلۂ عالم حنفی المذہب سنی تھے۔ اور اسلامی فرائض خمسہ کی پابندی اور نیز ان کے اجرا میں بے حد کوشاں رہتے تھے۔ حضرت ہمیشہ باوضو رہتے اور کلمۂ طیبہ و نیز دیگر اوراد و وظائف ہر وقت زبان پر جاری رہتے تھے۔ نماز اول وقت مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا فرماتے۔ اور تمام سنن و نوافل کو بے حد خلوص و حضور قلب سے ادا فرماتے تھے۔ ایام بیض کے روزوں کے بیحد پابند تھے۔ اور ہفتے میں دوشنبے پنجشنبے اور جمعے کو صائم رہتے تھے۔ جمعے کی نماز مسجد میں تمام مسلمانوں کے ساتھ ادا فرماتے۔ مقدس شب ہائے اسلامی میں بیداری و عبادت میں بسر فرماتے۔ اور انوار فیض الہی سے چراغ دین و دولت ہو کر اپنی دینی شعاع سے اہل عالم کو منور فرماتے تھے ؎

قبلۂ عالم حق طلبی کے شیدائی تھے حضرت کا معمول تھا کہ دولت خانے کی مسجد میں تمام رات اہل اللہ کے ساتھ سرگرم گفتگو و ذکر رہتے۔ اور خلوت میں کبھی تکیہ و مسند پر جلوس نہ فرماتے تھے ؎

زکوٰۃ شرعی ادا کرنے میں خاص اہتمام فرماتے اور قبل جلوس جو زکوٰۃ اپنی ضروریات زندگی کے حساب میں سے ادا فرماتے۔ اس کے علاوہ عہد حکومت

میں مصارف ذاتی کے لیئے جو چند مواضع خاص فرمائے تھے ان کی زکواۃ بھی خود ادا فرماتے۔ اور اولاد امجاد کو بھی تاکید فرماتے کہ نصاب زکواۃ کامل طور پر ادا فرمائیں؛

رمضان کا مقدس مہینہ ادائے صوم و پابندی سنن و تراویح وغیرہ عبادات دینی میں بسر ہوتا تھا۔ ماہ صیام میں دو پہر رات گزرنے تک بیدار اور علماء اولیا کے ساتھ ذکر و عبادت میں مشغول رہتے تھے؛

رمضان کے آخر عشرے میں مسجد میں اعتکاف فرماتے۔ حج بیت اللہ جس کے ادا کرنیکے بے حد مشتاق و گرویدہ تھے اگرچہ بظاہر تو ادا نہ فرما سکے لیکن اس کا کافی تدارک فرماتے۔ اور حجاج کے ساتھ جو خاص رعایتیں کی جاتی تھیں ان کو نگاہ میں رکھنے کے بعد یہ امر یقینی ہے کہ خلد مکاں ہر سال حج کبریٰ کا ثواب حاصل فرما لیتے تھے؛

اپنے عہد معدلت میں ہر سال اور کبھی کبھی دوسرے اور تیسرے سال کے بعد حرمین شریفین کے زائرین و مجاورین کے لئے رقم کثیر ارسال فرماتے۔ اور حجاج کا ایک گروہ کثیر بادشاہ کی نیابت میں طواف حج و سلام رسانی وغیرہ خدمات عبادت میں ہمیشہ مصروف رہتا۔ اور ایک جماعت مدینۂ منورہ میں قبلۂ عالم کے خود لکھے ہوئے کلام مجید کی ہمیشہ تلاوت کرتی تھی۔ حضرت نے خود کتابت فرما کر دو قرآن مجید کی جلدیں حرم نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ میں رکھوا دی تھیں؛

حقیقت یہ ہے کہ حضرت کی ذات پاک تمام صفات حسنہ کی جامع تھی قبلۂ عالم نے ابتدائے سن تمیز سے تمام مکروہات و محرمات سے شدید پرہیز فرمایا۔ اور منکوحہ عورتوں کے سوا کسی غیر محرم کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا؛

بارگاہ شاہی میں نغمہ و سرود کے کامل استاد ہر وقت موجود رہتے اور باکمال سازندے اور اہل نشاط کا ایک گروہ دربار میں ہر وقت حاضر رہتا تھا لیکن قبلۂ عالم اس طرف بہت کم توجہ فرماتے تھے۔ ابتدائے عہد معدلت میں تو کبھی کبھی نغمہ و سرود سن بھی لیتے تھے۔ لیکن آخر میں اس سے بالکل تائب

ہو گئے تھے ۔

ارباب نشاط کے گروہ میں سے جو شخص پیشۂ سرود سے توبہ کر لیتا حضرت اس کو مدد و معاش کے طور پر کچھ جاگیر عطا فرماتے تھے ۔

میرزا اکرم خاں صفوی نے جو فن موسیقی کا بہترین ماہر تھا قبلۂ عالم سے سوال کیا کہ نغمہ و سرود کی بابت حضرت کی کیا رائے ہے؟ قبلۂ عالم نے فرمایا کہ جو اس کے اہل ہیں اُن کے لئے حلال ہے۔ میرزا نے عرض کیا کہ پھر حضرت اہل ہونے کے باوجود کیوں اس سے پرہیز فرماتے ہیں؟ قبلۂ عالم نے جواب دیا کہ تمام راگ راگنیاں بغیر مزامیر اور خصوصاً پکھاوج کے مزہ نہیں دیتیں۔ اور مزامیر بالاتفاق حرام ہیں حرمت مزامیر کی وجہ سے میں نے نفس سرود سے بھی کنارہ کشی اختیار کر لی ہے ۔

حضرت نے کبھی غیر مشروع لباس زیب تن نہیں فرمایا۔ اور چاندی اور سونے کے برتنوں کے استعمال سے ہمیشہ پرہیز فرماتے رہے ۔

بادشاہ دین پناہ کی مجلس میں کبھی غیبت و کذب کا چرچا نہیں ہوا اور حاضرین دربار کو حکم تھا کہ اگر کسی شخص کے عیب کا بیان کرنا ناگزیر ہو جائے تو اس کو ایسے مناسب الفاظ میں بیان کریں کہ گفتگو عیب جوئی میں نہ داخل ہونے پائے ۔

قبلۂ عالم کا دستور تھا کہ ہر روز دو یا تین مرتبہ منظر عام پر کھڑے ہوتے۔ اور داد خواہ کسی رکاوٹ کے بغیر خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور حضرت بیحد کشادہ پیشانی کے ساتھ اُن کے واقعات سُنتے اور نہایت ملائم الفاظ میں بے حد شفقت کے ساتھ جواب دیتے تھے ۔

اس موقعے پر حضرت کا طریق عمل اس درجہ کریمانہ ہوتا تھا کہ اکثر افراد نہایت بے تکلفی سے بلا کسی قسم کے خوف و خطر کے مالک بندہ پرور سے گفتگو کرتے۔ اور سائلین کے طول کلام و بیجا اصرار و مبالغہ پر حضرت کبھی غصے اور ان کی جسارت و بیجا ہمت سے چیں بہ جبیں نہ ہوتے تھے ۔

بہی خواہان ملک نے بارہا عرض کیا کہ اہل احتیاج عرض حال میں

بے ادبی کرتے ہیں ان کو اس کی ممانعت فرمائی جائے۔ قبلۂ عالم نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ نہیں ان کو اس طرز عمل سے روکنا مناسب نہیں ہے۔ ان کی یہ گفتگو میری اصلاح کرتی ہے اور میرے نفس کو تحمل کا خوگر بناتی ہے ؎

بادشاہ رعیت نواز نے کبھی کوئی ایسا حکم نہیں صادر فرمایا جو رفاہ عام کے منافی ہو۔ اور نہ کبھی کسی ایسے فعل کے مرتکب ہوئے جو مخلوق خدا کی پریشانی کا باعث ہوا ہو۔ زنان بازاری و دیگر فواحش کے شیدائی دارالحکومت سے خارج کر دیئے گئے تھے۔ اور تمام ممالک محروسہ میں اسی قسم کے احکام جاری تھے احتساب کا محکمہ قائم تھا اور عاملان احتساب ہر شخص سے بازپرس کرتے۔ اور تمام ممالک محروسہ میں سلطنت کی وسعت کے باوصف احکام شرعی جاری و نافذ تھے ؎

قبلۂ عالم نے کبھی اپنے نفس سے مغلوب ہو کر محض ذاتی بغض و عناد کی بنا پر کسی فرد کو قتل نہیں کرایا۔ اور نہ کسی غیر کو اس سنگین جرم کے ارتکاب کی ہمت ہوئی۔ جہاں پناہ اپنی قدردانی و پایہ شناسی سے سادات وعلما و اولیا کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اور اس طرح اپنے فیض باطن سے بہترین طریقے پر اہل عالم کی رہنمائی کا فریضہ ادا فرماتے تھے ؎

غرض کہ حضرت کے عہد معدلت میں دین متین کا آوازہ بلند ہوا اور جس طرح ملک ہندوستان میں شریعت اسلامی کا کامل لحاظ کیا گیا اسکی نظیر فرمانروایان سابق کے کارناموں میں قطعاً معدوم ہے ؎

غیر مسلم افراد حتی الوسع عہدہائے جلیلہ پر فائز نہیں کئے جاتے تھے۔ اور تمام ممالک محروسہ میں غیر اسلامی معابد اور پرستش گاہوں کا ایسا خاتمہ ہوا اور ان کی بجائے اس قدر کثرت سے مساجد تعمیر کرائے گئے کہ ان کے شمار و اعداد کے قبول کرنے سے عقل حیران رہ جاتی ہے ؎

غیر مسلم افراد میں جو شخص مسلمان ہوتا قبلۂ عالم اس کو خود کلمۂ طیبہ کی تلقین فرما کر خلعت عطا فرماتے تھے ؎

حضرت کے وسطی عہد معدلت میں غیر مسلم رعایا پر جزیہ مقرر کیا گیا۔ اور یہ وہ مذہبی کارنامہ ہے جو حضرت سے قبل کسی اسلامی فرمانروا سے انجام کو

نہ پہنچ سکا؛

جس قدر خیرات و مبرات حضرت کے عہد معدلت میں ہوئی اور جس قدر وظائف علما و فقرا و نیز دیگر اہل احتیاج کو عطا کیئے گئے اسکا عشر عشیر بھی کبھی کسی سابقہ حکومت میں رونما نہ ہو سکا؛

ماہ رمضان میں مبلغ ساٹھ ہزار و دیگر ماہ میں اس سے کم رقم محتاجوں اور اہل استحقاق کو تقسیم کی جاتی تھی؛

قبلۂ عالم نے غربا و مساکین کی راحت رسانی کی غرض سے دارالحکومت و نیز دیگر ممالک میں خیرات خانے قائم فرمائے۔ اور ممالک محروسہ میں جہاں کہیں بھی سرائے و رباط نہیں تھی وہاں ضروری مسافر نواز مکانات کی تعمیر کرائی گئی۔ تمام ممالک محروسہ کی مسجدوں کی ترمیم اور امام و موذن و خطیب کے تقررات ہمیشہ سرکار سے ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ اس کار خیر پر ایک رقم کثیر ہر سال خرچ ہوتی تھی۔ سلطنت کی وسعت کے باوجود ملک کے ہر گوشے میں اس کا پورا انتظام کیا گیا۔ ملک کے ہر شہر اور ہر قصبے میں مدرسین کے لئے وظائف مقرر فرمائے گئے۔ علما کو روزینے اور جاگیریں عطا کی گئی — اور طلبا کے اخراجات اور مدد معاش کے لئے کافی انتظام فرمایا گیا۔ خلد مکان کی اصلی کوشش یہ تھی کہ تمام اہل اسلام مفتی بہا مسائل پر عمل کریں۔ اور حنفی مذہب کے ممتاز مشرب کا ہندوستان میں رواج ہو اور چونکہ مسائل فقہ کتابوں میں ضعیف و مختلف اقوال کے ساتھ مخلوط ہیں، اور ایک مقام پر مرقوم نہیں ہیں اس لئے ایک خاص کتاب جو تمام مسائل پر حاوی ہو موجود نہیں ہے۔ اور جب تک کہ تمام کتابیں مطالعے میں نہ آئیں اور ناظر کا مطالعہ بیحد وسیع اور علم حاضر نہ ہو اس وقت تک ان مسائل کے مطابق حکم دینا بیحد دشوار ہے؛

بادشاہ شریعت پناہ نے ان امور پر لحاظ فرما کر ہندوستان کے نامی و مشاہیر علما کے ایک گروہ کو حکم دیا کہ تمام فقہ کی کتابوں سے مفتی بہا مسائل کا انتخاب کر کے ایک کتاب طیار کریں۔ اس گروہ علما کے صدر شیخ نظام تھے اس کار خیر کو انجام دینے کے لئے علما کے وظائف و دیگر اخراجات کی منظوری

صادر ہوئی۔ چنانچہ اس کتاب کی طیاری میں دو لاکھ روپے صرف ہوئے۔ اور کتاب طیار ہوکر فتاوائے عالمگیری کے نام سے موسوم ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب نے علما و طلبا کو تمام کتب فقہ سے بے نیاز کر دیا۔

بادشاہ رعیت نواز نے غلے اور اناج اور وجوہ راہداری و محصول اسباب و دیگر اموال سائر خاصکر محصول تمباکو کو جو بے حد کثیر رقم تھی اور عملۂ کروڑگیری جس کے وصول کرنے میں تجار کو بے حد تنگ و پریشان کیا کرتا تھا اور خاصکر مسلمانوں کے لئے اور دیگر محاصل مذکورہ کو تمام رعایا کے لئے معاف فرمادیا۔ اور موروثی مطالبات میں جو رقم مناصب میں سے بتدریج مجری ہوکر خزانۂ سرکار خالصہ میں ہر سال داخل کیجاتی تھی اور جس کی وجہ سے خزانہ میں سالانہ معقول رقم داخل ہوتی تھی یک قلم معاف فرمائی گئی۔

محاصل راہداری و کروڑگیری کی جملہ رقم مبلغ تیس لاکھ روپے رعایا کیلئے معاف فرمائی گئی۔

حضرت سے پیشتر یہ قاعدہ تھا کہ امرائے کبار کے متروکات جو سرکار معلی کے مطالبہ وار نہ ہوتے تھے ان کی اولاد سے جو سلاطین سابق کے وقت میں متصدی حکومت ہوتے تھے کمال احتیاط کے ساتھ ضبط کر لئے جاتے تھے۔ اس فعل سے مرحوم امیر کے ماتم زدہ وارث و اعزہ بے حد پریشان و فکرمند ہوتے تھے۔ قبلۂ عالم نے اس قاعدے کو منسوخ فرما کر تمام اہل ملک کو شاد و مطمئن فرمادیا۔

جہاں پناہ نے فرمان مبارک صادر فرمایا کہ تمام ممالک محروسہ میں محاصل موافق احکام شریعت وصول کئے جائیں۔

قبلۂ عالم نے قبل جلوس و بعد جلوس جو معرکے سر کئے اور جو جنگ آزمائیاں فرمائیں وہ حضرت کے حالات میں اپنی اپنی جگہ پر مذکور ہو چکی ہیں۔ مولف اس مقام پر حضرت کی جرات و استقلال کا ایک ادنیٰ واقعہ ناظرین کی آگاہی کے واسطے حوالۂ قلم کرتا ہے۔

جس زمانے میں کہ قبلۂ عالم بلخ میں عبدالعزیز خاں کے مقابلے میں

صف آرا تھے اور غنیم کی فوج نے مور و ملخ کی طرح ہر طرف سے حضرت کو گھیر رکھا تھا نماز کا وقت آگیا۔ جہاں پناہ نے ارادہ فرمایا کہ عین معرکہ کارزار میں نماز سے فراغت حاصل کریں۔ خدام بارگاہ نے حضرت کو منع کیا کہ ایسے نازک وقت میں اپنے سے اس طرح غافل ہونا مناسب نہیں ہے۔ قبلۂ عالم نے اراکین دربار کے معروضے پر توجہ نہ فرمائی۔ اور سواری سے نیچے اُتر کر فرض وسنت ونفل بحد اطمینان کے ساتھ میدان کارزار میں ادا فرمائیں۔ عبدالعزیز خاں والی بخارا نے یہ واقعہ سنا اور حضرت کی شجاعت کا اندازہ کر کے حیران رہ گیا۔ حاکم بخارا نے جنگ سے کنارہ کشی کی اور یہ جملہ زبان سے ادا کیا کہ ایسے شخص سے جنگ کرنا اپنے کو قعر ہلاکت میں گرانا ہے ؂

قبلۂ عالم کے کمالات کسبیہ کا عظیم الشان کارنامہ علوم دینیہ یعنی فقہ وتفسیر وحدیث کی تحصیل ہے۔ جہاں پناہ کو حضرت امام غزالی کے تصنیفات اور شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کے مکتوبات اور شیخ زین الدین وقطب محی الدین شیرازی کے رسائل سے خاص شوق تھا۔ اور یہ کتابیں اکثر مطالعے میں رہتی تھیں ؂

حضرت کے فضائل میں سب سے اہم وعظیم الشان امر حفظ قرآن مجید کی سعادت ہے۔ اگرچہ ابتدا ہی سے قبلۂ عالم کو اکثر سورتیں قرآن مجید کی حفظ تھیں لیکن تمام وکمال کلام پاک کے حفظ سے بعد جلوس بہرہ اندوز ہوئے ؂

حضرت کو قرآن پاک بہت اچھا یاد تھا۔ اور اس امر میں بے حد اہتمام فرماتے تھے کہ کلام الٰہی کو نہایت صحت کے ساتھ یاد رکھیں ؂

قبلۂ عالم کے شروع حفظ کی تاریخ خود قرآن کریم کی آیۃ سنقرئک فلا تنسیٰ ہے۔ اور ختم کلام مجید کا سنہ لوح محفوظ کے اعداد سے برآمد ہوتا ہے ؂

قبلۂ عالم خط نسخ نہایت خوب تحریر فرماتے تھے۔ اور اس کی کتابت پر حضرت کو خاص قدرت حاصل تھی جہاں پناہ نے دو قرآن مجید اپنے قلم خاص سے تحریر فرما کر مبلغ سات ہزار روپے ان کی جلد بندی اور جدول کی

زیب و زینت میں صرف فرمائے۔ اور دونوں نسخے مدینۂ منورہ میں حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ کے اندر بطور نذر رکھوا دیئے۔

قبلۂ عالم خط نستعلیق و شکستہ بھی بہت خوب لکھتے تھے (اور ان خطوط میں بھی حضرت کو کمال حاصل تھا۔)

فن خوشنویسی کے علاوہ جہاں پناہ کو فن انشا میں بھی خاص مہارت تھی۔ اور نثر نگاری و انشاپردازی میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ جہاں پناہ نثر نہایت خوب تحریر فرماتے تھے۔ اور اگرچہ نظم و نثر کے سمجھنے اور لکھنے میں کمال قدرت رکھتے تھے لیکن بے فائدہ اشعار۔ اور خصوصاً کاذب مدح سرائی کے سننے سے پرہیز فرماتے تھے۔ نصیحت آمیز اشعار سے البتہ بے حد ذوق تھا۔

قبلۂ عالم کے تمام کمالات و فضائل کو بیان کرنا خاکسار مولف کی حد امکان سے باہر ہے۔ حضرت کے چند خصائل بیان کرنے کے بعد اس بحث سے دست کش ہوتا ہوں اور دست بدعا ہوں کہ پروردگار عالم حضرت کو آخرت میں دنیا سے زیادہ نعمتیں اور برکات عطا فرمائے۔

بادشاہ دین پناہ کی اولاد امجاد کا ذکر

جہاں پناہ کا بہترین و عمدہ ترین کارنامہ بادشاہزادوں کی تربیت و تعلیم ہے۔ ہر شاہزادہ قبلۂ عالم کی توجہ ظاہری و باطنی کی وجہ سے صلاح و طاعت پرہیزگاری و آداب جہاں داری وغیرہ صفات حسنہ میں یکتائے زمانہ تھا۔

بادشاہزادوں نے حضرت کے زیر سایہ تمام علوم دینی میں مہارت و حفظ کلام اللہ کی سعادت حاصل کی۔ اس کے علاوہ ہر رکن شاہی فن خوشنویسی و انشا میں بے حد مہارت رکھتا تھا۔ اور ترکی و فارسی زبانوں کا اچھا ماہر اور ان زبانوں میں تقریر و تحریر پر بخوبی قادر تھا۔

بادشاہزادوں کی طرح شاہزادیوں کی تعلیم و تربیت میں بھی خاص انتظام و اہتمام فرمایا گیا تھا۔ اور ہر شاہزادی نے عقائد و احکام دینی کی پوری تعلیم حاصل کی تھی۔ شاہزادیاں حق پرستی کی دلدادہ تھیں۔ اور تلاوت و کتابت

قرآن مجید و نیز اعمال خیر میں شبانہ روز بسر کرتی تھیں۔ ہر شاہزادی کو خیرات ومبرات کے مشاغل سے بے حد شوق تھا۔ اور اہل احتیاج ان کے انعام واکرام سے مالا مال ہوتے تھے ؎

پروردگار عالم نے حضرت کو پانچ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں عطا فرمائیں تھیں۔ اور یہ تمام برادر وخواہر مختلف بطن سے عالم وجود میں آئے تھے ؎

ہر چند حضرت کی اولاد امجاد کا ذکر قبلۂ عالم کے کارناموں اور حالات کے ضمن میں عالمگیر نامے اور حقیر کی تالیف میں معرض بیان میں آچکا ہے۔ لیکن خاکسار مولف ناظرین کی مزید آگاہی اور آسانی کے لئے ہر ایک کا مختصر حال جداگانہ تحریر کرتا ہے۔ اور اسی بحث پر اپنی تالیف کو تمام کر کے سعادت دارین سے بہرہ اندوز ہوتا ہے ؎

اولاد ذکور

(۱) بادشاہزادہ محمد سلطان۔ شاہزادۂ مذکور چہارم رمضان ۱۰۴۵ھ کو ملکہ نواب بائی کے بطن سے پیدا ہوئے۔ شاہزادہ محمد سلطان تمام آداب وفضائل سے موصوف تھے۔ تعلیمی حالت بے حد عمدہ تھی۔ حافظ کلام اللہ تھے اور فارسی۔ عربی و ترکی زبانوں میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ قبلۂ عالم کو جس قدر معرکے پیش آئے ان میں بادشاہزادۂ مذکور نے جس طرح داد شجاعت ومردانگی دی اس سے ناظرین بخوبی واقف وآگاہ ہو چکے ہیں۔ شاہزادہ مذکور نے عین عالم جوانی میں سنہ ۲۱ جلوس عالمگیری میں وفات پائی ؎

(۲) مہر سپہر جہانبانی بادشاہ عالم پناہ محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ ؎

حضرت شاہ عالم بہادر تیئسویں رجب ۱۰۵۰ھ کو ملکہ نواب بائی کے بطن سے عالم وجود میں تشریف لائے۔ بادشاہ عالم پناہ اپنی فطری سعادت وحضرت ظل سبحانی کے فیض تربیت سے ابتدائے سن سے کسب کمالات کے دلدادہ تھے۔ طفلی ہی کے زمانے میں حفظ کلام اللہ کی سعادت حاصل کی اور علم قرأت وتجوید کے بہترین ماہر ہوئے۔ حضرت قرآن پاک کی تلاوت

اس دل کشی کے ساتھ فرماتے تھے کہ سامعین کو سیری نہ ہوتی تھی۔ حضرت نے شباب کا زمانہ تحصیل علم میں بسر کیا۔ اور علم کے ساتھ عمل کی بھی توفیق سعید حاصل فرمائی۔ بادشاہ عالم پناہ کو حدیث شریف کے مقدس فن سے خاص دلچسپی تھی۔ اور اس علم میں ایسے ماہر تھے کہ علمائے حدیث حضرت کو سردار محدثین کے لقب سے یاد کرتے تھے؛

علم فقہ میں حضرت کو ایسا ملکہ حاصل ہے کہ شرعی مسائل بلاتکلف قرآن و حدیث سے استنباط فرماتے ہیں۔ عربی زبان میں عرب عربا اور فارسی و ترکی زبانوں میں بہترین اہل زبانوں کے ہم پلہ ہیں؛

فن خوشنویسی میں یکتائے زمانہ ہیں۔ اور مختلف قسم کے خطوط میں مرتبۂ استادی پر فائز ہیں؛

حضرت شاہ عالم بیشتر راتیں ادائے نوافل و تلاوت قرآن مجید میں بسر فرماتے ہیں۔ اور حدیث و فقہ و تفسیر و سلوک کی کتابیں شبانہ روز حضرت کے مطالعے میں رہتی ہیں۔ بادشاہ عالم پناہ نماز صبح اول وقت ادا فرماتے ہیں اور اشراق پڑھ کر مصلے سے اُٹھتے ہیں۔ اور اس کے بعد جھروکے میں جلوس فرما کر رعایا کو دیدار سے مشرف اور ستم رسیدوں کے معروضات کو سماعت فرماتے اور عدل و انصاف کے احکام صادر فرماتے ہیں؛

اس کے بعد حضرت دیوان خاص یا دیوان عام میں رونق افروز ہوتے ہیں اور اس کے بعد دیوان و بخشیان عظام کے ذریعے سے مقدمات ملکی و مالی حضور میں پیش ہوتے ہیں اور اہل عالم کی مراد و آرزو پوری ہوتی ہے؛

نماز ظہر پڑھ کر حرم سرا میں تشریف لے جاتے ہیں۔ اور خاصہ تناول فرمانے کے بعد قدرے قیلولہ فرماتے ہیں۔ تاکہ صحت پر بُرا اثر نہ پڑے۔ نماز عصر سے فراغت حاصل کرنے کے بعد پھر فریادرسی مظلوماں کا دور شروع ہوتا ہے۔ اور قبل مغرب بندگان دولت آداب و مجرا کے

شرف سے سرفراز فرمائے جاتے ہیں۔ نماز مغرب کے بعد مابین مغرب و عشا کا وقت صلوٰۃ و عبادت میں صرف ہوتا ہے۔ اور نماز عشا ثلث لیل میں ادا فرما کر شبستان عشرت میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اور رات کو اسی طرح بہترین طریقے پر بسر فرما کر ذخیرۂ آخرت فراہم فرماتے ہیں ؛
اللہ تعالیٰ اس سایۂ رحمت کو تادیر اہل عالم کے سر پر قائم و سلامت رکھے ؛

(۳) شاہ عالی جاہ بادشاہزادہ محمد اعظم ؛
بادشاہزادۂ ممدوح الصدر ملکۂ عالم دلرس بانو بیگم دختر شاہ نواز خاں صفوی کے بطن سے بارہ شعبان ۱۰۶۳ھ کو پیدا ہوئے۔ تمام اوصاف شجاعت و شرافت بادشاہزادے کی پیشانی مبارک پر روز روشن کی طرح ظاہر و ہویدا تھے۔ حضرت خلد مکان کی تربیت اور اپنی خداداد قابلیت سے تمام فضائل انسانی و صفات حسنہ سے موصوف تھے ؛
حضرت خلد مکان فرزند رشید کے اطوار سے بے حد خوش و راضی تھے۔ اور اس میں شبہ نہیں کہ بادشاہزادۂ مذکور شجاعت و فہم و فراست میں اپنے تمام ہمعصروں میں خاص طور پر ممتاز تھے ؛
شاہ عالیجاہ کو حضرت خلد مکان کی خدمت میں مرتبۂ مصاحبت حاصل تھا حضرت جہاں پناہ اکثر فرماتے تھے کہ میاں مصاحب بے بدل بدل نزدیک است شاہ عالیجاہ نے اٹھارھویں ربیع الاول کو حضرت خلد مکان کی وفات کے تین ماہ بیس یوم کے بعد معرکہ کارزار میں وفات پائی ؛

(۴) بادشاہزادۂ محمد اکبر۔ بادشاہزادہ مذکور بارھویں ذی الحجہ سنہ ۱۰۶۳ھ کو ملکۂ دلرس بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اور حضرت خلد مکان کے سایۂ عاطفت میں تمام کمالات و آداب حاصل کئے ؛
اس شاہزادے کی وفات جو حکمرانی کا دلدادہ تھا ایران میں ۴۸ سنہ جلوس عالم گیری میں واقع ہوئی ؛
ہر چند کہ شاہزادہ مذکور نے والد ماجد سے منحرف ہو کر خداوند مجازی

کو اپنے سے ناراض کیا اور مدت العمر سایۂ عاطفت سے محروم رہا لیکن دو امر ایسے ہیں جن کی بناپر یہ امید کیجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کی مغفرت فرمائی ہوگی؛

اول یہ کہ حضرت خلد مکان بارہا فرماتے تھے کہ اکبر نے نماز باجماعت کبھی قضا نہیں کی۔ اور جوش مذہبی میں اس کو مخالفین ملت سے خوف نہیں آتا دوسرے یہ کہ وفات کے بعد شاہزادے کو حضرت امام رضا رضی اللہ عنہ کے جوار میں خوابگاہ نصیب ہوئی؛

خاکسار مولف مناسب خیال کرتا ہے کہ حضرت کے اس فرمان کی نقل جو سرگروہ ارباب دانش نواب عنایت اللہ خاں نے حسب الحکم شاہزادہ بیدار بخت کو روانہ کیا تھا مزید آگاہی کے لئے ہدیۂ ناظرین کرے؛

واضح ہو کہ جس زمانے میں منعم خاں وکیل حضرت شاہ عالم کا عہدۂ دیوانی پر تقرر ہوا اور خان مذکور کابل روانہ ہوا تو اس کو اکبر کے ارادۂ فاسد کی بابت تاکید فرمائی گئی کہ ہوشیاری سے کام لے ارشاد ہوا کہ شاہزادۂ محمد اکبر اس زمانے میں فراہ نواح قندھار میں مقیم ہے۔ اور والئے قندھار کے مشورے سے قدم آگے نہیں بڑھاتا شاہزادۂ مذکور اس امر کا منتظر ہے کہ اگر حوادث زمانہ سے قضیۂ ناگزیر پیش آجائے اور حضرت شاہ عالم کابل سے ہندوستان روانہ ہوں تو اکبر قندھار سے کابل و لاہور پہنچکر آتش فتنہ و فساد گرم کرے؛

ان فرزند بہادر کو بھی جو اپنے پدر بزرگوار شاہ عالیجاہ کے ہمراہ ہونگے بہ طریق وصیت لکھا جاتا ہے کہ جب کبھی کہ معرکہ آرائی کے سامان ولوازم ظاہر ہوں تو بہ حد امکان صلح و نرمی سے کام لیں۔ اور فساد و جنگ آزمائی سے کنارہ کشی کریں مثل مشہور ہے کہ در افتادن بر افتادن کا مصداق ہے ایسا نہ ہو کہ ہنگامۂ عجیب برپا ہو۔ تم کو چاہئے کہ خلائق پر رحم کرو۔ اور امت مرحومہ کو پامال و تباہ نہ ہونے دو؛

سنہ ۱۰۷۸ھ

(۵) بادشاہزادہ محمد کام بخش۔ شاہزادۂ موصوف دسویں رمضان کو بائی اودے پوری کے بطن سے پیدا ہوئے۔ خدیو دین و دولت کے فیض ارشاد

وتربیت سے شاہزادۂ مذکور نے حفظ کلام اللہ کی سعادت حاصل کی۔ اور تحصیل علوم میں اپنے تمام برادران عالی مقدار پر سبقت لے گئے ؛ بادشاہزادے کو ترکی زبان میں عمدہ مہارت تھی۔ اور مختلف اقسام کے خطوط کی کتابت میں استاد زمانہ تھے ؛

بادشاہزادۂ مذکور کی شجاعت وجبلی سخاوت کا جوان خاصان حق کا حصہ ہے تاکجا ذکر کیا جائے ؛

محمد کام بخش نے خلد مکان کی رحلت کے دو سال بعد میدان کارزار میں وفات پائی ؛

اولاد دختری

(۱) تقدس مآب جناب زیب النسا بیگم بادشاہزادی زیب النسا بیگم ملکۂ عالم دلرس بیگم کے بطن سے دسویں شوال سنہ ۱۰۴۸ کو پیدا ہوئیں شاہزادی صاحبہ نے حضرت خلد مکان کے زیر سایہ حفظ کلام اللہ کی سعادت حاصل کی۔ اور قبلۂ عالم نے اس کے صلے میں تیس ہزار اشرفیاں بطور انعام مرحمت فرمائیں۔ اس کے علاوہ علوم عربی وفارسی کی تحصیل کی۔ اور فن خطاطی میں کمال مہارت پیدا کی۔ شاہزادی صاحبہ ہر قسم کے خطوط یعنی نسخ ونستعلیق وشکستہ نہایت خوبی کے ساتھ تحریر فرماتی تھیں ؛

شاہزادی ہنر پرور وعلم شناس تھیں اور ہمیشہ کتابوں کے جمع کرنے ونیز جدید تصنیف وتالیف کو جاری رکھنے میں کوشاں رہتی تھیں شاہزادی کا کتب خانہ ہر حیثیت سے نادر الوجود تھا۔ علما وفضلا اور خوشنویسوں کا ایک گروہ اس سرکار سے فیض یاب ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ ملا صفی الدین اردبیلی نے شاہزادی کے حکم سے تفسیر کبیر کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ جو زیب التفاسیر کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب کے علاوہ اور دیگر رسائل بھی تقدس مآب کے نام نامی سے معنون ہوئے ؛

حضرت زیب النسا بیگم نے جہاں پناہ کی حیات میں سنہ ۴۶ جلوس عالم گیری مطابق سنہ ۱۱۱۳ھ میں وفات پائی ؛

(۲) قدسی القاب زینت النسا بیگم ،

زینت النسا بیگم بھی ملکۂ عالم دلرس بانو بیگم کے بطن سے غرۂ شعبان ۱۰۵۳ھ میں پیدا ہوئیں۔ یہ شاہزادی بھی حضرت خلد مکان کی توجہ و فیض تربیت سے کمالات اور عقائد و احکام دینی و مسائل شرعی سے بخوبی واقف و آگاہ تھیں۔ اہل احتیاج و استحقاق کا ایک گروہ کثیر شاہزادی کے خوان نعمت سے بہرہ اندوز ہے۔

(۳) ثریا جناب بدر النسا بیگم۔

بدر النسا بیگم ملکہ نواب بائی کے بطن سے نہم شوال ۱۰۵۷ھ کو عالم وجود میں آئیں۔

شاہزادی نے بھی والد ماجد کے زیر سایہ فیض تربیت حاصل کیا۔ اور حفظ کلام اللہ کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئیں۔

نواب بدر النسا بیگم نے علوم دینی کی تحصیل کی۔ اور ہمیشہ علم کے ساتھ عمل کو بھی ملحوظ رکھا۔

شاہزادی نے ۱۳ جلوس عالمگیری میں رحلت فرمائی۔

(۴) فلک احتجاب زبدۃ النسا بیگم۔

شاہزادیٔ مذکور چھبیسویں رمضان ۱۰۶۱ھ کو دلرس بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ اور ہمیشہ طاعت و عبادت و تحصیل علم میں عمر بسر کی۔ اور ذخیرۂ سعادت فراہم کرتی رہیں۔ شاہزادی شاہزادہ سپہر شکوہ پسر دارا شکوہ حبالۂ عقد میں دی گئی تھیں۔

ان محترم شاہزادی نے بھی حضرت خلد مکان کے ماہ رحلت میں وفات پائی۔ لیکن ان کے ارتحال کی خبر حضرت تک نہ پہنچ سکی۔

(۵) عفت نقاب مہر النسا بیگم۔

شاہزادی مہر النسا بیگم اورنگ آبادی محل کے بطن سے سوم صفر ۱۰۷۲ھ کو عالم وجود میں آئیں اور ۵۰ھ جلوس عالمگیری میں وفات پائی بادشاہزادی شاہزادۂ ایزد بخش پسر مراد بخش کی زوجہ تھیں۔

خاتمہ

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ

این نقش کہ آرزوئے من بست ٭ بر فوز عظیم یافتم دست

فن تاریخ کے ماہرین و بزرگان عصر کے حالات کی تلاش و جستجو کرنے والے حضرات اس صحیفۂ سعادت پزیری یعنی مآثر عالمگیری کے مطالعہ کرتے ہیں اگر اس کتاب کے مولف ہیچمدان ساقی کی عیب جوئی کر کے اس پر اعتراض فرمائیں تو مولف نا مستعد پیشتر ہی سے اپنی معذوری کا اظہار کرتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ ارباب بصیرت بہ خوبی آگاہ ہیں کہ دریا کی امواج کو سوں سے شمار کرنا اور پہاڑ کو ناخن سے کھودنا محال ہے ٭

خاکسار ساقی کے ایسے بے استعداد شخص سے اس قدر بھی بہت ہے اور بس ٭

صحت نامۂ مآثرِ عالمگیری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳	۱۰	شیاہ	بادشاہ	۱۴۶	۳	کہ	کبر
۱۱	۷	ن	میں	؍؍	۸	پنجا	پنجاہ
۱۳	۶	ـــ ۷	سے	۱۵۰	۲	حمدۃ الملک	جمدۃ الملک
۳۸	۱۷	والیس	اس کے	؍؍	۲۳	بسرمایا	بسر فرمایا
۳۹	۱۴	اس	اور اس	۱۶۷	۹	محبب الدین	منتجب الدین
؍؍	۱۹	مفسد نیتو کو جو کو جو	مفسد نیتو کو جو	۱۹۰	۲۲	ہو	ہوا
۴۹	۱۶	یہ امیر	امیر	۲۰۰	۲۳	لی	کی
۵۵	۲۵	قورگی	قوربیگی	۲۰۷	۱	بند اراین	بند رابن
۵۹	۱ و ۳	ملتف خاں	ملتفت خاں	۲۰۹	۱۵	خنجر یا علاقہ	خنجر با علاقہ
۸۳	۱۳	جمیدہ بیگم	حمیدہ بیگم	۲۱۱	۱۷	تقریرات	تقصیرات
۹۰	۹	تاب	قاب	۲۱۲	۲	ناظرہین	ناظرین
۱۱۳	۲	کے مطالعہ امر قابلیت	کی قابلیت	۲۲۳	۲۲	یمی	یعنی
۱۳۱	۶	دارسلطنت	دار السلطنت	۲۲۴	۱	اعرہ	اعزہ
۱۳۲	۱۲	مند پور	مندسور	۲۲۵	۲۰	حکم	حکومت
۱۴۱	۱۱	نماز جمعہ صبح	نماز صبح	۲۲۸	۲۵	کیا	نہ کیا
۱۴۳	۱۴	زمین زماں	زمین و زماں	۲۲۹	۲۴	گرانی	رانی
؍؍	۲۲	تلاق	شلاق	۲۳۰	۹	نے	سے

۲۳۲	۴	بیویات	بیوتات
۲۳۷	۳	بگانہ	یگانہ
۲۳۸	۶	ملامال	مالامال
۲۴۱	۴	لے	کے
۲۴۴	۲	چارسواروں	چارسوسواروں
"	۲۰	آلہ آباد	الہ آباد
۲۴۶	۱۰	گرزبرداوراں	گرزبرداراں
۲۶۰	۱	اہمکو	ہمکو
۲۶۳	۱۳	واسلام	اَلسلام
۲۶۵	۱	ہوجائیں	ہوئیں
۲۷۳	۸	امیرسے	امیرنے
۲۷۵	۲۰	ملنگتوش	یلنگتوش
"	۲۴	اخلاص کیش	اخلاص کیش
۲۸۰	۵	کسی	کئی
۲۸۳	۱۷	ناگواری	ناگوری
۲۹۳	۱۵	مسکون	شگون
۲۹۶	۲	یہ امیرنے	یہ امیر

۲۹۹	۱۹	کو	کوہ
۳۰۰	۴	دراوازے	دروازے
۳۰۲	۱۷	ہوگئے	ہوگیا
۳۱۰	۹	بردبادی	بردباری
۳۲۸	۲۴	کے	کا
۳۲۹	۱	شمشیرکمان	شمشیروکمان
"	۱۲	گرلے	گولے
۳۳۸	۲۰	اژدہا	اژدرہا
۳۵۴	۱۲	دددواسپہ	دواسپہ
۳۵۷	۷	ناک اڑاتا	خاک اڑاتا
۳۶۰	۱۵	ولا	وکلا
۳۶۲	۱۴	امرالامیر	امیرالامرا
۳۶۴	۱۲	غرض	غرض سے
۳۶۶	۲۰	کے سمیت	کی سمت
۳۷۹	۲۲	کندانہ	کندانہ کے
۳۹۱	۲۰	اہل عاکم	اہل عالم